اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۵

فتاویٰ عالمگیریہ

[illegible]

اهتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علما

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر دار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظرہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت "فتاویٰ عالمگیریہ"

جلد ۵

*

فتاوٰی عالمگیری مترجم حامل المتن، اردو مع عربی نمبروار احکام کے ساتھ

مترجم ـــــ حضرت مولانا قاضی محمد صادق بن حافظ رحمۃ اللہ قادری

کتابت ـــــ راجہ غلام رسول، بھوتہ شریف ضلع گجرات

طباعت ـــــ عکسی

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ، ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ـــــ اعلیٰ سفید

تاریخ اشاعت ـــــ نومبر ۱۹۸۶ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

مطبع ـــــ فضل ربی پریس راولپنڈی

مقام اشاعت ـــــ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ صدر راولپنڈی

*

طبع شدہ اوراق کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

علمی شاہکار (تعارفی و سوانحی کتاب) قیمت -/۱۶

جلد ۲، نماز کی بحث، احکام ۲۶۱۹، قیمت -/۷۰

جلد ۴، روزہ کی بحث، احکام ۵۱۰، قیمت -/۱۷

جلد ۶، نکاح کے ابواب، احکام ۵۰۷، قیمت -/۴۸

جلد ۱۳، احکام المرتدین، احکام ۳۹۰، قیمت -/۳۰

جلد ۴۶، ۴۷، ۴۸، ذبح اور قربانی کی بحثیں، احکام ۱۰۴، قیمت -/۳۵

[illegible] ۹، نظر، کھانے اور قبروں کی زیارت کے احکام ۴۴۴ قیمت -/۲۶

جلد ۱، طہارت کی بحث، احکامات ۱۲۳۶، قیمت -/۳۵

جلد ۳، زکوٰۃ کی بحث، " ۵۳۱، قیمت -/۱۷

جلد ۵، حج کی بحث، احکامات ۱۰۱۹، قیمت -/۶۵

جلد ۱۱، ۱۲، حدود و سرقہ کی بحث، احکامات ۸۵۵، قیمت -/۵۰

جلد ۲۵، شہادتوں کی بحث، احکامات ۸۱۱، قیمت -/۵۶

جلد ۴۸، ذکر و مصحف اور مسجد کے احکام، احکامات ۱۹۵، قیمت -/۱۲

جلد ۵۵، قصاص و دیت کی بحث، احکامات ۹۸۸، قیمت -/۵۴

*

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۱-۱۰-۲۰/۲ ـــــ GM/۹-۹۷۰/۹۶۹۰۴ ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ راولپنڈی پنجاب،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۱-۴-۱۳/ C.S.D-A/۲ M ۲۸-۵۶/۲۸۳۸۷ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۱-۱۴/۱۹۹۷۴/۱۹۶۵-B/11 /B . V . P : F/DE ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ کراچی،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۲-۱۲-۳۰ /۵/۴/۲۳۱/۳۵-۲۳ ناظم تعلیمات مظفر آباد، ـــــ حکومت آزاد کشمیر۔

ناشر و معاون ناظم، صوفی محمد رفیق طارق نقشبندی (خادم دربار عالیہ گھمکول شریف کوہاٹ)، ناظم بستان العلوم القاسمیۃ

الرحمانیۃ النقشبندیۃ کڈھالہ (باب الکشمیر) تحصیل بھمبر ضلع میرپور آزاد کشمیر براستہ برھنگ گجرات، پاکستان،

ملنے کا پتہ: قاضی محمد صادق ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، مکان نمبر ۱۰ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ، ڈاکخانہ جی پی او راولپنڈی

مجلس منتظم اشاعت فتاوی عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعۂ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بین الناس بالفتاوی الهندیة۔ فی مذهب الامام الاعظم ۔ ابی حنیفة النعمان رح صاحب القدر الافخم ۔ تالیف جماعة من علماء الهند الاعلام رح۔ وکان رئیسهم فی تالیفها العلامة الهمام مولانا الشیخ نظام رحمة الله ۔ وذلك بامر السلطان ابی المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بهادر عالمگیر علیه وعلیهم رحمة المولی اللطیف الخبیر ۔ آمین ۔

جلد ۵

الجلد الخامس ۔ کتاب المناسك

پانچویں جلد ۔ حج کی عبادات کی بحث

ابواب ۱۷	عنوانات ۴۳
تفسیر الحج وفرضیته ووقته وشرائطه وارکانه وواجباته	حج کی تفسیر ۔ فرضیت ۔ شرائط ۔ ارکان اور واجبات
سنن الحج وآدابه ومحظوراته والمیقات	حج کی سنتیں ۔ آداب ۔ حج میں ممنوع امور اور میقات
الاحرام وکیفیة الحج والعمرة والقران والتمتع والجنایات	احرام ۔ حج کی کیفیت ۔ عمرہ ۔ قران ۔ تمتع اور جنایات
مجاوزة المیقات بغیر احرام واضافة الاحرام الی الاحرام والاحصار	میقات سے بغیر احرام گذرنا ۔ ایک احرام سے دوسرا احرام ملانا اور حج سے رکاوٹ
فوات الحج والحج عن الغیر ووصیة الحج ونذر الحج	حج فوت ہوجانا ۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنا ۔ حج کی وصیت اور منت
زیارة النبی صلی الله علیه وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
دفعات ۲۸۸ تا ۳۳۰	تعداد شق ۱۰۱۹

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری ۔ فاضل خیر المدارس ۔ فاضل اردو ۔ فاضل فارسی ۔ فاضل عربی ۔ مترجم و ناظم

مجلس منتظم اشاعت فتاوی عالمگیریہ ۔ میانہ موہڑہ ڈاکخانہ قریال ضلع راولپنڈی (حال) راولپنڈی

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کیساتھ) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری ؒ کی زیر نگرانی اور علمائے ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری ؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفے سے ہزاروں۔ لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلسِ منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

فہرست ——— جلد ۵

حج کی تفسیر۔ فرضیت۔ وقت۔ شرائطِ وجوب۔ شرائط صحتِ ادا۔ ارکان۔ واجبات۔ سنن۔ آداب۔ محظورات۔ اور متعلقہ مسائل۔ میقات۔ احرام باندھنا اور متعلقہ مسائل۔ احرام کے بعد کے احکام۔ حج کی کیفیت اور متفرقات۔ عمرہ۔ قران۔ تمتع۔ احرام میں خوشبو اور تیل لگانا۔ پہننا۔ بال مونڈانا۔ ناخن تراشنا اور متعلقہ مسائل۔ احرام میں جماع۔ طواف۔ سعی۔ رمل اور رمی میں قصور۔ احرام میں شکار۔ حرم شریف کے درخت۔ بغیر احرام میقات سے گذرنا۔ ایک احرام سے دوسرا احرام ملانا۔ احرام کے بعد حج سے روکے جانا اور اسکا حکم۔ حج فوت ہونا۔ دوسرے کی طرف سے حج۔ حج کی وصیت۔ ہدی کی پہچان۔ جائز و ناجائز ہدی۔ ہدی میں مسنون و مکروہ اور جائز و ناجائز کام۔ ہدی کی منت۔ حج کی منت۔ متفرق مسائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے احکام۔ ابواب ۱۷، دفعات ۲۸۸ تا ۳۳۰۔ عنوانات ۴۳۔ تعداد شق ۱۰۱۹

فہرست عکس و نقشہ جات متعلقہ جلد ۵

تعداد خاکہ ۱، تعداد عکس ۱۹، تعداد نقشہ جات ۸

نمبر شمار	عکس یا نقشہ	تفصیل مقامات	حوالہ متعلقہ	صفحہ عکس و نقشہ
۰	خاکہ	اعمال حج تمتع، قران اور عمرہ	حکم نمبر ۲۹۳ کا حاشیہ، ۲۴/۲۹۶ کا حاشیہ، سـ۲۰۵ کا حاشیہ، سـ۳۰۶ کا حاشیہ اور سـ۳۰۷ کا حاشیہ	۱۵۸۱
۱	نقشہ	میقات برائے احرام	۱/۲۹۹، ۱۰/۲۹۹	۱۴۰۲
۲	"	خانہ کعبہ و متعلقات	۵/۳۰۳، ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۲، ۵، ۱۸، ۲۰/۳۰۳، ۳۲/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۳۸/۳۰۳، ۴۱/۳۰۳ - ۴۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ج - ۱۹۶/۳۰۳	۱۴۰۲
۳	عکس	مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ و متعلقات	۴/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ، ۴/۳۰۳ کے دوسرے حاشیہ کا ج، ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا سـ۱	۱۴۰۳
۴	نقشہ	مسجد حرام کی حدود قدیم و جدید	۴/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ج، ۴۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ج	۱۴۰۳
۵	عکس	خانہ کعبہ و متعلقات مع حطیم و میزاب	۷ و/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا سـ۱۳، ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا سـ۴، ۶، ۱۸، ۲۰/۳۰۳ کے حاشیہ کا و، ۳۲/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ	۱۴۰۴
۶	"	حجرِ اسود	۹/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ، ۱۱/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ	۱۴۰۴
۷	"	مقام ابراہیم ؑ	۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا سـ۵، ۳۲/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ص	۱۴۰۵
۸	"	صفا و مروہ	۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا سـ۷ تا ۹، ۴۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ج	۱۴۰۵
۹	نقشہ	مکہ مکرمہ تا منیٰ، عرفات، مزدلفہ جمرے	۶۶/۳۰۳، ۱۰۳/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۱۲۴/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۱۶۴/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ، ۱۸۳/۳۰۳	۱۴۰۶
۱۰	عکس	مسجد خیف (منیٰ)	۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا سـ۱۰، ۱۱، ۵۷ و/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا سـ۱، ۶۶/۳۰۳	۱۴۰۷
۱۱	"	مسجد نمرہ (عرفات)	۶۷ ب/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۷۲/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۹۲ و/۳۰۳ کا حاشیہ	۱۴۰۷
۱۲	"	عرفات و جبل رحمت	۶۶ د/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ، ۹۲ و/۳۰۳ کا حاشیہ	۱۴۰۸
۱۳	"	مزدلفہ و مسجد مزدلفہ	۱۰۳/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۱۰۸/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ	۱۴۰۸
۱۴	"	جمرہ عقبہ (منیٰ)	۱۲۴/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ، ۱۷۶/۳۰۳، ۱۸۱/۳۰۳	۱۴۰۹
۱۵	"	بابِ کعبہ	۷ و/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا سـ۱۴، ۱۵، ۱۶/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ	۱۴۰۹
۱۶	نقشہ	راستہ مکہ مکرمہ تا جدہ و مدینہ منورہ	۶/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ	۱۴۱۰
۱۷	عکس	مدینہ منورہ و مسجد نبویؐ	۴/۳۳۰ کا حاشیہ، ۶/۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ، ۸/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ	۱۴۱۰
۱۸	نقشہ	مسجد نبویؐ کی حدود قدیم و جدید و متعلقات و حجرہ شریف	۴/۳۳۰ کا حاشیہ، ۱۵/۳۳۰ کا پہلا و دوسرا حاشیہ، ۱۶/۳۳۰ کا پہلا و چوتھا حاشیہ، ۱۹/۳۳۰ کے تیسرے حاشیہ کا د، ۲۰/۳۳۰ کا حاشیہ، ۲۷/۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ، ۳۱/۳۳۰ کا حاشیہ، ۳۲/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ	۱۴۱۱
۱۹	عکس	مسجد نبویؐ مع متعلقات داخلی	۴/۳۳۰ کا حاشیہ، ۱۶/۳۳۰ کے پہلے حاشیہ کا ر، س، ۱۶/۳۳۰ کا تیسرا و چوتھا حاشیہ، ۳۱/۳۳۰ کا حاشیہ، ۳۲/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۳۳/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ	۱۴۱۲
۲۰	"	گنبدِ خضرا	۲۰/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۲۰/۳۳۰ کے پہلے حاشیہ کا سـ۱۲، ۱۷	۱۴۱۲
۲۱	"	حجرہ شریف، مقصورہ شریف، و دیگر تفصیل	۱۹/۳۳۰ کے تیسرے حاشیہ کا د، ۲۰/۳۳۰ کے پہلے حاشیہ کے مندرجات	۱۴۱۳
۲۲	"	مسجد قبا	۴۰/۳۳۰ کے حاشیہ کا سـ۱	۱۴۱۳
۲۳	"	جبلِ احد و شہداء احد رضی اللہ عنہم	۳۹/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ	۱۴۱۴
۲۴	"	جنۃ البقیع	۳۷/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۳۸/۳۳۰ کا حاشیہ	۱۴۱۴
۲۵	نقشہ	جنۃ البقیع	۳۷/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۳۸/۳۳۰ کا حاشیہ	۱۴۱۵
۲۶	عکس	مدینہ منورہ میں مسجد ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ	۴۰/۳۳۰ کا حاشیہ اور اس کا سـ۶ تا ۱۰	۱۴۱۵
۲۷	نقشہ	مدینہ منورہ کی مساجد و پہاڑ	۸/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۳۹/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ، ۴۰/۳۳۰ کا حاشیہ	۱۴۱۶

دفعات و شق نمبر	الباب الاوّل فی تفسیر الحج وغیرہ — تفسیر الحج	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

کتاب المناسک

وفیہ سبعۃ عشر بابا

ابواب ۱۷ ـ دفعات ۲۸۸ تا ۲۳۰ ـ عنوانات ۴۳ ـ تعداد شق ۱۰۱۹

الباب الاوّل فی تفسیر الحج وفرضیتہ ووقتہ وشرائطہ وارکانہ وواجباتہ وسننہ وآدابہ ومحظوراتہ

دفعات ۲۸۸ تا ۲۹۸ ـ عنوانات ۱۱ تعداد شق ۱۰۲

۲۸۸ـ تفسیر الحج

تعداد شق ۱

۱ـ	(اما تفسیرہ) فھو انہ عبارۃ عن الافعال المخصوصۃ من الطواف والوقوف فی وقتہ محرما بنیۃ الحج سابقا	ھکذا فی فتح القدیر

ــــہ ردالمحتار میں ہے کہ چونکہ حج مالی اور بدنی عبادت سے مرکب ہے اور عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ نیز اسلام کی پانچ بنیادوں پر مشتمل حدیث شریف (مندرجہ مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۔ بروایت عمر رضی اللہ عنہ بحوالہ صحیحین) میں حج کا ذکر دوسرے ارکان سے متأخر ہے۔ لہٰذا حج کی بحث دوسرے ارکان سے بعد میں لائی گئی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ حج کی بحث مکمل ہونے پر ارکان اسلام میں سے عبادات خالصہ پوری ہو جاتی ہیں۔ ان عبادات خالصہ سے مراد یہ ہے۔ کہ نماز۔ زکوۃ۔ روزہ اور حج کی عبادتیں جن کی ادائیگی صحیح قرار پانے کے لئے نیت شرط ہے اور جن کی مشروعیت ہی بطور عبادت ہے۔ پس یہ ارکان عبادات خالصہ میں اور اسلام میں دوسری عبادات مثلاً نکاح اور وقف وغیرہ بھی نیت کے ساتھ عبادت قرار پاتے ہیں۔ مگر ان کی مشروعیت محض عبادت کی غرض سے نہیں ہے اور اسی لئے وہ عبادت کی نیت کے بغیر بھی صحیح قرار پا سکتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از

حوالہ	حج کی تفسیر کا بیان — پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام	دفعات وشق نمبر
	وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا مجلس منتظمہ ترجمہ فتاوی عالمگیریہ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے، جو تمام کائنات کا رب ہے اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں - ان کی آل پر ان کے اصحاب پر، سب پر ہو - **حج کی (عبادات کی) بحث** اس بحث میں سترہ باب ہیں ابواب ۱۷ - دفعات ۲۸۸ تا ۳۳۰ - عنوانات ۴۳ - تعداد شق ۱۰۹ **پہلا باب - حج کی تفسیر - اسکی فرضیت - وقت - شرطیں ارکان - اسکے واجبوں - سنتوں - آداب اور اسمیں ممنوع امور کے احکام** دفعات ۲۸۸ تا ۲۹۸ - عنوانات ۱۱ ، تعداد شق ۱۰۲	
	حج کی تفسیر اور اس میں ۱ شق ہے	۲۸۸
فتح قدیر	حج کی تفسیر - حج[۲] ان مخصوص کاموں کا نام ہے - جو حج کی پیشگی نیت کے ساتھ احرام[۳] کی حالت میں بروقت وقوف[۴] عرفات اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے -	۱

ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۱۸۸ ملخصاً (مترجم) ۲ـــہ حج کی بحث میں حج اکبر یعنی حج کے متعلق ردالمحتار میں بحوالہ علامہ نوح مذکورہ چھ اقوال کا خلاصہ درج ذیل ہے (۱) حج اکبر ہے جسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا اور یہی قول مشہور ہے - (۲) حج اکبر یوم عرفہ (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ) ہے خواہ وہ جمعہ کا دن ہو یا غیر جمعہ ہو - (۳) حج اکبر یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) ہے (۴) حج اکبر ایام منیٰ ہیں (۵) قران حج اکبر اور صرف حج، حج اصغر ہے (۶) حج کرنا حج اکبر اور عمرہ کرنا حج اصغر ہے - ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۳۴۹ - نیز ردالمحتار میں بحوالہ المعراج ایک صحیح حدیث منقول ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ دنوں میں سب سے افضل عرفہ کا دن ہے - جبکہ اس دن جمعہ ہو - اور اسے ستر حج پر فضیلت ہے - ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۴۴ وکذا فی حاشیہ طحطاوی صفحہ ۴۰۲ نیز حکم نمبر ۱۱۴/۲۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو - اور عمرہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ـــہ احرام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ـــہ وقوف کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۰۳ ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج — فرضیۃ الحج	حوالہ
٢٨٩	**فرضیۃ الحج** تعداد شق ٥	
١	(واما فرضیته) فالحج فریضة محکمة ثبتت فرضیتها بدلائل مقطوعة حتی یکفر جاحدها	کذا فی محیط السرخسی
٢	وان لا یجب فی العمر الا مرة	کذا فی محیط السرخسی
٣	وهو فرض علی الفور وهو الاصح فلا یباح له التأخیر بعد الامکان الی العام الثانی	کذا فی خزانة المفتیین
	فاذا اخره وادی بعد ذلک وقع اداء	کذا فی البحر الرائق
	وعند محمد یجب علی التراخی والتعجیل افضل	کذا فی الخلاصة
	والخلاف فیما اذا کان غالب ظنه السلامة اما اذا کان غالب ظنه الموت اما بسبب الهرم او المرض فانه یتضیق علیه الوجوب اجماعا	کذا فی الجوهرة النیرة
٤	وثمرة الخلاف تظهر فی حق المأثم حتی یفسق وترد شهادته عند من یقول علی الفور	کذا فی التبیین
٥	فلو حج فی آخر عمره فلیس علیه الاثم بالاجماع ولو مات ولم یحج اثم بالاجماع	کذا فی التبیین
٢٩٠	**وقت الحج** تعداد شق ٢	
١	(واما وقته فاشهر معلومات) والاشهر المعلومات شوال وذوالقعدة وعشر ذی الحجة	کذا فی الظهیریة
٢	واذا عمل شیئا من اعمال الحج من طواف وسعی قبل اشهر الحج لا یجوز واذا عمل فیها یجوز	کذا فی الظهیریة

سے ١ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت آیت لِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ الآیۃ - آل عمران ١٠ کی رو سے سنہ ٩ھ یعنی عام الوفود کے آواخر میں ہوئی - ماخوذ از رد المحتار ج ٢ ص ١٩٠ اور نماز زکوۃ اور روزہ کی فرضیت کے متعلق علی الترتیب حکم نمبر ٩٨ ، ٢٢١ ، ٢٦٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) سے ٢ گواہی میں گواہ کے معتبر ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٧/٢٢٧ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ٣ رد المحتار میں ہے کہ یہاں حج کے اعمال سے مراد احرام کے علاوہ ہیں - پس یہ حکم اس حکم کے منافی نہ قرار پائے گا کہ اگر کسی شخص نے حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھا تو مع الکراھۃ کفایت کر جائیگا - اور اگر کسی نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو

دفعات ذیلی نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج فرض ہونے کا بیان	حوالہ
۲۸۹	**حج کی فرضیت** اور اسمیں ۵ شقیں ہیں	
۱	حج کی فرضیت - حج ایک ایسا فرض محکم ہے[۱] - جس کی فرضیت قطعی دلیلوں سے ثابت ہے - حتی کہ اسکا منکر کافر قرار پاتا ہے -	محیط سرخسی
۲	حج تمام عمر میں (صرف) ایک مرتبہ ہی واجب (یعنی فرض) ہے -	محیط سرخسی
۳	(ل) حج[۱] (کی فرضیت کے بعد اس کی) کی ادائیگی فوری طور پر فرض ہے - یہی حکم زیادہ صحیح ہے - پس اگر اس سال حج کر سکتا ہو تو اس کے لئے یہ مباح نہیں ہے کہ دوسرے سال تک تاخیر کرے - پھر[۲] اگر کسی نے حج کی ادائیگی میں تاخیر کی اور بعد میں حج کر لیا تو وہ حج ادا قرار پائے گا -	خزانۃ المفتین بحر رائق
	(ب) اور امام محمدؒ کے ہاں (حج کی فرضیت کے بعد) حج ادا کرنے کی فرضیت مہلت کے ساتھ ہے - البتہ جلد ادا کرنا افضل ہے -	خلاصہ
	(ج) مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے - جبکہ اسے اپنی سلامتی کا گمان غالب ہو اور اگر بہت بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے اسے اپنی موت کا گمان غالب ہو تو اس پر حج کی ادائیگی کا وقت بالاجماع تنگ ہو جاتا ہے -	جوہرہ نیرہ
۴	مذکورہ اختلاف کا ثمرہ اسکے گنہگار قرار پانے کے حکم میں ظاہر ہوتا ہے - حتی کہ جن کے ہاں حج کی ادائیگی فوری طور پر فرض ہے ان کے ہاں (حج فرض ہونے کے بعد اسس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا) وہ شخص فاسق قرار پائے گا - اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی[۳] -	تبیین
۵	اگر اس (مذکورہ) شخص نے آخر عمر میں حج کر لیا - تو اس پر گناہ باقی نہیں رہتا - اس پر اجماع ہے اور اگر وہ شخص حج کئے بغیر مر گیا تو وہ گنہگار ہے اس پر (بھی) اجماع ہے -	تبیین
۲۹۰	**حج کا وقت** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	حج (کے کاموں) کے لئے وقت معلوم مہینے ہیں - اور معلوم مہینے شوال - ذوالقعدہ اور (پہلے) دس[۱] دن ذوالحجہ کے ہیں -	ظہیریہ
۲	اگر کسی شخص نے حج کے اعمال میں سے کوئی عمل[۳] مثلاً طواف اور سعی حج کے مہینوں سے پہلے کی تو جائز نہ ہوگا - اور حج کے مہینوں میں کرنا جائز ہوگا -	ظہیریہ

آئندہ سال کے حج کے لئے احرام باندھا تو یہ احرام حج کے مہینوں میں ہونے کی وجہ سے مکروہ نہ ہوگا - مگر ایسا کرنا اپنے آپ پر امن نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہونا چاہیئے - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۰۶ اور ہدایہ میں ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام جائز قرار پا کر اس سے حج منعقد ہو جاتا ہے اسس لئے کہ احرام باندھنا حج کے لئے شرط ہے پس وہ نماز کے وقت سے پہلے طہارت کے مشابہ ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۶۳ - اور شرح وقایہ میں ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے - ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۲۴۶ اور تمتع - قران اور عمرہ کے احرام کے متعلق علی الترتیب حکم نمبر ۱/۳۰۶ ، ۲/۳۰۷ اور ۳/۳۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج — فریضة الحج	حوالہ
۲۹۱-	**شرائط وجوب الحج** تعداد شق ۵۸	
۱	(واما شرائط وجوبه) فمنها الاسلام حتی لو ملك مابه الاستطاعة حال کفره ثم اسلم بعد ما افتقر لایجب علیه شیٔ بتلك الاستطاعة بخلاف لو ملکه مسلما فلم یحج حتی افتقر حیث یتقرر الحج فی ذمته دینا علیه	کذا فی فتح القدیر
۲	ولو حج ثم ارتد ثم اسلم لزمه اخری اذا استطاع	کذا فی السراجیة
۳	(ومنها العقل) فلا یجب علی المجنون وفی المعتوه خلاف	کذا فی البحر الرائق
۴	(ومنها البلوغ) فلا یجب علی الصبی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ولو ان الصبی اذا حج[۵] قبل البلوغ فلا یکون ذلك عن حجة الاسلام ویکون تطوعا	کذا فی شرح الطحاوی
۶	ولو احرم ثم بلغ قبل الوقوف بعرفة ان مضی علی احرامه یکون تطوعا وان جدد التلبية او استانف الاحرام بعد الادراک ثم وقف بعرفة یکون عن حجة الاسلام بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی
۷	وکذا المجنون اذا افاق والکافر اذا اسلم قبل الوقوف بعرفة فجدد الاحرام	کذا فی البدائع
۸	ولوجاوز المیقات بغیر احرام ثم احتلم بمکة واحرم من مکة اجزأه عن حجة الاسلام ولم یکن علیه بمجاوزة المیقات بغیر احرام شیٔ	کذا فی فتاوی قاضیخان

[۱] حکم نمبر ۵۸/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] معتوہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶۶/۲۰۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور رد المحتار میں ہے کہ معتوہ ناقص العقل کو کہتے ہیں اور بعض کے ہاں معتوہ بغیر جنون مدہوش کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۴ (مترجم) [۳] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ فخر الاسلام رحمہ کے ہاں معتوہ پر بچہ کی طرح عبادات میں سے کچھ لازم نہیں دبوسی رحمہ کے ہاں اس پر احتیاطاً عبادات واجب ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۱۹۳ وھکذا فی البحر الرائق ج ۲ ص۳۱۱ نیز حکم نمبر ۶۵/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] بچہ کے حج کے متعلق حکم ۱۲ تا ۱۸/۳۰۴ ملاحظہ ہو وھکذا فی فتح القدیر ج ۱ ص۴۳۲ ۔نیز حکم ۵۸/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] فتاوی عالمگیری نسخہ

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج کا وقت اور حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-	**حج واجب ہونے کی شرطیں** اور اسمیں ۵۸ شقیں ہیں	
۱	حج واجب ہونے کی (۱۰) شرطوں میں سے ایک شرط اسلام ہے۔ (۱) حتی کہ اگر کوئی شخص اپنے کفر کے زمانہ میں حج کی استطاعت کا مالک ہوا پھر مفلس ہونے کے بعد مسلمان ہوا۔ تو (سابقہ) استطاعت کی وجہ سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ (ب) لیکن اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت کا مالک ہوا اور حج نہ کیا پھر وہ مفلس ہوگیا تو اسکے ذمہ حج بطور قرض باقی رہے گا۔	فتح قدیر
۲	اگر کسی (مسلمان) شخص نے حج کیا پھر وہ مرتد ہوگیا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ تو اگر اسے حج کی استطاعت ہے۔ تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ حج کرے۔	سراجیہ
۳	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط عاقل ہونا ہے۔ پس (۱) مجنون پر حج واجب نہیں۔ (ب) ضعیف العقل ۲؎ پر حج واجب ہونے کے متعلق اختلاف ہے ۳؎	بحرالرائق
۴	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط بالغ ہونا ہے۔ پس بچہ پر ۴؎ حج واجب نہیں۔	قاضیخان
۵	جب کسی بچے نے بلوغت سے پہلے حج کیا تو اس کا وہ حج اسلام کا فرضِ حج نہیں قرار پائے گا۔ البتہ وہ حج نفل ہوگا۔	شرح طحاوی
۶	(۱) اگر کسی بچہ نے احرام باندھا پھر عرفات میں وقوف سے پہلے بالغ ہوگیا۔ اور اس نے اسی احرام پر حج کے اعمال کئے تو اس کا وہ حج نفل ہوگا۔ (ب) اور اگر اس نے بالغ ہونے کے بعد (فرض حج کیلئے) تلبیہ از سر نو کہا ۶؎ یا احرام از سر نو باندھا پھر عرفات میں وقوف کیا۔ تو اس کا وہ حج بالاجماع اسلام کا فرض حج قرار پائے گا۔	شرح طحاوی
۷	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے۔ کہ اگر عرفات میں وقوف سے پہلے کسی مجنون کو افاقہ ہوگیا۔ یا کافر اسلام لے آیا۔ اور پھر اس نے (فرض حج کیلئے) از سر نو احرام باندھا (اور پھر عرفات میں وقوف کیا تو اس کا حج فرض حج قرار پائے گا۔)	بدائع
۸	اگر کوئی بچہ میقات (یعنی احرام باندھنے کے لئے مقررہ جگہ) سے احرام کے بغیر گزر گیا۔ پھر مکہ میں اسے احتلام ہوا (یعنی وہ بالغ ہوگیا) اور اس نے مکہ سے احرام باندھا تو اسے اسلام میں فرض حج سے کفایت کرجائیگا۔ اور بغیر احرام میقات سے گزر آنے کی وجہ سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ ۷؎	قاضیخان

مطبوعہ امیریہ و میمنیہ مصری میں ہے "حج اذا" درج تھا مگر فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۱ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۹ھ مطبع مجیدی کانپور میں یوں ہے: "اذا حج" اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے یہی درست ہے لہذا یہی درج ہے (مترجم) ۶؎ مطلب یہ ہے کہ اگر اس بچے نے بالغ ہونے کے بعد عرفات میں وقوف سے پہلے فرض حج کے لئے از سر نو احرام باندھا تو اسکا وہ حج فرض حج کے لئے جائز قرار پائے گا۔ جیسا کہ احرام کے بعد بالغ ہونے والے بچہ کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ "ولو جدد الصبی الاحرام قبل الوقوف ونوی حجۃ الاسلام جاز- ہدایہ ج ۱ ص ۲۳۰ نیز حکم نمبر ۲/۳۱۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷؎ اس لئے کہ میقات سے گزرتے وقت حج اور احرام کا اہل نہ تھا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ عربی ج ۱ ص ۲۸۱ نیز حکم ۱۰/۲۹۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-۹	(ومنها الحرية) فلا حج على عبد ولو مدبرا او ام ولد مكاتبا او مبعضا او ماذونا له فى الحج ولو كان بمكة لعدم ملكه	كذا فى البحر الرائق
۱۰	ولو حج قبل العتق مع المولى لا يجزيه عن حجة الاسلام وعليه حجة الاسلام اذا عتق ولو اعتق فى الطريق قبل الاحرام واحرم وحج اجزأه عن حجة الاسلام ولو احرم قبل العتق ثم جدد الاحرام بعد العتق لا يجزيه ذلك عن حجة الاسلام	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۱	(ومنها القدرة على الزاد والراحلة) بطريق الملك او الاجارة دون الاعارة والاباحة سواء كانت الاباحة من جهة من لا منة له عليه كالوالدين والمولودين او من غيرهم كالاجانب	كذا فى السراج الوهاج
۱۲	ولو وهب له مال ليحج به لا يجب عليه قبوله سواء كان الواهب ممن تعتبر منته كالاجانب او لا تعتبر كالابوين والمولودين	كذا فى فتح القدير
۱۳	وتفسير ملك الزاد والراحلة ان يكون له مال فاضل عن حاجته وما سوى مسكنه ولبسه وخدمه واثاث بيته قدر ما يبلغه الى مكة ذاهبا وجائيا راكبا لا ماشيا وسوى ما يقضى به ديونه ويمسك لنفقة عياله ومرمة مسكنه ونحوه الى وقت انصرافه	كذا فى محيط السرخسى
۱۴	ويعتبر فى نفقته ونفقة عياله الوسط من غير تبذير ولا تقتير	كذا فى التبيين

ـــه حکم نمبر ۶ / ۲۹۱ میں بچہ کے متعلق حکم اور حکم نمبر ۱۰ / ۲۹۱ میں غلام کے متعلق حکم میں فرق ہے۔ وجہ فرق کے متعلق شرح وقایہ مع حاشیہ میں ہے کہ اگرچہ بچہ اور غلام دونوں میں حج واجب ہونے کی اہلیت نہیں مگر چونکہ بچہ غیر مکلف ہے اس کا احرام غیر لازم ہے۔ پس اس کا پہلا احرام کالعدم قرار پانے گا اور غلام عاقل بالغ اور مکلف ہے اسکا احرام لازم ہے پس وہ محض دوسرا احرام شروع کرنے کی بنا پر پہلے احرام سے نہیں نکل سکتا۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع حاشیہ ج ا صـ ۲۴۷ وھکذا فی فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ عربی ج ا صـ ۲۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱ - ۹	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط آزاد ہونا ہے۔ پس غلام پر حج واجب نہیں ہے۔ اگرچہ وہ غلام مدبر ہو یا ام ولد ہو - مکاتب ہو یا اس کا کچھ حصہ آزاد شدہ ہو یا وہ حج کے لیئے اجازت یافتہ ہو - اور خواہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو - اسلیئے کہ اسکی کچھ ملک نہیں ہوتی -	بحر الرائق
۱۰	(ا) اگر کسی غلام نے اپنے آقا کے ساتھ حج کیا۔ تو اس کا وہ حج اسلام کے فرض حج کے لئے کفایت نہ کرے گا اور آزاد ہونے کے بعد فرض حج لازم ہو گا۔ (جبکہ حج واجب ہونے کی شرائط پائی جائیں) (ب) اگر کوئی غلام (حج کے) راستہ میں احرام سے پہلے آزاد ہو گیا - پھر اس نے احرام باندھا اور حج کیا تو اس کا وہ حج اسلام کے فرض حج کے لئے کفایت کر جائیگا - (ج) اگر کسی غلام نے آزاد ہونے سے پہلے احرام باندھا پھر اس نے آزاد ہونے کے بعد (فرض حج کیلئے) از سر نو احرام باندھا تو اس کا وہ حج اسلام کے فرض حج کے لئے کفایت نہ کرے گا[۱]	قاضیخان
۱۱	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اسے زادِ راہ اور سواری پر قدرت حاصل ہو - بایں صورت کہ وہ اس کا مالک ہو - یا اس نے سواری کا کرایہ دینے سے قدرت حاصل کی ہو - اور اگر مانگ کر لینے یا کسی کی طرف سے مباح کر دینے کی وجہ سے اسے قدرت حاصل ہو تو اس سے اس پر حج واجب نہیں ہوتا - خواہ اسکی طرف سے مباح ہو - جس کی طرف سے اس پر احسان معتبر نہیں ہوتا مثلاً والدین یا اولاد یا ان کے علاوہ مثلاً اجنبی لوگوں نے مباح کیا ہو -	سراج وہاج
۱۲	اگر کسی شخص کو حج کرنے کے لئے مال ہبہ کیا گیا تو اس پر اس مال کا قبول کرنا واجب نہیں ہوتا - خواہ ہبہ کرنے والا ان لوگوں میں سے ہو جن کے احسان کا اعتبار ہوتا ہے - مثلاً غیر لوگ یا وہ ان لوگوں میں سے ہو - جن کا احسان معتبر نہیں ہوتا - مثلاً والدین اور اولاد -	فتح قدیر
۱۳	سواری اور توشہ کا مالک ہونے سے مراد یہ ہے کہ (ا) اسکے پاس اپنی اصلی ضرورت[۲] سے زیادہ مال ہو یعنی رہائش کے لئے گھر - لباس - خدام اور گھر کے اسباب کے علاوہ اتنا سرمایہ ہو کہ وہ سواری پر مکہ جا سکے[۳] اور اس میں پیدل چلنے کا اعتبار نہیں[۴] (ب) نیز وہ سرمایہ اسکے علاوہ ہو جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے - (ج) نیز حج سے واپسی کے وقت تک اپنے اہل وعیال کا خرچ - اپنے رہائشی مکان کی مرمت اور اسکی مانند ضرورت کا خرچ بھی جمع رکھے[۵]	محیط سرخسی
۱۴	حاجی کے اپنے خرچ اور اسکے اہل وعیال کے خرچ میں اوسط درجہ کے خرچ کا اعتبار ہو گا - جسمیں نہ	

[۲] اصلی ضرورت کا مفہوم حکم نمبر ۲۳۸ میں بھی ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حج کے زادِ راہ میں سرکاری محصول - معلمین کی فیس اور حج کے دیگر ضروری اخراجات بھی شامل ہوں گے - اور تبرکات وتحائف کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ وہ ضروریات میں شامل نہیں - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۶ - نیز اگر زادِ راہ دیگر ضروری اخراجات اور شرائط وجوب حج موجود ہوں اور مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات موجود نہ ہوں تب بھی حج فرض ہو جاتا ہے اور مدینہ منورہ کی حاضری کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۴۰ اور حج کی استطاعت کے متعلق حکم نمبر ۱۸ تا ۲۰/۲۹۱ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۰/۲۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۰/۲۹۱، ۲۰/۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۵۲/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-		
۱۵	والعیال من تلزمہ نفقتہ	کذا فی البحرالرائق
۱۶	ولا یترک نفقۃ لمابعد ایابہ فی ظاہر الروایۃ -	کذا فی التبیین
۱۷	والراحلۃ تعتبر فی حق کل انسان مایبلغہ فمن قدر علی رأس زاملۃ وامکنہ السفر علیہ وجب والافان کان مترفہا فلا بد من ان یقدر علی شق محمل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	ولا تثبت الاستطاعۃ بعقبۃ الاجیر وھو ان یکتری رجلان بعیرا واحدا یتعاقبان فی الرکوب یرکب احدھما مرحلۃ اوفرسخا ثم یرکبہ الآخر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	وکذا لو وجد مایکتری بہ مرحلۃ ویمشی مرحلۃ لم یکن موسرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	وفی الینابیع یجب الحج علی اھل مکۃ ومن حولھا ممن کان بینہ وبین مکہ اقل من ثلثۃ ایام اذا کانوا قادرین علی المشی وان لم یقدروا علی الراحلۃ ولکن لابد ان یکون لھم من الطعام مقدار مایکفیھم وعیالھم بالمعروف الی عودھم	کذا فی السراج الوہاج
۲۱	الفقیر اذا حج ماشیا ثم أیسر لا حج علیہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	اذا وجد مایحج بہ وقد قصد التزوج یحج بہ ولا یتزوج لان الحج فریضۃ اوجبہا اللہ تعالی علی عبدہ	کذا فی التبیین
۲۳	اذا کان لہ دار یسکنہا وعبد یستخدمہ وثیاب یلبسہا ومتاع یحتاج الیہ لا تثبت بہ الاستطاعۃ	کذا فی الخلاصۃ
۲۴	وفی التجرید ان کان لہ دار لا یسکنہا وعبد لا یستخدمہ فعلیہ ان یبیعہ ویحج بہ	کذا فی الخلاصۃ

سلہ ردالمحتار میں ہے کہ بعض شروح میں اور کتب لغت میں راحلہ کی تعبیر سواری کے لائق اونٹ سے کی گئی ہے خواہ نر ہو یا مادہ - اسلئے کہ اونٹ ہی سواری کا ایسا جانور ہے - جو انسان اور اسکے سامان کو اٹھا کر حج کا لمبا سفر کرسکتا ہے - جبکہ گدھا اور خچر ایسا نہیں کرسکتے - سوائے اس کے کہ مکہ شریف تھوڑے فاصلہ پر ہو - مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ۱۹۵ - نیز حکم نمبر ۲۱/۲۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو - (مترجم) سلہ البحرالرائق ج ۲ صـ۳۱۲ میں ہے کہ زاملہ پر قادر ہونے کا مفہوم مقتب کی سواری پر قادر ہونا ہے اور ترجمہ منتہی الارب ج ۲ صـ۵۸۸ میں ہے کہ قتب پالان کو کہتے ہیں اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ راحلہ یعنی اگر مقتب پر سواری کرنے پر قادر ہو ورنہ پھر محارہ یعنی ہودج کے مشابہ چیز کی طرف پر قادر ہونے سے

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-	فضول خرچی ہو اور نہ کنجوسی ہو۔	تبیین
۱۵	عیال سے مراد وہ لوگ ہیں - جن کا خرچ اس کے ذمہ لازم ہے۔	بحرالرائق
۱۶	ظاہر روایت کے بموجب حج سے لوٹ کر آنے کے بعد کے لئے خرچ چھوڑنے کا اعتبار نہیں۔	تبیین
۱۷	سواری میں ہر انسان کے لئے اس سواری کا اعتبار ہے۔ جو اسے پہنچا سکے [۱] پس جو شخص پالان [۲] والی سواری پر قادر ہو اور اس پر حج کا سفر کر سکتا ہو تو اس پر حج واجب ہے۔ ورنہ اگر وہ آسودہ ہے تو اس پر حج تب واجب ہوگا - جب وہ محمل (یعنی ہودج) کی ایک طرف [۳] پر قادر ہو۔	قاضیخان
۱۸	حج کے لئے سواری کی استطاعت باری باری کی سواری کی استطاعت سے ثابت نہیں ہوتی اور باری باری کی سواری یوں ہے کہ دو آدمی ایک اونٹ کرایہ پر لیں اور باری سے سوار ہوں - ایک منزل یا ایک فرسنگ ایک سوار ہو اور پھر ایک منزل یا ایک فرسنگ دوسرا شخص سوار ہو [۴]۔	قاضیخان
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی شخص کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ ایک منزل کرایہ کی سواری پر چلے - اور ایک منزل پیدل چلے تو اس سے وہ مالدار قرار نہ پائے گا [۵]۔	قاضیخان
۲۰	ینابیع میں ہے کہ مکہ اور اسکے ارد گرد رہنے والے وہ لوگ جن کے گھروں اور مکہ شریف کے درمیان تین دن سے کم سفر ہو اور وہ پیدل چل سکتے ہوں تو خواہ وہ سواری پر قادر نہ ہوں ان پر حج واجب ہو جاتا ہے [۶] لیکن ان کے پاس اتنی مقدار میں خرچ خوراک کا ہونا ضروری ہے جو ان کے لوٹنے تک انہیں اور ان کے عیال کے لئے اچھی طرح کافی ہو۔	سراج وہاج
۲۱	اگر کسی مفلس نے پیدل حج کیا۔ پھر وہ مالدار ہو گیا تو اس پر (دوبارہ) حج واجب نہیں [۷]۔	قاضیخان
۲۲	اگر کسی شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ اس سے حج کر سکتا ہے۔ اور اس کا ارادہ نکاح کرنے کا بھی ہے۔ (اور اس کا مال حج یا نکاح کے لئے کفایت کرتا ہے) تو وہ اس مال سے حج کرے۔ نکاح نہ کرے اسلئے کہ حج ایک فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر لازم کیا ہے [۸]۔	تبیین
۲۳	اگر کسی شخص کے پاس اپنی رہائش (کی ضرورت) کے لئے گھر۔ خدمت کے لئے غلام۔ پہننے کیلئے کپڑے اور ضرورت کا اسباب ہو تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔	خلاصہ
۲۴	تجرید میں ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس ایسا مکان ہو۔ جو اسکی رہائش (کی ضرورت) کا نہیں اور ایسا غلام ہے جس سے وہ خدمت نہیں لیتا تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس (مکان اور غلام) کو بیچے اور اس سے حج کرے [۹]۔	خلاصہ

استطاعت ثابت ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۴ (مترجم) [۳] البحرالرائق میں ہے شق المحمل سے مراد ہودج کی دو طرفوں میں سے ایک طرف ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۳۱۳ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱۳/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۳/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱۳/۲۹۱ اور ۲۰/۲۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] جیساکہ البحرالرائق ج ۲ ص ۳۱۲ میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا مفلس جب میقات پر پہنچ جائے تو سواری کی شرط میں وہ مکی کے حکم میں ہے (اور مکی کیلئے سواری کی شرط کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۹۱ ملاحظہ ہو) لیکن اگر مذکورہ مفلس نے نفل حج کی نیت کی تو مالدار ہونے پر اسپر دوبارہ حج لازم ہوگا۔ اور مالدار آفاقی کیلئے بھی یہی حکم ہونا چاہیئے جبکہ وہ میقات پر پہنچکر سواری نہ پائے ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۵ (مترجم)

[۸] حکم نمبر ۲۵/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حکم نمبر ۱۳، ۲۳، ۳۰/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-۲۵	فان لم یکن له مسکن ولا شیئ من ذلك وعنده دراهم یبلغ بها الحج او یبلغ ثمن مسکن وخادم وطعام وقوت فعلیه الحج فان جعلها فی غیر الحج اثم	کذا فی الخلاصة
۲۶	وکذا من کان له ثیاب لا یمتهنها کان علیه ان یبیع و یحج بثمنها ان کان بثمنها وفاء بالحج	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷	ولوکان له منزل یکفیه بعضه لا یلزمه بیع الفاضل لاجل الحج	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	اذا کان له منزل یسکنه ویمکنه ان یبیع ویشتری بثمنه منزلا ادون منه و یحج بالفضل لم یلزمه ذلك	کذا فی المحیط
۲۹	وان اخذ به فهو افضل	کذا فی الایضاح
۳۰	ولا یجب بیع مسکنه والاقتصار علی السکنی بالاجارة اتفاقا	کذا فی البحر الرائق
۳۱	قالوا فی کتب الفقه اذا کانت لفقیه وهو محتاج الی استعمالها لا تثبت بها الاستطاعة وان کانت لجاهل تثبت بها الاستطاعة	کذا فی المحیط
۳۲	وان کانت کتب الطب والنجوم تثبت الاستطاعة سواء کان یحتاج الی استعمالها والنظر فیها اولا یحتاج	کذا فی المحیط
۳۳	قال بعض العلماء ان کان الرجل تاجرا یعیش بالتجارة فملك مالا مقدار مالو رفع منه الزاد والراحلة لذهابه وایابه ونفقة اولاده وعیاله من وقت خروجه الی وقت رجوعه ویبقی له بعد رجوعه رأس مال التجارة	

سلہ ردالمحتار میں ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ وہ وقت اس شہر سے حج کے لئے نکلنے کا ہو اور اس وقت سے پہلے اسے اجازت ہے کہ اس رقم سے جو چاہے خریدے۔ جیسا کہ نکاح کرنے کے ارادہ کے متعلق حکم بھی یوں ہی ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۷۔ نیز حکم ۵۸/۲۹۱

دفعات وشق نمبر	پہلا باب۔ حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-۲۵	اگر کسی شخص کے پاس رہائش کے لئے گھر نہ ہو اور نہ مذکورہ قسم کی کوئی چیز ہو۔ البتہ اس کے پاس اتنی رقم موجود ہے کہ وہ اس رقم سے حج کر سکتا ہے۔ یا وہ اس رقم سے مکان۔ خادم۔ اور نان نفقہ کی قیمت دے سکتا ہے۔ تو اس پر لازم ہے کہ وہ حج کرے۔ پس اگر اس نے وہ رقم (مذکورہ صورت میں) کسی اور کام میں خرچ کی تھی تو اس نے گناہ کیا [1] (جبکہ حج واجب ہونے کی دیگر شرطیں موجود ہوں)	خلاصہ
۲۶	اگر کسی شخص کے پاس ایسے کپڑے ہوں جنہیں وہ استعمال نہیں کرتا۔ اور ان کی قیمت اتنی ہے کہ اس رقم سے حج کر سکتا ہے۔ تو اس پر لازم ہے کہ انہیں بیچے اور حج کرے۔	قاضیخان
۲۷	اگر کسی شخص کے پاس ایسا گھر ہو کہ اس کا بعض حصہ اسے کافی ہوتا ہے۔ تو اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ حج کرنے کے لئے زائد حصہ بیچے۔	قاضیخان
۲۸	اگر کسی شخص کے پاس رہائشی مکان ہے۔ اور اسکے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اس مکان کو بیچے اور اس کی قیمت میں سے اس سے کم قیمت کا مکان خریدے اور زائد رقم سے حج کرے۔ تو اسے ایسا کرنا لازم نہیں ہے [2]	محیط
۲۹	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ایسا کیا (یعنی بڑھیا مکان بیچ کر گھٹیا خریدا اور زائد رقم سے حج کر لیا) تو افضل ہے۔	ایضاح
۳۰	ایسا کرنا بالاتفاق واجب نہیں کہ کوئی شخص حج کرنے کیلئے اپنا رہائشی مکان بیچ ڈالے اور پھر کرائے کے مکان پر اکتفا کرے۔	بحرالرائق
۳۱	فقہاء نے کہا ہے کہ جس کے پاس فقہ کی کتابیں ہوں (جن کی قیمت سے وہ حج کر سکتا ہے) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر وہ کسی فقیہ کی ہیں۔ جسے ان کتابوں کے استعمال کی ضرورت [3] ہوتی ہے۔ تو (اسکے لئے) ان کتابوں کی وجہ سے حج کی استطاعت ثابت نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر وہ کتابیں کسی جاہل کی ہیں تو (اسکے لئے) ان کتابوں کی وجہ سے (حج کی) استطاعت ثابت ہوگی۔	محیط
۳۲	اگر کسی کے پاس علم طب اور علم نجوم کی کتابیں ہوں (جن کی قیمت سے حج کر سکتا ہے) تو (اسکے لئے) ان کتابوں کی وجہ سے استطاعت ثابت ہوگی۔ خواہ اسے ان کے استعمال اور مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہو یا نہ [4]	محیط
۳۳	بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص تاجر ہو۔ اس تجارت پر ہی اس کا گزارہ ہو۔ اور وہ اتنے مال کا مالک ہو جائے کہ وہ حج کے لئے جانے اور آنے کے لئے زادِ راہ اور سواری کا خرچ اور گھر سے نکلنے کے وقت سے لیکر واپسی تک اپنے اہل وعیال کا خرچ نکالے تو واپسی کے بعد اسکے پاس اصل مال تجارت	

ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۱/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ضمنی نمبر ۹/۲۲۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] جیسا کہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے اور تجارت کی پونجی اور پیشہ وروں اور کاشتکاروں کے آلات کے متعلق حکم نمبر ۳۳ تا ۳۶/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرالحج وغیرہ شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۳-۱	التی کان یتجربہا کان علیہ الحج والا فلا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	وان کان محترفا یشترط لوجوب الحج ان یملك الزاد والراحلة ذھابا وایابا ونفقة عیاله واولادہ من وقت خروجه الی رجوعه ویبقی له آلات حرفته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وان کان صاحب ضیعة ان کان له من الضیاع مالوباع مقدار مایکفی الزاد والراحلة ذاھبا وجائیا ونفقة عیاله واولادہ ویبقی له من الضیعة قدرما یعیش بغلة الباقی یفترض علیه الحج والا فلا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	وان کان حراثا اکارا فملك مالا یکفی الزاد والراحلة ذاھبا وجائیا ونفقة عیاله واولادہ من خروجه الی رجوعه ویبقی له آلات الحراثین من البقر ونحو ذلك کان علیه الحج والا فلا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷	(ومنها العلم بکون الحج فرضا) والعلم المذکور یثبت لمن فی دارالاسلام بمجرد الوجود فیها سواء علم بالفرضیة اولم یعلم ولا فرق فی ذلك بین ان یکون نشاء علی الاسلام اولا فیکون علما حکمیا ولمن فی دارالحرب باخبار رجلین اورجل وامرأتین ولو مستورین اوواحد عدل وعندھما لا تشترط العدالة والبلوغ والحریة فیه	کذا فی البحرالرائق
۲۸	(ومنها سلامة البدن) حتی ان المقعد والزمن والمفلوج ومقطوع الرجلین لایجب علیهم حتی لایجب علیهم الاحجاج ان ملکوا الزاد والراحلة ولا الایصاء فی المرض وکذا الشیخ الذی لایثبت علی الراحلة وکذلك المریض	کذا فی فتح القدیر

۱؎ معتبر شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۲۶۷}$ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۴۱}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۵۷، ۵۸}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ المقعد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۱۵۷}$ کا حاشیہ

دفعات دستی نمبر	پہلا باب۔ حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-	بچ رہتا ہے جس سے وہ تجارت کرتا تھا۔ تو اس پر حج واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔	قاضیخان
۲۴	اگر کوئی شخص پیشہ ور ہے تو اس پر حج واجب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اتنے مال کا مالک ہو کہ حج کیلئے آنے جانے میں زاد راہ اور سواری کا خرچ اور حج کے لئے نکلنے کے وقت سے لے کر واپسی تک اس کے اہل وعیال کا خرچ نکالنے کے بعد اسکے پاس اس کے پیشہ کے اوزار باقی رہیں۔	قاضیخان
۲۵	اگر کوئی شخص مزروعہ زمین کا مالک ہے تو اگر اسکے پاس اتنی زمین ہے کہ اگر اس میں سے اسقدر بیچ ڈالے جس کی قیمت اسے حج کیلئے آنے جانے کے زاد راہ۔ سواری کے خرچ اور اس کے اہل وعیال کے خرچ کے لئے کافی ہو اور اس کے پاس باقی زمین اتنی بچ رہے۔ کہ اس باقی کی آمدنی سے اسکی گذر ہو سکے تو اس پر حج فرض ہوگا ورنہ نہیں۔	قاضیخان
۲۶	اگر کوئی شخص ہل سے کاشتکاری کرتا ہے اور وہ اتنے مال کا مالک ہے کہ حج کے لئے آنے جانے میں زاد راہ اور سواری کے خرچ اور حج کے لئے گھر سے نکلنے سے لے کر واپسی تک اس کے اہل وعیال کے خرچ کے لئے کافی ہو اور اسکے پاس کھیتی کرنے کے آلات میں سے مثلاً بیل وغیرہ باقی رہیں۔ تو اس پر حج واجب ہوگا۔ ورنہ نہیں۔	قاضیخان
۲۷	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے حج کی فرضیت کا علم ہو۔ (ل) مذکورہ علم دارالاسلام میں رہنے والے شخص کے لئے صرف دارالاسلام میں موجود ہونیکی بناپر ثابت قرار پائے گا۔ خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ اور اس حکم میں اس سے کچھ نہیں پڑتا کہ اس نے حالت اسلام میں پرورش پائی یا نہ۔ پس وہ حکماً حج کی فرضیت جاننے والا قرار پائے گا۔ (ب) مذکورہ علم دارالحرب میں رہنے والے کے لئے تب ثابت ہوگا۔ کہ اسے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں حج فرض ہونے کی خبر دیں۔ خواہ ان خبر دینے والوں کا حال پوشیدہ ہو۔ یا اسے کوئی ایک معتبر ۱؎ شخص خبر دے۔ اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں مذکورہ علم بہم پہنچانے میں خبر دینے والے کا معتبر۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط ہے۔	بحرالرائق
۲۸	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط بدن کی ۲؎ سلامتی ہے (ل) حتی کہ چلنے سے معذور ۳؎ (گٹھیا کا مریض) معطل اعضا والا اپاہج (لنجا) اور وہ شخص جس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔ ان سب پر حج واجب نہیں۔ بلکہ ان پر یہ بھی واجب نہیں ہے۔ اگر وہ زاد راہ اور سواری کے مالک ہوں۔ تو اپنی طرف سے کسی تندرست آدمی کو حج کرائیں اور نہ ان پر بیماری کے دوران حج کے متعلق وصیت لازم ہے۔ اسیطرح وہ بوڑھا جو سواری پر قائم نہیں رہ سکتا (اس پر بھی حج واجب نہیں ہے) اور اسی طرح مریض ۴؎ کیلئے بھی یہی حکم ہے (اس پر بھی حج واجب نہیں ہے)۔	فتح قدیر

ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ مریض قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-	ھذا ظاھر المذھب عن ابی حنیفۃ ؒ وھو روایۃ عنھما وظاھر الروایۃ عنھما انہ یجب علیھم فان احجوا اجزأھم مادام العجز مستمرا بھم فان زال فعلیھم الاعادۃ بانفسھم وظاھر ما فی التحفۃ اختیارہ فانہ اقتصر علیہ وکذا الاسبیجابی ؒ وقواہ المحقق فی فتح القدیر	کذا فی البحر الرائق
۳۹	والحق بھم المحبوس والخائف من السلطان الذی یمنع الناس من الخروج الی الحج وکذا لا یجب الاحجاج عنھم	کذا فی النھر الفائق
۴۰	والاعمی اذا ملك الزاد والراحلۃ ان لم یجد قائدا لا یلزمہ الحج بنفسہ فی قولھم وھل یجب الاحجاج بالمال فعند ابی حنیفۃ ؒ لا یجب وعندھما یجب وان وجد قائدا عند ابی حنیفۃ ؒ لا یجب الحج بنفسہ وعن صاحبیہ ؒ فیہ روایتان	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	ولو ملك الزاد والراحلۃ وھو صحیح البدن ولم یحج حتی صار زمنا او مفلوجا لزمہ الاحجاج بالمال بلا خلاف	کذا فی المحیط
۴۲	ولو تکلف ھؤلاء الحج بانفسھم سقط عنھم حتی لو صحوا بعد ذلك لا یجب علیھم الاداء	ھکذا فی فتح القدیر
۴۳	(ومنھا امن الطریق) قال ابو اللیث ؒ ان کان الغالب فی الطریق السلامۃ یجب وان کان خلاف ذلك لا یجب وعلیہ الاعتماد	کذا فی التبیین

ف ۱ اگر یہ معذور خود حج کریں تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۲۹۱ نیز حکم ۵۴/۲۹۱ ملاحظہ ہو البتہ بچہ یا غلام خود حج کرے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۵ ، ۱۰/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ف ۲ اور ملحق بہ کیا گیا نمبر ۳۸/۲۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ف ۳ حکم نمبر ۴۲ ، ۵۴/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ف ۴ اور اگر بحالت عذر) معذور کو حج کی استطاعت ہوئی تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۸/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب۔ حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-	یہ حکم امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر مذہب کا ہے۔ اور صاحبینؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ (ب) اور صاحبین (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) سے ظاہر روایت یہ ہے کہ ان (مذکورہ سب) پر حج واجب ہے۔ پس اگر وہ اپنی طرف سے کسی اور شخص کو حج کرادیں تو جب تک ان میں وہ عذر موجود ہے۔ ان کیلئے وہ حج کافی ہے۔ اور اگر ان کا وہ عذر دور ہو جائے تو ان پر لازم ہے کہ وہ خود حج لوٹائیں ؎ تحفہ میں بظاہر اسی حکم کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے صرف یہی حکم بیان کیا ہے۔ ؎ اور اسبیجابیؒ نے بھی اسی حکم کو اختیار کیا ہے۔ ؎ اور الفتح القدیر میں محقق (ابن ہمامؒ) نے بھی اسی حکم کو تقویت دی ہے ؎	بحر رائق
۳۹	اور مذکورہ (حکم ۳۸/۲۹۱ میں مندرجہ) معذوروں کے ساتھ قیدی بھی ملحق ؎۵ ہے۔ اور وہ شخص بھی ملحق ہے جو ایسے سلطان سے خائف ہو جو لوگوں کو حج کے لئے جانے سے منع کرتا ہے۔ اور اسی طرح ان کی طرف سے حج کرانا بھی واجب نہ ہوگا۔	نہر فائق
۴۰	نابینا شخص اگر زاد راہ اور سواری کے خرچ کا مالک ہو تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اسے ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا شخص نہ ملے تو فقہاءؒ کے قول کے بموجب اس پر خود حج کرنا لازم نہیں۔ ؎ اور کیا اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے مال میں سے کسی شخص کو حج کرائے۔ اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا اس پر واجب نہیں ہے اور صاحبینؒ کے ہاں واجب ہے (ب) اور اگر اس نابینا شخص کو ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا مل جائے تو بھی امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر یہ واجب نہیں کہ خود جاکر حج کرے اور صاحبینؒ کے ہاں اس میں دونوں روایتیں ہیں۔	قاضیخان
۴۱	اگر کوئی شخص زاد راہ اور سواری کے خرچ (وغیرہ) کا مالک ہوا تو تندرست تھا۔ لیکن اس نے حج نہ کیا حتیٰ کہ وہ اپاہج یا معطل اعضاء والا ہو گیا۔ تو اس پر بلا خلاف لازم ہے کہ وہ اپنی طرف سے مال دے کر کسی کو حج کرائے ؎	محیط
۴۲	اگر یہ مذکورہ (۳۸ تا ۴۱/۲۹۱) معذوروں نے تکلیف اٹھا کر اور خود جاکر حج کیا تو ان سے حج ساقط ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر اسکے بعد وہ تندرست ہو جائیں تو ان پر (دوبارہ) حج ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔	فتح قدیر
۴۲	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط راستہ کا امن ؎ ہے۔ فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے کہ اگر راستہ میں اکثر حاجی سلامت رہتے ہوں تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا۔ اور اسی حکم پر اعتماد ہے۔	تبیین

۵؎ حکم نمبر ۵۴، ۵۸/۲۹۱ ملاحظہ ہو اور رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی شخص کو حج کی استطاعت تھی اور وہ حج کے راستے کے پُرامن ہونے سے پہلے وفات پاگیا۔ تو صحیح قول کے بموجب اس پر حج کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر اسکی وفات حج کے لئے راستہ پُرامن ہونے کے بعد ہوئی تو اس پر بالاتفاق واجب ہے کہ حج کے لئے وصیت کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۱۹۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-۴۴	قال الکرمانی ان کان الغالب فی طریق البحر السلامة من موضع جرت العادة برکوبه یجب والا فلا وهو الاصح	کذا فی فتح القدیر
۴۵	وسیحون وجیحون والفرات والنیل انهار لا بحار	کذا فی فتح القدیر
۴۶	وکذا دجلة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۴۷	(ومنها المحرم للمرأة) شابة کانت او عجوزا اذا کانت بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة ایام	هکذا فی المحیط
۴۸	وان کان اقل من ذلك حجت بغیر محرم	کذا فی البدائع
۴۹	والمحرم الزوج ومن لا یجوز مناکحتها علی التأبید بقرابة او رضاع او مصاهرة	کذا فی الخلاصة
	ویشترط ان یکون مأمونا عاقلا بالغا حرا کان او عبدا کافرا کان او مسلما	هکذا فی فتاوی قاضیخان[۵]
۵۰	والمجوسی اذا کان یعتقد اباحة مناکحتها لا یسافر معها	کذا فی محیط السرخسی
۵۱	والمراهق کالبالغ وعبد المرأة لیس بمحرم لها	کذا فی الجوهرة النیرة
	ولا عبرة للصبی الذی لا یحتلم والمجنون الذی لا یفیق	کذا فی محیط السرخسی
۵۲	وتجب علیها النفقة والراحلة فی مالها للمحرم لیحج بها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۳	وعند وجود المحرم کان علیها ان تحج حجة الاسلام وان لم یأذن لها زوجها وفی النافلة لا تخرج بغیر اذن الزوج وان لم یکن لها محرم لا یجب علیها ان تتزوج للحج	کذا فی فتاوی قاضیخان

[۱] حکم نمبر ۵۴، ۵۸ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی عورت نے (تین دن کے سفر کے فاصلے کے باوجود) محرم کے بغیر حج کیا تو حج ہو جائے گا مگر (وہ گنہگار ہوگی کیونکہ) ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۰۔ نیز حکم ۹ / ۳۱۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۲] تین دن کے سفر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ رد المحتار

دفعات دشتی نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-۴۴	حضرت کرمانی رحمہ کا قول ہے کہ بحری راستہ کی صورت میں جس مقام سے سوار ہونے کی عادت جاری ہو اگر وہاں سے اکثر حاجی سلامت رہتے ہوں تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	فتح قدیر
۴۵	دریائے سیحوں - جیحوں - فرات اور نیل دریا ہیں - سمندر نہیں ہیں۔	فتح قدیر
۴۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم دریائے دجلہ کے لئے ہے۔	قاضیخان
۴۷	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط ۹ عورت کے لئے محرم ۱ کا ہونا ہے۔ خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو — جبکہ اس کی جگہ اور مکہ شریف کے درمیان تین دن کا سفر ہو ۲	محیط
۴۸	اگر مکہ شریف کا فاصلہ تین دن کے سفر سے کم ہو تو عورت بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے۔	بدائع
۴۹	(ا) (عورت کے لئے) محرم سے مراد خاوند ہے - اور وہ (مرد) ہے جس کے ساتھ نسبی رشتہ کی وجہ سے یا دودھ پی لینے کی وجہ سے یا سسرال کے رشتہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نکاح ناجائز ہو۔	خلاصہ
	(ب) اور یہ بھی شرط ہے کہ (عورت کے لئے) وہ محرم امین - عاقل اور بالغ ہو - خواہ وہ آزاد ہو یا غلام - کافر ہو یا مسلمان -	قاضیخان
۵۰	اگر وہ (محرم) مجوسی شخص ہو جو اپنے اعتقاد میں اس (محرم) عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز سمجھتا ہو تو وہ اس عورت کے ساتھ سفر نہ کرے۔	محیط سرخسی
۵۱	(ا) اگر وہ محرم مراہق (یعنی قریب البلوغ) لڑکا ہو تو وہ بالغ شخص کے حکم میں ہے۔ (ب) اور اس عورت کا غلام اس کا محرم قرار نہیں پاتا ۳	جوہرہ نیرہ
	(ج) (غیر مراہق) لڑکا جسکو احتلام نہیں ہوتا - اور وہ مجنون جسے افاقہ نہیں ہوتا - ان کا بطور محرم (عورت کے) ساتھ ہونا غیر معتبر ہے ۴	محیط سرخسی
۵۲	اس عورت پر محرم کے لئے زادِ راہ اور سواری کا خرچ (بھی) واجب ہے تاکہ وہ محرم اسکے ساتھ حج کرے۔	قاضیخان
۵۳	(ا) جب عورت پر حج فرض ہو اور محرم موجود ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسلام کا فرضِ حج ادا کرے خواہ اسے اس کا خاوند اجازت نہ دے ۵ (ب) نفلِ حج کیلئے عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نہ جائے ۶ (ج) اور اگر عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو حج کی خاطر اس پر نکاح کرنا واجب نہیں ہے۔	قاضیخان

میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس سے اس کا نکاح حرام ہونا ہمیشہ کیلئے نہیں بلکہ اس وقت تک ہے جب تک وہ اس کا غلام ہے - ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۰۰ (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲۶/۲۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۹/۲۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ حکم نمبر ۷/۲۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — شرائط وجوب الحج	حوالہ
۲۹۱-۵۲	ثم تکلموا ان امن الطریق وسلامة البدن علی قول ابی حنیفة[١] ووجود المحرم للمرأة شرط لوجوب الحج ام لادائه ۔ بعضهم جعلوها شرطا للوجوب وبعضهم شرطا للاداء وهو الصحیح[٢] وثمرة الخلاف فیما اذا مات قبل الحج فعلی قول الاولین لا تلزمه الوصیة وعلی قول الآخرین تلزمه	کذا فی النهایة
۵۵	(ومنها عدم قیام العدة فی حق المرأة) عدة وفات کانت او عدة طلاق والطلاق بائن اورجعی	کذا فی شرح الطحاوی
۵۶	فلا تخرج المرأة الی الحج فی عدة طلاق او موت وکذا لو وجبت العدة فی الطریق فی مصر من الامصار وبینها وبین مکة مسیرة سفر لا تخرج من ذلك المصر مالم تنقض عدتها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	وان لزمتها العدة بعد الخروج الی الحج وهی مسافرة فان کان الطلاق رجعیا لم تفارق زوجها والافضل لزوجها ان یراجعها وان کان الطلاق بائنا فهو کالاجنبی	کذا فی السراج الوهاج
۵۸	ثم ماذکر من الشرائط لوجوب الحج من الزاد والراحلة وغیر ذلك یعتبر وجودها وقت خروج اهل بلده الی مکة حتی لو ملك الزاد والراحلة فی اول السنة قبل اشهر الحج	

[١] بدن کی سلامتی اور اسکے ملحقات کے متعلق حکم نمبر ۳۸، ۳۹/۲۹۱۔ راستہ کے امن کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۲۹۱۔ اور عورت کے لئے محرم ساتھ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۷/۲۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٢] حج کی وصیت کے متعلق حکم نمبر ۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [٣] حکم نمبر ۵۸/۲۹۱ ملاحظہ ہو۔ نیز طلاق بائن یعنی ایسی طلاق جس کے واقع ہونے کے بعد نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور باہمی رضامندی کی صورت میں صرف دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوتی ہے اور طلاق رجعی یعنی ایسی طلاق کہ اس کے واقع ہونے کے بعد عدت کے اندر تک نکاح نہیں ٹوٹتا اور اس دوران خاوند کو اس بیوی کے رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار حاصل رہتا ہے۔ طلاق کے مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث [٨] کتاب الطلاق میں ملاحظہ ہوں نیز رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی عورت نے حج کا احرام باندھا پھر اس کے خاوند نے طلاق دے دی اور عدت لازم ہوگئی تو وہ عورت احصار والی قرار پائے گی۔ خواہ وہ عورت مقیم ہو یا مسافر ہو اور اسکے ساتھ محرم ہو ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۰ اور احصار کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج واجب ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-۵۴	(ا) پھر فقہاءؒ نے اسمیں کلام کیا ہے کہ (حج کیلئے) راستہ کا امن اور بدن کی سلامتی امام ابوحنیفہؒ کے قول پر اور عورت کے لئے محرم کا ساتھ ہونا [1] حج واجب ہونے کی شرط ہے یا حج کی ادائیگی (واجب ہونے) کی شرط ہے۔ بعض فقہاء نے مذکور امور کو حج واجب ہونے کی شرط قرار دیا ہے اور بعض فقہاء نے ان امور کو حج کی ادائیگی (واجب ہونے) کے لئے شرط قرار دیا ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اور مذکورہ اختلاف کے نتیجہ میں (مذکورہ اشخاص میں سے) جو شخص حج کرنے سے پہلے وفات پاگیا۔ تو پہلوں کے قول کے بموجب اس پر (اسکی طرف سے حج کرنے کی) وصیت کرنا لازم نہیں ہوگا۔ اور دوسروں کے قول کے بموجب اس پر حج کی وصیت لازم ہوگی [2]	نہایہ
۵۵	حج واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک [1] شرط یہ ہے کہ جس عورت کو حج کی استطاعت ہے وہ عدت میں نہ ہو۔ خواہ وہ عدت خاوند کی وفات کی عدت ہو یا طلاق کی عدت ہو اور طلاق خواہ بائن ہو یا رجعی ہو [3]	شرح طحاوی
۵۶	(ا) پس عورت موت یا طلاق کی عدت کے دوران حج کے لئے نہ نکلے۔ (ب) اسی طرح اگر کسی عورت پر حج کے سفر کے دوران کسی شہر میں عدت واجب ہوئی اور وہاں سے مکہ مکرمہ تک شرعی سفر کا فاصلہ ہے تو جبتک اس کی عدت پوری نہ ہو وہ عورت اس شہر سے نہ نکلے [4]	قاضیخان
۵۷	اگر کسی عورت کو حج کے لئے نکلنے کے بعد عدت لازم ہوئی اور وہ عورت سفر کی حالت میں ہو تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر طلاق رجعی ہو تو وہ عورت اپنے خاوند سے الگ نہ ہو اور اس کے خاوند کے لئے افضل یہ ہے۔ کہ وہ رجوع کرے۔ (ب) اور اگر طلاق بائن ہو تو وہ (یعنی اس کا سابق خاوند) اجنبی شخص کے حکم میں ہے [5]	معراج درایہ
۵۸	(ا) حج واجب ہونے کے لئے زادِ راہ اور سواری وغیرہ کی جو (۲۹۱/) شرطیں مذکور ہوئیں۔ ان کا پایا جانا اس وقت میں معتبر ہے۔ جس وقت اسکے شہر کے لوگ مکہ مکرمہ کو (حج کیلئے) جاتے ہوں۔ حتی کہ اگر کوئی شخص شروع سال میں حج کے مہینوں سے پہلے اور اس وقت سے پہلے جبکہ اس شہر	

[4] اور رد المحتار میں ہے کہ دوران سفر عدت واقع ہونے کی صورت میں اگر طلاق رجعی ہو تو خاوند سے الگ نہ کرے اور اگر طلاق بائن ہو تو دیکھا جائے گا اگر مکہ مکرمہ اور اسکے وطن کا درمیانی فاصلہ شرعی سفر سے کم ہو تو اس عورت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ واپس وطن چلی جائے یا مکہ مکرمہ چلی جائے خواہ ساتھ محرم ہو یا نہ ہو۔ اور اگر مکہ مکرمہ یا اسکے وطن میں سے کسی ایک طرف کا فاصلہ شرعی سفر سے کم ہے تو جس طرف کم ہے ادھر چلی جائے اور اگر مکہ مکرمہ اور اسکے وطن کا فاصلہ دونوں طرف شرعی سفر کا فاصلہ ہے تو اگر وہ شہر میں ہے تو وہاں ہی عدت گزارے۔ عدت گزارنے سے پہلے وہاں سے نہ نکلے خواہ ساتھ محرم ہو اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے اور اگر وہ جگہ غیر مامون ہے تو وہ امن والی جگہ تک چلی جائے اور وہاں سے عدت گزارنے سے پہلے نہ نکلے خواہ ساتھ محرم ہو یا نہ ہو یہ حکم امام صاحب کے ہاں ہے اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے (صاحبینؒ کے ہاں اگر اس کا محرم ساتھ ہو تو وہ عدت ختم کرنے سے پہلے بھی وہاں سے نکل سکتی ہے) ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۰ - نیز حکم نمبر ۵۵، ۵۷/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۵۶/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — ارکان الحج وواجباتہ وسننہ	حوالہ
۲۹۱-	وقبل ان یخرج اهل بلده الی مکة فهو فی سعة من صرف ذلک الی حیث احب واذا صرف ماله ثم خرج اهل بلده لا یجب علیه الحج فاما اذا جاء وقت خروج اهل بلده فیلزمه التأهب فلا یجوز له صرفه الی غیره فان صرفه الی غیر الحج اثم وعلیه الحج	کذا فی البدائع
۲۹۲-	**شرائط صحة اداء الحج** تعداد شق ۱ [1]	
۱	(واما شرائط صحة ادائه فثلاثة) الاحرام والمکان والزمان	کذا فی السراج الوهاج
۲۹۳-	**ارکان الحج** تعداد شق ۲ [2]	
۱	(واما رکنه فشیئان) الوقوف بعرفة وطواف الزیادة لکن الوقوف اقوی من الطواف	کذا فی النهایة
۲	حتی یفسد الحج بالجماع قبل الوقوف ولا یفسد بالجماع قبل طواف الزیارة	کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان
۲۹۴-	**واجبات الحج** تعداد شق ۱ [3]	
۱	(واما واجباته فخمسة) السعی بین الصفا والمروة والوقوف بمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصیر وطواف الصدر	کذا فی شرح الطحاوی
۲۹۵-	**سنن الحج** تعداد شق ۲ [4]	
۱	(واما سننه) فطواف القدوم والرمل فیه اوفی الطواف الفرض والسعی بین المیلین الاخضرین والبیتوتة بمنی فی اللیالی ایام النحر والدفع من منی الی عرفة بعد طلوع الشمس ومن مزدلفة الی منی قبلها	کذا فی فتح القدیر
۲	والبیتوتة بمزدلفة سنة والترتیب بین الجمارات الثلاث سنة	هکذا فی البحر الرائق

[1] احرام کے متعلق حکم نمبر ۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم نمبر ۱ کا صفحہ ۱۵۸۱ پر ملاحظہ ہو) نیز رکن کے متعلق ۲۴ تا ۲۵۶ ملاحظہ ہو۔ اور عرفات میں وقوف کے متعلق ۹۲، ۱۰۰ / ۳۰۳ اور طواف زیارت کے متعلق حکم نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۶ / ۳۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[3] حکم نمبر ۸ تا ۱۱ / ۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] حج کے واجب کے متعلق حکم نمبر ۲۴ / ۲۹۶ ملاحظہ ہو۔ نیز سعی کے متعلق ۴۱ تا ۵۷، ۵۷، ۱۵، ۵۸ / ۳۰۳ وقوف مزدلفہ کے متعلق ۱۰۳ تا ۱۲۰ / ۳۰۳ رمی کے متعلق

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج کے ارکان وواجبات اور سنتوں کا بیان	حوالہ
۲۹۱-	کے لوگ (حج کے لئے) مکہ مکرمہ جاتے ہوں وہ زادِ راہ اور سواری کے خرچ کا مالک ہوا۔ تو اسے گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس مال کو جہاں چاہے خرچ کرے۔ اور جب وہ شخص وہ مال خرچ کر چکا اور پھر اس شہر کے لوگ حج کے لئے نکلیں تو اس پر حج واجب نہیں۔ (ب) مگر جس وقت اس شہر کے لوگ حج کے لئے نکلتے ہوں اس وقت اسے (اپنا مال کسی اور کام میں خرچ کرنے کے بجائے) حج کی تیاری میں لگنا لازم ہے۔ اور اسے وہ مال حج کے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کرنا جائز نہ ہوگا۔ پس اگر اس نے وہ مال حج کے علاوہ کام میں خرچ کیا تو اس نے گناہ کیا اور اس پر حج لازم رہے گا۔	بدائع
۲۹۲-	**حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں**　اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	حج کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ احرام [۱]۔ مخصوص جگہ اور مخصوص وقت میں حج کے اعمال کرنا۔	سراج وہاج
۲۹۳-	**حج کے ارکان**　اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	حج کے رکن دو ہیں۔ مقام عرفات میں وقوف کرنا۔ اور طواف زیارت کرنا۔ لیکن عرفات میں وقوف کرنا طواف زیارت سے زیادہ قوی ہے [۲]۔	نہایہ
۲	حتی کہ اگر کسی حاجی نے عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے اور اگر کسی نے طوافِ زیارت سے پہلے جماع کر لیا۔ تو اس کا وہ حج فاسد نہیں ہوتا [۳]۔	شرح جامع صغیر لقاضیخان
۲۹۴-	**حج کے واجبات**　اور اسمیں ۱ شق ہے۔	
۱	حج کے واجبات پانچ ہیں۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ مزدلفہ میں وقوف کرنا۔ جمروں کو کنکریاں مارنا۔ سر منڈانا یا بال کترانا۔ اور طواف صدر (یعنی طواف وداع کرنا) [۴]۔	شرح طحاوی
۲۹۵-	**حج کی سنتیں**　اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	حج کی (ت) سنتیں یہ ہیں۔ طوافِ قدوم کرنا طوافِ قدوم یا طوافِ فرض (یعنی طواف زیارت) میں رمل کرنا۔ (صفا مروہ کے مابین) دونوں سبز نشانوں کے درمیان سعی کرنا۔ ایام قربانی کی راتیں منیٰ میں گزارنا۔ منیٰ سے عرفات جاتے وقت سورج طلوع ہونے کے بعد جانا۔ مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت سورج طلوع ہونے سے پہلے جانا [۵]۔	فتح قدیر
۲	نیز مزدلفہ میں رات رہنا سنت ہے۔ اور تینوں جمروں کو کنکریاں مارنے میں ترتیب (ملحوظ	

[۱] ۱۲۴، ۱۷۰ تا ۱۸۱ / ۳۰۲ [۳] حلق یا قصر کے متعلق ۱۳۴ تا ۱۴۴ / ۳۰۲ اور طواف صدر کے متعلق ۱۸۴ تا ۱۹۳ / ۳۰۲ ملاحظہ ہوں۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ حج کے واجبات دراصل یہی پانچ ہیں۔ اور (قارن یا متمتع پر) قربانی کا ذبح کرنا اور باقی واجبات حج کے بالواسطہ واجبات ہیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۰۲ (مترجم) [۵] سنتوں اور اداب کے متعلق حکم نمبر ۲۴ ج / ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔ نیز طواف قدوم کے متعلق حکم نمبر ۷ تا ۳۱ / ۳۰۲ رمل کے متعلق ۲۴ تا ۲۹ / ۳۰۲، سعی کے متعلق ۴۷ تا ۵۷ / ۳۰۲ منیٰ میں راتیں گزارنے کے متعلق ۱۵۹ تا ۱۶۲ / ۳۰۲، منیٰ سے عرفات جانے کے متعلق ۹۹ د / ۳۰۲ اور مزدلفہ سے منیٰ آنے کے متعلق ۱۲۱ تا ۱۲۳ / ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول - فی تفسیر الحج وغیرہ — آداب الحج	حوالہ
	۲۹۶- آداب الحج تعداد شق ۸	
۱	رواما آدابه) فانه اذا اراد الرجل ان يحج قالوا ينبغي ان يقضي ديونه	كذا في الظهيرية
۲	ويشاور ذا رأي في سفره في ذلك الوقت لا في نفس الحج فانه خير	كذا في فتح القدير
۳	وكذا يستخير الله تعالى في ذلك وسنتها ان يصلي ركعتين بسورة الاخلاص ويدعو بالدعاء المعروف للاستخارة عنه عليه السلام ثم يبدأ بالتوبة واخلاص النية ورد المظالم والاستحلال من خصومه ومن كل من عامله	كذا في فتح القدير
۴	وقضاء ما قصر من فعله من العبادات والندم على تفريطه في ذلك والعزم على عدم العود الى مثل ذلك	كذا في البحر الرائق
۵	ويتجرد عن الرياء والسمعة والفخر ولذا كره بعض العلماء الركوب في المحمل وقيل لا يكره اذا تجرد عن قصد ذلك	كذا في فتح القدير
۶	ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل الحج بالنفقة الحرام مع انه يسقط الفرض معها وان كانت مغصوبة	كذا في فتح القدير
۷	اذا اراد الرجل ان يحج بمال حلال فيه شبهة فانه يستدين للحج ويقضي دينه من ماله	كذا في فتاوى قاضيخان في المقطعات
۸	ولا بد له من رفيق صالح يذكره اذا نسي ويصبره اذا جزع ويعينه اذا عجز وكونه من الاجانب اولى من الاقارب تبعدا عن ساحة القطيعة	كذا في فتح القدير

سـ۱ مزدلفہ میں رات گذارنے اور جمروں کو کنکریاں مارنے میں ترتیب کے متعلق علی الترتیب حکم ۱۱۴، ۱۸۱ ج / ۳۰۳ ملاحظہ ہو نیز حج کی سنتوں پر ثواب ہے اور قصداً چھوڑ دینا برا ہے البتہ ان کے چھوٹ جانے سے جزا لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۴ ج / ۲۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سـ۲ آداب کے متعلق حکم نمبر ۲۴ ج / ۲۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سـ۳ تاکہ لوازمات سفر اوقات سفر۔ ضروریات سفر اور معلومات سفر کے متعلق مشورہ مل سکے مثلاً سامان پر پتہ مع نام معلم لکھنا بستے اور چیچک کے ٹیکے لگوا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لینا اور حج کے متعلق دیگر قواعد وضوابط کے تقاضوں کو پورا کرنا۔ تاکہ بعد میں الجھن نہ ہو دیگر ضروری کاغذات مثلاً خصوصی پاسپورٹ۔ (ٹیلگرام پاس) ٹکٹ۔ انکے نمبر بھی نوٹ کر لینا اور انہیں اور رقم کو خصوصیت سے محفوظ رکھنا

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام / حج کے آداب کا بیان	حوالہ
	رکھنا بھی) سنت ہے [1]	بحرالرائق
۲۹۶	**حج کے آداب** اور اسمیں ۲۴ شقیں ہیں	
۱	حج کے آداب [2] یہ ہیں کہ جب کوئی شخص حج کا ارادہ کرے تو فقہاء کا قول ہے کہ اسے چاہیئے وہ اپنے قرضے ادا کرے۔	ظہیریہ
۲	اور (حج کے لئے) اس وقت میں سفر کرنے کے متعلق کسی سمجھدار آدمی سے مشورہ کرے [3] اور اصل حج کرنے کے متعلق مشورہ حج کے آداب میں شامل نہیں اسلئے اُس کا خیر ہونا معلوم ہے۔	فتح قدیر
۳	(ا) اسی طرح اللہ تعالیٰ سے بھی استخارہ کرے۔ اور استخارہ میں مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ سورۃ اخلاص کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے۔ اور پھر وہ دعا پڑھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ب) پھر یہ کام شروع کرے کہ توبہ کرے۔ نیت خالص کرے، ظلم کی تلافی کرے اور مقروض اور جن جن سے اس کا معاملہ ہوا ان سے اپنی کوتاہی معاف کرائے۔	فتح قدیر
۴	نیز (یہ بھی حج کے آداب سے ہے کہ) جن عبادتوں میں قصوروار ہوا ہو۔ ان کی قضا کرے۔ اور اس کوتاہی پر شرمندہ ہو۔ اور آئندہ ایسا قصور نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔	بحرالرائق
۵	(ا) حج کرنے والا دکھاوے۔ شہرت اور فخر سے دور رہے۔ (ب) اسی لئے بعض اہل علم نے حاجی کے لئے ہودج میں سواری کو مکروہ کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جب وہ مذکورہ امور (یعنی ریا، شہرت اور فخر) سے دور رہے تو پھر (اسکے لئے) ہودج کی سواری مکروہ نہیں ہے۔	فتح قدیر
۶	(حج کرنے والا) پوری کوشش کرے کہ حلال مال حاصل کرے۔ اسلئے کہ حرام مال خواہ وہ کسی سے چھینا ہوا ہو اس سے فریضہ حج ذمہ سے ساقط تو ہو جاتا ہے۔ مگر حرام مال کے خرچ سے حج قبول نہیں ہوتا۔	فتح قدیر
۷	اگر کسی شخص نے حلال مال سے حج کا ارادہ کیا۔ کہ اس میں اسے شبہ ہے تو وہ یوں کرے کہ حج کے لئے قرض لے لے۔ اور اپنے مال سے قرض ادا کر دے۔	قاضیخان
۸	حج کے آداب میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا نیک ساتھی اسکے ساتھ ہو کہ جب اسے کچھ بھول ہو جائے تو وہ یاد دلا دے اور کسی مصیبت میں بے قرار ہو تو وہ اسے صبر دلائے اور جب کسی کام میں عاجز ہو جائے تو وہ	

لباس وبستر مثلاً۔ موسم کے مطابق مختصر بستر اور بستر بند، بڑی دری۔ کمبل۔ اوڑھنے کی چادر۔ پہننے کے لباس کے کچھ جوڑے احرام کی چادریں یہ دو سیٹ ہوں تو بہتر ہے۔ تولیہ۔ فالتو جوتا۔ دسترخوان وغیرہ۔ کتب وسٹیشنری میں سے مثلاً قرآن شریف۔ وظیفہ کی کتاب۔ احکام حج کے متعلق کتاب۔ کارڈ۔ لفافے۔ سادہ کاغذ اور ڈائری ضروری برتنوں میں سے مثلاً۔ گلاس، پلیٹ، چمچ۔ پانی کیلئے بالٹی یا کنستر۔ صراحی (اور دیگچی اور توا۔ چولہا جبکہ خود پکانے کا ارادہ ہو) ادویہ ضروری خوراک میں سے مثلاً۔ ہاضم دوا۔ پیٹ درد اور سردرد کی دوا۔ فرسٹ ایڈ کا کچھ سامان، عرق لیمو۔ منجن۔ مچھر سے بچاؤ کا تیل۔ مصالحہ جات۔ مرچ وغیرہ۔ دیگر اشیاء مثلاً گھڑی۔ قطب نما مصلیٰ۔ چشمہ، بیٹری۔ موم بتی۔ ماچس۔ چاقو۔ استرا۔ بلیڈ۔ قینچی۔ سوئی دھاگہ۔ سوتلی اور سوا۔ تیل۔ کنگھی، شیشہ۔ عطر۔ تالا۔ دستی پنکھے۔ صابن۔ لوٹا۔ ڈھیلے

یا پرانا کپڑا۔ پیشاب دانی اگر اسکی ضرورت پیش آنے کا خدشہ ہو۔ اور چھتری۔ مستورات ساتھ ہوں تو پردہ تاننے کیلئے چادریں اور بچھانے کیلئے بڑی دری یا ترپال وغیرہ نیز خیال رہے کہ سا

دفعات وشق نمبر	الباب الاوّل فی تفسیر الحج وغیرہ — آداب الحج	حوالہ
۲۹۶		
۹	وفی الینابیع و یترک نفقۃ عیالہ و یخرج بنفس طیبۃ و یتقی اللّٰہ فی طریقہ ویکثر ذکر اللہ تعالیٰ و یجتنب الغضب ویکثر احتمال عن الناس ویستعمل السکینۃ والوقار بترک ما لا یعنیہ	کذا فی التاتارخانیۃ فی تعلیم اعمال الحج
۱۰	ویری المکاری ما یحملہ ولا یحمل اکثر منہ	کذا فی فتح القدیر
۱۱	و یحترز من تحمیلہا فوق ما تطیقہ ومن تقلیل علفہا المعتاد بلا ضرورۃ ولو مملوکۃ لہ	کذا فی البحر الرائق
۱۲	و تجرید السفر من التجارۃ احسن ولو اتجر لا ینقص ثوابہ	کذا فی البحر الرائق
۱۳	ولا یماکس فی شراء الادوات	کذا فی فتح القدیر
۱۴	ولا یشارک فی الزاد واجتماع الرفقۃ کل یوم علی طعام احدہم احل	کذا فی فتح القدیر
۱۵	ویستحب ان یجعل خروجہ یوم الخمیس اقتداء بہ علیہ السلام والا فیوم الاثنین فی اول النہار والشہر	کذا فی فتح القدیر
۱۶	ویودع اہلہ واخوانہ ویستحلہم ویطلب دعاءہم ویاتیہم لذلک وہم یاتونہ اذا قدم	کذا فی فتح القدیر
۱۷	و یخرج خروج الخارج من الدنیا ویصلی رکعتین قبل ان یخرج من بیتہ وکذا بعد الرجوع الی بیتہ	کذا فی الظہیریۃ
۱۸	ویقول فی دبر الصلوۃ حین یخرج اللہم بک انتشرت والیک توجہت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللہم انت ثقتی وانت رجائی اللہم اکفنی ما اہمنی وما اہتم بہ وما انت اعلم بہ منی عز جارک ولا الہ غیرک اللہم زود فی التقوی واغفر لی ذنوبی	

سلہ اس لئے کہ سفر میں بسا اوقات کشیدگی اور پھر قطع تعلق کی نوبت آ جاتی ہے، اگر ساتھی رشتہ دار ہوگا تو اس سے قطع تعلق میں صلہ رحمی کا قطع کرنا بھی لازم آئے گا جو سخت گناہ ہے۔ اجنبی ساتھی سے کنارہ کشی میں صلہ رحمی کا قطع لازم آنے سے بچا رہے گا۔ (مترجم) سلہ درمختار میں ہے کہ یہ آداب میں سے ہے کہ جمعرات کو یا سوموار کو یا جمعہ کو روانہ ہو۔ اور سفر میں

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام　　حج کے آداب کا بیان	حوالہ
۲۹۶-	اسکی مدد کرے اور ایسا ساتھی اجنبی شخص ہو تو وہ رشتہ داروں سے اوّل ہے[1]	فتح قدیر
۹	ینابیع میں ہے کہ حج کرنیوالا اپنے اہل وعیال کے لئے خرچ چھوڑ جائے۔ اور گھر سے نکلتے وقت خوش وخرم نکلے۔ راستہ میں (خصوصیت سے) تقوی اختیار کرے۔ اللہ تعالی کا ذکر زیادہ کرے۔ غصہ سے بچے۔ لوگوں کے ساتھ تحمل کا برتاؤ زیادہ کرے۔ اور بے فائدہ امور چھوڑ کر اطمینان اور وقار (یعنی سنجیدگی کو) معمول بنائے۔	تتارخانیہ
۱۰	کرایہ کی سواری لے تو اس کی قوت برداشت کا (خصوصیت سے) خیال رکھے اور اسکی قوت برداشت سے زیادہ نہ لادے۔	فتح قدیر
۱۱	اور سواری پر اس کی طاقت سے زیادہ لادنے سے پرہیز کرے۔ جو چارہ اس کا معمول ہے اس میں بغیر ضرورت کمی نہ کرے خواہ وہ سواری اسکی مملوکہ ہو۔	بحر رائق
۱۲	(ا) حج کے سفر میں تجارت سے دور رہنا زیادہ اچھا ہے۔ (ب) اور اگر کوئی حاجی تجارت کرے تو اس سے اسکے حج کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔	بحر رائق
۱۳	(حج کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس سفر میں) سامان خریدتے وقت جھگڑ کر قیمت کم نہ کرائے۔	فتح قدیر
۱۴	(حج کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ) (ا) حج کے سفر کے دوران راستہ کے خرچ میں کسی کے ساتھ شریک نہ ہو (ب) اور ساتھیوں میں سے ہر ایک ساتھی ایک ایک دن سب کو کھانا کھلادے تو یوں کرنا جائز ہونے میں زیادہ (آسان) ہے	فتح قدیر
۱۵	(حاجی کے لئے) یہ مستحب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہوئے بروز جمعرات گھر سے روانہ ہو۔ ایسا نہ کر سکے تو مہینہ کی پہلی سوموار کو دن کے اوّل حصہ میں گھر سے روانہ ہو[2]	فتح قدیر
۱۶	سفر حج پر جانے والا اپنے اہل وعیال اور بھائیوں کو رخصت کرے ان سے اپنی غلطیاں معاف کرائے۔ ان سے اپنے لئے دعائیں کرائے۔ اور اس کام کے لئے ان کے پاس جائے۔	فتح قدیر
۱۷	(ا) حج کرنے والا حج کے سفر میں یوں روانہ ہو۔ گو وہ دنیا سے جا رہا ہے۔ وہ گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔ اور اس طرح جب وہ حج سے واپسی پر گھر لوٹے تو دو رکعتیں پڑھے[3]	ظہیریہ
۱۸	وہ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ بِكَ اِنْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّھْتُ وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رِجَائِيْ اَللّٰھُمَّ اكْفِنِيْ مَا اَھَمَّنِيْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ	

نکلتے وقت کچھ صدقہ کردے۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۰۵ (مترجم)

[3] جیساکہ حکم نمبر ۲۶/۱۸۴ کے حواشی میں مذکور ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیر الحج وغیرہ — آداب الحج	حوالہ
۲۹۶-	و وجھنی الی الخیر اینما توجھت اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاھل والمال[1]	کذا فی الظھیریۃ
۱۹	واذا خرج یقول بسم اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم توکلت علی اللہ اللھم وفقنی لما تحب وترضی واحفظنی من الشیطان الرجیم و یقرأ آیۃ الکرسی وسورۃ الاخلاص والمعوذتین مرۃ[2]	کذا فی الظھیریۃ
۲۰	الحج راکبا افضل و علیہ الفتوی	کذا فی السراجیۃ فی المتفرقات
	وفی النوازل والمختار ان الطریق ان کان قریبا فالافضل ان یحج ماشیا وان کان بعیدا فالافضل ان یحج راکبا	کذا فی التتارخانیۃ فی المتفرقات
۲۱	ویکرہ الحج علی الحمار والجمل افضل	کذا فی فتاوی قاضیخان فی المتفرقات
۲۲	واذا رکب الدابۃ یقول بسم اللہ والحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحمد للہ الذی جعلنی فی خیر امۃ اخرجت للناس سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون والحمد للہ رب العالمین	کذا فی الظھیریۃ
۲۳	الاحسن للحاج ان یبداء بنسکہ فاذا قضی نسکہ اتی الی المدینۃ فی الکبری لوکان غیر حجۃ الاسلام یبداء بایھما شاء وان بداء بالمدینۃ مع ھذا فی الاول جاز	کذا فی التتارخانیۃ فی الفصل الثالث من الحج

[1] ترجمہ: اے اللہ میں تیری توفیق سے چل کھڑا ہوا۔ (تیری رضا کے لئے) تیری طرف متوجہ ہوا۔ تیرے ساتھ سہارا پکڑا اور تجھ پر بھروسہ کیا اے اللہ تو میرا اعتماد ہے۔ تو میری امید ہے۔ اے اللہ تعالیٰ تو میرے لئے ہر اس امر میں کافی ہو جا جس کا مجھے غم ہے اور جس کا میں اہتمام نہیں کرتا۔ اس لئے کہ تیرا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ تیری پناہ مانگنے والا غالب ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ تعالیٰ تو مجھے تقویٰ کا توشہ عطا فرما۔ میرے گناہوں کو بخش دے۔ اور میں جدھر رخ کروں میری توجہ خیر کی طرف کر دے۔ اے اللہ تعالیٰ میں سفر کی سختی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں واپسی کی برائی سے کثرت کے بعد کمی سے اور اہل و مال میں برے منظر سے تیری پناہ میں آتا ہوں (مترجم) [2] ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے (سفر) شروع کرتا ہوں۔ ساری تعریف اس کے لئے ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کاموں کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ تعالیٰ مجھے ان کاموں کی توفیق عطا فرما جنہیں تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے۔ اور مجھے شیطان مردود سے اپنی حفاظت میں رکھ نیز حکم ۴۵ ب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۳ ل / ۲۹۱، ۲۰ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو نیز سفر حج سوار ہو کر نا افضل ہے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر حج سوار ہو کر کیا تھا چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ حسن نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ سفر حج پیدل کی بجائے سواری سے کرنا افضل ہے۔ اور ظاہر روایت میں پیدل حج افضل ہے ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی ھامش عالمگیریہ ج ا ص ۳۰۳ نیز در مختار ورد المحتار میں ہے کہ سفر حج سواری سے کرنا افضل ہونے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سواری کی صورت میں نفقہ زیادہ ہوتا ہے

اور یہ حج میں مقصود ہے نیز لکھا ہے کہ پیدل حج کی طاقت رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مذکورہ حکم اس لئے ہے کہ پیدل حج میں

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج کے اداب کا بیان	حوالہ
۲۹۶-	وَوَجِّهْنِيْ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ ۱؎	ظہیریہ
۱۹	اور جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے - بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاحْفَظْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - ۲؎ اور آیت الکرسی - سورۃ اخلاص سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک بار پڑھے	ظہیریہ
۲۰	(ا) سفر حج سوار ہو کر کرنا افضل ہے - اور اسی حکم پر فتوی ہے ۳؎ (ب) نوازل میں ہے کہ مختار حکم یہ ہے کہ اگر (بیت اللہ شریف کا) فاصلہ قریب ہو تو پیدل جا کر حج کرنا افضل ہے - اور اگر بیت اللہ شریف دور ہو تو سوار ہو کر حج کے لئے جانا افضل ہے	سراجیہ تتارخانیہ
۲۱	(ا) سفر حج گدھے پر سوار ہو کر کرنا مکروہ ہے - (ب) اور سفر حج میں اونٹ کی سواری افضل ہے ۴؎	قاضیخان
۲۲	وہ جب سواری کے جانور ۵؎ پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے - بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۶؎	ظہیریہ
۲۳	(ا) حج کرنیوالے کے لئے احسن یہ ہے کہ وہ پہلے حج کی عبادت کرے اور جب اسے ادا کر چکے تو مدینہ منورہ حاضری دے - (ب) الکبری میں ہے کہ اگر اس وہ حج اسلام کا فرض حج نہ ہو تو (حج کرنے اور مدینہ منورہ کی حاضری میں سے) جو چاہئے پہلے کرے - اور اگر کسی نے فرض حج ہونیکے باوجود وہ پہلے مدینہ منورہ گیا تو جائز ہے	تتارخانیہ

مظنہ سوء اخلاق ہوتا ہے اس لئے سواری پر حج کی فضیلت ہے - ورنہ (اگر کوئی مشقت اٹھا سکے اور آداب بجا لا سکے تو) فی نفسہ پیدل حج کی فضیلت ہے اور ایک روایت کے بموجب پیدل حاجی کیلئے ہر قدم پر حرم شریف کی نیکی لکھی جاتی ہے اور فرمایا کہ حرم شریف کی ہر نیکی سات سو گنا ہوتی ہے (اور حاکم میں بروایت ابن عباس ایک لاکھ گنا تک ہوتی ہے) اس لئے کہ اس میں مشقت - تواضع اور تذلل زیادہ ہوتی ہے ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۵، ص ۱۹۶ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدل حج کرنے والوں نے بھی مثالی کارنامے سرانجام دیئے ہیں اتحاف میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن حکیمؒ نے مکہ مکرمہ سے بچاس (۵۰) حج پیدل کئے - حضرت علی بن شعیبؒ نے نیشاپور سے چل کر ساٹھ (۶۰) حج پیدل کئے - حضرت ابو العباسؒ نے اسی (۸۰) حج پیدل کئے - اور حضرت ابو عبد اللہ مغربیؒ نے ستانوے (۹۷) حج پیدل کئے ہیں - (مترجم) ۴؎ مگر اونٹ پر سفر حج کا طریق آجکل سعودی عرب میں مروج نہیں ہے آجکل سفر جدید مشینی ذرائع سفر پر ہے (مترجم) ۵؎ کشتی یا بحری جہاز پر سواری کی صورت میں جب وہ چلے تو یہ دعا بھی منقول ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - ترجمہ :- اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ کے نام (کی برکت) سے ہے بیشک میرا پروردگار بڑی بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے (مترجم) ۶؎ ترجمہ :- میں یہ کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی ہمیں قرآن مجید سکھایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر کے ہم پر احسان کیا - ساری تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے مجھے بہترین امت میں بنایا ایسی امت جو تمام انسانوں کی اصلاح کیلئے پیدا کی گئی ہے - پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری میرے لئے مغلوب کر دی ہم اسے قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے ہم سب نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو ساری کائنات کا رب ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاوّل فی تفسیر الحج وغیرہ — مخطوطات الحج	حوالہ
۲۹۶-۲۲	ثم الوکن لا یجزئ عنه البدل ولا یتخلص عنه بالدم الا باتیان عینه والواجب یجزی عنه البدل اذا ترکه ولو ترک السنن والاداب فلاشئ علیه وقد اساء	کذا فی شرح الطحاوی

۲۹۷- مخطوطات الحج

تعداد شق [1]

۱	(واما مخطوراته تنوعان) احدهما ما یفعله فی نفسه وذلک ستة الجماع والحلق وقلم الاظفار والتطیب وتغطیة الراس والوجه ولبس المخیط والثانی ما یفعله فی غیره وهو التعرض للصید فی الحل والحرم وقطع شجر الحرم کذا فی الجامع الصغیر لقاضیخان والتحفة وغیرهما	کذا فی النهایة

۲۹۸- مما یتصل بذلک مسائل

تعداد شق ۵

۱	(ومما یتصل بذلک مسائل) ویکره الخروج الی الحج اذا کره احد ابویه ان کان الوالد محتاجا الی خدمة الولد وان کان مستغنیا عن خدمته فلاباس والاجداد والجدات عند عدم الابوین بمنزلة الابوین	کذا فی فتاوی قاضیخان فی المتفرقات
	ذکر فی السیر اذا کان لا یخاف علیه الضیعة فلاباس بالخروج وکذا ان کرهت خروجه زوجته واولاده ومن سواهم ممن تلزمه نفقته وهو لا یخاف الضیعة علیهم فلاباس بان یخرج ومن لا تلزمه نفقته لو کان حاضرا فلاباس بالخروج مع کراهته وان کان یخاف الضیعة علیهم	کذا فی المحیط
۲	ذکر فی فتاوی الشیخ ابی اللیث[2] اذا کان الولد امرد صبیح الوجه فللاب ان یمنعه من الخروج حتی یلتحی	کذا فی التتارخانیة

ـــه ۱ حج کے ارکان کے متعلق حکم نمبر ۲۹۳ ، واجبات کے متعلق ۲۹۴ سنتوں کے متعلق ۲۹۵ اور آداب کے متعلق ۲۹۶ ملاحظہ ہو تا ۱۵۸۱ پر ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــه ۲ - عورت اور خنثی کے متعلق مخصوص احکام حکم نمبر ۲۰۳ تا ۲۱۳ / ۲۰۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۳ حرم شریف کی حدود کے

دفعات دستی نمبر	پہلا باب - حج کی تفسیر وغیرہ کے احکام — حج میں ممنوع امور کا بیان	حوالہ
٢٩٦-٢٤	(ا) جو امور حج میں رکن ہیں (ان کے چھوٹ جانے کی صورت میں) ان کا بدل نہیں ہو سکتا - اور نہ قربانی دینے سے خلاصی ہوتی ہے بلکہ اس رکن کو ادا کرنے سے ہی وہ رکن ادا ہوتا ہے - (ب) وہ امور جو حج میں واجب ہیں - ان کو چھوڑ دینے کی صورت میں اس کی جگہ اسکا بدل کفایت کر جاتا ہے - (ج) اور اگر کسی نے حج میں سنتوں یا آداب کو چھوڑا تو اس پر کچھ (جزا) واجب نہیں - البتہ اس نے برائی کی [1]	شرح الطحاوی
٢٩٧	**حج میں ممنوع امور** اسمیں ١ شق ہے	
١	(ا) حج میں ممنوع امور دو قسم ہیں - ایک قسم تو وہ ہے جو حج کرنے والا اپنے آپ میں پرہیز کرے - اور ایسے امور چھ ہیں - جماع کرنا [1]، سر منڈانا [2]، ناخن تراشنا [3]، خوشبو لگانا [4]، سر اور منہ ڈھکنا [5] - اور سلے ہوئے [6] کپڑے پہننا [2] (ب) حج میں ممنوع امور کی دوسری قسم وہ ہے جو حج کرنیوالا اپنے سے غیر میں پرہیز کرے اور ایسے امور دو ہیں - حرم شریف [1] کی حدود میں [3] یا اسکے علاوہ شکار کے درپے ہونا - اور حرم شریف [2] کا درخت کاٹنا [4]	بدائع صغیر - تحفہ وغیرہ و نہایہ
٢٩٨	**مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کے احکام** اسمیں ٥ شقیں ہیں	
١	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے احکام یہ ہیں - (ا) اگر کسی شخص کا حج پر جانا اسکے والدین کو پسند نہ ہو (یعنی وہ اجازت نہ دیتے ہوں) تو ایسے شخص کے لئے حج کو جانا مکروہ ہے - بشرطیکہ اس کا والد (حج پر جانیوالی) اولاد کی خدمت کا محتاج ہو - اور اگر ان کی خدمت کا محتاج نہ ہو - تو پھر (انکی اجازت کے بغیر) حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں [5] (ب) جس شخص کے والدین زندہ نہ ہوں تو (مذکورہ حکم میں) دادے دادیاں بھی والدین کے حکم میں ہیں -	قاضیخان
	(ج) السیر الکبیر میں ہے کہ اگر (اسکی غیر حاضری سے) اسکے والدین میں سے کسی ایک کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو تو اسکے لئے حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں - (د) اسیطرح اگر کسی شخص کی بیوی یا اولاد یا انکے علاوہ وہ لوگ جن کا خرچ اسکے ذمہ ہے اس کا حج پر جانا پسند نہ کریں (یعنی اجازت نہ دیں) اور ایسے (اپنی غیر حاضری سے) انکے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو تو اسکے حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے - (س) اور جو شخص ایسا ہے کہ اگر حج کیلئے جانیوالا حاضر ہے تب بھی اس کا خرچ اسکے ذمہ نہیں ہوتا - تو ایسے شخص کی اجازت کے بغیر حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں خواہ (حج کے لئے جانے سے) اس شخص کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو -	محیط
٢	فتاوی شیخ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کا بے ریش لڑکا خوبصورت ہو تو باپ کو اختیار حاصل ہے کہ اسے حج پر جانے سے روک دے تاوقتیکہ اسکی ڈاڑھی نکل آئے -	تتار خانیہ

[1] متعلق حکم نمبر ١٠/٢٩٩ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حج میں ممنوع امور کے متعلق تفصیلی احکام حکم نمبر ٣٠٠، ٣٠٢، ٣٠٨ تا ٣١٥ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ٣٠٣/٢٩٨ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاوّل فی تفسیر الحج وغیرہ / محظورات الحج	حوالہ
۲۹۸-۳	فی الملتقط حج الفرض اولیٰ من طاعة الوالدین وطاعتهما اولیٰ من حج النفل	کذا فی التتارخانیة
۴	وفی الکبری لوکان السفر مخوفا مثل البحر لا یخرج الا باذن الوالدین	کذا فی التتارخانیة
۵	ویکرہ الخروج الی الغزو والحج لمن علیه الدین وان لم یکن عندہ مال مالم یقضی دینه الا باذن الغرماء فان کان بالدین کفیل ان کفل باذن الغریم لا یخرج الا باذنهما وان کفل بغیر اذن الغریم لا یخرج الا باذن الطالب وحدہ وله ان یخرج بغیر اذن الکفیل۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی المقطعات

ؔ حکم نمبر $\frac{1}{298}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - تفسیر حج کے احکام — حج میں ممنوع امور کا بیان	حوالہ
۲۹۸-۳	ملتقط میں ہے کہ (ا) فرض حج کی ادائیگی ماں باپ کی اطاعت سے اولی ہے۔ (ب) اور ماں باپ کی اطاعت نفل حج سے اولی ہے۔	تتارخانیہ
۴	اکبری میں مذکور ہے کہ اگر حج کا سفر بحری سفر کی طرح پر از خطر ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر سفر حج کو نہ جائے۔	تتارخانیہ
۵	(ا) جس شخص پر قرض ہو۔ وہ جب تک اپنا قرض ادا نہ کرے۔ اسے مسلح جہاد اور حج کے لئے جانا مکروہ ہے۔ خواہ اسکے پاس مال نہ ہو۔ لیکن اگر قرض خواہ اجازت دے دے تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ (ب) اگر مذکورہ صورت میں اس کے قرض کا کوئی ضامن تھا۔ تو (پھر حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ضامن قرض خواہ کی اجازت سے ضامن بنا تھا۔ تو مقروض اس ضامن اور قرضخواہ دونوں کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور اگر وہ ضامن قرضخواہ کی اجازت کے بغیر ضامن بنا تھا۔ تو وہ مقروض صرف قرض خواہ کی اجازت کے بغیر نہ جائے۔ اور اس صورت میں وہ اس ضامن کی اجازت کے بغیر جا سکتا ہے۔	قاضیخان

حوالہ	الباب الثانی فی المواقیت — المواقیت	دفعات وشق نمبر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فی المواقیت

دفعات ۲۹۹ تا ۲۹۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۵

۲۹۹- المواقیت

تعداد شق ۱۵

١	المواقیت التی لا یجوز ان یجاوزھا الانسان الا محرما خمسۃ لاھل المدینۃ ذو الحلیفۃ ولاھل العراق ذات عرق ولاھل الشام جحفۃ ولاھل نجد قرن ولاھل الیمن یلملم	کذا فی الھدایۃ

؎۱ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ المواقیت میقات کی جمع ہے اور یہاں مراد احرام باندھنے کی جگہیں ہیں ایسی جگہیں تین قسم ہیں۔ آفاقی[۱] یعنی میقات سے باہر سے آنے والوں کے لئے۔ حلی[۲] یعنی میقات سے اندر اور مکہ مکرمہ کے حرم شریف سے باہر والوں کے لئے اور حرمی[۳] یعنی حرم مکہ میں رہنے والوں کے لئے الگ الگ ہیں۔ آفاقی کے لئے مذکورہ پانچ میقات ہیں۔ ذو الحلیفہ[۱]۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل (مکہ مکرمہ کی طرف) ہے ایک میل چار ہزار (۱) گز کا ہونے کی صورت میں پانچ میل سے بھی کچھ کم ہے اور مکہ مکرمہ سے دس منزلوں پر ہے اور دوسرے میقاتوں کی نسبت سب سے دور ہے (تقریباً ... میل ہے) آجکل ذو الحلیفہ کو بیر علیؓ بھی کہتے ہیں۔ ذات عرق[۲] مکہ مکرمہ سے دو تین منزل پر ہے۔ یہ فرق عرفی منزل اور شرعی منزل میں فرق کیوجہ سے ہے اس کی وجہ تسمیہ عرق پہاڑ ہے۔ عرق سے پہلے عقیق پہاڑ آتا ہے جس سے احرام باندھنا افضل ہے (مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل ہے) ؎۳ جحفہ مکہ مکرمہ سے تین منزل پر رابغ (رابض) کے قریب ہے۔ اس جگہ کا اصل نام مہیعہ تھا۔ جسے سیل بہالے گئی تو جحفہ نام ہوا۔ علامہ قطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جگہ رابغ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے بجہت یمن رابغ سے تقریباً ایک میل پر ہے۔ لوگ احتیاطاً رابغ سے احرام باندھتے ہیں (یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۱۵۰ میل ہے) قرن[۴] مکہ مکرمہ سے عرفات کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ کیطرف اسکی نسبت درست نہیں ہے۔ (مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل ہے) ؎۵ یلملم مکہ مکرمہ سے تقریباً دو منزل پر تہامہ کے علاقہ میں پہاڑ ہے جسے سعدیہ بھی کہتے ہیں (یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۰ میل جنوب کی طرف ہے) ذات عرق کے سوا مذکورہ مواقیت کا ذکر بخاری شریف و مسلم شریف میں ہے اور ذات عرق کا ذکر مسلم شریف اور ابو داؤد شریف میں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۰۹ نیز نقشہ نمبر ۱ اور اہل حل کے میقات کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۹۹ اور اہل حرم کے میقات کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۹۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۲ مکہ مکرمہ سے مراد مکہ مکرمہ مع حرم مکہ ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۱۶ کا دوسرا حاشیہ اور ۱۱/۲۹۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور حرم مکہ کی حدود کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۹۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز رد المحتار میں ہے کہ مکہ مکرمہ جانیکا ارادہ رکھنے والا خواہ تجارت کی غرض سے جانے اسے میقات پر سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر گزرنا ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۹ اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۳۱۶ ملاحظہ ہو۔ اور اگر مکہ مکرمہ و حرم مکہ میں جانے کا ارادہ نہ ہو تو میقات سے گذرنے کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ میقات سے بغیر احرام گذرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲ تا ۱۵/۲۹۹، ۵/۳۱۶ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

حوالہ	میقات کا بیان	دوسرا باب - میقات کے احکام	دفعات و شق نمبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دوسرا باب - میقات کے احکام

دفعات ۲۹۹ تا ۲۹۹ - عنوان ۱ - تعداد شق ۱۵

۲۹۹ - میقات

اور اسمیں ۱۵ شقیں ہیں

۱ جن میقات ۱ سے (مکہ مکرمہ جانے ۲ کا ارادہ کرنے والے) کسی (آفاقی ۳) شخص کیلئے احرام کے بغیر گزرنا جائز نہیں ہوتا۔ وہ کل پانچ ہیں۔ (۱) مدینہ منورہ (کیطرف ۴) والوں کیلئے ذوالحلیفہ (۲) عراق کی طرف والوں کے لئے ذات عرق (۳) شام کیطرف والوں کے لئے جحفہ (۴) نجد کیطرف والوں کیلئے قرن (۵) اور یمن کی طرف والوں کیلئے یلملم ہے۔ ۵ — ہدایہ

۴ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ یہاں اہل مدینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مدینہ منورہ کیطرف سے آئیں۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۴۷ (مترجم) ۵ (ا) یلملم مشرقی ممالک و پاکستانی حاجیوں کیلئے میقات ہے جیسا اسکا ذکر حکم نمبر ۲۹۹/۱ کے پہلے حاشیہ میں ملاحظہ ہو بحری راستہ میں یلملم سے پہلے کامران آتا ہے پس بحری جہاز سے جانیوالے پاکستانی حاجیوں کو کامران سے نکل کر احرام کی تیاری کر لینی چاہیئے۔ البتہ وہ حاجی جو پہلے مدینہ منورہ جانیکا ارادہ رکھتے ہوں انہیں یلملم کے میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں کیونکہ یلملم سے جدہ شریف تک تمام سمندری راستہ حرم مکہ و حل کی حدود سے باہر آفاق کی حدود میں ہے نقشہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ انہیں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کیلئے ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا ہوگا جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔ البتہ حکم نمبر ۲۹۹/۵ ملاحظہ ہو۔ اور ہوائی جہاز سے جانے والے پاکستانی حاجیوں کو کراچی سے ہی احرام باندھ لینا چاہیئے کیونکہ ہوائی جہاز حل کی حدود سے گزرتا ہے۔ اور خشکی کے راستے جانے والے حاجی طائف سے مکہ مکرمہ جائیں تو طائف سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ (ب) جدہ شریف مکہ مکرمہ کی بندرگاہ ہے یلملم سے تقریباً ۵۰ میل اور کراچی سے تقریباً ۲۱۸۵ میل ہے پر واقع ہے۔ کراچی سے جدہ بذریعہ بحری جہاز تقریباً ایک ہفتہ اور بذریعہ ہوائی جہاز تقریباً تین چار گھنٹہ کا سفر ہے۔ جدہ میں طلوع و غروب کراچی سے تقریباً دو گھنٹہ بعد ہے ویسے سعودی عرب میں مغرب کا وقت ۱۲ بجے قرار پاتا ہے۔ نیز سمت کعبہ دریافت کر لی جائے۔ جدہ سنہ ۲۶ھ میں حضرت عثمانؓ کے عہد میں بندرگاہ بنی۔ جدہ دادی اماں کو کہتے ہیں۔ تفسیر خازن میں بحوالہ ضحاک لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے اتارے گئے تو وہ ہند میں اور حضرت حوا جدہ میں اتریں پھر عرصہ بعد عرفہ کے دن عرفات میں اکٹھے ہوئے ماخوذ از تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۳۱ ملخصاً۔ حکم نمبر ۳۰۲/۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ بعض کے ہاں مشہور ہے کہ حضرت حوا کی قبر بھی جدہ میں ہے جو ایک احاطہ میں بتائی جاتی ہے جو سنہ ۱۹۵۱ء میں عراقی قونصل خانہ کے پیچھے کیطرف تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ج) جدہ سے مکہ مکرمہ کی طرف تقریباً دس میل پر حرم شریف کے نشانات لگے ہیں آجکل اسکے قریب ہی شمیسیہ بستی ہے اس جگہ صلح حدیبیہ ہوئی تھی بستی کے قریب راستہ سے جنوب کی طرف تھوڑے فاصلہ پر چھوٹی سی پختہ مسجد بنی ہوئی ہے اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کیکر کے درخت تلے بیعت رضوان لی تھی۔ جسکا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الفتح کی آیت ۱۸ میں ہے اس مسجد کو مسجد الشجرہ کہتے ہیں۔ موقع ملے تو اسمیں دوگانہ پڑھکر دعا مانگیں۔ ایک اور مسجد الشجرہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰۲/۵۷ کے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ ہو۔ (د) سامان پر نام و پتہ لکھا ہونے اور جدہ کی بندرگاہ پر اترنے سے پہلے سامان یکجا کر دینے سے سامان تلاش کرنے میں سہولت رہتی ہے رقم اور ضروری کاغذات پاس رکھکر باقی سامان اپنے دیجئے اور آرام آجائیے بسیں آپکو اور آپکے سامان کو کسٹم آفس اور پڑتال کے بعد وہاں سے مدینۃ الحجاج پہنچا دیں گی۔ بندرگاہ کے حجاج کیلئے مستقل مسافر خانہ حجاج منزل بھی ہے اور جدہ میں کرایہ کے مکان بھی ملتے ہیں جدہ سے مکہ مکرمہ تقریباً ۴۵ میل ہے بسیں اور نجی ٹیکسیوں پر ڈیڑھ دو گھنٹہ کا سفر ہے راستہ میں قہوہ خانے اور سرکاری چوکیاں بھی ہیں۔ اگر جدہ سے ہی کچھ ناشتہ لے لیا جائے تو مکہ مکرمہ پہنچکر کھانا تیار کرنے کی فوری فکر نہیں رہتی جو جنگل [illegible] بعد ضرورت [illegible] حکم نمبر ۳۰۲/۱ [illegible] (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی المواقیت — المواقیت	حوالہ
۲۹۹-۲	وفائدۃ التأقیت المنع عن تاخیر الاحرام عنھا	کذا فی الھدایۃ
۳	فان قدم الاحرام علی ھذہ المواقیت جاز وھو الافضل اذا امن مواقعۃ المحظورات والا فالتاخیر الی المیقات افضل	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۴	وکل واحدۃ من ھذہ المواقیت وقت لاھلھا ولمن مر بھا من غیر اھلھا	کذا فی التبیین
۵	ومن جاوز میقاتہ غیر محرم ثم اتی میقاتا آخر فاحرم منہ اجزأہ الا ان احرامہ من میقاتہ افضل	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
	وھذا من غیر اھل المدینۃ لان اھل المدینۃ اخص بوقتہ	کذا فی السراج الوھاج
۶	وکل من قصد مکۃ من طریق غیر مسلوک احرم اذا حاذی میقاتا من ھذہ المواقیت	کذا فی محیط السرخسی
۷	ومن حج فی البحر فوقتہ اذا حاذی موضعا من البر لا یتجاوزہ الا محرما	کذا فی السراج الوھاج
۸	وان سلک بین المیقاتین فی البر او البحر اجتھد واحرم اذا حاذی میقاتا منھما وابعدھما اولی بالاحرام منہ	کذا فی التبیین
۹	فان لم یکن بحیث یحاذی فعلی مرحلتین الی مکۃ	کذا فی البحر الرائق
۱۰	ومن کان اھلہ فی المیقات او داخل المیقات الی الحرم فمیقاتھم	

[1] حکم نمبر ۲۱۶/۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۹۹/۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] چنانچہ اس صورت کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جو میقات مکہ مکرمہ سے زیادہ فاصلہ پر ہو وہاں سے احرام باندھنا افضل ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۱۱ (مترجم) [4] میقات کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹۹/۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [5] مکہ مکرمہ کے حرم شریف کی حدود کے نشانات کے متعلق تاریخ الحرمین عربی طبع ۵ میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حدود حرم بتائی تھیں جہاں نشانات لگادئے گئے تھے پھر قصی نے ان نشانات کی تجدید کی پھر عام الفتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمیم بن اسید الخزاعی رضی اللہ عنہ سے تجدید کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قریش میں سے مخرمہ بن نوفل، سعید بن یربوع، حویطب بن العزی اور ازھر بن عبد مناف رضی اللہ عنہم نے ان نشانات کی تجدید کی پھر حضرت معاویہ رض اور عبدالملک نے ان نشانات کی تجدید کا حکم دیا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی معباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۳۷۲ھ ص ۲۳ اور ردالمحتار میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حدود حرم کے نشانات کی تجدید کرائی تھی اور درمختار میں بحوالہ ابن الملقن لکھا ہے کہ حرم شریف کی حد مدینہ منورہ کی طرف تقریباً تین میل تک ہے (تنعیم کے پاس جیسا کہ حکم نمبر ۲۹۹/۱۱ کے حاشیہ میں ہے) اور عراق کی طرف تقریباً سات میل تک۔ طائف کی طرف تقریباً سات میل تک (یعنی عرفات تک اور عرفات حل میں ہے) جدہ کی طرف تقریباً دس میل تک (شمیسیہ کے قریب، جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی)

دفعات و ضمنی نمبر	دوسرا باب - میقات کے احکام — میقات کا بیان	حوالہ
۲۹۹-۲	(مذکورہ) میقات مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ احرام باندھنے میں ان (مذکورہ) میقات سے تاخیر کرنا منع ہے۔	ہدایہ
۳	اگر کسی شخص نے مذکورہ میقات سے پہلے احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔ اور یہی افضل ہے بشرطیکہ اسے احرام کے (دوران) ممنوع امور میں پڑ جانے کا خدشہ نہ ہو ورنہ احرام باندھنے میں میقات تک تاخیر کرنا افضل ہے۔	جوہرہ نیرہ
۴	مذکورہ میقات میں سے ہر ایک اپنے علاقہ والوں کیلئے اور اس کے علاوہ میں سے جو لوگ اس طرف سے گذریں سب کے لئے میقات ہیں۔	تبیین
۵	(ا) جو شخص اپنے متعلقہ میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر وہ دوسرے میقات میں آگیا اور وہاں سے احرام باندھا تو اسے کفایت کر جائیگا [۱]۔ لیکن اس کے لئے اپنے متعلقہ میقات سے احرام باندھنا افضل ہے۔	جوہرہ نیرہ
۰	(ب) یہ مذکورہ (حکم) ان لوگوں کیلئے جو مدینہ منورہ سے علاوہ کے ہوں اس لئے کہ مدینہ منورہ والوں کیلئے اپنے میقات کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے۔	سراج وہاج
۶	جو شخص ایسے راستہ سے مکہ مکرمہ جائے جو عام راستہ نہیں ہے۔ تو وہ جب ان مذکورہ (پانچ) میقات میں سے کسی کے متقابل ہو تو احرام باندھ لے۔ [۲]	محیط سرخسی
۷	جو شخص بحری راستہ سے حج کو جائے تو اس کے احرام باندھنے کیلئے میقات وہ ہے کہ جب وہ خشکی میں واقع کسی میقات کی جگہ کے مقابل ہو تو وہاں سے بغیر احرام آگے نہ بڑھے۔	سراج وہاج
۸	اگر وہ شخص بری یا بحری راستہ سے دو میقاتوں کے درمیان سے گذرے تو وہ یہ کوشش کرے کہ جب ان دونوں میقاتوں میں سے جس کسی کے مقابل ہو تو احرام باندھ لے۔ البتہ ان دونوں میں سے جو (مکہ مکرمہ سے [۳]) زیادہ دور ہے اس سے احرام باندھنا اولیٰ ہے۔	تبیین
۹	اگر اس (مذکورہ شخص) کو کسی میقات کے مقابل ہونا (معلوم) نہ ہوا تو وہ مکہ مکرمہ سے دو منزل پر احرام باندھ لے [۴]۔	بحر رائق
۱۰	جس شخص کے اہل و عیال (مذکورہ) میقات [۵] میں یا میقات اور حرم شریف کے درمیان ہوں تو ایسے لوگوں	

[۱] ملاحظہ ہو نیز نقشہ صفحہ ۲۱۳ نیز حرم شریف اور یمن کی طرف تقریباً سات میل تک (اضاۃ لبن کے قریب) حدود حرم کے نشانات بنے ہوئے ہیں ماخوذ از رد المحتار و در مختار ج ۲ ص ۲۱۳ [۲] نیز حرم شریف کی عظمت کے متعلق تاریخ الحرمین طبع ۴ میں ہے کہ بنی اسرائیل کی کوئی جماعت مکہ مکرمہ آتی تو احتراماً ذی طوی سے ہی جوتے اتار کر ننگے پاؤں چلتے نیز لکھا ہے کہ جب کسی نبی کی امت ہلاک ہو جاتی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مکہ مکرمہ آ رہتے اور وفات تک یہیں عبادت میں لگے رہتے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی وفات یہیں ہوئی اور ان کی قبریں زمزم اور حجر کے درمیان ہیں۔ بعض اسلاف اسے پسند کرتے تھے کہ جب کبھی مکہ مکرمہ آتے تو قرآن مجید کا ایک ختم کئے بغیر جاتے ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی صفحہ ۱۰۱، صفحہ ۱۰۸ نیز فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ جب مکہ مکرمہ کے حرم شریف میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھ لے اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْحَرَمُ حَرَمُكَ وَالْأَمْنُ أَمْنُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ الْمُسْتَجِيْرِ بِكَ مِنَ النَّارِ قِنِيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَوَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ۔ ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۵۔ ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ یہ گھر تیرا گھر ہے یہ حرم شریف تیری عزت اور امن کی جگہ ہے

اور یہ بندہ تیرا بندہ ہے یہ مقام آگ سے تیری پناہ لینے والے کا اور پناہ چاہنے والے کا ہے پس جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیگا مجھے اپنے عذاب سے پناہ دیجئے اور مجھے ان کاموں کی توفیق عنایت

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی المواقیت　　المواقیت	حوالہ
۲۹۹-	للحج والعمرة الحل الذی بین المواقیت والحرم ولو اخر الاحرام الی الحرم جاز	كذا فى المحيط
۱۱	ووقت المکی للاحرام بالحج الحرم وللعمرة الحل	كذا فى الكافى
	فيخرج الذی یرید العمرة الی الحل من ای جانب شاء	كذا فى المحيط
	والتنعیم افضل	كذا فى الهداية
۱۲	ولا یجوز للآفاق ان یدخل مکة بغیر احرام نوی النسک اولا ولو دخلها فعلیها حجة او عمرة	كذا فى محيط السرخسى فى باب دخول مكة بغير احرام
۱۳	ومن کان داخل المیقات کالبستانی له ان یدخل مکة لحاجة بغیر احرام الا اذا اراد النسک فان النسک لایتادی الا بالاحرام ولاحرج فیه	كذا فى الكافى
۱۴	وکذا المکی اذا خرج الی الحل للاحتطاب اوالاحتشاش ثم دخل مکة یباح له الدخول بغیر احرام	كذا فى محيط السرخسى
۱۵	وکذلک الآفاقی اذا صار من اهل البستان	كذا فى محيط السرخسى

[1] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ یہاں مکی سے مراد وہ شخص ہے جو حرم شریف میں ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۱۳ اور جیسا کہ حکم ۵/۲۱۲ کے دوسرے حاشیہ میں ہے اور حرم شریف کی حدود کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۹۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ص ۵ رد المحتار میں ہے کہ تنعیم مکہ مکرمہ کے قریب (مدینہ منورہ کی طرف تقریباً تین میل پر) ایک مقام ہے۔ جو مسجد عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہے اور تنعیم حل کی دوسری جگہوں کی نسبت مکہ مکرمہ سے

دفعات وتشنی نمبر	دوسرا باب - میقات کے احکام میقات کا بیان	حوالہ
۲۹۹-	کیلئے حج اور عمرہ کا میقات حِل کی جگہ ہے - جو میقات اور حرم شریف کے درمیان کا علاقہ ہے اور اگر وہ احرام باندھنے میں حرم شریف تک تاخیر کریں تو جائز ہے -	محیط
۱۱	(و) مکی شخص[۱] کیلئے حج کا میقات حرم شریف ہے - اس کے لئے عمرہ کا میقات حِل ہے -	کافی
	(ب) پس جو مکی شخص عمرہ کا ارادہ کرے تو وہ احرام باندھنے کیلئے جس طرف سے چاہے حل کو چلا جائے -	محیط
	(ج) اور مکی کیلئے تنعیم سے (عمرہ کا) احرام باندھنا افضل ہے -[۲]	ہدایہ
۱۲	کسی آفاقی (یعنی جو شخص میقات سے باہر کا ہو اس) کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ مکرمہ[۳] میں احرام کے بغیر داخل ہو - خواہ حج کی، عبادت کی نیت کرے یا نہ اور اگر ایسا کوئی شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہوگیا تو اس پر حج یا عمرہ لازم ہے -[۴]	محیط سرخسی
۱۳	جو شخص میقات کے اندر (مکہ مکرمہ کی طرف) رہنے والا ہو مثلاً بستانی - تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہو - لیکن جب اس نے حج کی عبادت کا ارادہ کیا تو حج کی عبادت احرام کے بغیر ادا نہیں ہوتی اور اسمیں حرج[۵] نہیں ہے -	کافی
۱۴	اسی طرح اگر مکی شخص (مثلاً) لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کیلئے (حرم شریف سے باہر) حل کی طرف آیا اور پھر مکہ مکرمہ داخل ہوا تو اسکے لئے (مکہ مکرمہ اور حرم شریف میں) احرام کے بغیر داخل ہونا مباح ہے -	محیط سرخسی
۱۵	اسی طرح آفاقی (یعنی جو شخص میقات سے باہر کا ہو) وہ اگر اہل بستان[۶] سے ہو جائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے -	محیط سرخسی

زیادہ قریب ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۳ (مترجم) [۳] مکہ مکرمہ سے مراد کے متعلق حکم نمبر $\frac{5}{216}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر $\frac{1}{316}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ہدایہ میں ہے کہ میقات سے اندر رہنے والوں کیلئے اپنے کاموں کی خاطر مکہ مکرمہ داخل ہونے یا نکلنے کیلئے بار بار احرام لازم ہونے میں حرج ہے البتہ اگر وہ حج کا ارادہ کریں تو اسکے لئے احرام میں حرج نہیں ہے کیونکہ ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۳ (مترجم) [۶] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ بستان یعنی بنی عامر جو مکہ مکرمہ کے قریب میقات سے اندر اور حرم شریف سے باہر جگہ ہے اور اس سے مراد حل کی وہ جگہ ہے جو میقات اور حرم شریف کے مابین ہو - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۱۳ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فی الاحرام

دفعات ۳۰۰ تا ۳۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۷

۳۰۰ - الاحرام

تعداد شق ۳۶

دفعات وشق نمبر	الاحرام	حوالہ
	وله رکن وشرط (فالرکن) ان یوید منه فعل من خصائص الحج وهو نوعان (احدهما قول) بان یقول لبیک اللهم لبیک لاشریك لك الخ وهی مرة شرط والزیادة سنة وتلزمه بترکها الاساءة	کذا فی محیط السرخسی
۲	ولو کان مکان التلبیة تسبیح او تحمید او تهلیل او تمجید او ما اشبه ذلك من ذکر الله تعالی ونوی به الاحرام صار محرما سواء کان یحسن التلبیة اولا یحسنها بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی
۳	وکذا اذا اتی بلسان آخر اجزاء ه سواء کان یحسن العربیة او لا یحسنها	کذا فی شرح الطحاوی
	والعربیة افضل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	ولو قال اللهم ولم یزد علیه فمن قال یصیر به شارعا فی الصلوة یقول یصیر محرما وعلی قول من قال لا یصیر به شارعا فی الصلوة لا یصیر محرما	هکذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ احرام کی شرط کا بیان حکم نمبر ۱۴/۳۰۰ میں ہے۔ (مترجم) ۲؎ رکن کی دوسری قسم کا بیان حکم نمبر ۵/۳۰۰ میں ہے (مترجم) ۳؎ اسے تلبیہ کہتے ہیں اور تلبیہ کے پورے کلمات کے متعلق حکم نمبر ۳۰، ۳۱/۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ نماز کے متعلق حکم

حوالہ	احرام کا بیان ‌ ‌ ‌ تیسرا باب احرام کے احکام	دفعات وشق نمبر
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# تیسرا باب احرام کے احکام	
	دفعات ۳۰۰ تا ۳۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۷	
	## ۳۰۰- احرام باندھنا اور اسمیں ۳۶ شقیں ہیں	
محیط سرخسی	(ا) احرام کا رکن بھی ہے اور شرط بھی[۱]- احرام کا رکن یہ ہے کہ احرام باندھنے والے سے کوئی ایسا فعل پایا جائے جو خصوصیاتِ حج سے ہو اور ایسا فعل دو قسم پر ہے- پہلی[۲] قسم کا ایسا فعل قولی ہے اور وہ یہ دعا پڑھنا ہے- لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ آخر تک پڑھنا[۳] (ب) یہ ایکبار کہنا شرط ہے- اور ایک سے زیادہ بار کہنا سنت ہے- اور اسے چھوڑ دینے میں گناہ ہے	۱
شرح طحاوی	اگر (احرام باندھتے وقت کسی شخص نے مذکورہ) تلبیہ کی بجائے تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا) یا تحمید (یعنی الحمد للہ کہنا) یا تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ کہنا) یا تمجید (یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا) یا اسکے مشابہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کیا اور اسمیں احرام باندھنے کی نیت کی تو وہ احرام والا قرار پائے گا- خواہ وہ شخص اچھی طرح لبیک کہہ سکتا تھا یا نہ اس حکم پر اجماع ہے-	۲
شرح طحاوی قاضیخان	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے عربی کی بجائے کسی اور زبان میں مذکورہ دعا کہی تو اسکے لئے احرام صحیح قرار پانے کے لئے کفایت کر جائے گی- خواہ وہ شخص عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا تھا یا نہ (ب) اور (مذکورہ دعا) عربی میں کہنا افضل ہے-	۳
قاضیخان	اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت یوں کہا "اَللّٰھُمَّ" (یعنی اے اللہ) اور اسپر مزید کچھ نہ کہا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) جس کے ہاں (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنے کی بجائے صرف) اَللّٰھُمَّ کہنے سے نماز شروع[۴] ہو جاتی ہے- اس کے ہاں اَللّٰھُمَّ کہنے سے احرام بھی صحیح قرار پاتا ہے- (ب) اور جس کے ہاں "اَللّٰھُمَّ" کہنے سے نماز شروع نہیں ہوتی تو اسکے ہاں صرف اَللّٰھُمَّ کہنے سے احرام بھی صحیح نہیں قرار پاتا ہے-	۴

نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی الاحرام	حوالہ
۳۰۰-۵	(والثانی فعل) وھوان یقلد بدنۃ وان ساقھا وتوجہ معھا یرید الحج یصیر محرما وان لم یلب سواء قلد بدنۃ تطوعا او نذرا او جزاء صید او نحوہ	کذا فی محیط السرخسی
۶	وان بعث بھا علی یدی رجل ولم یتوجہ معھا ثم توجہ لم یکن محرما حتی یلحقھا الا ھدی متعۃ او قران فانہ یصیر محرما حین توجہ قبل ان یلحقھا	کذا فی محیط السرخسی
	فاذا ادرکھا وساقھا او ادرکھا فقد اقترنت نیتہ بعمل ھو من خصائص احرام فیصیر محرما کما لو ساقھا فی الابتداء	کذا فی الھدایۃ
۷	و لو اشترک قوم فی بدنۃ وھم یؤمون البیت فقلد احدھم بامرھم فقد احرموا او بغیر امرھم صار ھو محرما دونھم	کذا فی محیط السرخسی
۸	وصفۃ التقلید ان یربط علی عنق بدنتہ قطعۃ نعل او عروۃ مزادۃ او لحاء شجر	کذا فی محیط السرخسی
۹	ولو جلل بدنۃ او قلد شاۃ ونوی بھما الاحرام فتوجہ معھا لم یصر محرما وکذلک اذا اشعر بدنۃ ونوی بہ الاحرام فی قولھم جمیعا	کذا فی المضمرات
۱۰	ویستحب التجلیل والتصدق بالجل والتقلید احب من التجلیل	کذا فی فتح القدیر
۱۱	والبدن من الابل والبقر	کذا فی الھدایۃ
۱۲	والاشعار ان یطعن فی سنامھا من الجانب الایسر حتی یسیل منہ الدم وھو مکروہ فی قول ابی حنیفۃ رح وقالا ھو حسن	کذا فی المضمرات
۱۳	والتجلیل ان یلبس بدنتہ الجل	ھکذا فی شرح الطحاوی

ؔ۱ بدنہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{11}{300}$ ملاحظہ ہو اور پٹہ ڈالنے کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{8}{300}$ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر $\frac{9}{300}$ ملاحظہ ہو (مترجم)۔
ؔ۲ عملی خصوصیات حج سے مُحرِم قرار پانے کے متعلق درمختار ردالمحتار میں ہے کہ مُحرِم قرار پانے کیلئے ہدی سے جا ملنا تب معتبر ہے کہ میقات سے پہلے جا ملے۔ ورنہ وہ میقات سے تلبیہ کے ساتھ ہی احرام باندھے گا تاکہ بغیر احرام میقات سے نہ گذرے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۰، صفحہ ۲۱۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - احرام کے احکام — احرام کا بیان	حوالہ
۳۰۰-۵	(احرام کے رکن میں) دوسری قسم کا فعل (جو خصوصیاتِ حج سے ہو وہ) عملی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بدنہ[۱] (یعنی قربانی کا اونٹ یا گائے) کے گلے میں پٹہ ڈالے۔ اگر اس نے بدنہ کو ہانکا اور حج کے ارادہ سے اسکے ساتھ چلا تو اس سے احرام والا قرار پائیگا۔ خواہ اس نے لبیک نہ کہی ہو۔ اور خواہ قربانی کا وہ جانور نفل ہو۔ یا منت مانی ہوئی ہو۔ یا وہ قربانی (ممنوع) شکار کی جزا کے طور پر ہو یا اسی قسم کی کوئی قربانی ہو۔	محیط سرخسی
۶	(ا) اگر (مذکورہ) شخص نے اس (مذکورہ) جانور کو کسی کے ہاتھوں بھیجا اور خود اسکے ساتھ بعد میں نہیں چلا تو جب تک وہ اس قربانی سے نہ جا ملے[۲] گا۔ احرام والا نہ قرار پائے گا۔ لیکن اگر وہ قربانی تمتع یا قران کی ہو تو پھر وہ شخص اس قربانی سے جا ملنے سے پہلے صرف اسکی طرف چل پڑنے سے ہی احرام والا قرار پائے گا[۳]۔	محیط سرخسی
	(ب) پس جب وہ (مذکورہ شخص قربانی کے اس جانور کو جا پہنچا۔ اور اسے ہانکا۔ یا وہ صرف اس جانور کو جا پہنچا تو اسکی نیت احرام اسکے عمل سے مل گئی اور یہ عمل احرام کی خصوصیات سے ہے۔ پس وہ احرام والا قرار پائے گا۔ جیساکہ ابتدا میں اس جانور کو ہانکنے سے احرام والا قرار پاتا ہے۔	ہدایہ
۷	(ا) اگر قربانی کے بدنہ میں چند لوگ شریک ہوں اور وہ سب بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور ان میں سے ایک شخص نے ان سب کے حکم سے قربانی کے جانور کو پٹہ ڈالا تو وہ سب احرام والے قرار پا گئے۔ (ب) اور اگر اس نے ان کے حکم کے بغیر ایسا کیا تو صرف پٹہ ڈالنے والے شخص کا احرام ہو گیا دوسروں کا نہ ہوا۔	محیط سرخسی
۸	پٹہ ڈالنا اسے کہتے ہیں۔ کہ اپنے بدنہ کے گلے میں نعل یا چمڑہ کا ٹکڑا یا درخت کی چھال باندھ دی جائے	محیط سرخسی
۹	(ا) اگر کسی شخص نے بدنہ پر جھول ڈال کر یا بکری کے گلے میں پٹہ ڈال کر احرام کی نیت کی اور اس کے ساتھ بیت اللہ کی طرف چلا تو وہ ایسا کرنے سے احرام والا نہ قرار پائے گا۔ (ب) یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے بدنہ کو اشعار[۴] کر کے احرام کی نیت کی (تو اس سے احرام والا نہ قرار پائے گا) سب کے ہاں یہی حکم ہے۔	مضمرات
۱۰	(بدنہ) پر جھول ڈالنا اور پھر جھول صدقہ کر دینا مستحب ہے۔ البتہ پٹہ ڈالنا جھول ڈالنے سے بہتر ہے	فتح قدیر
۱۱	اور بدنہ سے مراد اونٹ یا بیل ہیں (خواہ نر ہوں یا مادہ)	ہدایہ
۱۲	(بدنہ کیلئے) اِشعار یہ ہے کہ اس اونٹ[۵] کے کوہان میں بائیں طرف نیزے کا اتنا زخم کر دے جس سے خون بہہ نکلے۔ ایسا کرنا امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسف رح امام محمد رح) کے ہاں اچھا ہے	مضمرات
۱۳	تجلیل یہ ہے کہ بدنہ پر جھول ڈال دے۔	شرح طحاوی

[۳] عملی خصوصیاتِ حج سے مُحرِم قرار پانے کے متعلق در مختار و ردالمحتار میں ہے کہ تمتع و قران کی ہدی کو قلادہ ڈالنے اور احرام کی نیت سے اسکی طرف متوجہ ہونے سے مُحرِم قرار پانا تب ہے کہ حج کے مہینوں میں ہو۔ ورنہ وہ ہدی نفل ہے اور پھر عملی خصوصیات حج سے مُحرِم تب قرار پائیگا کہ وہ ہدی کو ساتھ لے چلے یا اس سے جا ملے۔ ماخوذ از در مختار ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۰ ملخصاً (مترجم) [۴] اِشعار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ردالمحتار میں ہے کہ کوہان سے اشارہ ہے کہ اِشعار اونٹ کی بائیں (داہنی) سے مخصوص ہے (از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی الاحرام — الاحرام	حوالہ
۳۰۰—۱۴	(واما شرطه فالنية) حتى لايصير محرما بالتلبية بدون نية الاحرام	كذا في محيط السرخسي
۱۵	ولايصير شارعا بمجرد النية مالم يأت بالتلبية اومايقوم مقامها من الذكر اوسوق الهدى اوتقليد البدنة	كذا في المضمرات
۱۶	واذا اراد الاحرام اغتسل او توضاء والغسل افضل الا ان هذ الغسل للتنظيف حتى تؤمر به الحائض	كذا في الهداية
۱۷	ويستحب في حق النفساء والصبي	هكذا في البحرالرائق
۱۸	ويستحب كمال التنظيف من قص الاظفار والشارب وحلق الابطين والعانة والرأس لمن اعتاده من الرجال اواراده والا فتسريحه وازالة الشعث والوسخ عنه وعن بدنه بغسله بالخطمى والاشنان ونحوها	كذا في البحرالرائق
۱۹	ومن المستحب عند ارادة الاحرام جماع زوجته اوجاريته ان كانت معه ولامانع من الجماع فانه من السنة	هكذا في البحرالرائق
۲۰	ويتزع المخيط والخف ويلبس ثوبين ازارا ورداء جديدين اوغسلين والجديد افضل	كذا في فتاوى قاضيخان
	ولولبس ثوبا واحدا يستر عورته جاز	كذا في الاختيار شرح المختار
۲۱	والازار من السرة الى ماتحت الركبة والرداء على الظهر والكتفين والصدر ويشده فوق السرة وان غرز طرفيه في ازاره فلا بأس به ولوخلله	

ـــه ۱ احرام کے رکن کیمتعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۳۰۰}$ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ نیز ہدایہ میں ہے کہ جب کسی نے احرام کی نیت سے تلبیہ پڑھا تو وہ احرام والا قرار پاگیا ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صـ ۲۳۳ (مترجم) ـــه ۲ ہدایہ میں ہے کہ اگر کوئی عورت احرام کے وقت ایام حیض میں ہو تو وہ غسل کرے اور احرام باندھ لے ۔ اور احرام والے دوسرے لوگوں کی طرح افعال کرے البتہ اس حالت میں طواف نہ کرے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صـ ۲۶۳ نیز حکم نمبر $\frac{۱۴۹}{۳۰۳}$ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۵۳، ۱۸۹، ۱۹۳}{۳۰۳}$ ، $\frac{۳۰}{۲۱۴}$ ملاحظہ ہوں ۔ نیز درمختار میں ہے کہ اگر احرام باندھنے والے کو پانی نہ ملے تو اس وضو یا غسل کیلئے تیمم مشروع نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ وضو یا غسل طہارت کیلئے نہیں نظافت کیلئے ہے اور ردالمحتار میں ہے زیلعی - البحر - النہر اور الفتح میں یوں ہی حکم ہے ۔ البتہ مناسک العمادی میں ہے کہ عجز کی صورت میں تیمم کرلے مگر یہ حکم اس پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ وضو یا غسل سے عجز کی صورت میں احرام کی نماز کے لئے تیمم کرے ۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۲ صـ ۲۱۴، صـ ۲۱۵ (مترجم) ـــه ۳ عورت کیلئے حکم نمبر $\frac{۲۰۹، ۲۱۰}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہو ۔ اور در د

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب - احرام کے احکام — احرام کا بیان	حوالہ
۳۰۰-۱۴	احرام کی شرط یہ ہے کہ [۱] نیت کرے - حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے احرام کی نیت کے بغیر لبیک کہی تو اس سے وہ احرام والا نہ قرار پائے گا -	محیط سرخسی
۱۵	احرام کی صرف نیت کر لینے سے احرام والا نہ قرار پائے گا - جب تک (وہ احرام کی نیت کے علاوہ) تلبیہ نہ پڑھے یا اسکے قائم مقام کوئی ذکر نہ کرے - یا بیت اللہ شریف کی طرف قربانی نہ ہانکے یا بدنہ کے گلے میں پٹہ نہ ڈالے -	مضمرات
۱۶	جب کوئی شخص احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کرے یا وضو کرے اور غسل کرنا افضل ہے البتہ یہ غسل صفائی کے لئے ہے حتیٰ کہ حیض والی عورت کے لئے بھی غسل کا حکم ہے [۲]	ہدایہ
۱۷	(احرام باندھتے وقت) نفاس والی عورت اور لڑکے کے لئے بھی غسل کرنا مستحب ہے -	بحر رائق
۱۸	(احرام باندھتے وقت) پوری صفائی مستحب ہے - مثلاً ناخن اور مونچھیں کاٹنا - بغلوں کے بال اور زیر ناف بال مونڈھنا - سر منڈانا - جسے سر منڈانے کی عادت ہو یا جو سر منڈانا چاہے ورنہ سر کے بالوں کو کنگھی کرنا - اور خطمی یا اشنان وغیرہ سے دھو کر بدن اور بالوں سے غبار اور میل دور کرنا -	بحر رائق
۱۹	جو شخص احرام کا ارادہ کرے تو یہ مستحب ہے - کہ اگر اسکی بیوی یا باندی ساتھ ہو اور جماع سے کوئی امر مانع نہ ہو تو اس سے جماع کرے - اس لئے کہ یہ بھی سنت ہے -	بحر رائق
۲۰	(ا) (مرد) احرام باندھے تو سلے ہوئے کپڑے یا جوتے اتار دے اور دو کپڑے پہن لے - ایک اوڑھنے کی چادر اور دوسرے تہ بند یہ دونوں کپڑے نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں - اور نئے ہوں تو افضل ہے [۳] (ب) اگر وہ صرف ایک کپڑا پہنے جس سے اس کا ستر ڈھک جائے تو جائز ہے -	قاضیخان اختیار شرح مختار
۲۱	(ا) (احرام والا) تہ بند ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک - اور اوڑھنے کی چادر پیٹھ - کندھوں اور سینہ پر اوڑھے اور ناف کے اوپر باندھے - اور اگر اس چادر کے دونوں کونے تہ بند میں ٹھونس دیئے تو اس میں کوئی حرج نہیں - (ب) اگر کسی نے سوراخ کر کے یا سوئی سے اٹکا دیا -	

کیلئے سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت سے مراد یہ ہے کہ وہ معتاد طریقہ سے نہ ہو اسکے متعلق ۳۰۲/۷ ، ۳۰۹/۱ ملاحظہ ہوں - نیز درمختار ورد المحتار میں ہے کہ احرام میں مستحب یہ ہے کہ کپڑے سفید ہوں - نیز لکھا ہے کہ سیاہ کپڑے اور ایسے کپڑے میں جسکی پھٹن سلی ہوئی ہو احرام جائز ہو جاتا ہے اور افضل یہ ہے کہ اسمیں سلائی نہ ہو - اور اگر کوئی شخص سلے ہوئے معتاد کپڑے نہ اتارے تب بھی احرام منعقد ہو جاتا ہے البتہ یہ جنایت ہے - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۱۵ مذکورہ جنایت کے متعلق حکم نمبر ۳۰۹ ملاحظہ ہو - نیز حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے سے مراد یہ ہے کہ وہ کپڑا سلائی کی وجہ سے بدن کو شامل ہو اور سلائی کی وجہ سے بدن پر ٹھہرے اور اگر ان میں سے کوئی ایک امر نہ پایا جائے تو سلا ہوا کپڑا پہننا لازم نہیں آتا - ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۶۵ چنانچہ معلم الحاج کے ص ۱۱۱ میں ہے کہ چادر یا لنگی اگر بیچ سے سلی ہوئی ہو تو جائز ہے - مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی الاحرام — الاحرام	حوالہ
۳۰۰ -	بخلاف او مِسَلّۃٍ او شدہ علی نفسہ بحبل اساء ولا شئ علیہ	کذا فی البحر الرائق
۲۲	ویدخل الرداء تحت یمینہ ویلقیہ علی کتفہ الیسری ویبقی کتفہ الایمن مکشوفا	کذا فی خزانۃ المفتین
۲۳	ویدّھن بای دھن شاء مطیبا کان او غیر مطیب واجمعوا علی انہ یجوز التطیب قبل الاحرام بما لا یبقی عینہ بعد الاحرام وان بقیت رائحتہ وکذا التطیب بما یبقی عینہ بعد الاحرام کالمسک والغالیۃ عندنا لا یکرہ فی الروایات الظاھرۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وھو الصحیح	ھکذا فی المحیط
	ولا یجوز التطیب فی الثوب بما یبقی عینہ علی قول الکل علی احدی الروایتین عنھما قالوا وبہ ناخذ	کذا فی البحر الرائق
۲۴	ثم یصلی رکعتین ویقرأ فیھما بما شاء وان قرأ فی الرکعۃ الاولی بفاتحۃ الکتاب وقل یا ایھا الکافرون وفی الثانیۃ بفاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد تبرکا بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو افضل	کذا فی المحیط
۲۵	وکثیر من العلماء یقرؤن بعد الفراغ من سورۃ قل یا ایھا الکافرون ربنا لا تزغ قلوبنا الایۃ وبعد الفراغ من سورۃ الاخلاص ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا	کذا فی خزانۃ المفتین
۲۶	ولا یصلیھما فی الوقت المکروہ	کذا فی البحر الرائق

[1] حکم نمبر ۵/۳۰۹ ملاحظہ ہو نیز طیلسان یعنی اوڑھنے کی چادر کے متعلق حکم ۹/۳۰۲ ، ۴/۳۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اسے اضطباع کہتے ہیں جیسا حکم ۱۸/۳۰۳ میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اضطباع احرام کے ابتدا سے ہی مستحب ہے۔ اور عوام ایسا کرتے بھی ہیں حالانکہ اضطباع طواف سے ذرا پہلے سے لیکر طواف کے آخر تک مسنون ہے اور اکثر اسی پر ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۵ - نیز اضطباع کس طواف میں مسنون ہے اور طواف کے دوگانہ میں اضطباع کا کیا حکم ہے اسکے متعلق حکم ۱۶/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] الغالیہ - یعنی کستوری - عنبر اور کافور وغیرہ سے مرکب خوشبو - ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۸۷ نیز حکم نمبر ۲۷/۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] البحر الرائق میں بحوالہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے خوشبو لگاتی اور آپ کے سر مبارک کے بالوں کی مانگ میں کستوری کی چمک نظر آتی تھی - اور امام محمدؒ کے ہاں جس خوشبو کا عین احرام کے بعد بھی

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب ۔ احرام کے احکام ۔ احرام کا بیان	حوالہ
۲۰۰۔	یا کسی شخص نے اسے اپنے اوپر رسی سے باندھ دیا تو اس نے برائی کی [1] اور (اس سے) اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔	بحر رائق
۲۲	(احرام والا) اوڑھنے کی چادر اپنے دائیں ہاتھ سے نیچے داخل کرے اور اسے اپنے بائیں کندھے پر ڈال دے اور وہ اپنا بایاں کندھا کھلا ہوا رہنے دے [2]	خزانۃ مفتین
۲۳	(ا) احرام باندھنے والا جونسا تیل چاہے لگائے ۔ خوشبودار ہو یا غیر خوشبودار (ب) فقہاء رح کا اس پر اجماع ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے ایسی خوشبو لگانا جائز ہے جس کا عین (یعنی اس کا جسم) احرام کے بعد باقی نہ رہے اگرچہ اس کی خوشبو احرام کے بعد بھی آتی رہے ۔ (ج) اور (بدن پر) ایسی خوشبو لگانا جس کا عین احرام کے بعد بھی باقی رہے ۔ مثلاً کستوری یا غالیہ [3] تو ہمارے ہاں ظاہر روایت کے بموجب وہ بھی مکروہ نہیں ہے ۔ اور یہی مذکورہ حکم صحیح ہے ۔ [3] کپڑے پر ایسی خوشبو لگانا جس کا عین احرام باندھنے کے بعد تک باقی رہے یہ ان دونوں [4] کی دو روایتوں میں سے ایک روایت کے بموجب سب کے قول میں جائز نہیں ۔ فقہاء نے کہا ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ۔	قاضیخان محیط بحر رائق
۲۴	(ا) پھر (احرام باندھنے والا) دو رکعتیں [5] پڑھے اور ان میں جونسی سورت چاہیئے پڑھے ۔ (ب) اور اگر پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور (سورہ) قل یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور (سورۃ) قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اس لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے تبرک ہو جائے تو ایسا کرنا افضل ہے ۔	محیط
۲۵	(مذکورہ دو رکعتوں میں) اکثر علماء سورۃ قل یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ کے بعد رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا آخر تک [6] اور سورۃ اخلاص سے فراغت کے بعد رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ پڑھتے ہیں ۔	خزانۃ مفتین
۲۶	(احرام باندھتے وقت) مذکورہ دو رکعتیں مکروہ وقت میں نہ پڑھے [7]	بحر رائق

باقی رہے وہ احرام باندھنے والے کے لئے (مطلقاً) مکروہ ہے ۔ پس مذکورہ روایت امام محمد رح پر حجت ہے ۔ البتہ یہ حکم بدن کے متعلق ہے اور کپڑے میں ایسی خوشبو ان دونوں کی دو روایتوں میں سے ایک کے بموجب سب کے قول میں جائز نہیں اور فقہاء نے کہا ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۱ ۔ البحر الرائق کی مذکورہ عبارت قرینہ ہے کہ یہاں ان دونوں سے مراد صاحبین نہیں بلکہ شیخین یعنی امام ابو حنیفہ رح وامام ابو یوسف رح ہیں واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۶/۳۰۰ ملاحظہ ہو ۔ نیز ان نوافل کو مسجد میں پڑھنے کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۸۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ نیز احرام کے دو نفل سر ڈھانک کر پڑھے گا ۔ اور احرام باندھنے کے بعد حالت احرام کی تمام نمازوں میں سر ڈھکنا منع ہے جیسا کہ حکم نمبر ۵/۳۰۲ میں ہے (مترجم) [6] پوری آیت یوں ہے ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ آیت [8] سورۃ آل عمران (مترجم) [7] مکروہ اوقات کے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی الاحرام — الاحرام	حوالہ
۳۰۰-۲۷	وتجزیہ المکتوبة	کذا فی البحر الرائق
۲۸	ثم اذا فرغ من صلوته یطلب من اللہ تعالیٰ التیسیر ویدعو اللّٰھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی	کذا فی المحیط
۲۹	ثم یلبی فی دبر الصلوة او بعد ما استوت بہ راحلتہ والتلبیة فی دبر الصلوة افضل عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	وصفة التلبیة ان یقول لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک وقولہ ان النعمة لک یروی بفتح الالف وبکسرھا وبالکسر اصح	کذا فی المحیط
۳۱	قال الکرخیؒ یأتی بھا ولا ینقص منھا	کذا فی المحیط
	وان زاد علیھا فھو حسن بان یقول لبیک الٰہ الخلق لبیک غفار الذنوب لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک والرغباء الیک	کذا فی محیط السرخسی
	واما النقص فمکروہ اتفاقا	کذا فی البحر الرائق
۳۲	ثم اذا لبی صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعلم الخیرات ودعا بما شاء اللہ ویخفض صوتہ اذ صلی علیہ	کذا فی فتح القدیر
۳۳	ویکثر التلبیة ما استطاع فی ادبار الصلوات	کذا فی المحیط
	وھو ظاھر الروایة وقال الطحاویؒ فی ادبار المکتوبات دون الفائتات والنافلات	ھکذا فی شرح الطحاوی
۳۴	وکذا کلما لقی رکبا او علا شرفا او ھبط وادیا وبالاسحار وحین استیقظ من منامہ	کذا فی المحیط
۳۵	او استعطف راحلتہ وعند کل رکوب ونزول	کذا فی التبیین
۳۶	ویستحب فی التلبیة کلھا رفع الصوت من غیر ان یبلغ الجھد فی ذلک	کذا فی فتح القدیر

۳۰۱- ومما یتصل بذلک مسائل

تعداد شق ۱۱

۱	(ومما یتصل بذلک مسائل) واذا لبی وھو یرید القران او الافراد فھو کما نوی	

[۱] اور طواف کے دوگانہ کے متعلق ۳۵/۳۰۲ اور المسجد الحرام کے تحیة کے متعلق حکم نمبر ۹/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس تو میرے لئے حج آسان کردے اور میرے حج کو قبول فرمائے (مترجم) [۳] جیساکہ تلبیہ کے یہ کلمات ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۳۳ میں ہیں اور ان کلمات کا ترجمہ یہ ہے کہ میں حاضر ہوں میں اللہ تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - احرام کے احکام احرام کا بیان	حوالہ
۳۰۰-۲۷	(احرام کے دوگانہ کیلئے) فرض نماز کفایت کرجاتی ہے [1]	بحرالرائق
۲۸	(احرام باندھنے والا) جب اپنی اس نماز سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ سے آسانی مانگے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ [2]	محیط
۲۹	پھر وہ اس نماز کے بعد یا سواری پر بیٹھ جانے کے بعد تلبیہ پڑھے اور ہمارے ہاں نماز کے بعد تلبیہ پڑھنا افضل ہے۔	قاضیخان
۳۰	تلبیہ پڑھنا یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ [3] اور اِنَّ النِّعْمَۃَ لَکَ کہنے میں الف کو زبر سے یا زیر سے پڑھنا دونوں طرح مروی ہے اور زیر سے پڑھنا زیادہ صحیح ہے [4]	محیط
۳۱	(ا) امام کرخی فرماتے ہیں کہ تلبیہ میں (مذکورہ) سب کلمات پڑھے اور ان میں سے کم نہ کرے۔ (ب) اگر کسی نے تلبیہ کے مذکورہ الفاظ پر اضافہ کیا تو اچھا ہے۔ مثلاً یوں کہے۔ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ [5] (ج) (تلبیہ کے الفاظ مندرجہ ۳۰۰/۳۰ میں اضافہ کرنا اچھا ہے مگر) تلبیہ کے کلمات میں کمی کرنا بالاتفاق مکروہ ہے۔	محیط / محیط سرخسی / بحرالرائق
۳۲	پھر جب مُحرِم لبیک کہہ چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے جو نیکیوں کے سکھلانے والے ہیں اور جو دعا چاہے پڑھے۔ لیکن درود شریف پست آواز سے پڑھے۔	فتح قدیر
۳۳	(ا) مُحرِم شخص نمازوں کے بعد جسقدر کرسکے کثرت سے تلبیہ پڑھے۔ (ب) یہ مذکورہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ (تلبیہ پڑھنے کا) یہ حکم فرض نمازوں کے بعد کیلئے ہے۔ قضا نمازوں اور نفل نمازوں کے بعد کے لئے نہیں ہے۔	محیط / شرح طحاوی
۳۴	اسی طرح مُحرِم شخص جب کسی سوار سے ملے۔ یا بلندی پر چڑھے۔ یا پستی میں اترے تو تلبیہ پڑھے اور سحری کے وقت اور سو کر اٹھتے وقت تلبیہ پڑھے۔	محیط
۳۵	اسی طرح جب محرم شخص اپنی سواری کا رخ پھیرے۔ جب سوار ہو۔ اور جب سواری سے اترے تو تلبیہ پڑھے۔	تبیین
۳۶	تمام تلبیہ اونچی آواز سے کہنا مستحب ہے۔ مگر آواز بلند کرنے میں مشقت نہ اٹھائے [6]	فتح قدیر

۳۰۱- مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کے احکام — اور اس میں ۱۱ شقیں ہیں

۱	جب کسی شخص نے (احرام باندھتے وقت) تلبیہ پڑھکر قران [7] یا افراد کی نیت کی تو اس کا احرام	

[1] ... [3] یقیناً ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں۔ حکومت تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور زمانہ جہالت کے مشرکین کے تلبیہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰۴/۱ کے پہلے قاعدے ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حاشیہ ہدایہ میں ہے اِنَّ النِّعْمَۃَ میں الف کو زیر سے پڑھنے سے ابتداء کلام قرار پاکر معنی میں عمومیت آجاتی ہے۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ا صـ ۲۳۲ (مترجم) [5] ترجمہ: میں حاضر ہوں۔ اے معبودِ خلق میں تیرے حضور میں بار بار حاضر ہوں اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں تیری اطاعت میں بار بار حاضر ہوں ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور میری التجا تیری ہی طرف ہے چنانچہ حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ معنی لبیک ای اطیعک اطاعۃ بعد اطاعۃ - یعنی سعدیک کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ ... ماخوذ از حاشیہ طحطاوی ... صـ ۳۹۵ (مترجم) [6] ... متعلق حکم ۳۰۵/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حج کی قسمیں ... صـ ۳۰۴ ... (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی الاحرام — الاحرام	حوالہ
۳۰۱	وان لم یتکلم بشئ فی احرامہ	کذا فی الایضاح
۲	عن محمد اذا خرج الرجل الی السفر یرید الحج فاحرم ولم تحضرہ النیۃ قال هو حج قیل لہ ان خرج ولا نیۃ لہ واحرم ولم ینو شیئا قال لہ ان یجعلہ ماشاء مالم یطف بالبیت	کذا فی فتاوی قاضیخان
	فاذا طاف شوطا واحدا کان احرامہ احرام عمرۃ	کذا فی محیط السرخسی
	وکذا لو لم یطف حتی جامع او احصر کانت عمرۃ لان القضاء قد وجب فاوجبنا ماهو الاقل والمتیقن وهو العمرۃ	کذا فی الایضاح
۳	واذا احرم بحجۃ وعلیہ حجۃ الاسلام ولم ینو فرضا ولا تطوعا فهی عن حجۃ الاسلام تتادی بمطلق النیۃ	کذا فی الظهیریۃ
۴	ولو احرم بحجتین عند المیقات او عند غیرہ لزمتاہ جمیعا فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	وکذا لو احرم بعمرتین عند المیقات او عند غیرہ لزمتاہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	احرم ولم ینو حجۃ ولا عمرۃ ثم احرم بحجۃ فالاولی عمرۃ وان احرم بعمرۃ فالاولی حجۃ وان لم ینو بالاحرام الثانی شیأ فهو قارن	کذا فی محیط السرخسی
۷	ولو لبی بالحج وهو ینوی العمرۃ او لبی بالعمرۃ وهو ینوی الحج فهو کما نوی	کذا فی محیط السرخسی

ے ۱ حکم نمبر ۱۳/۳۱۹ ، ۹/۳۰۱ ملاحظہ ہو اور عمرہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۲ حکم نمبر ۱/۳۱۷ ، ۱۵، ۱۶/۳۱۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۳ حکم نمبر ۱/۳۱۷ ، ۱۵ ، ۱۶/۳۱۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۴ حج کی بحث میں قران کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر

دفعات دستی نمبر	تیسرا باب ۔ احرام کے احکام — احرام کا بیان	حوالہ
۳۰۱	حسبِ نیت ہوگا - اگرچہ اس نے اپنے احرام میں ان دونوں کا ذکر نہ کیا ہو۔	ایضاح
۲	(ا) امام محمدؒ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے حج کے ارادہ سے سفر کیا اور احرام باندھتے وقت اسے نیت حاضر نہ ہوئی تو اس کا وہ احرام حج کا قرار پاجائے گا۔ (ب) امام محمدؒ سے کہا گیا۔ کہ اگر کسی شخص نے سفر کیا اور اسکی نیت کچھ نہ تھی۔ اس نے احرام باندھا اور کسی امر کیلئے نیت نہ کی تو امام محمدؒ نے جواب میں فرمایا کہ ایسے شخص نے جبتک بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کیا تب تک وہ اس احرام کو جس امر کے لئے چاہے کرے۔	قاضیخان
	(ج) اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) طواف کا ایک پھیرا کر لیا تو اس کا وہ احرام عمرہ کا احرام قرار پائے گا ؎۱	محیط سرخسی
	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے طواف نہ کیا اور مجامعت کر لی یا وہ محصر ہوگیا۔ (یعنی احرام کے بعد حج کے سفر سے روک دیا گیا) تو اس کا وہ احرام عمرہ کا احرام قرار پائے گا۔ اس لئے کہ اس پر (احرام باندھنے کی وجہ سے) قضا کا واجب ہونا یقینی ہے۔ پس ہم اس امر کو واجب سمجھیں گے۔ جو کم از کم ہو اور یقینی ہو اور وہ عمرہ ہے۔	ایضاح
۳	جب کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور اس پر حج فرض تھا۔ مگر اس نے حج کی نیت میں فرض یا نفل کی نیت نہ کی۔ تو اس کا وہ احرام فرض حج کا احرام قرار پائے گا۔ اور وہ محض حج کی نیت سے ادا ہو جاتا ہے۔	ظہیریہ
۴	اگر کسی شخص نے میقات یا اسکے علاوہ پر دو حج کا احرام باندھا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس پر دو حج لازم ہو جائیں گے ؎۲	قاضیخان
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے میقات پر یا اس کے علاوہ پر دو عمروں کا احرام باندھا تو اس پر دو عمرے لازم ہوں گے ؎۳	قاضیخان
۶	(ا) کسی شخص نے احرام باندھا اور اس میں نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی پھر اس نے حج کی نیت سے احرام باندھا تو اس کا پہلا احرام عمرہ کا قرار پائے گا۔ (ب) اگر اس نے (دوسری دفعہ) عمرہ کی نیت سے احرام باندھا تو اس کا پہلا احرام حج کا قرار پائے گا۔ (ج) اگر اس نے دوسرے احرام میں (حج یا عمرہ میں سے) کسی امر کی نیت نہ کی تو وہ قِران والا قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۷	اگر (کسی شخص نے احرام باندھا تو) اس نے تلبیہ میں حج کا ذکر کیا۔ اور اسکی نیت عمرہ کی ہے۔ یا اس نے تلبیہ میں عمرہ کا ذکر کیا اور اسکی نیت حج کی ہے تو اس کا وہ احرام حسبِ نیت قرار پائے گا	محیط سرخسی

؎ ۳۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث ۔ فی الاحرام الاحرام	حوالہ
۳۰۱ - ۸	ولو لبی بحجة وهو ینوی العمرة والحجة کان قارنا	کذا فی محیط السرخسی
۹	واذا احرم الرجل بشئ ونسیه تلزمه حجة وعمرة وان احرم بشیئین ونسیهما فی الاستحسان تلزمه حجة وعمرة ویحمل امره علی القران	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	ولو احرم بحجة ینصرف الی حجة هذه السنة	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	ولو احرم نذرا ونفلا کان نفلا او نوی فرضا وتطوعا کان تطوعا عنده ؒ وکذا عند ابی یوسف ؒ فی الاصح	کذا فی فتح القدیر

ــــه حکم نمبر ۲/۳۰۱ ۱۴/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - احرام کے احکام — احرام کا بیان	حوالہ
۱-۸	اگر (کسی شخص نے احرام باندھا تو تلبیہ میں حج کا ذکر کیا اور اس کی نیت حج اور عمرہ کی ہے تو وہ قران والا قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۹	(ا) کسی شخص نے کسی ایک چیز کا احرام باندھا اور وہ اسے بھول گیا۔ تو اس پر حج اور عمرہ (دونوں) لازم ہوں گے [۱]۔ (ب) اگر کسی شخص نے دو چیزوں کا احرام باندھا اور انہیں بھول گیا تو استحسان میں اس پر حج اور عمرہ (دونوں) لازم ہوں گے۔ اور اس کی مذکورہ، صورتِ قران پر محمول ہوگی۔	قاضیخان
۱۰	کسی شخص نے حج کا احرام باندھا تو وہ اس سال کے حج کا احرام قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۱۱	(ا) اگر کسی شخص نے منت مانا ہوا اور نفل (دونوں) کا احرام باندھا تو وہ نفل کا احرام قرار پائے گا۔ (ب) یا کسی نے فرض اور نفل (دونوں) کا احرام باندھا۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ نفل کا احرام قرار پائے گا۔ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں بھی زیادہ صحیح قول میں یہی حکم ہے [۲]۔	فتح قدیر

[۲] رمضان المبارک کے روزوں کے متعلق یوں حکم نہیں ہے، جیسا کہ حکم نمبر ۲۲۶ میں ہے، وجہ فرق کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ رمضان المبارک فرض روزوں کیلئے معیار ہے اور حج کا وقت آخر عمر تک وسعت یافتہ ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفعلہ المحرم بعد الاحرام — مایفعلہ المحرم بعد الاحرام	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فیما یفعلہ المحرم بعد الاحرام

دفعات ۳۰۲ تا ۳۰۲ - عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۳۰۲- مایفعلہ المحرم بعد الاحرام تعداد شق ۲۵

شق	متن	حوالہ
۱	واذا احرم یتقی مانہی اللہ تعالیٰ عنہ من الرفث والفسوق والجدال والرفث الجماع والفسوق ہی المعاصی والخروج عن طاعۃ اللہ تعالیٰ والجدال ہی المخاصمۃ مع رفقائہ	ہکذا فی محیط السرخسی
۲	ولا یقتل صیدا	کذا فی الہدایۃ
۳	ویتقی تعرض الصید باخذ او اشارۃ او دلالۃ او اعانۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	ولا یلبس مخیطا قمیصا وقباء او سراویل او عمامۃ او قلنسوۃ او خفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والکعب ہنا المفصل الذی فی وسط القدم عند معقد الشراک	کذا فی التبیین
۵	ویتقی ستر الرأس والوجہ ولا یغطی فاہ ولا ذقنہ ولا عارضہ ولا بأس بان یضع یدہ علی انفہ	کذا فی البحر الرائق
۶	ولا یلبس الجوربین کما لا یلبس الخفین	کذا فی المحیط

۱ جب احرام باندھ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس احرام کے اعمال پورے کئے بغیر احرام نہ کھولے گا اگر اسے حج مل سکے تو حج مکمل کرکے یا اگر اسکا حج فوت ہوجائے تو عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوگا اور اگر وہ محصر ہوجائے تو ہدی بھیجکر اور اگر اس کا حج فاسد ہوجائے تو عمرہ کے اعمال کرنے سے احرام سے باہر ہوگا اسکے متعلق حکم نمبر ۸، ۱۶، ۱۸/۳۱۲، ۱/۳۱۸، ۱/۳۱۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ احرام کی حالت میں جماع اور اس کے توابع کی ممانعت کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۹، ۱۸/۳۰۲، ۱۳۵، ۱۳۶/۳۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ احرام میں شکار کے متعلق قصور ہونے پر حکم نمبر ۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۷/۳۰۲، وحکم نمبر ۳۰۹ ملاحظہ ہو۔ اور عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۰۹ و ۲۱۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں وفات پاجائے تو اسکے متعلق رد المحتار میں بحوالہ تاتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - محرم کیلئے احرام کے بعد کے احکام — احرام کے بعد کے کاموں کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا باب - مُحرِم کیلئے احرام باندھنے کے بعد کے کاموں کے احکام

دفعات ۳۰۲ تا ۳۰۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۳۰۲- مُحرِم کیلئے احرام باندھنے کے بعد کے کام اور اسمیں ۲۵ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	(ا) جب کوئی شخص احرام باندھ لے ۱؎ تو وہ تمام ناجائز کاموں سے مثلاً رفث - فسوق اور جدال سے بچے - (ب) رفث جماع کو کہتے ہیں ۲؎ فسوق گناہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکلنے کو کہتے ہیں - اور جدال اپنے ساتھیوں سے جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں -	محیط سرخسی
۲	اور (احرام والا شخص ممنوع) شکار کو نہ مارے ۳؎	ہدایہ
۳	احرام والا شخص (ممنوع) شکار کے درپے نہ ہو - نہ اسے پکڑے - نہ اسکی طرف اشارہ کرے - نہ بتلائے اور نہ شکار کرنے میں کسی قسم کی مدد دے -	قاضیخان
۴	(ا) احرام والا (مرد) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے ۴؎ نہ قمیض پہنے - نہ قبا اور نہ شلوار پہنے اور نہ پگڑی باندھے اور نہ ٹوپی پہنے اور نہ موزے پہنے - لیکن اگر موزوں کو ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ دے تو پھر یہ حکم نہیں ہے - (یعنی پھر اسے ان موزوں کا پہننا جائز ہے) (ب) اور اس بحث میں ٹخنے سے مراد وہ جوڑ جو پاؤں کے وسط میں تسمہ کی گرہ لگانے کی جگہ ہے -	قاضیخان تبیین
۵	(ا) احرام والا (مرد) سر کو ۵؎ اور (احرام والا شخص) چہرہ کو نہ ڈھانکے - وہ اپنے منہ ٹھوڑی اور رخسار کو بھی نہ ڈھانکے (ب) اگر احرام والا اپنی ناک پر ہاتھ رکھے تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے ۶؎	بحرالرائق
۶	احرام والا (مرد) ۷؎ جرابیں بھی نہ پہنے - جیسا کہ اسکے لئے حکم ہے کہ وہ موزے بھی نہ پہنے -	محیط

لکھا ہے کہ اسکا سر ڈھانکا جائے گا اور اسے خوشبو لگائی جائے اور اسمیں محرم اور غیر مُحرِم کا حکم برابر ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۸۰۲، ص ۸۰۳ اور الکوکب الدری میں ہے کہ محرم صحابی کا واقعہ ان ہی کے ساتھ مخصوص ہے - ماخوذ از الکوکب الدری ج ا ص ۲۹۹ - اور عورت کے لئے سر اور چہرہ کے متعلق حکم $\frac{۲۰۳، ۲۰۴}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ دونوں کانوں اور گردن ڈھانکنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے نیز (مندرجہ $\frac{۶۰۵}{۳۰۲}$ کے علاوہ) باقی بدن کے ڈھانکنے میں بھی کوئی حرج نہیں - البتہ جس طرح قدموں پر جرابیں پہننا منع ہے اسی طرح ہتھیلیوں پر دستانے پہننا بھی منع ہے - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۹ (مترجم) ۷؎ عورت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۰۹، ۲۱۰}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی مایفعلہ المحرم بعد الاحرام — مایفعلہ المحرم بعد الاحرام	حوالہ
۳۰۲-۷	والحرام من لبس المخیط هو اللبس المعتاد حتی لواتزر بالقمیص والسراویل او وضع القباء علی کتفه وادخل منکبیه ولا یدخل یدیه لاباس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	ولاباس بشد الهمیان او المنطقة للمحرم سواء کان فی الهمیان نفقته اونفقة غیره وسواء کان شد المنطقة بالابریسم اوبالسیور	هکذا فی البدائع والسراج الوہاج
۹	ولایشد طیلسانه بالزر وبالخلال لانه یشبه المخیط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	ولایکره لبس الخز والقصب اذالم یکن مخیطا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	ولایلبس ثوبا مصبوغا بعصفر اوزعفران اوغیره الا ان یکون غسیلا بحیث لاینفض فلاباس به۔ قیل فی النفض ان لا یتناثر صبغه علی البدن وقیل لاتفوح رائحته وهو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
۱۲	ولا یحلق رأسه ولاشعر بدنه ویستوی فی ذلك الحلق بالموسی والنورة والقلع بالاسنان وغیره ولا یقص من لحیته	کذا فی السراج الوہاج
۱۳	ولا یأخذ من ظفره شیأ	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولا یمس طیبا بیده وان کان لا یقصد به التطیب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولا یدهن	کذا فی الهدایة
۱۶	ولیس له ان یختضب بالحنا لانه طیب	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۷	ولاباس بان یکتحل بکحل لیس فیه طیب	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] حکم نمبر ۳/۳۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] رد المحتار میں ہے کہ ہمیانی سے مراد رقم رکھنے کی تھیلی ہے جو کمر سے باندھی جاتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۲۲۴ اور شرح وقایہ میں ہے کہ ہمیانی اگرچہ سلی ہوئی ہوتی ہے تاہم تہبند باندھنے کی جگہ پر ہمیانی باندھنے میں محرم کیلئے کوئی حرج نہیں۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ صـ ۲۴۹ اور معلم الحجاج صـ ۱۲۱ میں ہے محرم کیلئے تہبند میں روپیہ گڈی کیلئے جیب لگانا جائز ہے (مترجم) [3] طَیْلَسَان۔ چادر کو کہتے ہیں یہ لفظ تالشان سے معرب ہے۔ ماخوذ از ترجمہ منتہی الارب ج ۲ صـ ۲۲۳ حکم نمبر ۴/۳۰۹ ملاحظہ ہو نیز ازار ورداء کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۳۰۰، ۲۱/۳۰۰، ۵/۳۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] الخز۔ ریشم اور اُون

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - محرم کیلئے احرام کے بعد کے احکام — احرام کے بعد کے کاموں کا بیان	حوالہ
۳۰۲ - ۷	احرام والے (مرد) کے لئے سِلے ہوئے کپڑے پہننا اس صورت میں حرام ہے۔ جبکہ وہ سِلے ہوا کپڑا معتاد طریقہ سے (یعنی جس طریقہ سے اس کپڑے کے پہننے کی عادت ہو) پہنے۔ حتیٰ کہ اگر کسی مُحرِم نے قمیص یا شلوار کو بطور تہمند باندھا یا قبا کو کندھوں پر ڈال کر اسمیں دونوں مونڈھے داخل کیئے اور دونوں بازو داخل نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [1]	قاضیخان
۸	احرام والے شخص کے لئے ہمیانی (کمر سے باندھی جانے والی تھیلی جسمیں رقم رکھتے ہیں) یا پیٹی باندھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس ہمیانی میں اس کا اپنا خرچ ہو یا کسی اور کا ہو۔ اور خواہ پیٹی کو ابریشم سے باندھے یا تسموں سے باندھے [2]	بدائع۔سراج وہاج
۹	احرام والا (مرد) اپنی طیلسان (چادر) کو گھنڈی سے یا سوراخ کر کے نہ باندھے اسلئے کہ (اسے) ایسا کرنا سِلے ہوئے سے مشابہ ہو جاتا ہے [3]	قاضیخان
۱۰	احرام والے (شخص) کے لئے (احرام کیوجہ سے) خز اور کتان کا باریک کپڑا پہننا مکروہ نہیں ہے [4] بشرطیکہ وہ سِلا ہوا نہ ہو۔	قاضیخان
۱۱	(ا) احرام والا شخص کسم۔ زعفران یا (ایسی) کسی اور چیز سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے [5] لیکن اگر وہ کپڑا ایسا دھلا ہوا ہو کہ اس سے نفض نہ ہو۔ تو اسکے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ (ب) نفض کا مفہوم بعض کے ہاں یہ ہے کہ اس کا رنگ بدن پر نہ بکھرے اور بعض کے ہاں نفض کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے رنگ کی خوشبو نہ مہکے اور یہی مفہوم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۲	احرام والا شخص اپنے سر اور بدن کے بال نہ مونڈے۔ استرے سے مونڈنا یا پوڈر سے بال گرانا۔ یا دانتوں سے یا کسی اور چیز سے بال اکھیڑنا برابر ہے۔ نیز احرام والا اپنی داڑھی کے بال نہ کترائے [6]	سراج وہاج
۱۳	احرام والا شخص اپنے ناخن سے کچھ بھی نہ تراشے [7]	محیط سرخسی
۱۴	احرام والا شخص اپنے ہاتھ سے خوشبو کو نہ چھوئے۔ اگرچہ وہ خوشبو لگانے کا ارادہ نہ کرتا ہو۔ [8]	قاضیخان
۱۵	احرام والا شخص تیل نہ لگائے [9]	بدایہ
۱۶	احرام والا شخص مہندی سے خضاب نہ کرے اس لئے کہ وہ بھی ایک خوشبو ہے [10]	جوہرہ نیرہ
۱۷	احرام والے شخص کے لئے ایسا سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ جس سرمہ میں خوشبو نہ ہو [11]	قاضیخان

کا بنا ہوا کپڑا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۳۱۸ خز: ایک جانور کی پشم کا کپڑا ماخوذ از ترجمہ منتہی الارب ج ۱ ص ۱۱۶۶ اور کتان۔ السی سے تیار کپڑا ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۰۲۳ (مترجم)

[5] اور عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۰۹ ب / ۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۱ / ۳۱۰ ملاحظہ ہو۔ اور اسمیں قصور کے متعلق حکم ۳۱۰ ۔ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] اور اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر ۲۳ تا ۳۰ / ۳۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] احرام میں خوشبو لگانے یا سونگھنے کے قصور کے متعلق حکم نمبر ۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] اور اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر ۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] اور اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر ۹ / ۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [11] اور خوشبودار سرمہ کے متعلق حکم نمبر ۱۴ / ۳۰۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفعله المحرم بعد الاحرام — ما يفعله المحرم بعد الاحرام	حوالہ
۳۰۲-۱۸	ولا يقبل المحرم امرأته ولا يمسها بشهوة	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۹	ولا يغسل رأسه ولا لحيته بالخطمي	كذا في محيط السرخسي
۲۰	ولا يحك رأسه واذا احك فليرفق بحكه خوفا من تناثر الشعر وقتل القمل وهو ممنوع وان لم يكن على رأسه شعر او اذى فلا بأس بالحك الشديد	كذا في محيط السرخسي
۲۱	ولا بأس بان يستظل بالبيت والمحمل	كذا في الكافي
۲۲	ولا بأس بان يستظل بالفسطاط	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۳	وكذا الودخل تحت ستر الكعبة حتى غطاه والستر لا يصيب رأسه ولا وجهه لا بأس به فان كان يصيب رأسه او وجهه كره ذلك لمكان التغطية	كذا في المحيط
۲۴	ولا بأس للمحرم ان يحتجم او يفتصد او يجبر الكسر او يختتن	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۵	ولا يقطع شجر الحرم غير الاذخر وكذلك الحلال	كذا في شرح الطحاوي

[1] احرام میں اسکی ممانعت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۸}{۳۰۲}$ ، $\frac{۱۵۴ \quad ، \quad ۱۴۶}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہوں اور اسمیں قصور کے متعلق احکام حکم نمبر $\frac{۳۱۲}{}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۱}{۳۰۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز محرم کے لئے غسل کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۸}{۳۰۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] احرام میں سر ڈھانکنے کے قصور کے متعلق احکام حکم نمبر $\frac{۳۰۹}{}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - محرم کیلئے احرام کے بعد کے احکام — احرام کے بعد کے کاموں کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۱۸	احرام والا شخص اپنی بیوی کا بوسہ نہ لے اور نہ اسے شہوت سے چھوئے [۱]	قاضیخان
۱۹	احرام والا شخص اپنا سر اور داڑھی خطمی (بوٹی) سے نہ دھوئے [۲]	محیط سرخسی
۲۰	(ا) احرام والا شخص اپنا سر نہ کھجلائے اور اگر اسے کھجلانا ہی) ہو تو نرمی سے کھجلائے۔ کیونکہ سر کھجلانے سے بال گرنے یا جوں مرجانے کا خدشہ ہوتا ہے اور وہ (یعنی دونوں میں سے ہر ایک) ممنوع ہے (ب) اور اگر اس کے سر پر بال نہ ہوں یا سر میں کوئی ایسی اذی نہ ہو تو پھر زور سے سر کھجلانے میں کوئی حرج نہیں۔	محیط سرخسی
۲۱	احرام والے شخص کے لئے اسمیں کوئی حرج نہیں کہ وہ مکان یا اونٹ کے کجاوے کے سایہ میں ہو جائے	کافی
۲۲	احرام والے شخص کے لئے اسمیں کوئی حرج نہیں کہ وہ خیمہ کے سایہ میں ہو جائے۔	قاضیخان
۲۳	(ا) اسی طرح اگر احرام والا شخص بیت اللہ شریف کے غلاف کے نیچے داخل ہو۔ حتی کہ غلاف اسے ڈھانپ لے لیکن وہ غلاف اسکے سر اور چہرے سے جدا رہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔ (ب) اور اگر غلاف کا پردہ اس کے سر اور منہ پر لگے تو اس کے (سر یا چہرے کو) ڈھانک لینے کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہوگا [۳]	محیط
۲۴	احرام والے شخص کیلئے پچھنے لگوانے یا فصد کھلوانے یا ٹوٹی ہوئی ہڈی درست کرانے یا ختنہ کرانے میں کوئی حرج نہیں [۴]	قاضیخان
۲۵	(ا) احرام والا شخص اذخر گھاس کے سوا حرم شریف کا کوئی درخت نہ کاٹے (ب) اور جو شخص احرام میں نہ ہو اسکے لئے بھی یہی ہے [۵]	شرح طحاوی

[۴] اگر محرم نے پچھنے لگوانے کے لئے اس مقام کے بال مونڈائے تو اسکے متعلق حکم ۳۱۰/ب ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۵] حکم نمبر ۲۹۷، ۳۱۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات دشق نمبر	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج	
	دفعات ۳۰۳ تا ۳۰۴ عنوانات ۲ تعداد دشق ۲۳۶	
	۳۰۳- کیفیۃ الحج تعداد دشق ۲۱۳	
۱	یستحب ان یغتسل لدخول مکۃ وھو مستحب للحائض والنفساء[1]	کذا فی التبیین
۲	ویدخل مکۃ من الثنیۃ العلیا وھی ثنیۃ کداء من اعلی مکۃ علی درب المعلی[2]	کذا فی التبیین
۳	ولا یضرہ لیلا دخلھا او نھارا فی حجتہ وکذا فی عمرتہ	کذا فی التبیین
	والمستحب ان یدخل نھارا	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] اگر حاجی کو پہلے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے ۹ ذو الحجہ کو سیدھا عرفات جانا پڑے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] درمختار میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے غسل غسلِ نظافت ہے ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۲۶ - چنانچہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ سے باہر ذی طوی کے کنوئیں سے غسل کا ذکر آتا ہے باہر کے قہوہ خانوں سے پانی خرید کر غسل کرنے کا معمول کئی حجاج سے منقول ہے مگر آج کل سفر چونکہ بالعموم بسوں پر ہوتا ہے جو کہ جدہ سے ڈیڑھ دو گھنٹہ کا سفر ہے۔ لہذا جدہ سے ہی غسل کر لینا چاہیئے - کیونکہ موٹر والے ہر جگہ نہیں روکتے اور جب یہ غسل مستحب ہے نہ ہو سکے تو حرج نہیں (مترجم) [3] بموجب حکم ہذا اس کے لئے مکہ مکرمہ میں باب المعلی سے داخل ہونا مستحب ہے اور بموجب حکم نمبر ۲۰۲/۳۰۳ باب السفلی سے نکلنا مستحب ہے۔ نیز المعلی مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۲۲ ملاحظہ ہو اور رد المحتار میں ہے کہ باب المعلی سے داخل ہونے سے کعبہ شریف کے دروازے کا استقبال رہتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۵ - نیز مکہ مکرمہ سے قبرستان اور المسجد الحرام کے درمیان ایک جگہ مدعی یعنی دعا مانگنے کی جگہ ہے اس جگہ سے بیت اللہ شریف نظر آتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کو اونچا کرا دیا تھا مگر بعد میں مکانات بن جانے

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچواں باب - حج ادا کرنیکی کیفیت کے احکام

دفعات ۳۰۳ تا ۳۰۴ عنوانات ۲ تعداد شق —

۳۰۳ حج کی کیفیت

اور اسمیں ۲۱۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	یہ مستحب ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخل[۱] ہونے کے لئے غسل کرے[۲] اور یہ غسل حیض والی اور نفاس والی عورت کے لئے مستحب ہے۔	تبیین
۲	(یہ بھی مستحب ہے کہ) مکہ مکرمہ میں ثنیۃ العلیا (یعنی اوپر کی گھاٹی) سے داخل ہو جسے کداء کہتے ہیں اور وہ مکہ مکرمہ کی بلند طرف المعلی کے راستہ پر ہے[۳]	تبیین
۳	(ا) (مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والے کے لئے) اس میں کوئی نقصان نہیں کہ وہ حج کے لئے مکہ مکرمہ میں دن کو داخل ہو یا رات کو داخل ہو اور عمرہ (کرنے والے) کے لئے بھی یہی حکم ہے۔	تبیین
	(ب) اور مستحب یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں دن کو داخل ہو[۴]	قاضیخان

کی وجہ سے وہاں سے بیت اللہ شریف نظر نہیں آتا۔ اور آجکل موٹر والے دوسرے راستہ سے جو ان کے لئے مقرر ہے جاتے ہیں۔ نیز یہ امور مستحب ہیں اگر سہولت سے ایسا نہ کر سکے تو پھر کسی بھی طرف سے داخل ہو جاتے یا نکل جائے جائز ہے (مترجم) [۴] ردالمحتار میں ہے کہ دن کے وقت داخلہ کا مستحب ہونا مکہ مکرمہ میں داخلہ کے لئے ہے۔ مگر چونکہ مکہ مکرمہ میں داخلہ (بموجب حکم $\frac{۴}{۳۰۲}$ سامان کا بندوبست کرنے) کے فوراً بعد مسجد حرم میں آنا ہوتا ہے لہذا مسجد حرم میں بھی دن کے وقت داخلہ کا مستحب ہونا صحیح ہے۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۵، ص ۲۲۶ نیز حکم نمبر $\frac{۴}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ نیز ملحوظ رہے کہ المسجد الحرام، مسجد نبوی اور دیگر بھیڑ والی جگہوں میں ساتھیوں کے بچھڑنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ احتیاطاً مناسب یہ ہوتا ہے کہ کوئی خاص ایسی جگہ مقرر کر دی جائے جہاں بچھڑ جانے والا پہنچ جائے تو تلاش میں آسانی رہتی ہے۔ مستورات ساتھ ہوں تو حرمین شریفین میں جگہ متعین کر دی جائے کہ وہ ضرورت سے فارغ ہو کر نئی جگہ کی بجائے متعین جگہ میں آئیں۔ نیز کاغذ پر نام، پتہ اور معلم کا نام لکھ کر دے دیا جائے تو پولیس والا حسب ضرورت وہ کاغذ دیکھ کر بآسانی مدد کر سکتا ہے۔ (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	دفعات وشق نمبر
کذا فی الجوهرة النیرة	فاذا دخل مکۃ ابتدأ بالمسجد بعد ماحط اثقالہ	۳۰۳-۴

لہ مکہ مکرمہ جدہ سے تقریباً ۴۵ میل مشرقی سمت پر واقع ہے۔ (عکس ۳ ملاحظہ ہو) یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو آباد کیا جن کی اولاد میں سے اس شہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولود مسعود ہوا آپ اس شہر میں تقریباً ترپن سال رہے۔ اسی شہر میں بیت اللہ شریف ہے جو دنیائے اسلام کا قبلہ ہے بیت اللہ شریف کے متعلق حکم نمبر ۴/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ اور مکہ مکرمہ کے مشاہد ومقابر کے متعلق حکم نمبر ۵۷/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ (و) المسجد الحرام بیت اللہ شریف کے اردگرد چاروں طرف ہے (بیت اللہ شریف کے متعلق حکم ۴/۳۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ اس مسجد میں محراب نہیں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ مسجد حرام میں نماز کا ثواب کئی گنا بڑھ جانے کے متعلق کئی اقوال درج ہیں ان میں سے شیخ بدرالدین رح کے ہاں مسجد حرام میں اکیلے کی نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا اور جماعت کے ساتھ نماز کا ثواب ستائیس لاکھ گنا بڑھ جاتا ہے تو گویا مسجد حرام میں ایک باجماعت نماز کا ثواب عمر نوح علیہ السلام کی نمازوں کے ثواب تک جا پہنچا ہے۔ نیز آیا یہ ثواب نفل اور فرض سبھی نمازوں کے لئے ہے یا صرف فرض نمازوں سے مخصوص ہے شوافع کے ہاں عام ہے اور احناف اور مالکیہ کے ہاں مقتضی مشہور یہی ہے کہ مذکورہ ثواب فرض نمازوں سے مخصوص ہے۔ (گو وہاں نفلوں کا ثواب بھی دوسری مساجد کی نسبت زیادہ ہے) نیز مسجد حرام سے مراد میں ایک قول یہ ہے کہ نماز باجماعت کے لئے مسجد حرام کی حدود مراد ہیں ایک قول یہ ہے کہ صرف خانہ کعبہ مراد ہے بشرح اشباہ میں ہے کہ ہمارے اصحاب کے ہاں مشہور حکم یہ ہے کہ مذکورہ ثواب تمام مکہ مکرمہ کے لئے بلکہ مکرمہ کے تمام حرم شریف کے لئے ہے جس کا شکار حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور امام نووی رح نے اسے صحیح کہا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۶، ۲۵۷ (ب) کئی اہل علم کے ہاں عورتوں کے لئے مسجد کی بجائے گھر میں نماز کی زیادہ فضیلت ہے۔ نیز نفل طواف کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور الحاکم میں حضرت ابن عباس رض کی مرفوع روایت ہے کہ حرم شریف میں ہر نیکی حرم شریف کے علاوہ کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہوتی ہے۔ (ج) اور تاریخ الحرمین طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء کے ص ۱۹ میں ہے کہ مسجد حرام میں نماز کا جو ثواب مروی ہے وہ اس ساری مسجد کیلئے ہے جو کعبہ شریف کے اردگرد ہے خواہ اس میں کتنی توسیع ہو خواہ عہد صحابہ رض کی توسیع ہو یا بعد کی آج تک یا آئندہ ہو (عہد نبوی میں اس مسجد کی حدود تقریباً موجودہ مطاف والے حصہ تک تھی) اور ص ۱۱۳ میں ہے المسجد الحرام میں پہلے تبرکاً امام مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہوتا تھا پھر جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے عبدالملک بن مروان کے عہد میں والی مکہ خالد بن عبداللہ القسری نے کعبہ کے اردگرد صفیں کھڑی کیں پھر جب اس سے نماز تراویح میں طواف رک گیا تو اس سے سوال کیا گیا کہ اَتَقْطَعُ الطَّوَافَ بِغَیْرِ الْمَکْتُوبَۃِ، یعنی کیا تو فرض نماز کے علاوہ نماز کی وجہ سے طواف روک دیگا تو اس نے حکم دیا کہ ہر دو ترویحوں کے درمیان سات پھیرے طواف کا فصل کریں چنانچہ ملازم طواف میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے اور چھٹے پھیرے میں حجر اسود پر پہنچکر تکبیریں ختم کر دیتے جس سے سب کو معلوم ہو جاتا کہ طواف ختم ہونے والا ہے پھر منادی اَلصَّلٰوۃُ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ کہتا اس وقت عطاء بن رباح رح عمرو ابن دینار رح وغیرہ اہل علم موجود تھے اور انھوں نے منع نہیں کیا۔ اب تھوڑے نمازی ہوں تب بھی وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ کے بموجب صفیں خانہ کعبہ کے اردگرد کھڑی ہوتی ہیں۔ اور ص ۳۲ تا ص ۳۹، ص ۱۵۰ تا ص ۱۵۷ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تو آبادی نہ تھی پھر جب آبادی ہوئی تو لوگ کعبہ شریف کے قریب مکان بنانے سے ڈرتے تھے (وہ خیموں میں بستے تھے یا) وہ وادیوں میں مکانات تھے قصی بن کلاب نے مکہ شریف کے قریب دائرہ کی شکل میں عمارات بنانے کی اجازت دی۔ پھر اسلامی عہد میں المسجد الحرام میں توسیع ہوتی رہی۔ عکس ۳ ملاحظہ ہو چنانچہ ۱۷ھ میں حضرت عمر رض کے عہد میں پھر ۲۶ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں پھر ۶۵ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رض کے عہد میں پھر ۷۵ھ میں عبدالملک بن مروان

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۴	جب مکہ مکرمہ میں [1] داخل ہو تو سامان رکھنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام [2] میں آئے۔	جوہرہ نیرہ

اموی کے عہد میں پھر سنہ ۹۱ھ میں ولید بن عبد الملک اموی کے عہد میں پھر سنہ ۱۳۷ھ میں ابو جعفر منصور عباسی کے عہد میں پھر سنہ ۱۶۰ھ تا سنہ ۱۶۴ھ میں محمد مہدی عباسی کے عہد میں خاصی توسیع ہوئی جس نے دار شیبہ بن عثمان حجبی کو خرید کر المسجد الحرام میں شامل کیا پھر سنہ ۲۷۱ھ میں المعتمد باللہ عباسی کے عہد میں پھر سنہ ۲۸۴ھ میں المعتضد باللہ عباسی کے عہد میں (جس نے دار الندوہ کو گرا کر المسجد الحرام میں شامل کیا تھا) پھر سنہ ۳۰۶ھ میں المقتدر باللہ عباسی کے عہد میں توسیع و تعمیر ہوئی سنہ ۸۰۲ھ میں الناصر زین الدین ابی السعادات فرج برقوق ابن قانسوہ الجرکسی کے عہد میں پھر سنہ ۸۲۵ھ میں ملوک جراکسہ نے پھر سنہ ۸۸۰ھ، سنہ ۸۸۲ھ میں ملک مصر سلطان قائت بائی کے عہد میں پھر سنہ ۹۷۲ھ میں آل عثمان میں سے السلطان سلیمان خان کے عہد میں پھر سنہ ۹۸۰ھ، سنہ ۹۸۴ میں سلطان سلیم خان کے عہد میں پھر سنہ ۹۸۴ھ میں سلطان مراد خان ابن سلیم خان کے عہد میں تعمیر و توسیع کا کام ہوا۔ (تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۱۲۴ میں بعہد سلطان عبد العزیز عثمانی سنہ ۱۲۷۹ھ میں بھی مسجد حرام کی مرمت مذکور ہے)۔ سنہ ۱۳۴۴ھ سنہ ۱۳۴۶ھ میں جلالۃ الملک سلطان عبد العزیز آل سعود کے عہد میں اصلاح و تعمیر کا بہت کام ہوا۔ پھر سعودی حکومت نے حرم مکی کی تعمیر و توسیع اور مجری سیل کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے عظیم منصوبہ بنایا شعبان سنہ ۱۳۷۵ھ میں توسیع کی بنیاد رکھی گئی۔ اب ترکی عہد کے دالانوں سے باہر اردگرد کی عمارات گرا کر تین منزلہ عظیم الشان تعمیر کی گئی ہے۔ صفا مروہ اس توسیع کے اندر آ گئے ہیں (نقشہ [4] ملاحظہ ہو) پہلے مسجد حرام کا رقبہ ۲۹۱۲۷ میٹر تھا اب ۱۹۰۰۰۰ میٹر ہو گیا ہے (اب مسجد حرام کا رقبہ تقریباً چالیس ایکڑ زمین تک جا پہنچا ہے) اس میں بیک وقت پانچ چھ لاکھ نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں (اس کے باوجود حج کے موسم میں نمازیوں کی صفیں باہر سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہیں) اب اذان کی جگہیں سات ہیں۔ ایک صفا پر ۹۲ میٹر اونچا مینار ہے۔ دو باب الملک عبد العزیز پر دو باب العمرہ پر اور دو باب السلام الکبیر پر ہیں۔ نیز مسجد حرام کے دروازوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{5}{303}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور صفا مروہ کے متعلق حکم نمبر $\frac{47}{303}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو علاوہ ازیں پانی کے ذخیرے طہارت خانے۔ وضو کی جگہیں اور مستعمل پانی کی نکاسی زیر زمین کر دی گئی ہے۔ اور مجری سیل کا رخ مسعی کے نیچے اور دار ارقم کی طرف سے حرم کے نیچے پل پر میدان ملک عبد العزیز کی طرف اور مسفلہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرار طبع ۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۷۲ء ملخصاً (د) حرم شریف یعنی مسجد حرم شریف میں غیر مسلموں کے داخلے کے متعلق امام شافعیؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ مسجد حرام میں ان کا داخلہ بالکل ممنوع ہے۔ اور امام مالکؒ کے ہاں تو ہر مسجد میں ممنوع ہے اور احنافؒ کے ہاں جیسا کہ تفسیر مدارک میں ہے حکم یہ ہے کہ غیر مسلم اپنا حج و عمرہ اور مراسم جاہلیت ادا کرنے کے لئے مسجد حرم میں نہیں جا سکتے۔ مسجد حرم یا حرم شریف یا دیگر مساجد میں ان کا داخلہ ممنوع نہیں۔ ماخوذ از تفسیر مدارک۔ اس لئے کہ نجاست اعتقادی فی نفسہ مانع داخلہ مساجد نہیں بشرطیکہ حاکم وقت کے ہاں خلاف مصلحت نہ ہو۔ پس احناف کے ہاں غیر مسلموں کے لئے باجازت امام وقت مسافرانہ، عارضی طور پر آنے میں مضائقہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد نبوی میں غیر مسلموں کو آنے کی اجازت دینا ثابت ہے نیز بموجب حدیث شریف جزیرۃ العرب میں غیر مسلموں کا بطور استیلاء (یعنی غلبہ پا کر) یا بطور توطن (یعنی وطن بنا کر) رہنا اور مسلمانوں کا اس پر راضی ہونا جائز نہیں بلکہ جزیرۃ العرب کی تطہیر بقدر استطاعت مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ جیسا کہ عہد فاروقی میں اس پر عمل ہوا۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فى كيفية اداء الحج — كيفية الحج	حوالہ
۳۰۲-۵	ويستحب انيكون ملبيا فى دخوله حتى ياتى باب بنى شيبة فيدخل المسجد الحرام منه متواضعا خاشعا ملبيا ملاحظا جلالة البقعة مع التلطف بالمزاحم ويدخل المسجد حافيا الا ان يتضرر به	كذا فى البحر الرائق كذا فى الاختيار
۶	ويقدم رجله اليمنى فى دخوله ويقول بسم الله والحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله اللهم افتح لى ابواب رحمتك وادخلنى فيها اللهم انى اسئلك فى مقامى هذا ان تصلى على سيدنا محمد عبدك ورسولك وان ترحمنى وتقبل عثرتى وتغفر ذنوبى وتضع عنى وزرى	كذا فى التبيين

ف: (و) چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ احرام والا شخص تلبیہ کہتا ہوا باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہو - اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے داخل ہوئے تھے اور باب بنی شیبہ کو ہی باب السلام بھی کہتے ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۲۶ - تفریح ملاحظہ ہو۔
(ب) تاریخ الحرمین طبع ۴ میں مسجد حرام کے مندرجہ ذیل دروازوں کی تفصیل درج ہے - (۱) باب السلام اس کا پرانا نام باب بنی شیبہ ہے - نیز لکھا ہے کہ یہ دروازہ مقام ابراھیم کے عقب میں مشرقی کی طرف ہے، اس کے قریب شیبہ بن عثمان الحجبی کلید بردار کعبہ کا گھر تھا۔ جسے خلیفہ محمد مہدی عباسی نے سنہ ۱۶۴ھ میں خرید کر مسجد حرم میں شامل کیا - (۲) باب الجنائز - کیونکہ قدیم زمانہ میں جنازے ادھر سے نکلتے تھے - نیز اسے باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے گھر آنے جانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ادھر سے ہوتا تھا - باب الجنائز یا باب النبی ؐ بھی مشرقی طرف ہے (۳) باب العباس رضؓ بن عبد المطلب - کیونکہ آپ کا گھر مسعیٰ کی طرف اسکے مقابل تھا یہ بھی مشرقی طرف ہے (۴) باب علی رضی اللہ عنہ اسے باب بنی ہاشم و باب بطحاء بھی کہتے ہیں یہ بھی مشرقی جانب ہے - (۵) باب الاذیبہ - یہ شام کی جانب باب السلام سے مسجد میں داخل ہونے والے کی دائیں طرف پڑتا ہے۔ (۶) باب سویقہ، یہ بھی شام کی جانب دار الندوہ کے اضافہ کے سامنے ہے (۷) باب الزیادۃ - یہ بھی شام کی جانب ہے اور باب السویقۃ سے مسجد میں داخل ہونے والے کی دائیں طرف پڑتا ہے - (۸) باب العجلۃ - یہ بھی شام کی جانب ہے - قدیم زمانہ میں اس طرف دار العجلۃ نام جگہ تھی - (۹) باب السدۃ - یہ بھی شام کی جانب ہے اسے بند کر دیا گیا تھا پھر کھولا گیا - اسلئے یہ نام ہوا - اسے باب عمرو بن العاص رضؓ بھی کہتے ہیں (۱۰) باب العمرۃ - یہ مغربی جانب ہے - تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنے والے بالعموم اسطرف سے نکلتے اور داخل ہوتے ہیں - اسے باب بنی سہم بھی کہا جاتا ہے (۱۱) باب ابراہیم ؑ یہ بھی مغربی جانب ہے - اور بڑا دروازہ ہے - بعض نے اسکی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی ہے - مگر بعض کے ہاں یہ نسبت صحیح نہیں بلکہ یہاں ابراہیم نام خیاط رہتا تھا - اسکی طرف منسوب ہے - واللہ اعلم بالصواب (۱۲) باب الحزورۃ جسے باب العزورۃ بھی کہا جاتا ہے - یہ بھی مغربی جانب ہے - اور اسے باب بنی حکیم بن حزام اور باب بنی الزبیر رضؓ بن العوام اور خط حزامیہ سے ملنے کی وجہ سے بالعموم باب الحزامیۃ بھی کہتے ہیں - (۱۳) باب ام ہانی رضؓ بنت ابی طالب - یہ جنوبی طرف ہے - اس طرف دار ام ہانی رضؓ تھی - اسے باب الملاعبۃ اور باب الفرج بھی کہتے ہیں - یہاں کنواں تھا - جب مہدی کے عہد میں وہ کنواں مسجد حرم میں شامل کیا گیا تو اس کے عوض باب البقالین پر کنواں کھود کر دیا گیا - جو کہ غالبا وہی ہے جو باب الحزورہ کے قریب مسجد سے نکلتے ہوئے بائیں طرف ہے جس سے لاوارث میتوں کو

دفعات ذیلی نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۵	(ا) یہ مستحب ہے کہ وہ تلبیہ پڑھتا ہو (مسجد احرام کے) اس دروازہ سے داخل ہو جسے باب بنی شیبہ [1] کہتے ہیں۔ پس انکساری اور خشوع کے ساتھ تلبیہ کہتا ہوا اس مقام کے جلال کو ملحوظ رکھتا ہوا اور ہجوم سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہوا مسجد میں داخل ہو۔ (ب) اور مسجد حرام میں ننگے پاؤں داخل ہو۔ لیکن اگر اسے ایسا کرنے سے ضرر ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	بحر رائق اختیار
۶	مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتُقِيْلَ عَثْرَتِيْ وَتَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ وَتَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ [2]	تبیین

کو غسل دیا جاتا ہے (۱۴) باب مدرسة الشريف عجلان یہ بھی جنوبی طرف ہے۔ اس طرف مدرسہ مذکور ہونے کیوجہ سے یہ نام ہوا۔ اسے باب بنی تیم بھی کہتے ہیں۔ (۱۵) باب المجاهدية - یہ بھی جنوبی طرف ہے۔ اسطرف الملک المجاهد صاحب اليمن کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے یہ نام ہوا اسے باب الرحمة بھی کہتے ہیں۔ بعض نے اسے ابواب بنی مخزوم میں شمار کیا ہے۔ (۱۶) باب اجیاد الصغیر یہ بھی جنوبی طرف ہے۔ اسے باب الحلقین بھی کہا جاتا ہے نیز اسے باب بنی مخزوم بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۷) باب الصفا - یہ بھی جنوبی طرف ہے۔ فقہاءؒ نے اسے بھی باب بنی مخزوم کہا ہے (حکم نمبر ۴۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو) کیونکہ بنو مخزوم ادھر رہتے تھے۔ (۱۸) باب البغلة - یہ بھی جنوبی طرف ہے اسے باب بنی سفیان بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۹) باب باذان - یہ بھی جنوبی طرف ہے۔ اسے باب بنی عائذ بھی کہا جاتا ہے۔ اور مکہ مکرمہ میں نہر کی اس جگہ کو باذان کہتے ہیں۔ جسمیں سیڑھی کے ذریعہ اترا جاتا ہو۔ اور مکہ مکرمہ میں آج کل تین جگہیں ایسی موجود ہیں۔ تیسری میں سیڑھی نہیں ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربي لعباس کراره طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۱۱ تا صفحہ ۱۱۴ (ج) اور سعودی حکومت کی توسیع کے بعد مسجد حرم کے دروازوں کی فہرست بموجب تاریخ الحرمین طبع ۵ صفحہ ۱۶۷ یوں درج ذیل ہے منطقہ جیاد کی طرف ۵ دروازے باب الملک کی طرف ۳ دروازے۔ باب الملک اور باب العمرہ کے درمیان ۶ دروازے۔ باب العمرہ کی طرف ۳ دروازے۔ باب العمرہ اور باب السلام کے درمیان ۶ دروازے۔ باب السلام الکبیر کی طرف ۳ دروازے باب السلام الصغیر کی طرف ۱ دروازہ مسعی میں وادی ابراہیم کی طرف ۱۰ دروازے اور مسعی میں باب السلام کی طرف ۱۲ دروازے ہیں۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کراره طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۵۷ ملخصاً۔ (د) مسجد حرم کے دروازے مزید ان ناموں سے بھی موسوم ہیں۔ مشرقی جانب مثلاً۔ باب قائت بائی اور شمالی جانب مثلاً باب العتیق۔ باب الزمانية۔ باب الباسطية - باب القطبي۔ باب المحكمة اور باب السليمانية - مغربی جانب مثلاً۔ باب الوداع - باب الداؤدية - اور جنوبی جانب مثلاً باب النساء۔ باب التكية اور باب الحميدية (مترجم)

[2] ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ میں تیرے نام سے شروع کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ اور درود اور سلام اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے۔ مجھے اس میں داخل فرما۔ اے اللہ تعالیٰ میں اس مقام میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور مجھ پر رحم فرما۔ میری لغزش قبول فرما۔ میرے گناہوں کو معاف فرما اور مجھ سے (میرے گناہوں کے) بوجھ اتار دے۔ نیز فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۱ صفحہ ۳۱۲ میں مزید کلمات بھی منقول ہیں (مترجم)

۷ / ۳۰۲	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج	کیفیۃ الحج	حوالہ
۷-۳۰۲	واذا عاین البیت کبر د ھلل		

۱ ؎ بیت اللہ شریف مسجد حرام کے وسط میں ہے۔ یہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ عکس ۳۰ ۲۳ دنقشہ ۴ ملاحظہ ہو۔ اور اس کی عمارت کی تعمیر و مرمت کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۲۸ میں بروایت کعبہ احبار رضؓ لکھا ہے کہ خانہ کعبہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے پانی پر بلبلہ کی طرح تھا۔ اسی سے زمین پھیلائی گئی اور اس کا نام اُمّ القُریٰ یعنی بستیوں کی ماں قرار پایا اور ص۳۰ میں بروایت علی بن الحسین رضؓ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے لئے بیت المعمور جتنا ہی ایک گھر زمین پر بنائیں۔ اور پھر اپنی مخلوق میں سے زمین والوں کو اس کے طواف کا حکم دیا۔ اور ص۶۴ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتے خانہ کعبہ کا حج کرتے تھے۔ اور بروایت حضرت علی رضؓ لکھا ہے کہ بیت المعمور (یعنی فرشتوں کا کعبہ) ساتویں آسمان پر ہے۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکا طواف کرتے ہیں۔ اور جو ایک بار طواف کر چکیں وہ قیامت تک دوبارہ باری نہیں پاتے۔ اور ص۶۹ میں ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے کی۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔ پھر حضرت شیث علیہ السلام نے۔ پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے۔ پھر عمالقہ نے۔ پھر بنو جرہم نے کی۔ (عمالقہ اور بنو جرہم حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے بعض نے ذکر کیا ہے کہ بنو خزاعہ نے بھی خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور انہوں نے خانہ کعبہ کے اردگرد چاردیواری بھی تعمیر کی تھی تاکہ سیلاب سے عمارت کی حفاظت رہے) پھر قبیلہ مضرمیں سے قصی بن کلاب نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ (قصی پانچویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔ اور قصی نے ہی دارالندوہ بنوائی تھی) پھر قریش نے۔ پھر سنہ ۶۴ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے۔ پھر سنہ ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف نے۔ پھر سلاطین آل عثمان میں سے سلطان احمد ترکی نے خانہ کعبہ کی عمارت کی تعمیر و مرمت کی۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ سنہ ۹۵۸ھ میں چھت بدلا گیا تھا۔ اور سنہ ۹۶۷ھ میں سلطان سلیمان احمد رحؒ نے خانہ کعبہ کی مرمت کرائی تھی) پھر سنہ ۱۰۳۹ھ میں سلطان مراد بن سلطان احمد رحؒ نے تجدید و مرمت کی۔ ص۳۴ میں بروایت عمرو بن العاص رضؓ لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خط کھینچ کر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو خانہ کعبہ کے نشانات بتائے۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام بنیادیں کھود رہے تھے تو حضرت حوا علیہ السلام مٹی نکالتی تھیں۔ اور ص۳۳ میں بروایت ابن عباس رضؓ لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پر مار کر پانچ پہاڑوں یعنی لبنان۔ طور زیتا۔ طور سینا (یہ دونوں پہاڑ بیت المقدس کے پہاڑوں سے ہیں)۔ جودی اور حرا سے پتھر پہنچائے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(۲) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۳۲ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے رونے پر ان کی تعزیت کے طور پر سرخ یاقوت کا ایک خیمہ اتارا تھا۔ جو مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کی جگہ لگایا گیا تھا ساتھ ہی جنت کی تین قندیلیں اور حجر اسود اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ایک کرسی اتاری گئی تھی۔ جنات اور شیاطین کے لئے جنت کی ان چیزوں کا دیکھنا ممنوع تھا۔ کیونکہ جو شخص جنت کی کسی چیز کو دیکھ لے۔ وہ اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فرشتے پہرہ دینے کے لئے حرم شریف کی حدود پر ایک صف میں کھڑے رہتے تھے۔ پھر وہ خیمہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر اٹھالیا گیا۔ اور ص۳۴ میں ہے۔ کہ جب حضرت آدم اور حوا علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر ختم کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو طواف کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ تو پہلا آدمی ہے۔ جس نے (لوگوں کیلئے عبادت کی خاطر بنائے گئے) اس پہلے گھر کا طواف کیا۔ نیز لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ ہر مزدور کی مزدوری ہوتی ہے۔ کیا میرے لئے بھی ہے؟ ارشاد ہوا

۷ و / ۳۰۳	پانچواں باب ـ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳ - ۷	(۱) جب بیت اللہ شریف دیکھے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔	

ہاں۔ عرض کی کہ کیا جنت میں پھر داخلہ ملے گا؟ ارشاد ہوا۔ ہاں۔ پھر حضرت آدم ؑ نے عرض کی کہ اے اللہ میری اولاد میں سے جو اس گھر کو آئے۔ اور میری طرح اپنے گناہ کا اعتراف کرے تو کیا اسے بھی معافی ملے گی؟ تو ارشاد ہوا کہ۔ اے آدم علیہ السلام میں نے تجھے معاف کر دیا ہے اور تیری اولاد سے جو بھی اس گھر کو آئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اسے بھی معاف کر دوں گا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(۳) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۳۴ میں ہے کہ پھر زمانے گزرے حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حج کیا۔ اور ص۲۷ میں ہے کہ نوح ؑ کے ساتھ کشتی میں اسی آدمی مع اہل وعیال سوار تھے۔ وہ ۱۵۰ دن کشتی میں رہے۔ جب کشتی نے خانہ کعبہ کا رخ کیا تو وہ چالیس دن تک کعبہ شریف کے گرد گھومتی رہی پھر کشتی نے جودی پہاڑ کا رخ کیا اور وہاں قرار پکڑا۔ جب پانی خشک ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے کوہ جودی کے دامن میں ثمانین بستی بسائی (ثمانین اسی کو کہتے ہیں) چنانچہ اسی زبانیں بنیں۔ ص۳۲ میں ہے کہ طوفان نوح ؑ میں خانہ کعبہ کی عمارت اکھڑ گئی۔ اور ص۶۴ میں ہے کہ وہاں صرف ایک ٹیلہ سا رہ گیا تھا۔ لوگ مقررہ جگہ نہ جانتے تھے مگر وہاں حج کرتے اور مظلوم و مکروب وہاں آکر دعائیں مانگتے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً

(۴) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۳۸ تا ص۳۹ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی رہنمائی سے حضرت آدم علیہ السلام کی بنیاد پر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ یہ وہی جگہ ہے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جنت کا خیمہ لگا تھا۔ ص۳۳ میں ہے کہ خانہ کعبہ کی یہ جگہ عین بیت المعمور کے نیچے ہے۔ ص۳۷ تا ص۳۸ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر پتھروں سے کی۔ ان میں گارا یا جص (یعنی گچ) نہ تھا۔ چھت بھی نہ تھی اور لکڑی کا دروازہ بھی نہ تھا بلکہ مشرقی جانب میں دروازہ کی کھلی جگہ تھی۔ حجر اسود اور رکن یمانی والے کونے تھے۔ اور دوسری طرف نصف دائرہ میں گول دیوار تھی (جہاں آجکل حطیم ہے) تعمیر کے لئے پتھر لبنان۔ جودی۔ طور سینا۔ طور زیتا اور حرا کے استعمال ہوئے۔ بنیادوں پر حرا کے پتھر لگائے گئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے۔ اس تعمیر میں خانہ کعبہ کی اونچائی ۹ ذراع (یعنی ۹ شرعی گز اور شرعی گز کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ سامنے کی دیوار جس میں دروازہ ہے ۳۲ ذراع اس کے مقابل پچھلی دیوار ۳۱ ذراع۔ حجر اسمٰعیل کی طرف جدھر میزاب ہے ۲۲ ذراع۔ اور اس کے مقابل (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان) ۲۰ ذراع تھی۔ نیز لکھا ہے کہ حجر اسمٰعیل کی جانب ان کی بکریوں کا باڑا تھا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(۵) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۲۶ تا ص۴۴ میں ہے کہ تعمیر ابراہیمی ؑ میں خانہ کعبہ کے اندر تقریباً تین شرعی گز گہرا کنواں بھی تھا جس میں خانہ کعبہ کی نذریں ڈالدی جاتی تھیں۔ خزانۂ کعبہ کو ابرق اور اس کنوئیں کو الجب اور الغبغب کہا جاتا تھا۔ بعد میں اس خزانہ سے کئی بار چوری ہوئی۔ ایک دفعہ خود چوکیدار چوری کر رہا تھا کہ اس کنوئیں کے ایک پتھر نے اسے قید کر دیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اسے نکالا اس واقعہ سے اس کنوئیں کا نام الاخسف یعنی دھسانے والے والا پڑ گیا۔ نیز لکھا ہے کہ پھر وہاں ایک ثعبان سانپ نے ڈیرا جمالیا اور وہ عہد جرہم۔ عہد خزاعہ اور کچھ عہد قریش تک تقریباً ۵۰۰ سال رہا۔ آخر قریش نے مقام ابراہیم پر جمع ہو کر اس سانپ کے خلاف دعا مانگی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچپن میں ان کے ساتھ دعا میں شریک تھے۔ چنانچہ ایک عقاب آیا اور اسے اچک لے گیا۔ نیز لکھا ہے کہ قریش کی تعمیر سے پہلے اس کنوئیں پر ہبل کا بت کھڑا کیا گیا تھا۔ قریش کی تعمیر کے بعد بھی وہ بت وہیں رکھا گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی تعمیر میں اس کنوئیں کا ذکر نہیں ملتا

۷ و / ۳۰۳	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج	کیفیۃ الحج	حوالہ

غالباً انہوں نے بھروا دیا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ بعد میں خزانہ کعبہ دار شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ میں منتقل کیا گیا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(۶) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۳۸ تا صفحہ ۳۹ میں ہے کہ خانہ کعبہ کے خزانہ کا کنواں خانہ کعبہ میں داخل ہونے پر دائیں طرف پڑتا تھا۔ اور اس پر نصب شدہ بت کا نام ہبل تھا۔ صفحہ ۲۷ میں ہے کہ ہبل ترشی کا بڑا بت تھا۔ اسے عمرو بن لحی الارض الجزیرہ سے لے آیا اور لوگوں کو اسکی عبادت کیلئے کہا صفحہ ۲۶ میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہر قبیلہ کعبہ کے لئے بت لے آتا تھا۔ جنکی تعداد ۳۶۵ تک ہوگئی تھی۔ صفحہ ۲۶۴ میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر بتعداد ایام سال ۳۶۰ بت نصب تھے۔ جو لوہے اور سیسہ سے قائم تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نیزے کی ٹھوکر مار کر گراتے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الآیہ یعنی حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔

(۷) دورِ جاہلیت میں توحید سے بے بہرہ لوگوں نے حج کو بھی مشرکانہ رسوم کا مجموعہ بنا دیا تھا۔ دورِ جاہلیت کے مشرکین حج کرتے تھے۔ مگر ان کے تلبیہ کے الفاظ یوں منقول ہیں۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ۔ ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ تعالیٰ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو ایسا ہے کہ تو اس کا مالک ہے اور جن چیزوں کا اسے اختیار ہے۔ ان کا بھی تو مالک ہے۔ ماخوذ از مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۳۷۶ و ابن کثیر مترجم ج ۴ صفحہ ۳۲۰ وھکذا فی البخاری ج ۲۔ نیز دورِ جاہلیت میں کفر و شرک کے علاوہ دیگر فسق و فجور بھی عام تھے۔ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف ہوتا اور کئی فتنے پیدا ہوتے۔ ایسی ہی خرابیوں کے متعلق ایک جاہلی شاعر کا کلام تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۹۱ میں یوں درج ہے وہ اپنی محبوباؤں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

يَا حَبَّذَا مَكَّةَ مِنْ مَوْرِدٍ - وَحَبَّذَا الْكَعْبَةَ مِنْ مَوْعِدٍ

يَا حَبَّذَا اللَّاتِي يُزَاحِمْنَنَا - عِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

ترجمہ: آنے کیلئے مکہ مکرمہ کتنی اچھی جگہ ہے۔ اور وعدہ کیلئے خانہ کعبہ کتنی عمدہ جگہ ہے اور وہاں کتنی خوب ہیں، وہ عورتیں جو حجر اسود کے استلام کے وقت ہم سے دھکم پیل کرتی ہیں۔ صفحہ ۷۵ میں ہے کہ عام الفیل سے ۱۲، ۱۳ سال قبل ام حکیم فاختہ ابنۃ زہیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزّی خانہ کعبہ میں داخل ہوئی۔ حاملہ تھیں۔ خانہ کعبہ کے اندر ہی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوگئی۔ نطع پر باہر لائی گئیں اور اس جگہ کو غسل دیا گیا۔ یہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ عام الفتح میں اسلام لائے۔ آپ نے ساٹھ سال جاہلیت میں اور پھر ساٹھ سال اسلام میں زندگی گزاری۔ اور جب حج کیا تو ۱۰۰ اونٹ اور ۱۰۰۰ بکریوں کی قربانی دی۔ ۱۰۰ غلام آزاد کئے جن کے گلے میں چاندی پر منقوش تھا۔ "عُتَقَاءُ اللّٰهِ تعالیٰ مِنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ"

ترجمہ: "حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی طرف سے اللہ کیلئے آزاد کردہ" نیز لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت خانہ کعبہ کو دھونی دے رہی تھی کہ شرارہ پڑنے سے خانہ کعبہ کے پردوں کو آگ لگ گئی۔ حجر اسود جھلس گیا اور خانہ کعبہ کی دیواریں بھی کمزور ہوگئیں۔ اسی عورت نے قریش کو خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کیلئے ابھارا تھا۔ صفحہ ۵۶ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو خانہ کعبہ کو ایسے جوہر سے بناتا۔ جو موسم، زمانہ اور حادثات سے متاثر نہ ہوتا۔ مگر اس نے اسکی تعمیر اور دیکھ بھال کا کام بندوں کے ذمے سونپا۔ پس ضروری ہے کہ اسکی تعمیر و مرمت کیلئے حلال مال لگایا جائے۔ قریش جب خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے لگے تو حلال مال جمع کیا۔ مگر وہ خانہ کعبہ کو گرانے سے ڈرتے تھے۔ آخر ولید بن المغیرہ نے کہا۔ أَتُرِيدُونَ بِهَدْمِهَا الْإِصْلَاحَ أَوِ الْإِسَاءَةَ۔ قَالُوا بَلْ نُرِيدُ الْإِصْلَاحَ۔ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُهْلِكُ الْمُصْلِحِينَ

ترجمہ: ولید نے دریافت کیا کہ تم لوگ خانہ کعبہ کو اصلاح کیلئے گرانا چاہتے ہو یا گناہ کیلئے۔ سب نے کہا۔ اصلاح کیلئے تو ولید نے کہا: "اللہ تعالیٰ اصلاح کرنیوالوں کو ہلاک نہیں کریگا۔" وہ خانہ کعبہ کو شہید کرنے کیلئے دیوار پر چڑھ گیا اور اسکے ساتھ الفاس بھی یہ کہتے ہوئے چڑھ گیا۔ "اَللّٰهُمَّ لَا نُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ"۔ ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ ہم صرف اصلاح چاہتے ہیں (بیان کیا جاتا ہے کہ ولید بن مغیرہ ہی بندرگاہ جدہ سے ایک شکستہ جہاز کے تختے خانہ کعبہ کی تعمیر میں استعمال کرنے کیلئے لے آیا تھا۔ مگر وہ کم تھے)۔ صفحہ ۷۴، صفحہ ۷۵ اور صفحہ ۱۸۳ میں ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ اور جب حجر اسود نصب کرنے کا مسئلہ تنازعہ اختیار کر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی وہ جھگڑا بڑی عمدگی سے چکا دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً پینتیس ۳۵ سال تھی۔ اور چونکہ قریش کے پاس حلال مال کم تھا اس لئے حجر اسمٰعیل کی طرف سے چھ شرعی گز اور ایک بالشت جگہ چھوڑ دی۔ (جسے حطیم کہتے ہیں) نیز قریش نے خانہ کعبہ کا دروازہ اونچا رکھا۔ تاکہ سیڑھی لگا کر جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کے لئے نہ چاہیں نہ جانے دیں۔ قریش نے دروازہ بنایا۔ چھت ڈالی اور اس کے سہارے کے لئے چھ ستون رکھے۔ جو دو قطاروں میں تھے۔ اس سے پہلے قصی بن کلاب نے بھی چھت ڈالی تھی۔ قریش نے شمالی جانب میزاب یعنی پرنالہ بنایا (خانہ کعبہ کے میزاب کے متعلق حکم ۱ ۷ و / ۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا صفحہ ۱۳ ملاحظہ ہو) انہوں نے خانہ کعبہ کی اونچائی تقریباً ۱۸ شرعی گز رکھی تھی۔ (حکم نمبر ۳ / ۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)

۷ کو ۳۰۳	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

اس تعمیر میں حجر (اسمٰعیل) کیطرف رکن نہ تھے۔ ادھر سے (نصف دائرہ میں) گول جگہ چھوڑ دی۔ اس وقت لوگ وہاں اپنے مکان بھی گول بنانے لگے تھے۔ پہلا چوکور مکان حمید بن زہیر نے بنایا قریش کی تعمیر گارا کے ساتھ پتھروں سے تھی۔ اور تعمیر باقوم رومی نے کی تھی ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً

(۸) چونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث سن رکھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر قریش کا اسلام نیا نہ ہوتا تو خانہ کعبہ کو بنیاد ابراہیمی پر تعمیر کراتا۔ جس میں حطیم کی جگہ بھی شامل ہوتی۔ دروازہ نیچے ہوتا۔ ایک دروازہ داخل ہونے کے لئے اور دوسرا بالمقابل باہر نکلنے کے لئے ہوتا۔ مگر اس پر عمل کی نوبت نہ آئی۔ پھر جب حضرت ابن زبیرؓ نے یزید کی خلافت تسلیم کرنے میں تامل کیا تو ۶۴ھ میں آپؓ محاصرہ کیا گیا۔ آپ کے ساتھیوں کے خیمے خانہ کعبہ کے اردگرد تھے۔ ان پر حصین بن نمیر الکندی نے ابوقبیس پہاڑ پر سے منجنیقوں کے ذریعہ پتھر پھنکوائے اور آگ برسائی۔ اس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے۔ دیواروں کو نقصان پہنچا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح شدہ جنت کے مینڈھے کے سینگ جو ابھی تک محفوظ تھے وہ بھی جل گئے۔ چنانچہ تاریخ الحرمین طبع ۵ کے صفحہ ۶۱ میں ہے کہ جب حصین بن نمیر الکندی نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا۔ تو وہ اس دوران یزید کی موت کی خبر پاکر محاصرہ اٹھا کر شام چلا گیا مگر اس محاصرہ میں خانہ کعبہ کے پردوں کو آگ لگی۔ وہ جل گئے۔ اور حجر اسود تین حصوں میں پھٹ گیا۔ جسے شعبۃ بن زبیر نے چاندی کے خول میں باندھا۔ صفحہ ۱ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت کردہ حدیث کے بموجب خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کے لئے تین دن استخارہ کیا پھر منہدم کرا کر نئی تعمیر کرائی۔ جسمیں حطیم کو شامل کیا۔ دروازہ نیچے رکھا۔ بالمقابل دوسرا دروازہ باہر نکلنے کے لئے رکھا (اسی دوسرے دروازے اور رکن یمانی کی درمیانی جگہ کو مستجار کہتے ہیں جیکم نمبر $\frac{8}{303}$ کے حاشیہ کا نمبر ۲۳ ملاحظہ ہو) خانہ کعبہ کے چار رکن (یعنی کونے) بنوائے۔ جنکا استلام ہوتا تھا۔ رکن شامی کے اندر لکڑی کی سیڑھی بنوائی جسپر سونے کا پانی چڑھایا۔ جبس یعنی گچ کا استعمال کیا۔ چھت کے میزاب کا پانی حجر اسمٰعیل میں ہی ڈالا البتہ چھت میں مناسبت رکھنے کے لئے اونچائی ۲۷ شرعی گز رکھی۔ اندر کستوری اور عنبر سے خلوق کیا۔ باہر بھی کستوری لگائی۔ دیباج یعنی سفید ریشم اور قباطی یعنی مصری کتان جو کہ السی سے تیار شدہ باریک کپڑا ہوتا ہے۔ اسکا غلاف ڈالا اور اس تعمیر کی شکر گذاری میں بہت سے اونٹوں اور بکریوں کی قربانی دی اور غلام آزاد کئے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً (حکم نمبر $\frac{7}{303}$ پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو)

(۹) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے انتقال کے بعد حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک بن مروان بن الحکم سے کہا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کی تعمیر میں تغیر کر کے اس حال پر نہیں چھوڑا جس حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ اس پر عبدالملک نے اجازت دے دی کہ خانہ کعبہ کی عمارت اسی صورت پر کردی جائے جیسی کہ حضورؐ کے زمانہ میں تھی چنانچہ ۷۴ھ میں حجاج نے خانہ کعبہ کا دروازہ پھر اونچا کرا دیا مقابل کا دوسرا دروازہ بند کرا دیا گیا۔ حطیم کی جانب توڑ کر دیوار پیچھے ہٹوادی اور تاریخ الحرمین۔ طبع ۵ کے صفحہ ۱۰۴ میں ہے۔ کہ حجاج نے خانہ کعبہ کی اندر کی سطح اونچی کرادی۔ اور صفحہ ۹۷ میں ہے کہ جب حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومیؓ عبدالملک کے پاس آئے تو خلیفہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ابوخبیب یعنی عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کعبہ شریف کے متعلق مبینہ روایت نہیں سنی۔ تو حارثؓ نے کہا کہ وہ روایت حضرت عائشہؓ سے میں نے بھی سنی ہے اور پھر پوری حدیث سنائی خلیفہ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے خود سنا۔ تو حارثؓ نے کہا ہاں میں نے خود سنا۔ تو عبدالملک ہاتھ میں، ایک تنکا لئے دیر تک کریدتا رہا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا اور حجاج کو مذکورہ اجازت دینے پر شرمندہ ہوا کیونکہ اس سے پہلے اس کا خیال تو یہ تھا کہ ابن زبیرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تعمیر کو بدل دیا تھا۔ ورنہ اگر محض ابن زبیرؓ کی خصومت سے خانہ کعبہ گرا کر نئی تعمیر ہوتی تو مسلمان خاموش نہ رہتے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(۱۰) منقول ہے کہ بعد میں خلیفہ ہارون الرشید وغیرہ نے ارادہ کیا تھا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے موافق اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کے مطابق کردی جائے مگر حضرت امام مالکؒ نے بڑے اصرار سے اس کا ارادہ ملتوی کرایا تاکہ خانہ کعبہ بادشاہوں

حوالہ	كيفية الحج	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج	۷/۳۰۳

کی تعمیر کا کھیل نہ بن جائے (۳۱۷ھ میں قرامطہ کا ظلم و ستم اور حجر اسود کو اکھاڑنے کے متعلق حکم ۹/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز منقول ہے کہ ۹۱۷ھ میں خانہ کعبہ کا چھت بدلا گیا تھا۔ ۹۶۰ھ میں سلطان سلیمان احمد نے خانہ کعبہ کی مرمت کرائی تھی اور تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۹۵ میں ہے کہ ۱۰۱۹ھ میں شامی دیوار میں پہلے سے پیدا شدہ دیوار کی دراڑ زیادہ ہوگئی پھر مشرقی اور مغربی جدار الحجر کو بھی نقصان پہنچا تو سلطان احمد ترکی نے سونے اور چاندی کی اینٹیں لگانا چاہا مگر علمائے کرام نے منع کیا (خانہ کعبہ کو زیور پہنانے کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) کہ نطاق یعنی پیٹی بھی کام لیکر حفاظت کی جاسکتی ہے چنانچہ ۱۰۲۰ھ میں پیتل کا نطاق جس پر سونے کا پانی چڑھا تھا باندھا گیا ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(۱۱) کہا جاتا ہے کہ ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد ترکی نے خانہ کعبہ کی چھت بدلوائی تھی اور جہاں جہاں دیواریں مرمت طلب تھیں مرمت کرائیں میزاب رحمت درست کرایا اور تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۹۸ میں ہے کہ ۱۹ شعبان ۱۰۳۹ھ بروز بدھ ایسی سخت بارش ہوئی جس کی مثال نہیں ملتی۔ خانہ کعبہ کے دروازے سے بھی دو میٹر پانی اوپر چڑھ گیا۔ جمعرات کی شام شامی دیوار گر گئی سامنے کی طرف سے دو ثلث (ماسوائے حجر اسود کی جانب کے) کچھ غربی دیوار اور کچھ چھت بھی گر گئی چنانچہ سلطان مراد رابع من آل عثمان کے حکم سے رمضان المبارک ۱۰۴۰ھ میں حجاج کی بنیاد پر تعمیر و اصلاح مکمل ہوئی اور آجتک یہی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم سے عہد قریش تک ۲۶۴۵ سال بنتے ہیں اور قریش سے ابن زبیرؓ تک ۸۲ سال اور ابن زبیرؓ سے حجاج بن یوسف تک ۱۰ سال اور حجاج بن یوسف سے سلطان مراد تک ۹۶۶ سال بنتے ہیں۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(۱۲) تو گویا خانہ کعبہ کی موجودہ عمارت حجر اسود کی جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور باقی جانبوں سے سلطان مراد کی تعمیر ہے۔ خانہ کعبہ میں سینکڑوں کے بڑے بڑے ریتلے مگر مضبوط پتھر لگے ہیں۔ مکان کی کرسی مطاف کی زمین سے کافی بلند ہے دروازہ مشرقی دیوار میں حجر اسود والے کونے سے تقریباً ہٹ کر ہے جو سونے چاندی سے منقش ہے۔ خانہ کعبہ دروازے کے متعلق حکم ۱۶/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ اور خانہ کعبہ کی دہلیز اور اندر کے متعلق حکم ۱۹۶/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ نیز بیان کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کی چھت دوہری ہے اور اندر سے سیڑھی کا انتظام ہے اور ہنلئے حجاج ص۲۳ میں ہے کہ شمال مشرقی کونہ میں زینہ کا چھوٹا سا دروازہ ہے جسے باب التوبہ کہتے ہیں وغیرہ۔

(۱۳) میزاب کعبہ کے متعلق تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۸۴ میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ نیک لوگوں کے مصلی میں نماز پڑھا کرو اور نیک لوگوں والا پانی پیا کرو جب ان سے اس کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا مصلی الاخیار میزاب کے نیچے ہے اور شراب الابرار زمزم ہے۔ اور حضرت عطاء بن (ابن رباح) سے منقول ہے کہ جس شخص نے میزاب کعبہ کے نیچے کھڑے ہو کر دعا مانگی وہ قبول کی جاتی ہے اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا ہو۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔ عکس نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

اور ص۶۱ تا ۶۲ میں ہے کہ خانہ کعبہ کا سنہری میزاب (یعنی پرنالہ) حجر اسمعیل یعنی حطیم کی طرف ہے اسکی چوڑائی ایک بالشت ہے اور دو شرعی گز کے قریب دیوار سے باہر ہے اس کے نیچے دعاؤں کی قبولیت کا مظنہ ہے (حکم نمبر ۳/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۴ ملاحظہ ہو) قریش کی تعمیر سے پہلے میزاب نہ تھا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۵ سن ولادت میں قریش نے خانہ کعبہ کا میزاب بنایا جس کا پانی شمالی جانب حطیم میں گرتا تھا پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر میں بھی میزاب حجر اسمعیل کی طرف تھا حجاج نے بھی میزاب شمالی جانب حطیم میں رکھا یہ میزاب کئی بار بدلا گیا جب کبھی پہلا میزاب پرانا ہو جاتا یا اغنیاء و سلاطین کی طرف سے نئے میزاب کا تحفہ آجاتا تو بدلا جاتا۔ امیر مکہ شریف مرتضیٰ نے میزاب بنوایا تھا میزاب کی لمبائی تقریباً چار شرعی گز اسکی چوڑائی آٹھ انگل اور اونچائی بھی آٹھ انگل تھی۔ سب سے پہلے ولید بن عبدالملک کے عہد میں میزاب پر سونا چڑھا گیا۔ ایک میزاب مثقال خادم نے اپنے آقا ابو القاسم ابراہیم المعروف بہ ابن الحسین الفارسی کیطرف سے ۵۲۱ھ میں لگایا ۵۴۱ھ یا اسکے بعد میں راشتی کے میزاب کی جگہ خلیفہ المکتفی باللہ کا میزاب لگایا گیا۔ ایک میزاب الناصر العباسی نے بنوایا تھا جس پر اس کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ وہ میزاب لکڑی کا تھا۔ پانی گذرنے کی جگہ پر سکہ لگا تھا۔ اور ظاہر دکھائی دینے والی طرفوں پر چاندی چڑھی تھی۔ ۷۸۱ھ امیر سودون پاشا نے میزاب کی مرمت کرائی تھی۔ ۹۵۹ھ میں سلطان سلیمان کے عہد میں ایک نیا میزاب لگایا گیا جس پر

چاندی لگائی گئی اور سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا - اور پرانا میزاب خزانہ روم میں رکھوایا تو بنوشیبہ نے اعتراض کیا چنانچہ بنوشیبہ کو بندرگاہ جدہ سے اسکے عوض چاندی دینے کا حکم ہوا چنانچہ حسب تخمینہ نائب جدہ اور قاضی مکہ ۲۸۰۰ درہم چاندی دی گئی ۱۰۲۰ھ میں حسن آغا کے ہاتھ دیگر ہدایا کے ساتھ میزاب بھی بھیجا گیا - شاذروان کے ایک سفید پتھر پر ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد خان کے میزاب کا بھی ذکر ہے - ایک میزاب سلطان عبدالحمید خان بن سلطان محمود خان نے قسطنطنیہ میں بنوایا اور ۱۲۷۶ھ میں رضا پاشا کو بھیج کر لگوایا - ان دنوں مکہ مکرمہ کا امیر شریف عبداللہ بن محمد بن عون تھا چنانچہ پرانا میزاب ہٹاکر نیا لگایا گیا جسپر حسب تخمینہ ۵۰ رطل سونا چڑھا تھا - یہی میزاب آجتک ہے - اس لئے کہ اس کے بعد کسی نئے میزاب کا ذکر نہیں ملتا - ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً -

(۱۴) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۸۲ میں بحوالہ مرآۃ الحرمین - کعبہ شریف کی موجودہ عمارت مع متعلقات کے کوائف درج ذیل ہیں -

نمبر شمار	مقام	سینٹی میٹر	میٹر	انچ تقریباً	فٹ
۱	کعبہ شریف کی عمارت کی اونچائی زمین سے اوپر کی طرف -	۰۰	۱۵	۲.۵۵	۴۹
۲	کعبہ شریف کی عمارت کی لمبائی مشرقی طرف جس میں دروازہ ہے -	۵۸	۱۱	۱۱.۹	۳۷
۳	کعبہ شریف کی عمارت کی لمبائی مغربی طرف -	۹۳	۱۱	۱.۶۸	۳۹
۴	کعبہ شریف کی عمارت کی چوڑائی جس طرف حجر اسمٰعیل ع یعنی حطیم ہے -	۲۲	۱۰	۶.۳۶	۳۳
۵	کعبہ شریف کی عمارت کی چوڑائی حجر اسود اور رکن یمانی کے مابین -	۱۳	۱۰	۲.۸۱	۳۳
۶	زمین سے حجر اسود کی اونچائی	۵۰	۱	۱۱.۰۵	۴
۷	کعبہ شریف کی کرسی کی زمین سے اونچائی -	۰۰	۲	۶.۷۴	۶
۸	کعبہ شریف کے دروازہ کی لمبائی -	۰۰	۲	۶.۷۴	۶
۹	حطیم کی دیوار میں راستہ مشرقی طرف سے -	۶۵	۲	۸.۳۳	۸
۱۰	حطیم کی دیوار میں راستہ مغربی طرف سے -	۵۸	۲	۵.۵۷	۸
۱۱	میزاب رحمت سے حطیم کی دیوار کے درمیان تک فاصلہ -	۳۶	۸	۵.۱۳	۲۷
۱۲	کعبہ شریف کی مشرقی دیوار سے مقام ابراہیمؑ تک فاصلہ -	۱۰	۱۱	۵.۰۰	۳۶
۱۳	حجر اسمٰعیل کی دیوار کے درمیان سے دائرہ طواف کے وسط تک -	۰۰	۱۲	۴.۴۴	۳۹
۱۴	کعبہ شریف کی مغربی دیوار سے مطاف کے دائرہ تک	۸۰	۱۵	۲.۵۵	۴۹
۱۵	کعبہ شریف کی رکن یمانی کے طرف کی دیوار کے وسط سے دائرہ طواف تک -	۸۰	۱۵	۲.۵۵	۴۹

ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء - اور عہد ابراہیمی کی تعمیر کی لمبائی چوڑائی کے متعلق حکم نمبر ۷ و / ۳۰۲ کے پہلے حاشیہ کا ص۲ ملاحظہ ہو (۱۵) ۱۰۲۰ھ میں سلطان ابن سعود کے عہد میں باب کعبہ کے کواڑ اور چوکھٹ تبدیل کرنا بھی منقول ہے - عکس ص۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ھ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو تین بار اللہ اکبر کہے اور یہاں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالی سب سے بڑا ہے - خانہ کعبہ سے بھی اور اپنے سوا ہر چیز سے بڑا ہے تاکہ شرک کا شائبہ تک نہ رہے اور جاہلوں پر واضح ہوجائے کہ عبادت اس گھر کی نہیں - اس گھر کے رب کی ہے - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص۲۲۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
٣٠٣ -	ویقول لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللّٰھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام حینا ربنا بالسلام اللّٰھم زد بیتك ھذا تعظیما وتشریفا ومهابة وزد من تعظیمه وتشریفه من حجه واعتمر تعظیما وتشریفا ومهابة	كذا فی السراج الوهاج
٨	ویدعو بما بدا له	كذا فی التبیین

[1] ترجمہ:- ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تعالیٰ تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری طرف سلامتی رجوع کرتی ہے، ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ تعالیٰ اپنے اس گھر کی عظمت، شرافت اور ہیبت زیادہ کر اور جس نے اس کی تعظیم۔ شرف اور ہیبت ملحوظ رکھتے ہوئے اسکا حج اور عمرہ کیا۔ تو اس کی عظمت، شرافت اور ہیبت زیادہ کر۔ نیز حکم نمبر ٢٥ب/٣٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] یوں تو مکہ مکرمہ دعاؤں کی مقبولیت کی جگہ ہے مگر اہل علم نے بعض مقامات کی دعاؤں کی مقبولیت کو خصوصیت سے لکھا ہے۔ بعض اہل علم نے ان میں خصوصی اوقات بھی لکھے ہیں اور بعض نے اوقات کی قید نہیں لگائی۔ اور ان ہی میں سے خانہ کعبہ پر نظر پڑنے پر دعا مانگنا بھی شامل ہے جسکے متعلق حاشیہ ہذا کا [17] ملاحظہ ہو چنانچہ دعاؤں کے لئے خصوصیت سے مقبولیت کی جگہوں کے متعلق البحر الرائق اور حاشیہ البحر الرائق درمختار رد المحتار و حاشیہ طحطاوی میں مندرجہ ذیل [19] جگہوں کا ذکر ہے۔ بعض کے ہاں [15] کا ذکر ہے اور بعض نے مزید جگہیں بھی ذکر کی ہیں۔

(١) مطاف یعنی طواف کی جگہ خصوصاً المسجد الحرام کی وہ جگہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ مطاف میں ہر وقت بوقت طواف خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے۔ (آجکل بیت اللہ شریف کے چاروں طرف گول چکر کی شکل میں تقریباً سو فٹ صحنِ مسجد طواف کے لئے مخصوص ہے اس پر سنگ مرمر کا فرش لگا ہے۔ (اس کے متعلق حکم نمبر ؟/٣٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز عکس نمبر [2] ملاحظہ ہو۔)

(٢) ملتزم یعنی بیت اللہ شریف کی دیوار کا وہ حصہ جو خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ہے۔ یہاں آدھی رات کے وقت کی دعا کو زیادہ خصوصیت ہے۔ (اس میں دعا کے متعلق حکم ١٩٧/٣٠٣ ملاحظہ ہو۔ نیز نقشہ [2] ملاحظہ ہو)

(٣) کعبہ شریف کے اندر، اس میں عصر کے وقت کی دعا کی زیادہ خصوصیت ہے (حکم نمبر ٢٠٠/٣٠٣ اور کعبہ شریف کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے متعلق حکم نمبر ١٩٦/٣٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو)

(٤) میزاب رحمت کے نیچے۔ اس میں سحری کے وقت کی دعا کی خصوصیت زیادہ ہے (اور اس میں دعا کے متعلق نیز میزاب رحمت کے متعلق حکم نمبر ٧ا/٣٠٣ کے پہلے حاشیہ کا [13] ملاحظہ ہو نیز عکس نمبر [5] ملاحظہ ہو)

(٥) مقام ابراہیم کے پیچھے۔ اس میں بھی سحری کے وقت کی دعا کی خصوصیت زیادہ ہے (اور اسمیں دعا کے متعلق حکم نمبر ٣٦/٣٠٣ مع حاشیہ اور مقام ابراہیم کے متعلق حکم ٣٢/٣٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز عکس [6] ملاحظہ ہو۔ نیز نقشہ [2] ملاحظہ ہو)

(٦) چاہ زمزم پر پانی پی کر۔ اسمیں غروب کے وقت کی دعا کی خصوصیت زیادہ ہے (اور اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر ٢٨ا/٣٠٣ نیز عکس [5] ملاحظہ ہو)

(٧ تا ٩)۔ صفا پر۔ مروہ پر اور سعی میں میلین اخضرین کے درمیان۔ ان میں عصر کے وقت کی خصوصیت زیادہ ہے (اور اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر ٤٥، ٤٧/٣٠٣ ملاحظہ ہو نیز عکس [8] ملاحظہ ہو)

(١٠) منیٰ میں۔ اس میں ذوالحجہ کی چودھویں رات اور بعض کے ہاں تیرھویں رات کے نصف میں دعا کی خصوصیت زیادہ ہے (اور اس میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　　　　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳ -	(ب) اور یہ دُعا پڑھے - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مِنْ تَعْظِيمِهِ وَتَشْرِيفِهِ مَنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَمَهَابَةً [1]	سراج وہاج
۸	اور (مذکورہ دعا کے علاوہ) جو چاہے دعا پڑھے [2]	تبیین

دعا کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۳۰۳ د کے پہلے حاشیہ کا ۱ ملاحظہ ہو - نیز عکس ۱۰ ملاحظہ ہو)

(۱۱ تا ۱۳) جمروں کے پاس خصوصاً پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس (اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۶۸، ۱۸۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو)

(۱۴) مزدلفہ یعنی المشعر الحرام کے پاس - (اس میں بوقت طلوع آفتاب دعا کی خصوصیت زیادہ ہے (اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷/۳۰۳ ملاحظہ ہو - نیز عکس ۱۳ ملاحظہ ہو)

(۱۵) یوم عرفہ کو عرفات کے وقوف میں - اور اس میں بوقت غروب آفتاب دعا کی خصوصیت زیادہ ہے - (حکم نمبر ۹۷/۳۰۳ ملاحظہ ہو)

(۱۶) سدرۃ کے پاس - یہ جگہ عرفات میں ہے مگر آجکل یہ جگہ غیر معروف ہے - (۱۷) مزید جگہیں یہ بھی منقول ہیں - ان میں سے ایک خانہ کعبہ پر نظر پڑنے پر دعا مانگنا - البحر الرائق میں بحوالہ المناقب لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے مکہ مکرمہ جانے والے کو نصیحت فرمائی تھی کہ جب تیری نظر خانہ کعبہ پر پڑے تو مستجاب الدعوت ہونے کی دعا مانگ لے - اور بحوالہ الفتح القدیر لکھا ہے کہ اہم دعا یہ ہے کہ بلا حساب جنت مانگے اور یہاں کا اہم ذکر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے - (خانہ کعبہ دیکھنے پر دعا کے متعلق حکم ۸۷/۳۰۳ ملاحظہ ہو)

(۱۸) حجر یعنی حطیم کے اندر دعا مانگنا (اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو - نیز عکس ۵ و نقشہ ۲ ملاحظہ ہو)

(۱۹) رکن یمانی کے پاس دعا مانگنا (اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از البحر الرائق مع حاشیہ ج ۲ ص ۳۵۲، ص ۲۲۶ درمختار ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۰، ص ۲۴۱ ومراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیہ طحطاوی ص ۳۰۲ نیز بعض اہل علم نے مزید مندرجہ ذیل جگہوں میں بھی دعاؤں کی خصوصیت سے قبولیت کا ذکر کیا ہے - (۲۰) دار ارقم میں (اسکے متعلق حکم ۵۷/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) (۲۱) مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسکے متعلق حکم ۵۷/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) (۲۲) بیت خدیجہ رض قبۃ الوحی پر (اسکے متعلق حکم ۵۷/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) (۲۳) مستجار - یعنی رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند دروازے کے درمیان جو موجودہ دروازہ کے مقابل پشت پر غربی جانب تھا - اس میں صبح کے وقت کی خصوصیت زیادہ ہے (حکم نمبر ۷/۳۰۳ کے حاشیہ ۹ ملاحظہ ہو) (۲۴) غار ثور (اسکے متعلق حکم نمبر ۵۷/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۳۰ ملاحظہ ہو) - (۲۵) غار حرا (اسکے متعلق حکم نمبر ۵۷/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۲۹ ملاحظہ ہو) (۲۶) مسجد کبش یعنی مذبح اسمعیل علیہ السلام (اسکے متعلق حکم نمبر ۵۷/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) (۲۷) دار خیزران (صفا کے قریب) (۲۸) مسجد خیف (۲۹) مسجد بیعت (واقع منی) (۳۰) بوقت داخلہ باب السلام (۳۱) جبل ابو قبیس (۳۲) غار مرسلات (۳۳) مغارہ فتح - (۳۴) مجرمتکا (۳۵) متکا (۳۶) خود مقابر میں سے مثلاً (۳۷) شیخ ابو الحسن (۳۸) خدیجہ الکبری رض (۳۸) سفیان بن عیینہ رض (۳۹) شیخ فضیل بن عیاض رح (۴۰) امام عبد الکریم ابن ہوازن القشیری رح (۴۱) عبد اللہ الحسن بن ابی عمید بھی بعض اہل علم نے دعاؤں کی قبولیت کے لئے بطور خصوصی مقامات ذکر کئے ہیں اور ان میں سے بعض کا ذکر حکم نمبر ۵۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ میں مکہ مکرمہ کی مساجد و مشاہد و مقابر کی ذیل میں بھی ہے - نیز منی کے متعلق عکس ۱۰ ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۱	ثم يبتدأ بالحجر ولا يبتدأ بغيره الا ان يكون القوم فی الصلوة فيدخل فی الصلوة	کذا فی الظهيرية
۱۰	ويستقبله ويكبر رافعا يديه كما يكبر للصلوة ثم يرسلهما	کذا فی فتاوی قاضيخان
	وفی البدائع وغيره والصحيح انه يرفع حذاء منكبيه	کذا فی النهر الفائق

[1] حجر اسود بیضوی شکل کا پتھر ہے رنگ سیاہ ہے جس میں ہلکی سرخی مائل جھلک ہے طول تقریباً ایک بالشت اور عرض تقریباً ⅔ بالشت ہے۔ خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونہ میں صحن مسجد سے چار فٹ سے کچھ زائد بلندی پر نصب ہے تاریخ الحرمین طبع ۵ ص۱۳۶، ص۱۳۷ عمر بن العاصؓ کی روایت میں ہے کہ طواف کی ابتداء حجر اسود سے اور منتہیٰ مقام ابراہیم پر ہے۔ یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی روشنی کو دور کر دیا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کی روشنی مشرق و مغرب کے مابین کو روشن کرتی ص۱۳۱ تا ۱۳۲ میں ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ حجر اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معانقہ کرتا ہے۔ جس شخص نے حضورؐ کی بیعت نہ پائی تو وہ حجر اسود کو چھوئے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ نیز لکھا ہے کہ حجر اسود کا استلام بیعت کی وفا ہے۔ ص۶۱، ۶۲ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے دوران حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ کوئی ایسا پتھر تلاش کرو جو طواف شروع کرنے کی نشان کی جگہ پر رکھوں۔ وہ تلاش میں گئے کہ حضرت جبرئیل امین حجر اسود لے آئے جو کہ طوفان نوح کے وقت جبل ابو قبیس میں امانت رکھا گیا تھا۔ اس وقت حجر اسود اتنا روشن تھا کہ حرم شریف کی حد تک روشنی کرتا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب ایک عورت دھونی دینے لگی تو شرارہ اڑا اور خانہ کعبہ کے پردوں کو آگ لگ گئی۔ حجر اسود بھی جلا۔ اور زمانہ اسلام میں جب حصین بن نمیر الکندی نے ابن زبیرؓ کا محاصرہ کیا تو (منجنیقوں سے آگ برسانے کی وجہ سے) خانہ کعبہ کی عمارت کو آگ لگ گئی۔ پردے جل گئے اور حجر اسود تین حصوں میں پھٹ گیا۔ حتیٰ کہ شعبہ ابن زبیرؓ نے اسے تقریباً ۳ انچ موٹے چاندی کے خول میں باندھا۔ اور ص۱۳۹ میں ہے کہ ۳۱۷ھ میں جب مکہ مکرمہ پر قرامطہ کا قبضہ ہو گیا تو ابو طاہر (سلیمان ابن الحسن جو) قرامطہ کا سردار تھا۔ اس نے خانہ کعبہ میں قتل و خون کیا یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ ۳۱۷ھ) کو حاجیوں کو قتل کر کے چاہ زمزم میں ڈالا۔ (کہا جاتا ہے کہ اہل شہر اور مضافات کے کل تیس ہزار افراد قتل ہوئے تھے انمیں ۱۷سو حاجی اور سات سو طواف کرنے والے شہید کئے گئے تھے وہ میزاب رحمت یعنی خانہ کعبہ کا سونے کا پرنالہ اکھاڑنا چاہتا تھا۔ دو شخص خانہ کعبہ کے اوپر وہ پرنالہ اکھاڑنے کے لئے چڑھے مگر سر کے بل گر کر واصل جہنم ہوئے۔ اس نے حاجیوں کا سامان اور کعبہ کا غلاف بھی لوٹا۔ وہ مقام ابراہیم اور حجر اسود دونوں لے جانا چاہتا تھا۔ مقام ابراہیم تو اسے نہ ملا۔ مگر ۱۴ ذوالحجہ ۳۱۷ھ بروز اتوار عصر کے وقت جعفر بن حلاج نے ابو طاہر کے حکم سے حجر اسود اکھاڑا۔ اس کی جگہ خالی رہ گئی اور بعد میں طواف کرنے والے اس جگہ اپنا ہاتھ رکھ کر ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے۔ اور تقریباً بائیس سال بعد حجر اسود واپس ہوا) مقام ابراہیم کو خدام نے مکہ مکرمہ کی کسی گھاٹی میں چھپا دیا تھا۔ (مقام ابراہیم کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ قرامطہ غصہ میں حجر اسود اکھاڑ کر اپنے ساتھ بحرین میں اپنے شہر ھجر لے گئے پھر ۳۳۹ھ میں حجر اسود مکہ مکرمہ واپس ہوا اور خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہوا یہ واقعہ المطیع اللہ الفضل بن المقتدر کے دور میں ہوا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ تاریخ الخلفاء مترجم ص۳۸۱ میں ہے کہ بعد میں ابو طاہر چیچک میں مبتلا ہو کر مرا۔ نیز ۳۶۳ھ میں ایک شخص نے دوران طواف حجر اسود پر پھاوڑے سے حملہ کیا (کہتے ہیں دوپہر کے وقت گرمی کی شدت سے لوگ سو رہے تھے۔ صرف دو آدمی طواف کر رہے تھے کہ ایک نقاب پوش تیز تیز حجر اسود کی طرف آیا۔ حجر اسود پر زور زور سے کدال مارنی شروع کی جس سے حجر اسود کو معمولی نقصان

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۔۳۔۹	پھر حجر اسود[1] سے ابتدا کرے اور اس کے علاوہ سے ابتدا نہ کرے[2]۔ لیکن اگر لوگ (جماعت کی) نماز میں ہوں تو وہ بھی نماز میں شامل ہو جائے۔	ظہیریہ
۱۰	(ل) حجر اسود کی طرف رُخ کرکے اور ہاتھ اٹھا کر[3] اللہ اکبر کہے جیسا کہ نماز کے لئے تکبیر (تحریمہ) کہتا ہے اور پھر دونوں ہاتھ چھوڑ دے۔ (ب) بدائع وغیرہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے۔	قاضیخان نہر فائق

پہنچا کہ اتنے میں ایک یمنی نے جو طواف کر رہا تھا اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ نقاب پوش رومی تھا اور حجر اسود کو نکال لے جانے کے ناپاک ارادے سے آیا تھا) سنہ ۹۹۰ھ میں ایک شخص نے خنجر سے حملہ کیا تھا۔ اب حجر اسود کے تقریباً سات ٹکڑے لاکھ کی قسم کے مسالحہ میں جڑے ہوئے ہیں اور چاندی کے فریم میں ہیں۔ عکس ۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ وہ طواف سے ابتدا کرے اس لئے کہ یہ طواف تحیۃ البیت ہے اور اس مسجد کا تحیۃ یہی ہے۔ بشرطیکہ فرض نماز یا فرض نماز کی جماعت یا سنت مؤکدہ یا نماز جنازہ کے (مستحب وقت کے) فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔ نیز یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو طواف کرے اور اگر کسی عذر سے اس کا ارادہ طواف کا نہ ہو یا طواف کے لئے کوئی امر مانع یا رکاوٹ ہو۔ تو پھر بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ نیز فرض نماز تحیۃ المسجد کے قائمقام ہو جاتی ہے مگر تحیۃ البیت کے قائمقام نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ طواف اور نماز کی جنس الگ الگ ہے۔ نیز یہ طواف تحیۃ المسجد نہیں تحیۃ البیت ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۲۶ پس اس سے معلوم ہوا کہ تہجد۔ اشراق اور چاشت کے نوافل طواف سے پہلے نہ پڑھے نیز تحیۃ المسجد کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۱۸۴، ۱۹/۱۸۴ مع حاشیہ بلاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۷/۳۰۰، ۳۵/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] رد المحتار میں ہے کہ اللہ اکبر کہنے پر ہاتھ اٹھانے اس سے پہلے نیت کے وقت (بغیر تکبیر کے) ہاتھ اٹھانا بدعت ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
٣٠٣-١١	ویستلمہ وصفۃ الاستلام ان یضع کفیہ علی الحجر ویقبلہ ویفعل ذلک ان امکنہ من غیر ان یؤذی احدا ویقول عند الاستلام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم اغفرلی ذنوبی وطھر قلبی واشرح لی صدری ویسرلی امری وعافنی فیمن عافیت	کذا فی المحیط
١٢	والا مس الحجر بیدہ وقبل یدہ وان لم یستطع ذلک امس الحجر شیأ فی یدہ من عرجون وغیرہ ثم قبل ذلک الشیئ	کذا فی الکافی
١٣	فان لم یستطع شیأ من ذلک یستقبلہ ویرفع یدیہ مستقبلا بباطنھما ایاہ ویکبر ویھلل ویحمد ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کذا فی فتح القدیر
	وھذا الاستقبال مستحب لیس بواجب	کذا فی السراج الوہاج
١٤	ولا یجعل باطن کفیہ الی السماء کما یفعل فی سائر الادعیۃ	کذا فی النہایۃ
١٥	ویقول اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لنبیک وسنۃ نبیک اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ امنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت	کذا فی المحیط

١ حکم نمبر ۲۲/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ اور عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۱۱/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ درمختار میں ہے کہ حجر اسود کے استلام میں آواز پیدا کئے بغیر بوسہ دے ماخوذ از درمختار ج ۲ ص۲۲۷ وھکذا فی حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص۳۲۶ نیز حکم ۲۳/۳۰۸ مع حاشیہ وکس۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

٣ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ مرد کے لئے طواف میں خانہ کعبہ کے قریب ہونا چاہیئے بشرطیکہ ایسا کرنے سے کسی کو ایذا نہ ہو۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۳۳۵ اس لئے کہ گو حجر اسود کے سامنے بوسہ کے لئے مشتاقین سے صبر کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ مگر حجر اسود کا بوسہ سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا حرام۔ پس ایسی حالت میں صبر کرے اور صرف چھونے یا اشارہ کرنے پر اکتفا کرے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳ - ۱۱	اور (پھر) حجر اسود کا استلام کرے [۱] اور استلام یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھے اور اسے چومے [۲]۔ چومنے کا یہ فعل تب کرے کہ کسی کو ایذا دیئے بغیر ایسا کر سکے [۳] اور چومتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَهِّرْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ [۴]	محیط
۱۲	(و) اگر ایسا نہ کر سکے (یعنی کسی مسلمان کو ایذا دیئے بغیر حجر اسود کو نہ چوم سکے) تو اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو چھولے اور پھر اپنے ہاتھ کو چوم لے (ب) اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو کسی چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کو چھوئے اور پھر اس چیز کو چوم لے۔	کافی
۱۳	(و) اگر مذکور (۱۱، ۱۲ / ۳۰۳ میں) سے کچھ بھی نہ کر سکے تو حجر اسود کی طرف رُخ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ان کی ہتھیلیاں خاص حجر اسود کی طرف ہوں اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ (ب) حجر اسود کی طرف اس موقع پر رُخ کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔	فتح قدیر سراج وہاج
۱۴	اور وہ (ہاتھ اٹھانے کے مذکورہ موقع پر) اپنی ہتھیلیوں کے اندر کی طرف کو آسمان کی جانب نہ کرے جیسا کہ اور دعاؤں میں ایسا کیا جاتا ہے۔	نہایہ
۱۵	اور (اس موقع پر) یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِنَبِيِّكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ [۵]	محیط

[۴] ترجمہ:- میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو بڑا مہربان بیحد رحم والا ہے۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ میرا دل پاک کر دے۔ میرا سینہ کھول دے میرا امر میرے لئے آسان کر دے۔ اور جنہیں تو نے ہر قسم کی بلاؤں سے بچا کر رکھا۔ منجملہ ان کے مجھے بھی ہر قسم کی بلاؤں سے بچا کر رکھ نیز حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۵] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اے اللہ تم میں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور بت سے اور باطل معبود سے انکار کیا۔ نیز حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۶	ثم اخذ بما عن یمینه مما یلی باب الکعبة فیطوف سبعة اشواط وقد اضطبع قبل ذلك	کذا فی الکافی
۱۷	وینبغی ان یبدا بالطواف من جانب الحجر الذی یلی الرکن الیمانی فیکون مارا علی جمیع الحجر بجمیع بدنه فیخرج من خلاف من یشترط المرور کذلك علیه وشرحه ان یقف مستقبلا علی جانب الحجر بحیث یصیر جمیع الحجر عن یمینه ثم یمشی کذلك مستقبلا حتی یجاوز الحجر فاذا جاوزه انفتل وجعل یساره الی البیت وهذا فی الافتتاح خاصة	کذا فی فتح القدیر فی فروع تتعلق بالطواف
	ولو اخذ مع یساره فهو جائز مع الاساءة	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ اضطباع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو اور جیسا کہ حکم نمبر ۲۲/۳۰۰ مع حاشیہ میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اضطباع طواف شروع کرنے سے ذرا پہلے کرے۔ البتہ اضطباع ہر اس طواف کے وقت مسنون ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے۔ مثلاً عمرہ کا طواف۔ اور طواف قدوم جبکہ اُس کے بعد سعی کرنی ہو۔ اور طوافِ زیارت جبکہ اسکے بعد سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے نہ اتارے ہوں تو مذکورہ صورتوں میں) اضطباع کرے گا۔ نیز جب طواف سے فارغ ہو تو اضطباع چھوڑ دے (اور نماز میں اضطباع نہ کرے) حتی کہ اگر کسی نے طواف کے بعد کی دو رکعتیں اضطباع کی حالت میں یعنی کندھا ننگا کر کے پڑھیں تو مکروہ ہوگا۔ اور سعی کے دوران بھی اضطباع نہیں ہوتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۹۔ نیز حکم نمبر ۵۷ ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ طواف کرنے والا اپنے دائیں طرف سے طواف شروع کرے جو کہ خانہ کعبہ کے دروازہ کی طرف ہے۔ پس کعبہ شریف اس کے بائیں طرف ہوگا اور رد المحتار میں ہے کہ اپنے دائیں طرف سے مراد طواف کرنے والے کی دائیں طرف ہے۔ حجر اسود کی دائیں طرف مراد نہیں۔ ماخوذ درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۲۸ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۷/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ (ل) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں دروازہ کی صرف جگہ چھوڑی گئی تھی کواڑ نہ تھا جیسا کہ حکم نمبر ۱۷/۳۰۳ کے حاشیہ میں ہے اور تاریخ الحرمین طبع ۵ کے صفحہ ۸۴ میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ انوش بن شیث بن آدم نے دروازہ بنایا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ بنو جرہم نے دو کواڑ بنائے تھے اور تالا بھی بنایا تھا زمانہ جاہلیت میں ملوک یمن میں سے تبع ثالث نے دروازہ بنایا تھا۔ قریش کی تعمیر میں بھی دو کواڑ کا دروازہ تھا۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پہلے کی تعمیر میں زمین سے لیکر دروازہ کے اوپر تک تقریباً ۱۱ شرعی گز لمبائی تھی۔ ابن زبیرؓ نے بھی ۱۱ شرعی گز لمبا دروازہ رکھا۔ حجاج نے دروازہ اونچا رکھا تھا جس کا طول تقریباً چھ شرعی گز اور ایک بالشت تھا۔ صفحہ ۸۳ میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کو زیور بھی لگایا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عبد الملک نے بھی زیور لگوایا تھا۔ ولید بن عبد الملک نے اپنے والی خالد بن عبد اللہ القسریؒ کو ۳۶ ہزار دینار بھیجے جن کے

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۳-۱۲	پھر (طواف کرنے والا) اضطباع [1] کی حالت میں اپنے دائیں [2] طرف جو کہ خانہ کعبہ کے دروازہ [3] کی طرف ہے۔ (وہاں سے شروع کرکے) سات پھیرے طواف کرے۔	کافی
۱۷	(ل) خانہ کعبہ کا طواف حجر اسود کے اس کنارے سے شروع کرنا چاہیئے [4] جو رکن یمانی کی طرف ہے۔ تاکہ اپنا تمام بدن پورے حجر اسود کے سامنے سے گذارنے والا قرار پائے۔ پس اس صورت میں وہ اس شخص کے اختلاف سے بچ جائے گا۔ جس کے ہاں حجر اسود کے سامنے سے تمام بدن کا گذرنا شرط ہے۔ اور اس طرح گذرنے کی تشریح یہ ہے کہ طواف کرنے والا حجر اسود کی طرف رخ کرکے حجر اسود کے کنارے اس طرح کھڑا ہو کہ تمام حجر اسود اسکے دائیں طرف ہو۔ پھر اسی کی طرح رخ کئے ہوئے اتنا چلے کہ حجر اسود کے آگے بڑھ جائے اور جب حجر اسود سے گذر چکے تو رخ بدل دے اور اپنے بائیں [5] طرف کو خانہ کعبہ کی طرف کردے۔ یہ طریق صرف طواف شروع کرنے کے وقت کے لئے مخصوص ہے۔	فتح قدیر
	(ب) اور اگر کسی نے اپنے بائیں طرف سے طواف کرنا شروع کیا تو برائی کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے [6]	سراج وہاج

[3] بنا کر خانہ کعبہ کے دروازہ - میزاب - اندر کے ستونوں اور ارکان پر اندر کی طرف لگائے گئے۔ امین بن الرشید نے اپنے والی مکہ سالم بن جراح کو ۱۸ ہزار دینار بھیجے تاکہ کعبہ کے دروازے پر لگائے جائیں۔ چنانچہ پہلے پترے اتارے گئے اور دروازہ پر دو حلقوں میں سونے کی میخیں لگائی گئیں۔ اہل علم کے ہاں سونے اور چاندی کے پتروں کے جواز میں اختلاف ہے۔ مگر سونے کا پانی چڑھانے میں اختلاف نہیں۔ آجکل زیور کی بجائے سرخ ریشم کے پردے خانہ کعبہ کے اندر لگائے گئے ہیں ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً - (ب) اور تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص ۶۲ میں ہے کہ سنہ ۱۰۲۰ھ میں حسن آغا المعمار کے ہاتھ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لگانے کے لئے سونے کی تختی بھیجی گئی جس پر یہ آیت لکھی تھی۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کیلئے لوگوں کے ذمے اس مکان کا حج کرنا ہے۔ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ آیت ۹۷ - آل عمران) ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً (سنہ ۱۳۶۷ھ میں سلطان ابن سعود نے دروازہ کے کواڑ اور چوکھٹ تبدیل کی آجکل خانہ کعبہ کا دروازہ بالعموم ایام تشریق میں کھولا جاتا ہے اور اس وقت زائرین کو داخلہ کی اجازت ہوتی ہے اور خانہ کعبہ کے متعلق حکم $\frac{۱}{۳۰۲}$ مع حواشی اور خانہ کعبہ کے اندر اور دہلیز کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۹۶}{۳۰۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] آجکل طواف شروع کرنے کی جگہ میں ایک سیاہ پٹی لگادی گئی ہے جس سے اشارہ ہے کہ یہاں سے طواف شروع کیا جاتا ہے اور اس دور ایک گول نشان بنا دیا گیا ہے جس سے اشارہ ہے کہ یہاں کھڑے ہوکر نیت کرلی جائے۔ نیت کی ضرورت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۱ ب}{۳۰۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اسکے متعلق البحر الرائق میں ہے کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا اسکی اقتدا کرنے والے کی طرح ہے اور اکیلے کا امام اسکے بائیں طرف ہوتا ہے نیز اس لئے کہ تاکہ طواف کے ابتداء میں ہی بیت اللہ شریف کا دروازہ آجائے اور حکم ہے کہ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا الآية - (یعنی گھروں کو انکے دروازوں کی طرف سے آؤ) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۸ (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۱۵۲}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہو۔ اور اس صورت کے متعلق در مختار ورد المحتار میں ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے وہ طواف لوٹائے ورنہ اس پر قربانی لازم ہے۔ اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے کعبہ شریف کی طرف چہرہ کرکے یا اس کی طرف پیٹھ کرکے طواف کیا۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۲۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۱۸-۳۰۳	والاضطباع هو ان یلقی طرف ردائه علی کتفه الیسری و یخرجه تحت ابطه الایمن ویلقی طرفه الاخر علی کتفه الایسر وتکون کتفه الایمن مکشوفة والیسری مغطاة بطرفی الرداء	کذا فی التبیین
۱۹	ثم الشوط من الحجر الاسود الی الحجر الاسود	کذا فی الکافی
	وافتتاح الطواف من الحجر الاسود سنة عند عامة مشائخنا حتی لو افتتح الطواف من غیر الحجر جاز ویکره	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	ویجعل طوافه من وراء الحطیم حتی لو دخل الفرجة التی بینه وبین البیت لایجوز	کذا فی الهدایة
	فیعید الطواف فان اعاده علی الحطیم وحده اجزاءه	کذا فی الاختیار شرح المختار

[۱] حکم نمبر ۱۴/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] بغیر عذر سواری پر یا اٹھوا کر طواف کرنے کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۳۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] فرق قدم کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱ مع حاشیہ و نقشہ ۲ ملاحظہ ہو۔ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ حطیم میں خانہ کعبہ سے چھ شرعی گز تک خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔ حطیم کو حجر اور حظیرہ اسمعیل بھی کہتے ہیں۔ یہ نصف دائرہ کی شکل میں ہے (اس کا ایک کنارہ رکن شامی اور دوسرا کنارہ رکن عراقی کے پاس ختم ہوتا ہے) حطیم میں حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت ھاجرہ کی قبریں ہیں بعض کے نزدیک میزاب اور باب الحجر الغربی کے درمیان حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ ماخوذ: درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۱ وکذا فی البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۸ نیز عکس ۵ ملاحظہ (ب) اور تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص ۸۵ میں ہے کہ حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قبر ہے (میزاب کے متعلق حکم نمبر ۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ۱۳، ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ ہو) جہاں مستطیل محراب کی شکل میں گول تمام سے متصل تقریباً ڈیڑھ ڈیڑھ بالشت کے خوبصورت رخام لگے ہیں۔ حضرت اسمعیل ع کی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبر رکن عراقی کی طرف ہے۔ اس پر تقریباً ڈیڑھ بالشت گول رخام سبز رنگ کا لگا ہے دونوں قبروں کے درمیان تقریباً سات بالشت کا فاصلہ ہے۔ ص ۱۰۱ میں ہے کہ جب ۳۵ھ ولادت نبوی میں قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو جمع شدہ نفقہ حلال کم ہونے کی وجہ سے حجر اسمعیل میں سے چھ شرعی گز اور ایک بالشت جگہ چھوڑ دی تھی۔ ص ۱۰۰ میں ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد ابراہیمی (قریش کی تعمیر سے) تقریباً چھ شرعی گز حطیم کی طرف تھی ص ۸۵، ص ۸۶ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خانہ کعبہ بنیاد ابراہیمی پر تعمیر کیا (حطیم شامل کیا) اور جب حجاج نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو حطیم کی جگہ کو پھر چھوڑ دیا گیا۔ حکم نمبر ۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا نمبر ۹،۸ ملاحظہ ہو۔ (آجکل خانہ کعبہ کے شمالی جانب حطیم کی خالی جگہ کے گرد نصف دائرہ کی شکل میں تقریباً چار فٹ اونچی اور تین فٹ چوڑی دیوار ہے۔ نیز حطیم میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۱۰ ملاحظہ ہو) ص ۸۲ میں ہے کہ الشاذروان یعنی زمین سے ملی ہوئی دیوار کعبہ جو خانہ کعبہ کے مشرقی - غربی اور جنوبی طرف (پشتہ کی طرح) ہے۔ اسے الشاذروان کہتے ہیں چمکدار سنگ رخام سے بنی ہوئی ہے۔ جمہور شوافع و مالکیہ کے ہاں الشاذروان اصل بنیاد ابراہیمی پر ہے۔ قریش نے خانہ کعبہ کی دیوار کی چوڑائی بھی زمین سے باہر کی تعمیر میں گھٹا دی

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۱۸	اضطباع یہ ہے کہ چادر کا ایک کنارہ بائیں کندھے پر ڈالے اور پھر چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر اس کا دوسرا کنارہ (بھی) بائیں کندھے پر ڈال دے (ایسا کرنے میں) اس کا دایاں کندھا کھلا ہوا اور بایاں کندھا چادر کے دونوں کناروں سے ڈھکا ہوا ہوگا [1]	تبیین
۱۹	(و) طواف میں ایک پھیرا حجر اسود سے حجر اسود تک ہوتا ہے [2]	کافی
	(ب) طواف کو حجر اسود سے شروع کرنا ہمارے عام مشائخ کے ہاں سنت ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے حجر اسود کے علاوہ سے خانہ کعبہ کا طواف شروع کیا تو جائز ہو جائے گا۔ البتہ ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۲۰	(و) خانہ کعبہ کا طواف حطیم [3] کے باہر سے کرے حتیٰ کہ اگر کوئی طواف کرنے والا (طواف میں) اس خالی جگہ میں داخل ہوا جو حطیم اور خانہ کعبہ کے درمیان ہے تو یہ جائز نہ ہوگا۔	ہدایہ
	(ب) پس (مذکورہ صورت میں) وہ اس طواف کو لوٹائے گا اور اگر اس نے صرف حطیم کا طواف لوٹایا تو بھی کفایت کر جائے گا [4]	اختیار شرح مختار

تھی - جیسا کہ عادت ہے - الشاذروان میں ۶۸ پتھر لگے ہیں - رکن غربی سے رکن یمانی تک ۲۵ - ان میں تقریباً ساڑھے تین شرعی گز لمبا پتھر اس دروازے کی دہلیز میں ہے جو خانہ کعبہ کی پچھلی جانب بند ہے اس لیے پتھر اور رکن یمانی میں چار شرعی گز کا فاصلہ ہے (اسے مستجار کہتے ہیں - اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۳۰۲}$ کے حاشیہ کا سه ۲۳ ملاحظہ ہو) رکن یمانی میں گول پتھر ہے - رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (الشاذروان کے) ۱۹ پتھر ہیں - شمالی جانب الشاذروان نہیں - اسطرف صرف چار قیراط کے قریب اونچی بناء بسیط ایسے پتھروں کی ہے جس قسم کے حجر العوان خانہ کعبہ میں لگے ہیں رکن شامی سے حجر اسود تک الشاذروان کے ۲۳ پتھر ہیں - ملتزم کی حد میں (تقریباً دو شرعی گز) الشاذروان نہیں ہے - (ملتزم کے متعلق $\frac{۱۹۶، ۸}{۳۰۲}$ کے حاشیہ کا سه ۲ ملاحظہ ہو) امام نووی رح نے کہا ہے کہ الشاذروان کی بلندی بعض جگہ ڈیڑھ بالشت اور تھوڑا اڑھائی بالشت اور بعض جگہ ڈیڑھ بالشت ہے - ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۷۲ء ملخصاً -

(ج) اور در مختار میں ہے کہ الشاذروان یعنی افریز مسنم جو (پشتہ کی طرح) خانہ کعبہ کی دیوار سے تقریباً دو تہائی شرعی گز کے بقدر باہر نکلا ہوا ہے وہ بعض کے ہاں حطیم کی طرح خانہ کعبہ کا حصہ ہے مگر ہماری تحقیق میں وہ خانہ کعبہ کا حصہ نہیں ہے - تاہم طواف اس کے ورے ہی ہونا چاہیئے - تاکہ اختلاف سے بچاؤ رہے - ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۲۹، ص ۲۳۰ وهكذا في البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۵ (مترجم)

سه [4] حکم نمبر $\frac{۱۴۹، ۱۵۴}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۲-۲۱	وکلما مر بالحجر فی الطواف یستلمه ان استطاع من غیر ان یؤذی احدا وان لم یستطع یستقبل الحجر ویکبر ویهلل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ویختم الطواف بالاستلام	کذا فی الهدایة
	وان افتتح الطواف باستلام الحجر وختم به وترک الاستلام فیما بین ذلک اجزاه واذا ترک رأسا فقد اساء	کذا فی شرح الطحاوی
۲۳	ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن فی ظاهر الروایة	کذا فی الکافی
	وان ترکه لایضره ولا یستلم الرکن العراقی ولا الشامی	کذا فی محیط السرخسی

سلہ (ا) تاریخ الحرمین طبع ہم کے صفحہ ۳۲ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ تم طواف میں کیا کہتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس میں یہ بڑھا لو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو ملائکہ نے یہ اضافہ کر لیا۔ اور خود حضرت آدم علیہ السلام یہی کلمات کہا کرتے تھے۔ اور آپ سات طواف رات کو اور پانچ طواف دن کو کیا کرتے تھے۔ اور بقول نافع حضرت عمرؓ کا بھی یہ عمل منقول ہے۔ صفحہ ۳۵ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حج کیا تو طواف میں ملائکہ نے ملاقات کی اور سلام کہا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا۔ تم اپنے طواف میں کیا کہتے ہو انہوں نے مذکورہ کلمات بتائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں اَلْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بڑھا لو۔ چنانچہ ملائکہ نے ایسا ہی کیا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ہم مطبوعہ سنہ ۱۹۶۹ ملخصاً۔

(ب) ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے پھیروں میں یہ دعا پڑھی ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بحوالہ ابن ماجہ مشکوۃ مترجم ج ۲ صفحہ ۲۲۶۔ ترجمہ: پاک ہے اللہ تعالیٰ۔ سب تعریفیں اسکے لئے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سب سے بڑا ہے اسکی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں۔ اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔ حکم نمبر ۱/۳۰۲ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۱/۳۰۲ کا تیسرا حاشیہ اور ۲۳/۳۰۲ کے حواشی ملاحظہ ہوں علاوہ ازیں طواف کے دوران اہل علم سے کئی دعائیں منقول و ماثور ہیں۔ نیز ایسے موقع پر دعائیں موقت نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۵ب/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ۲ استلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ۳ (ا) استلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۲ ملاحظہ ہو اور ہدایہ میں ہے کہ رکن یمانی کا استلام ظاہر روایت کے بموجب اچھا ہے (یعنی مستحب ہے) اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ مسنون ہے ماخوذ از ہدایہ ج ا صفحہ ۲۲۸ البحر الرائق میں ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں رکن یمانی کو بوسہ دینا حجر اسود کے بوسہ کی طرح ہے اور دلائل اسکی تائید کرتے ہیں ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۳ اور در مختار میں ہے کہ رکن یمانی کو بوسہ دینا امام محمدؒ کے ہاں سنت ہے اور دلائل اسکی تائید کرتے ہیں۔ ماخوذ از در مختار ج ۲ صفحہ ۲۳۲۔ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے بحوالہ موطا امام مالکؒ اور صحیحین وغیرہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام فرماتے تھے اور باقی دونوں کونوں کا استلام نہیں کرتے تھے ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ا صفحہ ۲۵۲ (ب) مگر در مختار میں بھی ہے کہ رکن یمانی کا استلام بوسہ دیئے بغیر مندوب ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ اسے ہتھیلیوں سے یا دائیں ہاتھ سے بوسہ دئے بغیر چھوئے۔ اسکا بوسہ مسنون نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ بغیر کسی وجہ سے اسمیں اشارہ کی نیابت بھی نہیں ہے

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۲۱	جب بھی طواف کرتا ہوا حجر اسود کے سامنے آئے تو اگر کسی کو ایذا دیئے بغیر حجر اسود کو چوم سکے تو چومے اور اگر کسی کو ایذا دیئے بغیر حجر اسود کو نہ چوم سکے تو حجر اسود کی طرف رُخ کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے [۱]	قاضیخان
۲۲	(ا) طواف کا اختتام حجر اسود کے استلام [۲] پر کرے۔	ہدایہ
	(ب) اگر کسی شخص نے حجر اسود کے استلام سے طواف شروع کیا اور طواف کا اختتام حجر اسود کے استلام پر کیا مگر درمیان کے پھیروں میں حجر اسود کا استلام چھوڑ دیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔	
	(ج) اور اگر کسی نے سرے سے استلام چھوڑ دیا تو اُس نے بُرائی کی۔	شرح طحاوی
۲۳	(ا) رکن یمانی کا استلام (بھی) کرے اور ظاہر روایت کے بموجب رکن یمانی کا استلام اچھا ہے۔ [۳]	کافی
	(ب) اگر کوئی شخص (طواف میں) رکن یمانی کا استلام چھوڑ دے تو کچھ نقصان نہیں۔	
	(ج) اور رکن عراقی اور رکن شامی کا استلام نہ کرے [۴]	محیط سرخسی

نیز لکھا ہے کہ تحفہ میں ہے کہ امام محمدؒ سے منقول کردہ حکم ضعیف ہے بدائع میں ہے کہ رکن یمانی کو بوسہ دینا مسنون نہیں ہے اسمیں کوئی خلاف نہیں اور سراجیہ میں ہے کہ زیادہ صحیح قول کے بموجب رکن یمانی کو بوسہ نہ دے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۳۲ (ج) اور فتح القدیر میں ہے کہ جس نے رکن یمانی پر ہاتھ رکھکر دعا مانگی وہ قبول کی جاتی ہے۔ اور حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں جو شخص وہاں مندرجہ ذیل دعا پڑھے تو وہ آمین کہتے ہیں۔ پس وہاں یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ دعا دنیا اور آخرت کی خیرات کی جامع ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ - ترجمہ :- اے اللہ تعالیٰ میں معافی کا سوال کرتا ہوں۔ میں دنیا اور آخرت کی مصیبتوں اور برائیوں سے بچنے کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ماخوذ از فتح القدیر ج ۱ ص ۴۶۱ - نیز حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] خانہ کعبہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں۔ شمال مشرقی کونے کو رکن عراقی اور شمال مغربی کونے کو رکن شامی کہتے ہیں۔ جنوب مغربی کونہ جس میں قد آدم بلندی پر سرخی مائل پتھر لگا ہے۔ اسے رکن یمانی کہتے ہیں۔ اور جنوب مشرقی کونہ میں حجر اسود نصب ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ رکن عراقی اور رکن شامی کا استلام مکروہ ہے اور کراہت تنزیہی ہے اس لئے کہ یہ دونوں دراصل رکن نہیں بلکہ خانہ کعبہ کے وسط میں ہیں اور (ان سے آگے) حطیم بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۲ - البتہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ رکن عراقی کے پاس یہ دعا پڑھے - رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ نَجِّنِیْ مِنْ حَرِّ جَھَنَّمَ - ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۱۲ ترجمہ :- اے میرے پروردگار میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ میری غلطیاں جو تو جانتا ہے ان سے درگذر فرما۔ بیشک تو بہت عزت والا اور جلیل القدر ہے۔ مجھے جہنم کی تپش سے نجات دے اور رکن شامی کے پاس یہ دعا پڑھے - اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ - ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۱۲ - ترجمہ :- اے اللہ اس حج کو مقبول بنا دے - گناہ بخش دے - اس کوشش کو منظور فرما - ایسی تجارت دے جسمیں نقصان نہ ہو اے عزت والے اے بخشنے والے تیری رحمت کے طفیل سوال ہے۔ تمام طواف میں یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ وَالْفَقْرِ وَالذُّلِّ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۱۶ - ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کفر سے - شک اور شرک سے نفاق سے - ہر مفلسی سے - ذلت سے اور برے اخلاق سے نیز حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات رشتی نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳-۲۴	ویرمل فی الثلاثۃ الاول من الاشواط ویمشی فی الباقی علی ہیئتہ	کذا فی الکافی
۲۵	وکذا فی کل طواف بعدہ سعی فانہ یرمل فیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	وتفسیر الرمل ان یسرع فی المشی ویہز کتفیہ شبہ المبارز یتبختر بین الصفین ویکون الرمل من الحجر الی الحجر	کذا فی المحیط
۲۷	فان زاحمہ الناس فی الرمل قام فاذا وجد مسلکا رمل	کذا فی محیط السرخسی
۲۸	ولو ترک الرمل فی الشوط الاول لا یرمل الا فی الشوطین بعدہ وبنسیانہ فی الثلاثۃ الاول لا یرمل فی الباقی ولو رمل فی الکل لم یلزمہ شیئ	کذا فی البحر الرائق

ا؎ رمل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۳۰۳ ادا کے قاعدہ کے متعلق حکم نمبر ۵۷ ب/۳۰۳ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۲۵، ۲۹/۳۰۳ اور اس میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم ۳۱۳/ا اور عورت کیلئے رمل کے متعلق حکم ۲۰۶/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۴/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اگر رمل کے دوران بھیڑ کا سامنا ہو تو کھڑا ہو جائے اور جب راستہ پائے تو رمل کرے ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۲۳۸ اور در مختار میں ہے کہ اگر (طواف میں) لوگوں کی بھیڑ کا سامنا ہو تو ٹھہر جائے حتی کہ جب خالی جگہ پائے تو رمل کرے اور استلام کے وقت بھیڑ کی وجہ سے یہ حکم نہیں ہے اس لئے اس کا بدل موجود ہے (اس کے بدل کے متعلق حکم ۳۱۲/۳۰۳ ملاحظہ ہو) — اور رد المحتار میں بحوالہ شرح الطحاوی لکھا ہے کہ اگر رمل میں بھیڑ درپیش آئے تو چلتا رہے حتی کہ رمل کرنے کا موقع پائے اور یہ حکم زیادہ ظاہر ہے پھر صاحب رد المحتار نے اپنی رائے لکھی ہے کہ اگر طواف شروع کرنے سے پہلے بھیڑ ہو تو ٹھہر جانا چاہیئے اور اگر بھیڑ طواف کے دوران درپیش ہو تو نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب ۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۴-۳-۳	طواف کرنے کے دوران (مرد) پہلے تین پھیروں میں رمل[1] کرے اور باقی پھیروں میں اپنی نرم روی اور وقار سے چلے ۔	کافی
۲۵	اسی طرح ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہے اس کے (پہلے تین پھیروں) میں رمل[2] کا حکم ہے ۔	قاضیخان
۲۶	(ا) طواف میں رمل سے مراد یہ ہے کہ (چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر) چلنے میں ذرا تیزی کرے اور اپنے دونوں کندھوں کو اس طرح حرکت دے جیسا کہ لڑائی میں مقابلہ کے لئے نکلنے والا سپاہی لڑائی کی دونوں صفوں کے درمیان ناز سے چلتا ہے (ب) رمل حجر اسود سے شروع کرکے حجر اسود پر ختم کرے ۔	محیط
۲۷	اگر طواف میں رمل کے دوران لوگوں کی بھیڑ در پیش آجائے تو وقفہ کرلے اور جب راستہ پائے رمل کرے[3]	محیط سرخسی
۲۸	(ا) اگر کسی شخص نے طواف کے پہلے پھیرے میں رمل نہ کیا تو پھر وہ بعد کے صرف دو پھیروں میں ہی رمل کرے (ب) اور جو شخص طواف کے پہلے تینوں پھیروں میں رمل بھول گیا تو وہ باقی پھیروں میں رمل نہ کرے (ج) اور اگر کسی شخص نے طواف کے سب پھیروں میں رمل کیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا ۔	بحر الرائق

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج　　کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳ - ۲۹	ولا یرمل فی طواف القدوم ان اخر السعی الی طواف الزیارۃ	کذا فی التبیین
۳۰	وھذا الطواف یسمی طواف القدوم والتحیۃ واللقاء ولیس علی اھل مکۃ طواف القدوم	کذا فی السعی
۳۱	فان لم یدخل المحرم مکۃ وتوجہ الی عرفات ووقف بھا سقط عنہ طواف القدوم	کذا فی الھدایۃ
۳۲	واذا فرغ من الطواف یاتی مقام ابراھیم علیہ السلام ویصلی رکعتین	کذا فی الظھیریۃ

ؐ۱ سعی کے متعلق حکم نمبر ١٤١ تا ١٤٧، ١٥٧، ١٥٨ / ٣٠٣ اور اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر ٣١٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ؐ۲ طواف قدوم کے مزید ناموں کے متعلق حکم ٣٠/٣٠٣ اور اسمیں قصور کے متعلق حکم ٣١٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ؐ۳ طواف زیارت کے متعلق ١٤٩ تا ١٥٦ / ٣٠٣ اور اسمیں قصور کے متعلق حکم نمبر ٣١٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ؐ۴ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ٢٥/٣٠٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؐ۵ بعض نے اسے طواف الورود بھی کہا ہے (مترجم) ؐ۶ عرفات میں وقوف کے متعلق حکم نمبر ٩٢/٣٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ؐ۷ (ا) درمختار میں ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۲ ص ٢٣٣ اور البحر الرائق میں ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسپر سے اونٹنی پر سوار ہوتے یا اترتے اور اس میں آپ کے قدموں کے نشان ہیں ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ٣٣١ اور رد المحتار میں ہے کہ مقام ابراہیم کی بلندی زمین سے تقریباً ٣/٨ ا شرعی گز ہے اور اس کا بالائی حصہ ہر طرف سے تقریباً پون شرعی گز کا مربع ہے اور اس میں قدموں کے نشانات کی گہرائی تقریباً ساڑھے سات قیراط ہے۔ ماخوذ رد المحتار ج ۲ ص ٢٣٣ (شرعی گز کے متعلق حکم نمبر ٣/٤٩ اور قیراط کے متعلق حکم نمبر ٢و/٩١ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) (ب) مقام ابراہیم کے متعلق تاریخ الحرمین طبع مصر کے ص ١٢١ میں ہے کہ مقام ابراہیم بھی حجر اسود کی طرح عظیم اسلامی یادگار ہے جسے اللہ تعالی نے اس امت کے لئے محفوظ رکھا اور ارشاد فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى الآیۃ ١٢٥ بقرہ ١ اور ترمذی شریف میں حضرت عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں سے ہیں۔ ان کی روشنی ختم کردی گئی ورنہ یہ مشرق و مغرب کو روشن کرتے۔ ص ٣٩ میں ہے کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر کچھ اونچی ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوکر تعمیر کرنے لگے۔ ص ١٢١ میں ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں یا اس جگہ کا نام ہے جس میں یہ پتھر تھا جبکہ اسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کے لئے بلایا۔ ص ٥٣ میں ہے کہ سنہ ١٧ھ کے سیل ام نہشل میں مقام ابراہیم دیوار کعبہ کے پاس (یعنی مصلی جبرئیل جسکا ذکر حکم نمبر ١٩٦/٣٠٣ کے دوسرے حاشیہ کے ص ٥ میں ہے) پہنچ گیا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس کی اصل جگہ کی تحقیق فرماکر رکھوایا۔ (مطلب بن وداعۃ کے پاس اس جگہ کے ناپ کی رسی موجود تھی اسکی جگہ خانہ کعبہ کی مشرقی دیوار سے تقریباً ۳۰ فٹ دور ہے) مقام ابراہیم مدتوں باہر پڑا رہا ص ١٢٢ تا ص ١٢٤ میں ہے۔ کہ سنہ ١٦٠ھ میں خلیفہ محمد مہدی عباسی کو اطلاع ملی کہ مقام ابراہیم کے پرانا ہونے کی وجہ سے اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ پگھلا کر اس پر خول چڑھایا جائے۔ سنہ ١٧٩ھ میں ہارون الرشید کے عہد میں اس پتھر میں الماس سے سوراخ کرکے چاندی بھردی گئی۔ سنہ ٢٣٦ھ میں جعفر المتوکل کے عہد میں مزید سونا چڑھاکر مضبوط کیا گیا۔ سنہ ٢٤١ھ میں محمد مستنصر باللہ کے عہد میں سیسہ کی بجائے چاندی کی کرسی پر رکھا گیا۔ سنہ ٢٥٦ھ میں سدنہ یعنی محافظینِ حرم نے علی بن الحسن عباسی والی مکہ کو لکھا

دفعات وضمنی نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام / حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۲۹	اگر کسی شخص نے سعی[۱] کو طوافِ قدوم[۲] کے بعد سے مؤخر کرکے طواف زیارت[۳] کے بعد کرنا ہو تو (طوافِ قدوم میں) رمل نہ کرے[۴]	تبیین
۳۰	(ا) اس (مذکورہ) طواف کو طوافِ قدوم - طواف تحیہ اور طواف اللقاء (بھی) کہتے ہیں[۵] (ب) طوافِ قدوم مکہ والوں پر لازم نہیں ہے۔	کافی
۳۱	اگر احرام والا کوئی شخص مکہ مکرمہ میں (پہلے) داخل نہ ہوا بلکہ وہ (پہلے) عرفات چلا گیا اور وہاں وقوف[۶] کیا تو اس سے طواف قدوم ساقط ہو گیا[۷]۔	ہدایہ
۳۲	جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم علیہ السلام کو آئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھے[۸]	ظہیریہ

کہ مقام ابراہیم کے حصے پھٹ رہے ہیں تو اس نے مقام ابراہیم کو دارالامارت میں منگوا کر معتمد عباسیؒ کے خادم بشرؒ سے جڑوا کر سونے اور چاندی کے طوق میں بندھوایا - اور پھر ۸ ربیع الاول ۲۵۶ھ میں واپس اس کی جگہ میں رکھوا دیا - ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۷۸ء ملخصاً

(ج) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے صفحہ ۱۳۹ میں بحوالہ جامع اللطیف لکھا ہے کہ ایک رات مقام ابراہیم لاپتہ ہو گیا تھا۔ تلاش پر وہ جریج نامی ایک یہودی یا نصرانی کے ہاں پایا گیا۔ جو مسلمان بنکر آیا تھا۔ اور مقام ابراہیم کو ملک روم کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ پکڑا گیا اور قتل ہوا - اور صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ جب ۳۱۷ھ میں قرامطہ نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا تو ابو طاہر قرمطی نے مقام ابراہیم کو لے جانا چاہا تھا۔ مگر خدام کعبہ نے اسے مکہ مکرمہ کی کسی گھاٹی میں چھپا دیا تھا (اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(د) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے کہ ۵۷۸ھ میں ابن جبیر اندلسیؒ نے حج کیا تو مقام ابراہیم کے متعلق لکھا کہ - مقام ابراہیم قبہ میں ہے اس پر چاندی چڑھی ہوئی ہے اس کی بلندی تین بالشت کے بقدر ہے اور وسعت دو بالشت کے بقدر ہے اوپر کا حصہ نیچے کی نسبت وسیع ہے اس میں قدموں اور انگلیوں کے نشان واضح ہیں۔ مقام کے لئے لوہے کا قبہ بھی ہے جو زمزم کی طرف رکھا ہے۔ جب حج کے ایام میں بھیڑ زیادہ ہو جاتے تو لکڑی کا قبہ ہٹا کر لوہے کا قبہ رکھ دیا جاتا ہے۔ صفحہ ۱۲۲ تا صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ ۷۲۸ھ میں ابن ہلالؒ نے مقام ابراہیم کے اردگرد لوہے کا جنگلا بنوایا تھا۔ سلاطین آل عثمان میں یہ رواج تھا۔ کہ خانہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ مقام ابراہیم کے لئے سیاہ رنگ کا منقش پردہ بھیجا جاتا جس میں چاندی کی تاروں پر سونے کا پانی چڑھا ہوتا۔ یہ پردہ لکڑی کے اس صندوق پر رکھا جاتا جو صندوق لوہے کے جنگلے کے اندر اور مقام ابراہیم کے اوپر رکھا ہوتا تھا۔ اور پردہ پر آیات قرآنی لکھی ہوتی تھیں ۸۱۰ھ کے قریب مقام ابراہیم کے لئے تابوت بنایا گیا یعنی اسے ایسے مقصورہ میں رکھا گیا۔ جو نا قابل انتقال تھا اس سے قبل صرف قبہ تھا جیسا کہ ابن جبیر اندلسیؒ نے ذکر کیا۔ مقام ابراہیم کی عمارت کے ایک ستون پر لکھا ہوا تھا کہ اس عمارت کی تجدید ۸۵۸ھ میں کی گئی پھر ۹۰۰ھ میں مقام ابراہیم کی چھت اور قبہ کی تجدید ہوئی پھر ۹۱۵ھ میں الملک الاشرف قانصوۃ الغوری کے حکم سے محمد بن عبد اللہ رومی نے مقام ابراہیم کی عمارت کی تجدید کی۔ پھر سلطان سلیمان خان بن سلطان سلیم خان نے ۱۰۰۱ھ میں اس عمارت کی تجدید کی یہ ملک سلیمان وہی ہیں جنہوں نے المسجد الحرام کا موجودہ منبر بنوایا تھا۔ پھر ۱۰۴۹ھ میں سلطان مراد بن احمد خان نے اس تعمیر کی تجدید کی پھر ۱۰۷۲ھ میں آغا محمد کزلار محمد بن ابراہیم خان نے اس پر سنہری نقش و نگار ڈلوائے۔ پھر ۱۰۹۹ھ میں محمد بیگ نے مقام ابراہیم کی عمارت کی تجدید کی پھر ۱۱۱۲ھ میں ابراہیم بیگ نے مقام ابراہیم کا فرش رخام سے بنوایا۔ اس کا قبہ بنوایا اس پر نقش نگار ڈلوائے۔ مقام ابراہیم کے پتھر کو چاندی میں بندھوایا اور قدمین شریفین کی جگہ

۳۲/۳۰۳	الباب الخامس ۔ فی کیفیۃ اداء الحج	کیفیۃ الحج	حوالہ

میں نئی چاندی ڈلوائی جس پر سونے کا پانی چڑھایا۔ پھر ۱۲۳۳ھ میں محمد آفندی نے مقام ابراہیم کے پتھر کا صندوق بدلا اور اس کی جگہ ایک صندوق بنوایا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(س) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۵۵ میں ہے کہ بعض لوگ مقام ابراہیم ؑ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مدفن قرار دینے لگے تھے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء۔

(ص) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۱۲۴ میں بحوالہ تاریخ الازرقی مطبوعہ ۱۳۵۷ھ لکھا ہے کہ ۱۲۲۵ھ میں سعود عبدالعزیز نے ساتواں حج کیا۔ ابن بشر کہتے ہیں کہ اس نے مقام ابراہیم پر سے قبہ ہٹوا دیا۔ اہل مکہ نے اور میں نے مقام ابراہیم کا پتھر اور اس پر قدموں کے نشانات دیکھے۔ وہ سفید رنگ کا ایک شرعی گز کے قریب مربع شکل کا پتھر ہے اس پر سونے یا پیتل کا زرد سانچہ تھا۔ اس پر آیات۔ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ ۔ الی ۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ آیت ۱۲۰ سورۃ نحل۔ لکھی ہوئی تھی۔ قدمین شریفین کے نشانات پر مٹی سی تھی اور ان میں اور سانچہ کے درمیان چار انگل کی جگہ تھی۔ اھ۔ صاحب تاریخ الحرمین لکھتے ہیں کہ پھر ۱۲۷۹ھ میں سلطان عبدالعزیز عثمانی نے مقام ابراہیم تقریباً ڈیڑھ شرعی گز اونچا کر کے بنوایا اور ظاہر یہی ہے کہ سعود عبدالعزیز نے ۱۲۲۵ھ میں مقام ابراہیم کا قبہ ہٹوایا تھا۔ مقصورہ یا جنگلا نہیں گرایا تھا اس نے قبہ ہٹوا کر مقام ابراہیم پر سے پردہ اور لکڑی کا صندوق اٹھوایا تھا۔ پھر لکھا ہے کہ چودہویں صدی ہجری میں مقام ابراہیم ؑ لکڑی کے صندوق میں ہے صندوق پر ریشمی پردہ ہے اور اس پر قرآنی آیات لکھی ہیں اس پر تانبے کا جنگلا ہے جو چار مضبوط ستونوں پر قائم ہے اور چھت پر چھوٹا سا خوبصورت قبہ ہے۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ یہ تعمیر ۱۱۱۲ھ میں ابراہیم بیگ کی ہے یا ۱۲۷۹ھ میں سلطان عبدالعزیز کی ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(ض) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۱۳۹ میں بحوالہ تاریخ عمارۃ المسجد الحرام شیخ حسن بن عبدالالہ ص۱۵۱ لکھا ہے کہ مقام ابراہیم کی لمبائی چوڑائی، اونچائی تقریباً ایک ایک ذراع یا ۰،۵۱ ۲۵ سنٹی میٹر ہے۔ یہ پتھر قدرے نرم حجر الماء کی قسم جیسا ہے۔ حجر الصوان جیسا نہیں ہے ص۱۵۶ میں ہے ۱۳۸۷ھ میں شاہ فیصل رح کے سامنے مقام ابراہیم کو بلوری شیشہ کے غلاف میں رکھا گیا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ نیز عکس نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(ط) چنانچہ اب شیشہ کی حفاظت کے لئے ارد گرد سنہرے رنگ کی شش پہلو جالی کا جنگلا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پتھر تقریباً چودہ انچ مربع ہے اور اس پتھر کی موٹائی ۸ انچ کے قریب ہے پتھر کا رنگ سفید سرخی مائل ہے۔ جس میں سیاہ رگیں نظر آتی ہیں سطح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے گہرے نشان ہیں کناروں پر چاندی چڑھی ہوئی ہے۔ جس پر تین طرف آیات لکھی ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کی یہ چار ہزار سالہ کھلی نشانی لوگ اپنی نظروں سے دیکھ کر تسکین قلب حاصل کرتے ہیں۔ (مترجم) ؎۸ جیسا کہ حکم نمبر ۱۳۹ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر آپ کے قدموں کے نشان ہیں اور مقام ابراہیم سے مراد وہ جگہ بھی ہے جس میں یہ پتھر ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لئے بلایا اور لکھا ہے کہ بعض کے ہاں مقام ابراہیم سارا حرم شریف ہے (حکم نمبر ۳۳/۳۰۳ ب ملاحظہ ہو) اور مسجد میں فضیلت ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۳۳۱۔ نور الایضاح میں ہے کہ مقام ابراہیم میں یا مسجد میں جہاں آسانی سے جگہ مل جائے دو رکعت پڑھے۔ ماخوذ از نور الایضاح ص۸۲ اور درمختار، شرح وقایہ اور ہدایہ میں ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس یا مسجد میں جہاں آسانی سے جگہ مل جائے دوگانہ پڑھے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۲ ص۲۳۳، شرح وقایہ ج ۱ ص۲۵۲، ہدایہ ج ۱ ص۲۳۸ اور ردالمحتار میں ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس یا مقام ابراہیم کے پیچھے (جیسا کہ حکم نمبر ۳۶/۳۰۳ میں پیچھے ۱۲ ذکر ہے) سے مراد یہ ہے کہ عرف و عادت کی رو سے جو جگہ مقام ابراہیم کے قریب

۳۲ / ۳۰۳	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام	حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

ہے۔ وہاں دوگانہ پڑھے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۳۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ پڑھنے سے مقام ابراہیم اور خانہ کعبہ دونوں نمازی کے سامنے پڑتے ہیں۔ چنانچہ مقام ابراہیم سے تقریباً ساٹھ فٹ دور مطاف سے باہر تعمیر شدہ ایک مسقف برآمدہ ہے۔ جہاں لوگ حسب موقع دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مسقف جگہ سعودی حکومت کی تعمیر ہے۔ عکس ۵۔ ونقشہ ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۳-۳۰۳	وان لم یقدر علی الصلوۃ فی المقام بسبب المزاحمۃ یصلی حیث لا یعسر علیہ من المسجد	کذا فی الظہیریۃ
	وان صلی فی غیر المسجد جاز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	وھاتان الرکعتان واجبتان عندنا یقرأ فی الاولی قل یایھا الکافرون وفی الثانیۃ قل ھو اللہ احد	کذا فی الزاھدی
۳۵	ولا تجزیہ المکتوبۃ عن رکعتی الطواف عندنا	کذا فی الزاھدی
۳۶	ویستحب لہ ان یدعو بعد صلوتہ خلف المقام بما یحتاج الیہ من امور الدنیا والاخرۃ	کذا فی التبیین
۳۷	ویصلی رکعتی الطواف فی وقت یباح لہ اداء التطوع فیہ	کذا فی شرح الطحاوی

[1] مقام ابراہیم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ردالمحتار میں ہے کہ المسجد الحرام میں نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ اپنے سامنے سے گذرنے والے طائفین کو منع نہ کرے اس لئے کہ طواف بھی ایک قسم کی نماز ہے۔ اور بحوالہ البحر العمیق لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنا جائز ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۵۔ علاوہ ازیں جگہوں میں نمازی کے سامنے سے گذرنے کے متعلق احکام حکم نمبر ۵۰/۱۶۹ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور معلم الحجاج ص ۱۳۶ میں ہے کہ المسجد الحرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے طواف نہ کرنے والوں کو گذرنا بھی جائز ہے۔ مگر سجدہ کی جگہ میں سے نہ گذریں (مترجم) [3] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ ان دو رکعتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دو سورتوں کا پڑھنا مروی ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۲ (مترجم) [4] احرام کی دو رکعتوں کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۳۰۰ اور تحیۃ البیت کے متعلق حکم نمبر ۹/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۲/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [6] (ا) حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا [5] ملاحظہ ہو۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ ان دو رکعتوں کے بعد حضرت آدم علیہ السلام والی دعا مانگنا مستحب ہے۔ اور دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۲ (ب) تاریخ الحرمین طبع سوم کے ص ۳۴، ص ۳۵ میں بروایت عبد اللہ بن ابی سلیمانؓ لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے بعد جب خانہ کعبہ کا سات پھیرے طواف کیا پھر خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں تو مقام ملتزم کو آکر یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ۔ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا عِنْدِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ۔ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَالرِّضَاءَ بِمَا قَضَيْتَ عَلَيَّ (يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ) ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ تو میری سب چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے۔ پس میری معذرت قبول فرما۔ اے اللہ تعالیٰ تجھے میرے دل کی باتوں اور جو کچھ میرے پاس ہے۔ سب کی خبر ہے۔ پس تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ تعالیٰ تجھے میری سب حاجتوں کا علم ہے پس میں تجھ سے جو مانگتا ہوں۔ مجھے عطا فرما۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے اور تجھ سے ایسا یقین مانگتا ہوں جس سے مجھ پر یہ حقیقت پوری طرح کھل جائے کہ مجھ پر صرف وہی مصیبت آسکتی ہے جو تو نے میرے لیے لکھدی ہے اور میرا دل اس پر راضی ہوجائے جو تو نے میرے لئے مقدر کیا ہے۔ (اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے آدم علیہ السلام۔ تو نے ایسی دعا مانگی ہے۔ جو تیرے لئے قبول کرلی گئی ہے۔ اور تیری اولاد سے جو بھی یہ دعا مانگے گا۔

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۳۳	(ا) اگر لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے (مذکورہ دو رکعتیں) مقام ابراہیم[۲] ۵[۱] میں نہ پڑھ سکے تو مسجد میں جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لے ۵[۲]	ظہیریہ
	(ب) اگر کسی نے (مذکورہ دو رکعتیں) مسجد (حرام) کے علاوہ کسی جگہ میں پڑھیں تو جائز ہے۔	قاضیخان
۳۴	(ا) یہ (مذکورہ) دو رکعتیں ہمارے ہاں واجب ہیں (ب) ان دو رکعتوں کی پہلی رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورت) پڑھے ۵[۳]	زاہدی
۳۵	مذکورہ دو رکعتوں کے لئے فرض نماز کفایت نہیں کرتی ۵[۴]	زاہدی
۳۶	اور اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ مقام ابراہیم کے پیچھے ۵[۵] نماز پڑھنے کے بعد دین اور دنیا کے جن جن کاموں کی اسے حاجت ہے دعا مانگے ۵[۶]	تبیین
۳۷	طواف کی (مذکورہ) دو رکعتیں ایسے وقت میں پڑھے جس وقت میں نفل نماز پڑھنا مباح ہوتا ہے ۵[۷]	شرح طحاوی

میں اس سے اس کا غم۔ فکر اور تنگی دور کر دوں گا۔ اس کے دل سے مفلسی ہٹا کر اس کی دونوں آنکھوں میں غنا بھر دوں گا۔ اسے پوری کامیابی دوں گا۔ اور دنیا اس کی طلب کے بغیر اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ص ۳۴، ص ۳۵ وہکذا فی فتح القدیر ج ۱ ص ۴۶۲ - اس دعا کے الفاظ میں کچھ کمی بیشی و تقدیم و تاخیر بھی منقول ہے۔

اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے بعد مومنین و مومنات کے لئے دعا مانگے اور یہ مختصر دعا پڑھ لے اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَجَنِّبْنِيْ عَمَّا تَكْرَهُ وَتَسْخَطُ وَثَبِّتْنِيْ عَلٰى مِلَّةِ نَبِيِّكَ وَخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۶، ص ۳۱۷ - ترجمہ - اے اللہ مجھے ان کاموں کی توفیق دے جنہیں تو پسند کرتا اور جن سے تو راضی ہوتا ہے اور مجھے ان کاموں سے بچا کر رکھ جنہیں تو ناپسند کرتا اور ان سے ناراض ہوتا ہے اور مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل علیہ السلام کی ملت پر قائم رکھ نیز حکم نمبر ۴۵ب/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵[۷] نفل نماز پڑھنے کے لئے ممنوع و مکروہ اوقات کے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ طواف کے بعد ان نفلوں کی تاخیر مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ وقت نوافل کے لئے مکروہ ہو تو مباح وقت تک ان نفلوں کی تاخیر کی جائے گی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے نماز عصر کے بعد طواف کیا تو وہ اس طواف کی دو رکعتیں مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے گا۔ اور مغرب کی سنتیں اس کے بعد پڑھے گا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے یہ رکعتیں اس وقت پڑھیں جس میں نفل نماز مکروہ ہوتی ہے تو بعض کے ہاں کراہت کے ساتھ صحیح ہیں۔ اور ان کا توڑ دینا واجب ہے۔ اور اگر پڑھ لیں تو لوٹانا پسندیدہ ہے۔ نیز لکھا ہے کہ چونکہ طلوع آفتاب۔ غروب اور دوپہر کے ممنوع اوقات میں واجب نماز منعقد ہو جاتی ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۱/۷ تا ۱۰۱/۱۰ میں ہے) لہذا مذکورہ حکم کا اطلاق محل نظر ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۲ نیز حکم ۵۸/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - في كيفية اداء الحج — كيفية الحج	حوالہ
۳۰۳-۳۸	ويستحب ان يأتي زمزم بعد الركعتين قبل الخروج الى الصفا فيشرب منها ويتضلع ويفرغ الباقي في البئر ويقول اللهم اني اسئلك رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من كل داء ثم يأتي الملتزم قبل ان يخرج الى الصفا	كذا في فتح القدير

سے[1] (ا) تاریخ الحرمین الشریفین طبع ۵ کے ص۹۰، ۹۱ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو مکہ مکرمہ کے (موجودہ) مقام پر چھوڑ کر واپس ہونے لگے۔ تو حضرت ہاجرہؓ حضرت اسمعیلؑ کو دودھ پلا رہی تھیں۔ ان کے پاس ایک برتن تھا۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واپس ہوتے دیکھا تو فرمایا۔ یا ابراہیم این تذھب وتترکنا بھذا الوادی. لیس فیہ انیس ولا شیئ۔ وابراھیم لا یلتفت - فقالت ، ءالله امرک بھذا ، قال نعم - فقالت اذاً لا یضیعنا - ترجمہ ۔ حضرت ہاجرہؓ فرمانے لگیں۔ اے ابراہیم آپ کہاں جا رہے ہیں۔ کیا ہمیں اس غیر آباد وادی میں چھوڑے جا رہے ہو۔ جہاں نہ کوئی غمخوار ہے اور نہ خوراک کی کوئی چیز۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا۔ کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ آپ نے (اشارہ سے) فرمایا "ہاں"، تو حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا تو پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اعلیٰ مکہ میں کداء کے مقام پر پہنچے جہاں آپ انہیں نظر نہ آتے تھے۔ تو آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دربارِ خداوندی میں عرض کی۔ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ - الیٰ - وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ - (ابراھیم آیت ۳۷)

ترجمہ:- اے میرے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے کاشت وادی میں آباد کیا ہے۔ تیرے معظم گھر کے قریب۔ تاکہ وہ نماز کا اہتمام رکھیں۔ پس تو کچھ لوگوں کا دل ان کی طرف مائل کر دے۔ انہیں کھانے کو پھل دے۔ جس سے یہ شکر گذار بنیں۔ پھر (جب حضرت ہاجرہؓ کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ آپ پر اور حضرت اسمعیل علیہ السلام پر پیاس کا غلبہ ہوا اور آپ پانی کی تلاش میں بیتابانہ صفا مروہ کی طرف کئی بار گئیں تو) اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے موجودہ زمزم کی جگہ اپنی ایڑی ماری تو چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت ہاجرہؓ نے اسے ریت کے بند سے روکتے ہوئے فرمایا زم زم (یعنی ٹھہر ٹھہر۔ نیز زمزم بہت پانی کو بھی کہتے ہیں) چنانچہ اسکا نام ہی زمزم ہو گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا گھبرائیے نہیں۔ یہاں یہ لڑکا اور اس کے والد اللہ کے گھر کی تعمیر کریں گے۔ پھر وہاں قبیلہ جرہم کداء کے راستے سے اسفل مکہ اترا اور پرندہ دیکھ کر خبر معلوم کی۔ چشمہ کی اطلاع پا کر حضرت ہاجرہؓ سے وہاں اترنے کی اجازت چاہی آپ نے اس شرط پر اجازت دے دی کہ پانی پر تمہارا حق نہ ہوگا۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اس قبیلہ میں عربی سیکھی اور اسی قبیلہ میں سے شادی کی۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء لعباس کرارہ ملخصاً۔ (کہتے ہیں کہ زمزم کے چشمہ پھوٹنے کے پانچویں دن بنو جرہم کا قافلہ جو نواح یمن سے آیا تھا ۔ راستہ بھول کر ادھر آنکلا تھا۔ نیز یہ کہ بعد میں بنی قنطور بھی یہاں آبسے تھے)

(ب) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۱۳۶، ص۱۲۷ میں ہے کہ قبیلہ جرہم پانی کی رغبت سے خانہ کعبہ کے قریب آبسے تھے ۔ بعد میں جب وہ قبیلہ گیا تو زمزم بند کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کو خواب میں زمزم کی جگہ دکھائی گئی۔ چنانچہ آپ نے کنواں ظاہر کیا اور اسے کھودا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے۔ نیز لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ نے حضور کا ارشاد روایت کیا ہے کہ "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ"، یعنی زمزم کا پانی اس مقصد کے لئے مفید ہے جس کے لئے یہ پیا جائے اور حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام ۔ حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۳۸	(و) یہ مستحب ہے کہ (طواف کرنے اور) دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد صفا کو جانے سے پہلے چاہ زمزم سے[1] آکر پانی پیئے اور خوب پیٹ بھر کر پیئے اور باقی پانی کنوئیں میں انڈیل دے (ب) پھر یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ[2] (ج) پھر صفا کو جانے سے پہلے ملتزم[3] کو آئے۔	فتح قدیر

[1] حضورؐ کے ارشاد میں مزید یہ ہے کہ زمزم کو تو شفا کے لئے پیئے گا۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا۔ کھانے سے سیر ہونے کے لئے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر کرے گا۔ پیاس بجھانے کے لئے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تیری پیاس بجھائیگا اور اگر پناہ چاہنے کے لئے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دے گا۔ حضرت عباسؓ زمزم کا پانی پی کر یہ دعا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا الخ (جس کا ذکر و ترجمہ حکم نمبر $\frac{38}{303}$ مع حاشیہ میں ہے) ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ۔ طبع ۴ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔ عکس ۵ و نقشہ ۲ ملاحظہ ہو۔ اور معلم الحاج ص۳۰۷ تا ص۳۱۱ میں ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ آب زمزم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بطور معجزہ جاری ہونے والے پانی کے سوا دنیا بھر کے پانیوں سے افضل ہے۔ اس میں روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ غذا بھی ہے اور قبولیت دعا بھی۔ اس سے تبرکاً وضو کرنا جائز ہے (مگر مسجد سے باہر وضو کرے کیونکہ زمزم المسجد الحرام کے اندر ہے) اس کا پینا اور دیکھنا کار ثواب ہے۔ اور بحوالہ زاد المعاد لکھا ہے۔ ایک صاحب نے نصف ماہ تک زمزم پر گذارہ کیا اور قوت بحال رہی۔ بعض حضرات نے چالیس دن تک زمزم پر اکتفا کیا اور انہیں ضعف نہ ہوا۔ البتہ اخلاص و اعتقاد شرط ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آب زمزم کی خرید و فروخت جائز ہے۔ مگر مسجد میں جائز نہیں اھ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ زمزم کے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ غسل کرنا مکروہ نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اسی طرح آب زمزم سے بدن یا کپڑے سے نجاست حقیقیہ دور کرنا مکروہ ہے۔ نیز لکھا ہے کہ زمزم کا پانی دوسرے علاقوں میں اٹھا لے جانا مستحب ہے۔ مریضوں اور بچوں کے منہ میں ڈالنا بھی مروی ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص۳۵۳ اور تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۱۲۸ میں ہے کہ زمزم کا پانی لے جانا ترمذی میں بروایت عائشہؓ ثابت ہے (حکم نمبر $\frac{24}{329}$ ملاحظہ ہو)۔ مگر کپڑے کو زمزم سے دھونا کہ اس کا کفن بنایا جائے گا نہ سنت میں مذکور ہے اور نہ اسلاف سے منقول ہے وہ تو پینے پر ہی اکتفا کرتے تھے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔ نیز حکم نمبر $\frac{194، 195}{303}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے علم نافع عنایت فرما۔ وسیع رزق عطا فرما اور ہر قسم کی بیماری سے شفا نصیب فرما۔ اور فتاوی قاضیخان میں مذکورہ دعا کے بعد مزید مندرجہ ذیل کلمات بھی منقول ہیں یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا غِیَاثُ وَلَدِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ فَاَغِثْنِیْ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص۳۱۹۔ ترجمہ۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے اللہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کو اپنی رحمت سے سیراب کر کے ضرورت پوری کی تو میری ضرورت پوری کر۔ (اور اس موقعہ پر اپنی حاجات پیش کرے)۔ نیز حکم نمبر $\frac{45ب}{303}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

[3] ملتزم یعنی خانہ کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ جو خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ہے اس کے متعلق حکم $\frac{197}{303}$ ملاحظہ ہو۔ اور تاریخ الحرمین طبع ۵ ص۸۲ میں ہے کہ ملتزم کی حد میں شاذروان نہیں ہے۔ اور شاذروان کے متعلق حکم نمبر $\frac{30}{303}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۳۹	ثم اذا اراد ان یسعی بین الصفا والمروة عاد الی الحجر الاسود فاستلمه ان استطاع وان لم یستطع یستقبل الحجر ویکبر ویهلل	کذا فی التبیین
	فان کان لا یرید بعد هذا الطواف السعی بین الصفا والمروة لا یعود الی الحجر بعد رکعتی الطواف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰	والاصل فی کل طواف بعده سعی العود الی استلام الحجر بعد رکعتی الطواف اما کل طواف لیس بعده سعی فلا عود فیه الی استلام الحجر	کذا فی الظهیریة
۴۱	ثم یخرج الی الصفا والافضل ان یخرج من باب الصفا وهو باب بنی مخزوم ولیس ذلک سنة عندنا ولو خرج من غیره جاز	کذا فی الجوهرة النیرة
۴۲	ویقدم رجله الیسری فی الخروج	کذا فی التبیین
۴۳	فیبدأ بالصفا فیصعد علیها والصعود علی الصفا والمروة سنة حتی یکره ان لا یصعد علیهما	کذا فی محیط السرخسی
۴۴	وانما یصعد بقدر ما یصیر البیت بمرأی منه	کذا فی الهدایة
۴۵	ویستقبل البیت ویرفع یدیه ویکبر ثلاثا	کذا فی الظهیریة
	ویهلل ویحمد الله ویثنی علیه ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویدعو الله بحاجته	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	ویرفع یدیه عند الدعا نحو السماء	کذا فی السراج الوهاج

ـه۱ سعی کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ اور صفا مروہ کے متعلق حکم ۴۷/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۲ استلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۳ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۴۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۴ سعی کیلئے صفا کی طرف نکلے تو یہ آیت پڑھنا ماثور ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الآیة سورۃ بقرہ ۱۵۸ ترجمہ۔ بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی یادگاروں میں سے ہیں نیز نقشہ ۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۵ عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۱۲/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۶ بیت اللہ شریف نظر آنے سے مراد یہ ہے کہ اتنا اوپر چڑھنا چاہئے کہ جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آسکتا تھا اگرچہ اب عمارات کے حائل ہونے کیوجہ سے نظر نہ آتا ہو نیز حکم نمبر ۴۷/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو ـه۷ حکم نمبر ۴۵ ب ۴۶/۳۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـه۸ درمختار میں ہے کہ جو دعا چاہے مانگے۔ اسلئے کہ امام محمدؒ کے ہاں اس وجہ سے دعا کی تعین نہیں ہے کہ اس سے دل کی رقت نہیں رہتی اور اگر بطور تبرک ماثور دعا پڑھ لے تو اچھا ہے اور رد المحتار میں ہے کہ معین دعا یاد ہونے کی وجہ سے حضور قلب کے بغیر زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور نماز میں دعا کیلئے حکم یہ ہے کہ یاد دعا پڑھے تاکہ اسکی زبان پر ایسا جملہ نہ آجائے جو کلام الناس سے مشابہ ہو کر نماز کے لئے مفسد قرار پائے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ ۲۳۴۔ نماز میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۳۷ ملاحظہ ہو۔ نیز وقوف عرفات میں بھی دعا کے متعلق حکم نمبر ۹۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ـه۹ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ صفا پر چڑھے تو قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر تین بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہے اور ہر دو تکبیر کے درمیان یہ دعا پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

حوالہ	پانچواں باب ۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	دفعات و شق نمبر
تبیین	(و) پھر اگر صفا و مروہ میں سعی کا ارادہ کرے تو حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کرے [۱] (ب) حجر اسود کا استلام اس صورت میں ہے کہ وہ ایسا کر سکے ورنہ حجر اسود کی طرف رُخ کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے ۔	۳۹-۳۰۳
قاضیخان	(ج) اگر اس طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ نہیں ہے ۔ تو طواف کے بعد کی نماز کے بعد پھر حجر اسود کی طرف نہ لوٹے [۳]	
ظہیریہ	ہر وہ طواف جسکے بعد سعی کرنا ہو اس میں قاعدہ یہ ہے کہ طواف کے بعد کی نماز کے بعد حجر اسود کے استلام کے لئے لوٹنا ہوتا ہے ۔ اور ہر وہ طواف جس کے بعد سعی کرنا نہ ہو اس میں حجر اسود کے استلام کیلئے لوٹنے کا مذکورہ حکم نہیں ہے ۔	۴۰
جوہرہ نیرہ	(و) پھر (سعی کیلئے) صفا کی طرف نکلے [۴] اور افضل یہ ہے کہ باب الصفا سے نکلے اور باب الصفا باب بنی مخزوم کو کہتے ہیں (ب) اور باب الصفا سے نکلنا ہمارے ہاں سنت نہیں ہے ۔ پس اگر وہ کسی اور طرف سے صفا کی طرف نکلا تو جائز ہے ۔	۴۱
تبیین	(المسجد الحرام سے) باہر نکلنے میں پہلے بایاں قدم نکالے ۔	۴۲
	(و) پس (سعی) پہلے صفا کی طرف سے شروع کرے اور اس پر چڑھے ۔	۴۳
محیط سرخسی	(ب) صفا مروہ پر چڑھنا سنت ہے حتیٰ کہ اگر (سعی کرنیوالا) کوئی شخص صفا مروہ پر نہ چڑھا تو یہ مکروہ ہے [۵]	
ہدایہ	(صفا پر) اس قدر چڑھے کہ اسے بیت اللہ شریف نظر آنے لگے [۶]	۴۴
ظہیریہ	(صفا پر چڑھ کر) (و) بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرے ۔ دونوں ہاتھ اٹھائے اور تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے [۷]	۴۵
محیط سرخسی	(ب) نیز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ ثنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے [۸]	
سراج وہاج	(مذکورہ) دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے [۹]	۴۶

لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ھٰذَا حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ۔ حکومت اسی کی ہے ۔ زندگی اور موت اسکے قبضہ میں ہے ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اسکے لئے خالص اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں خواہ مشرک لوگ ناپسند کریں ۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے ۔ سب تعریف اسکے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی اور تمام مشرکوں کو اکیلے شکست دی ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ایک اکیلا ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں اس کی بیوی ہے نہ بچہ اے اللہ تو اس حج کو مقبول فرما ۔ میری کوشش کو منظور فرما میرے عمل کو قبولیت عطا فرما اور ایسی تجارت دے جس میں گھاٹا نہیں ہوتا اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے تیری رحمت کے طفیل سوال ہے جب صفا سے اترے تو کہے اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ترجمہ: اے اللہ تو مجھے اپنے پسندیدہ طریقہ اور اپنے پیغمبر کے طریقہ پر لگا اور مجھے اپنی پسندیدہ ملت اور اپنے رسول کی ملت پر وفات دے اور مجھے گمراہ کن فتنوں سے بچا اے رب سب سے زیادہ رحم کرنیوالے تیری رحمت کے طفیل سوال ہے اور سعی کے دوران بطن وادی میں یہ دعا پڑھے ۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَاھْدِنِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَنَجِّنِیْ مِنْ حَرِّ جَھَنَّمَ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ ۔ ترجمہ: اے پروردگار میرے گناہ بخش دے مجھ پر رحم فرما ۔ اور میرے گناہ جنہیں تو جانتا ہے ان سے درگذر فرما بیشک تو ہی سب سے زیادہ عزت والا ہے اور سب سے زیادہ عظمت والا ہے ۔ مجھے اس راستہ پر چلا جو سب سے سیدھا اور پختہ ہے ۔ مجھے دوزخ کی تپش سے بچا بیشک تو جانتا ہے میں نہیں جانتا ۔ پھر مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر وہی دعا پڑھے جو صفا پر پڑھی تھی ۔ ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ صفحہ ۳۱۶ نیز حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳-۰-۴۷	ثم یھبط منھا نحو المروة ویمشی علی ھینته حتی یأتی بطن الوادی فاذا کان عند المیل الاخضر یسعی فی بطن الوادی سعیا حتی یجاوز المیل الاخضر فاذا خرج منه یمشی علی ھینته حتی یأتی المروة فیصعد علیھا ویقوم مستقبل القبلة فیحمد الله ویکبر ویھلل ویثنی علیه ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویفعل ما فعل علی الصفا ویطوف بھما ھکذا سبعة اشواط یبداء بالصفا ویختم بالمروة ویسعی فی بطن الوادی فی کل شوط	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	والسعی من الصفا الی المروة شوط ومن المروة الی الصفا شوط وھو المختار	کذا فی السراجیة
۴۹	وھو الصحیح	ھکذا فی شرح الطحاوی
۵۰	اذا سعی معکوسا بان بدأ بالمروة فمن اصحابنا من قال یعتد به ولکن یکره والصحیح انه لایعتد به بالشوط الاول	کذا فی الذخیرة
۵۱	وشرط السعی ان یکون بعد الطواف حتی لو سعی ثم طاف اعاد السعی ان کان بمکة ولو سعی بعد الاحلال فبالاجماع یجوز وکذا بعد الاشھر	کذا فی محیط السرخسی
۵۲	والحیض والجنابة لایمنعان صحة السعی	کذا فی محیط السرخسی

سه (ا) صفا و مروہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہؓ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر بے تابانہ چکر لگاتے تھے - اور وادی کے پست حصہ میں جہاں آپ کو حضرت اسمٰعیلؑ نظر نہ آتے تھے . اس نشیبی حصہ کو دوڑ کر طے کیا تھا - اور پہاڑیوں پر دعا مانگی تھی - اب حاجی اسی یادگار کو تازہ کرتا ہے - (ب) البحر الرائق میں ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیانی فاصلہ کے متعلق شیخ عبدالرحمٰن شارح کنز نے لکھا ہے کہ وہ ۷۵۰ ذراع (یعنی شرعی گز) ہے - اور شمنی میں ہے کہ وہ فاصلہ ۷۶۶ شرعی گز ہے - اور سعی کے مقام کی چوڑائی کے متعلق شیخ قطب الدینؒ نے تاریخ الفاکہی سے حکایت کیا ہے کہ وہ ۳۵۰ شرعی گز ہے - نیز لکھا ہے کہ غالباً سعی کے مقام کی چوڑائی پہلے زیادہ وسیع تھی - بعد میں کچھ حصہ پر حویلیاں بن گئیں اور مہدی کے عہد میں وہ حویلیاں گرا کر اس سے کچھ حصہ المسجد الحرام میں شامل کیا گیا - اور کچھ چھوڑ دیا گیا البتہ یہ تبدیلی کلیةً نہ کی گئی ورنہ علمائے دین اور مجتہدین انکار کر دیتے - ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۲ (ج) اور تاریخ الحرمین ص ۱۵۲ تا ۱۵۶ میں ہے کہ اب صفا و مروہ کے درمیان مسعیٰ کا طول ½۳۹۴ میٹر عرض ۲۰ میٹر پہلی منزل کی اونچائی ۱۲ میٹر اور دوسری منزل کی اونچائی ۹ میٹر ہے جو کہ المسجد الحرام کی ذیل میں نماز کی جگہ ہے نیز لکھا ہے کہ مسعیٰ جدید کے دروازے نو اور (جالی دار) کھڑکیاں ۸۴ ہیں - ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۵ - ملخصاً - نیز حکم نمبر ۴۸/۳۱

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۷-۳۰۳	پھر وہاں سے مروہ کی طرف اترے اور اپنی نرم روی اور وقار سے چلے حتیٰ کہ وادی کے پست حصہ کو آئے اور سبز میل کے قریب آئے تو (مرد) وادی کے پست حصہ میں دوڑ[۲] کر گذرے - حتیٰ کہ سبز میل سے گذر جائے اور جب اس میل سے آگے بڑھ جائے تو اپنی نرم روی اور وقار سے چلے حتیٰ کہ مروہ کو آئے پھر اس پر[۳] چڑھ کر اور قبلہ رو کھڑا ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثناء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور جو کام صفا پر کئے تھے وہ یہاں بھی کرے اس طرح صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے کرے گا صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے گا اور ہر پھیرے میں وادی کے پست حصہ میں دوڑ کر گذرے گا۔	محیط سرخسی
۴۸	صفا سے مروہ تک سعی کرنا ایک پھیرا قرار پاتا ہے[۴] - اور مروہ سے صفا تک سعی کرنا ایک اور پھیرا قرار پاتا ہے - اور یہی حکم مختار ہے -	سراجیہ
۴۹	اور یہ (مذکورہ حکم) ہی صحیح ہے -	شرح طحاوی
۵۰	اگر کسی شخص نے سعی کا پھیرا الٹ ترتیب سے کر دیا - یعنی مروہ سے شروع کیا تو: (ا) ہمارے اصحاب میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ سعی معتبر قرار پائے گی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ الٹ کرنے کی صورت میں اس سعی کا پہلا پھیرا معتبر نہیں ہوگا -	ذخیرہ
۵۱	(ا) سعی کرنے میں شرط یہ ہے کہ وہ طواف کے بعد ہو - حتیٰ کہ اگر کسی نے پہلے سعی کی پھر طواف کیا تو اگر وہ مکہ مکرمہ میں ہی ہے تو اس سعی کو لوٹائے (ب) اور اگر اس نے وہ سعی احرام ختم کرنے کے بعد کی تو بھی بالاجماع جائز قرار پائے گا - (ج) اسی طرح اگر کسی نے وہ سعی (حج کے) مہینوں کے بعد کی تو بھی جائز قرار پائے گی[۵]	محیط سرخسی
۵۲	سعی صحیح قرار پانے کے لئے حیض اور جنابت مانع نہیں ہوتے[۶]	محیط سرخسی

ملاحظہ ہو - اور سعی میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۸/۳۰۲ کے حاشیہ کا نمبر ۷ تا ۹ ملاحظہ ہو - نیز حکم نمبر ۴۵ ب، ۴۶/۳۰۳ مع حاشیہ و نقشہ ...
(۱) چنانچہ صفا مروہ جو بیت اللہ شریف کے جنوب مشرق اور شمال مشرق کی طرف تقریباً ایک ہزار فٹ دور دو[۲] پست قامت پہاڑیاں تھیں - اب انہیں کاٹ کر تقریباً ہموار کر دیا گیا ہے - اور صرف کچھ حصہ محفوظ رکھا گیا ہے چنانچہ صفا و مروہ پر چند پتھر بطور نشان و شعار چھوڑے ہوئے ہیں جن پر چڑھ کر دعا مانگی جاتی ہے - مسعیٰ یعنی سعی کی جگہ پر النٹر کا چھت ڈال دیا گیا ہے - اور یہ دنیا کا سب سے بڑا ہال بن گیا ہے درمیان میں دو سبز میلین اخضرین ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے مقابل ہیں - پہلے آپ کا گھر اس کے مقابل میں تھا - سعی کی بالائی منزل المسجد الحرام کی جدید توسیع میں شامل ہیں - مسعیٰ کے درمیان حدود قائم کر کے آنے جانے والوں کے لئے الگ الگ روشیں قائم ہیں (مترجم) [۲] عورت ... حکم نمبر ۲۰۷/۳۰۳ ملاحظہ ہو - (مترجم) [۳] عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۱۲/۳۰۳ ملاحظہ ہو - (مترجم) [۴] بغیر عذر سواری پر یا اٹھوا سعی کرنے کے متعلق حکم نمبر ... ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۳۰/۳۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۵۳/۳۰۳ و ۲۹، ۳۰/۲۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج ‌ کیفیة الحج	حوالہ
۲۰۲-۵۳	والاصل ان کل عبادة تؤدی لا فی المسجد من احکام المناسک فالطهارة لیست من شرطها کالسعی والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمی الجمار ونحوها وکل عبادة فی المسجد فالطهارة من شرطها والطواف یؤدی فی المسجد	کذا فی شرح الطحاوی
۵۴	المفرد بالحج اذا اتی بطواف القدوم فالافضل ان لا یسعی بعده ولکن یسعی بعد طواف الزیارة وروی عن ابی حنیفة رح انه اذا احرم بالحج یوم الترویة او قبله فان طاف وسعی قبل ان یاتی منی فهو افضل الا ان یکون اهل بعد الزوال یوم الترویة	کذا فی محیط السرخسی
۵۵	ولو اقیمت الصلوة والرجل یطوف او یسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ من الصلوة واذا اقیمت الجنازة خرج من سعیه الیها فاذا فرغ وعاد یبنی علی ما کان	هکذا فی فتح القدیر
۵۶	ویکره الحدیث فی البیع والشراء فی الطواف والسعی	کذا فی التاتارخانیة
۵۷	واذا فرغ من السعی یدخل المسجد ویصلی رکعتین ثم یقیم بمکة حراما الی یوم الترویة ولا یحل له شیٔ من المحظورات فما دام بمکة یطوف بالبیت ما بدا له کل طواف سبعة اشواط	کذا فی فتاوی قاضیخان
	لکنه لا یسعی عقیب هذه الاطوفة فی هذه المدة	کذا فی المحیط

لـه ان سب کے متعلق احکام کے حوالہ جات حکم نمبر ۱/۲۹۲، ۱/۲۹۴ کے حواشی میں ملاحظہ ہوں ـــــ ۲ـــ حکم نمبر ۲۹، ۱۵۷، ۱۵۸/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں بحوالہ تحفہ وغیرہ لکھا ہے کہ طواف زیارت کے بعد سعی کی فضیلت ہے۔ اور بحوالہ اللباب میں اس سے اختلاف لکھا ہے۔ اور یہ اختلاف قارن کے علاوہ میں ہے اور قارن کیلئے (منی آنے سے) پہلے سعی کرنا افضل یا مسنون ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۳، ص ۲۲۴۔ قارن کے لئے حکم نمبر ۵، ۶/۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــ ۳ـــ مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے سے مقیم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ نیز مکہ مکرمہ اور اس کے نواح میں دیگر خاص مساجد۔ مشاہد و مقابر۔ غار اور پہاڑ مندرجہ ذیل ہیں۔ موقع ملے تو زیارت کرلی جائے۔

(۱) مسجد خیف۔ منی کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے خیف، وادی کو کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ مسجد خیف میں ستر نبی مدفون ہیں مسجد خیف پر ہشت پہلو قبہ ہے اس قبہ کی جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بیسوں پیغمبروں نے یہاں نماز پڑھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ بھی یہاں نصب ہوا تھا۔ اور آپ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔ موقع ملے تو محراب میں خاص طور پر نماز پڑھے۔ نیز منی میں دعا کے متعلق حکم نمبر ۹/۲۰۳ کے حاشیہ کا ۱۰ ملاحظہ ہو۔

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام / حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۵۳-۳۰۲	مذکورہ حکم میں قاعدہ یہ ہے کہ حج کی عبادتوں میں سے ہر وہ عبادت جو مسجد سے باہر ادا کی جاتی ہے اسمیں طہارت شرط نہیں ہے۔ مثلاً سعی کرنا۔ عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنا۔ جمروں کو کنکریاں مارنا وغیرہ [1] اور ہر وہ عبادت جو مسجد کے اندر ادا کی جاتی ہے۔ اسمیں طہارت شرط ہے۔ اور خانہ کعبہ کا طواف مسجد میں ادا کیا جاتا ہے۔	شرح طحاوی
۵۴	(ا) جس شخص نے صرف حج کا احرام باندھا ہو۔ جب وہ طواف قدوم کرے تو اسکے لئے افضل یہ ہے کہ اس طواف کے بعد سعی نہ کرے۔ بلکہ وہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے۔ (ب) اور امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ جس شخص نے ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھا تو افضل یہ ہے کہ منیٰ آنے سے پہلے طواف اور سعی کرے۔ لیکن اگر کسی نے آٹھویں تاریخ کے زوال کے بعد احرام باندھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے [2]	محیط سرخسی
۵۵	(ا) اگر کوئی شخص طواف یا سعی کر رہا ہو اور نماز با جماعت کھڑی ہو جائے تو وہ اس طواف اور سعی کو چھوڑ دے اور نماز پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر (باقیماندہ کیلئے) بنا کرے۔ (ب) اور اگر نماز جنازہ کھڑی ہو جائے تو بھی سعی کو چھوڑ کر نماز جنازہ میں شریک ہو۔ اور جب (نماز سے) فارغ ہو کر لوٹے تو (باقیماندہ سعی کیلئے) جسقدر کر چکا تھا اسپر بنا کرلے۔	فتح قدیر
۵۶	طواف اور سعی میں خرید و فروخت کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔	تتارخانیہ
۵۷	(ا) جب (حج کرنے والا) سعی سے فارغ ہو تو مسجد میں آکر دو رکعتیں پڑھے پھر مکہ مکرمہ میں احرام کی حالت میں ذوالحجۃ کی آٹھویں تاریخ تک ٹھہرے [3] اور اس حالت میں وہ تمام امور جو (احرام کی وجہ سے) ممنوع تھے جائز نہ ہوں گے۔ پھر وہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے جب چاہے خانہ کعبہ کا طواف کرے [4] ہر طواف سات پھیروں کا ہوتا ہے۔ (ب) لیکن وہ اس عرصہ کے طوافوں کے بعد سعی نہیں کرے گا [5]	قاضیخان محیط

(۲) مسجد رایہ۔ یہ مسجد جنۃ المعلیٰ کے راستہ میں ہے۔ (جنت المعلیٰ کے متعلق ۵۷/۳۰۲ کے پہلے حاشیہ کا ۲۲ ملاحظہ ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ فتح مکہ کے دن اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا بعض کے ہاں اس جگہ حضورؐ نے نماز بھی پڑھی تھی۔

(۳) مسجد الجن۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں جنوں کا اجتماع ہوا تھا۔ آپؐ نے جنات کو قرآن مجید سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اس تبلیغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ساتھ لے کر گئے تھے۔ اور انہیں ایک جگہ بٹھا کر خود آگے تشریف لے گئے تھے۔ یہ شہر کے شمال کی طرف سوق المعلیٰ کے متصل ہے۔

(۴) مسجد الشجرۃ۔ یہ مسجد جنؔ کے مقابل ہے۔ اس جگہ ایک درخت تھا۔ جو بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا۔ اور پھر حضورؐ کے ارشاد پر واپس چلا گیا۔ مدینہ میں مسجد الشجرہ کے متعلق حکم ۱/۲۹۹ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۵) مسجد الغنم یا مسجد الاجابۃ۔ اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بیعت لی تھی محلہ معابدہ میں وادی محصب کے پاس ہے۔ محصب کے متعلق حکم نمبر ۱۸۳/۲۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

حوالہ	کیفیۃ الحج	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج	۵۷ ل/۳۰۳

(۶) مسجد انشقاق القمر - یہ مسجد جبل ابوقیس پر ہے۔ بعض کے ہاں معجزہ انشقاق القمر یہاں ہوا تھا۔
(۷) مسجد بلال - یہ جبل ابوقبیس پر ہے۔ مسجد جبل ابوقبیس حرم شریف سے نظر آتی ہے۔
(۸) مسجد عائشہ رضہ - یہ تنعیم کے مقام پر ہے۔ جو حل کی قریب ترجگہ ہے اور وہاں کی عمرہ کا احرام باندھتے ہیں (تنعیم کے متعلق حکم نمبر ۱۱ج/۲۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)۔
(۹ ؟ مسجد ذی طوی - یہ تنعیم کے راستہ میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ یا حج کے لئے تشریف لائے تو یہاں قیام فرمایا تھا۔
(۱۰) مسجد عقبہ یا مسجد بیعت - یہ مسجد منی کے قریب ہے۔ جہاں انصار مدینہ نے ہجرت مکہ مکرمہ سے قبل ۱۲ھ اور پھر ۱۳ھ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ مسجد جمرہ عقبہ سے تقریباً آدھ میل مکہ مکرمہ کی جانب ایک گھاٹی میں ہے۔
(۱۱) مسجد الجعرانہ - یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد طائف سے واپسی پر احرام باندھا تھا۔
(۱۲) مسجد الکبش یا منحر ابراہیم - یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر انہیں ذبح کرنے کے لئے چھری چلائی تھی۔
(۱۳) مسجد النحر منی - یہ جمرۂ اولی اور جمرۂ وسطی کے درمیان پانچ محل ذو قوع ہے۔ غالباً اب نہیں ہے۔ نیز بعض نے جمرہ وسطی کے قریب مسجد کوثر کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
(۱۴) مسجد نمرہ یا مسجد ابراہیم - یہ عرفات کی مسجد ہے۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر مسجد عرفات کی مغربی دیوار گرے تو عُرنہ میں گرے گی۔ عرنہ حرم ہے اور عرفات حل میں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۸ - کہتے ہیں یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک سکھائے تھے۔ حضورؐ نے بھی یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔ مسجد نمرہ کے ذکر کے متعلق حکم نمبر ۶۷ب/۳۰۳ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۹۲/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
(۱۵) مسجد النحر - منی کے بازار کے ایک کوچہ میں واقع ہے۔ دو سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں حضورؐ نے بہت سے اونٹ ذبح کئے تھے۔
(۱۶) مسجد المشعر الحرام - یہ مزدلفہ میں ہے۔ جہاں حضورؐ نے قیام فرمایا تھا وہاں اب گنبد بنا ہوا ہے۔ مزدلفہ اور المشعر الحرام کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸/۳۰۳ کا حاشیہ اور یہاں دعا کے متعلق حکم ۸/۳۰۲ کے حاشیہ کا ۱۴ ملاحظہ ہو۔ نیز عکس ۱۳ ملاحظہ ہو۔
(۱۷) مسجد ابوبکر رضہ - اس جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ جس میں دو پتھر بھی تھے۔ ایک متکلم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تھا۔ دوسرا متکا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگایا تھا۔ یہ مکان محلہ زقاق صواغین (زرگروں کی گلی میں ہے)۔ اسے دار الہجرت بھی کہتے ہیں۔
(۱۸) مسجد عمر رضہ - یہ حضرت عمر رضہ کا گھر تھا۔ نیز (۱۹) بعض نے مسجد خالد بن ولید رضہ (۲۰) مسجد اجیاد اور (۲۱) مسجد حمزہ یا بیت حمزہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ (۲۲) جنۃ المُعلّیٰ - یہ مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان ہے۔ منی کے راستہ میں المسجد الحرام سے تقریباً ایک میل پر ہے۔ یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے سوا باقی سب قبرستانوں سے افضل ہے۔ اسکی زیارت مستحب ہے۔ وہاں کئی صحابہ - تابعین اور صلحاء کی قبریں ہیں۔ مثلاً حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا حضورؐ کے بڑے صاحبزادے قاسم رضہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عبداللہ رضہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم - حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضہ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضہ - حضرت عبداللہ بن عمر رضہ۔ حضرت ابوالقاسم قشیری رح - حضرت عثمان ہارونی شیخ خواجہ اجمیری رح - مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح وغیرہ - اب اس قبرستان کے بیچ میں سڑک ہے مکہ مکرمہ کی طرف والا حصہ نیا ہے اور منی کی طرف والا حصہ پرانا ہے حضرت خدیجہ الکبری رضہ کا مزار پرانے حصہ میں ہے۔
(۲۳) حضرت خدیجہ الکبری رضہ کا مکان - یہ وہ جگہ ہے جہاں ہجرت کے زمانہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام رہا۔ یہیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی۔ بعض کے ہاں المسجد الحرام کے بعد اس کا جگہ کی فضیلت ہے۔ اب اس جگہ دینی مدرسہ بھی ہے۔ یہاں دعا کے متعلق حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۲۲ ملاحظہ ہو۔ یہ مکان مروہ کے دائیں طرف اونچائی پر بازار کی اس گلی میں ہے جہاں صرافوں کی دکانیں ہیں۔

۵۷ و ۳۰۳	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام	حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت - یہ شعب علیؓ میں ہے - یہاں دعا کے متعلق حکم $\frac{۸}{۳۰۳}$ کے حاشیہ کا ۲۱ ملاحظہ ہو یہ محلہ قشاشیہ میں ہے۔

(۲۵) حضرت علیؓ کی جائے پیدائش - یہ شعب بنی ہاشم میں ہے - یہ جگہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے۔

(۲۶) دار ارقم - یہ جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی مرکز رہا ہے - حضرت عمرؓ یہیں اسلام لائے تھے۔ اسے دار خیزران بھی کہتے ہیں - آج کل یہ جگہ صفامروہ میں شامل کرلی گئی ہے - یہ جگہ صفا کی سمت میں بنے ہوئے دروازوں میں سے پہلے دروازہ کے سامنے ہے - اس دروازہ کی محراب پر دار ارقم لکھا ہوا ہے۔

(۲۷) بیت ام ہانی رضؓ

(۲۸) شعب ابی طالب اہل مکہ کی طرف سے بائیکاٹ کے دوران حضورؐ اور آپؐ کا خاندان یہاں رہا - اور اس دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان نے بہت تنگی و تکلیف برداشت کی۔

(۲۹) غار حرا - یہ غار جبل نور میں واقع ہے - یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے منی جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے - چڑھائی زیادہ نہیں - دامن کوہ تک سواریاں جاتی ہیں - یہ غار تقریباً ۱۵ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے اسی غار میں یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں کئی کئی دن لگے رہتے - اسی مقدس غار میں پہلی وحی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ الآیۃ - سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہوئی تھیں - جو کہ سنہ ۱۳ قبل ہجری جولائی سنہ ۶۱۰ء کی کوئی تاریخ تھی - روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی بار وحی نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ربانی کا اثر یہ تھا - کہ بروایت عائشہؓ آپ لرزتے ہوئے وہاں سے گھر آئے - اور حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے اوڑھنے کی چیز اوڑھاؤ - چنانچہ آپ کو اوڑھادی گئی اور اس سے آپ کا نام مُزَمِّل (یعنی کملی والا) ہوگیا۔

اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۳۰۳}$ کے حاشیہ کا ۲۵ ملاحظہ ہو۔

(۳۰) غار ثور - یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور جبل ثور میں ہے - مکہ مکرمہ سے محلہ مسفلہ سے اس پہاڑ کی طرف راستہ جاتا ہے - چڑھائی مشکل ہے - کئی غاریں آتی ہیں - میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ غار آتی ہے - سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد اس غار میں تین دن رات ٹھہرے تھے - جس کا ذکر قرآن مجید کے ارشاد " إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الآیۃ " سورۃ توبۃ آیت ۴۰ میں آتا ہے - اسکی اونچائی تقریباً ۵ فٹ ہے - اسمیں دعا کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۳۰۳}$ کے حاشیہ کا ۲۴ ملاحظہ ہو۔

(۳۱) غار مرسلات - یہ غار مسجد خیف کے قریب جانب جنوب پہاڑوں میں ہے - اس میں دو چار آدمیوں سے زیادہ نہیں سما سکتے - یہاں سورۃ المرسلات نازل ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے - اس میں دعا کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۳۰۳}$ کے حاشیہ کا ۲۱ ملاحظہ ہو۔

(۳۲) جبل ابو قبیس - یہ پہاڑ مکہ مکرمہ کے نزدیک بیت اللہ شریف کے سامنے ہے - صفا سے ہوتے ہوئے اس پر چڑھتے ہیں - چڑھائی زیادہ نہیں ہے - مجاہد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے سب پہاڑوں سے پہلے اس پہاڑ کو پیدا فرمایا - بعض کے ہاں شق القمر کا معجزہ اس پہاڑ پر ہوا تھا - چنانچہ یہاں مسجد انشقاق القمر ہے - اور بعض کے ہاں شق القمر کا معجزہ منی میں ہوا تھا - پہلے اس پہاڑ کا نام امین تھا - حجر اسود جنت سے اس پہاڑ پر اترا - طوفان نوح کے وقت حجر اسود کی امانت اس پر رکھی گئی تھی - (حکم نمبر $\frac{۹}{۳۰۳}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) بعد میں ابو قبیس نامی شخص نے اس پہاڑ پر مکان بنایا تو اس کا نام جبل ابو قبیس ہوا - کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کی قبریں یہیں ہیں۔

(۳۳) مسجد بلال - جبل ابو قبیس پر ہے - بعض کا قول ہے کہ دراصل اسکا نام مسجد بلال نہیں مسجد ہلال ہے - یہاں سے چاند دیکھا جاتا تھا - واللہ اعلم

۵۷ / ۳۰۳	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج	کیفیۃ الحج	حوالہ

(۲۴) مکہ مکرمہ کے مشہور محلے۔

شعب بنی عامر	النقاء	الجیاد	القرارہ
الشامیہ	جرول	السلیمانیہ	سوق اللیل
المسفلہ	محلۃ الباب	القشاشیہ	شعب بنی ہاشم وغیرہ

(۲۵) مکہ مکرمہ کے مشہور بازار یہ ہیں۔

باب السلام	شارع اجیاد	شارع امیر فیصل	شارع سویقہ
شارع المسعیٰ	سوق المعلاہ	شارع الجفالی	سوق الشامی

- سوق الحرام وغیرہ

(۲۶) مدرسہ صولتیہ۔ اس مدرسہ کی بنیاد مولانا رحمت اللہ کیرانوی ضلع مظفر نگر نے رکھی تھی۔ آپ نے ۱۸۷۰ء میں آگرہ کے مشہور مناظرہ میں پادری فنڈر کو شکست دی تھی۔ آپ نے عیسائیت کے رد میں کئی کتابیں لکھیں۔ ازالۃ الشکوک، اعجاز عیسوی، اظہار حق، مراسلات مذہبی اور ازالۃ الاوہام انکی مشہور کتب ہیں۔

۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں کیرانہ اور تھانہ بھون کا ایک محاذ قائم تھا۔ تھانہ بھون میں حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح اور مولانا عبدالحکیم رح تھانوی مع رفقاء انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ کیرانہ میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رح اور چوہدری عظیم الدین رح مع رفقاء گورا فوج کو ناک چنے چبوا رہے تھے۔ بظاہر شکست کا امکان نہ تھا مگر ابنائے وطن کی غداری اور مخبروں کی سازشوں نے حالات کا رخ بدل دیا چنانچہ انگریزوں نے حالات پر قابو پانے کے بعد مولانا رحمت اللہ کیرانوی کو مفرور باغی قرار دے دیا۔ اسیطرح مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح اور ان کے خلفاء مولانا رشید احمد گنگوہی رح اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کو بھی باغی قرار دے دیا (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح ہی دار العلوم دیوبند کے بانی اور دار العلوم کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے جد امجد ہیں) انگریزوں نے ان مجاہدین کی گرفتاری کیلئے بڑے بڑے انعامات مقرر کئے اور انکی جائیدادیں نیلام کرا دیں۔ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ رح مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے ان کی قبر مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جنت المعلیٰ میں ہے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے بھی اپنا نام مصلح الدین رکھا اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ آپ نے اس سفر میں بہت مصیبتیں کاٹیں آپ پیدل جے پور اور جودھپور کے ریگستانوں سے گذرتے ہوئے سورت کی بندرگاہ پہنچے۔ جہاں سے سال میں ایک بار ہوا کے رخ پر بادبانی جہاز جدہ جایا اور آیا کرتے تھے۔ اس وقت ٹکٹ کا محصول چار روپیہ تھا۔ بالآخر آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ نے صبح صادق کے قریب مکہ پہنچکر باب العمرہ کے متصل رباط داؤدیہ کے ایک حجرہ میں قیام فرمایا اور طواف کے وقت مطاف میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملاقات ہو گئی۔ طوافِ قدوم اور سعی کے بعد دونوں رباط داؤدیہ تشریف لائے اور یہ مجاہدینِ اسلام مرکزِ اسلام میں اسلام کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ بعد میں چوہدری عظیم الدین صاحب رح بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رح کی قابلیت سے جلد ہی علمی و مذہبی حلقے متعارف ہو گئے خود سلطان عبدالحمید ترکی نے شاہی دعوت دی اور ایک مرصع تلوار پیش کی۔ جس پر یہ عبارت درج تھی ہتھیار مجاہد فی سبیل اللہ کی زینت ہے۔

کلکتہ کی ایک نیک دل خاتون صولت النساء رح موسم حج میں اپنی لڑکی اور داماد کے ساتھ مکہ مکرمہ آئیں تو مکہ مکرمہ میں ایک رباط بنانے کے جذبہ کا اظہار فرمایا۔ موصوفہ کا داماد حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رح کے درس میں جایا کرتا تھا۔ اس نے مولانا سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

۵۷ و / ۳۰۲	پانچواں باب- حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

"مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رباطوں اور مسافرخانوں کی کمی نہیں ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت دینی مدرسہ کی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کوئی مستقل دینی مدرسہ نہیں"، چنانچہ دوسرے دن صاحبہ موصوفہ مولنا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کی رائے سے اتفاق کیا۔ محلہ خندریسہ میں ایک جگہ خرید کر مدرسہ کی تعمیر شروع کی گئی۔ تقریباً تیس ہزار روپیہ اس فیاض خاتون نے صرف کیا۔ اور اسی کے نام سے مدرسہ صولتیہ نام ہوا۔ بعد میں سلطان دکن نے بھی ۲۵ ہزار کا عطیہ دیا۔ اسکے بعد سے ابتک ایک صدی سے بھی کئی سال اوپر ہو چکے ہیں کہ بخوبی چل رہا ہے۔ مدرسہ صولتیہ کی عمارات باب العمرہ کے قریب ہیں۔ اس کی پانچ مستقل اپنی عمارتیں ہیں۔ دفتر کی ایک شاخ باب عبدالعزیز کے بالکل سامنے بھی ہے۔ مدرسہ ہذا حجاج کے لئے ڈاک اور امانتیں رکھوانے کی خدمات بھی انجام دیتا ہے۔ (مترجم) ۴ــــــہ حکم نمبر ۶۰، ۶۱ / ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ــــــہ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ کہ رمل کرنا اور اضطباع کرنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو۔ اور سعی کرنا حج اور عمرہ کے ذہابات بنفل طواف میں سعی نہیں۔ اسلئے کہ نفل سعی مشروع نہیں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۵، ص ۲۲۶۔ نیز حکم نمبر ۱۶ / ۳۰۲ کا پہلا حاشیہ اور حکم ۲۵، ۲۶ / ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج　کیفیۃ الحج	حوالہ
٢٠٣-٥٨	ویصلی لکل اسبوع رکعتین فی الوقت الذی یباح فیہ التطوع[1]	کذا فی شرح الطحاوی
٥٩	ویکرہ لہ الجمع بین الاسبوعین بغیر صلوۃ بینہما فی قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح[2] سواء انصرف عن شفع او وتر	کذا فی السراج الوھاج
٦٠	وطواف التطوع افضل من صلوۃ التطوع للغرباء ولاھل مکۃ[3] الصلوۃ افضل	کذا فی شرح الطحاوی والبحر الرائق[4]
٦١	وعند الطواف الذکر افضل من القراءۃ	کذا فی السراجیۃ
٦٢	واذا کان قبل یوم الترویۃ بیوم خطب الامام خطبۃ یعلم فیہا الناس الخروج الی منی والصلوۃ بعرفات والوقوف والافاضۃ	کذا فی الہدایۃ

[1] ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ وقت نفل نماز کے لئے مکروہ ہو تو ان طوافوں کی رکعتیں مباح وقت تک مؤخر ہونگی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ٢ ص ٢٢٣ نیز حکم نمبر ٢٧/٢٠٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ردالمحتار میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح سے اس حکم میں امام ابو یوسف رح کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب وہ وقت نفل نماز کے لئے مکروہ نہ ہو اور اگر وہ وقت نفل نماز کیلئے مکروہ ہو (ایسے اوقات کا ذکر حکم نمبر ١٠١ میں ہے) تو پھر طوافوں کے درمیان (مذکورہ) نماز پڑھے بغیر طوافوں کا جمع کرنا مکروہ نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ٢ ص ٢٢٣۔ نیز حکم ٢٧/٢٠٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اہل مکہ اور مکی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ١١/٢٩٩ کے حاشیہ اور ٥/٣١٢ کے دوسرے حاشیہ میں ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ مع اہل حرم شریف مراد ہیں۔ پس اسکے مقابل غرباء سے وہ لوگ مراد ہونے چاہئیں جو حرم شریف سے باہر کے ہوں۔ (مترجم) [4] چنانچہ البحرالرائق میں اس حکم کے ساتھ مزید یہ لکھا ہے کہ اکثر فقہاء رح کے ہاں یہ حکم علی الاطلاق ہے۔ مگر اسمیں موسم کی قید ہونی چاہئے۔ ورنہ مکی ہو یا غیر مکی اس کے لئے نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ٢ ص ٢٢٣ اور ردالمحتار میں بحوالہ النہر ہے کہ مکی کے حق میں نفل نماز نفل طواف سے افضل ہونے کے حکم میں موسم کی قید ہونی چاہیئے۔ تاکہ باہر سے آنے والوں کے لئے طواف کرنے میں وسعت رہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ٢ ص ٢٣٦ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس خاص رحمتیں روزانہ اس گھر پر نازل ہوتی ہیں۔ جن میں سے ساٹھ ٦٠ طواف کرنے والوں پر اور چالیس ٤٠ وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس ٢٠ بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہیں۔ کذا فی الدر عن ابن عدی۔ اور نفل طواف زیادہ کرنے والوں کے متعلق احیا میں ہے کہ حضرت کرز بن وبرہ رح نے ستر طواف ایک دن اور ستر طواف ایک رات میں کئے (واللہ علم بالصواب) یہ تقریباً کل تیس ٣٠ میل کی مسافت اور ٢٨٠ رکعت تحیۃ الطواف کے بن جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا معمول روزانہ دو ختم قرآن مجید کا بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آخرت کی دائمی زندگی کے لئے کمائی کرنے والے کیسے کیسے لوگ گزرے ہیں۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ (جس صورت میں) فقہاء رح کا قول ہے کہ نماز طواف سے افضل ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مثلاً دو رکعت نماز طواف کے سات پھیروں سے افضل ہے۔ اسلئے کہ طواف بھی دو رکعتوں کو مشتمل ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جو وقت طواف میں صرف ہو اگر اتنا ہی وقت نماز میں صرف ہو تو نماز میں معروف وقت کو فضیلت حاصل ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ٢ ص ٢٣٦ وھکذا فی حاشیۃ البحرالرائق ج ٢ ص ٢٣٥۔ نیز المسجد الحرام میں نماز کے ثواب کے متعلق حکم نمبر ٤/٣٠٢ کا دوسرا حاشیہ اور طواف اور عمرہ میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۴-۵۸	اور ہر سات پھیروں (یعنی ایک مکمل طواف) کے بعد دو رکعتیں ایسے وقت میں پڑھے گا - جسمیں نفل پڑھنا مباح ہوتا ہے [۱]	شرح طحاوی
۵۹	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب سات سات پھیروں کے دو طوافوں کو ان کے درمیان (مذکورہ) نماز پڑھے بغیر جمع کرنا مکروہ ہے - خواہ اس نے جفت پھیرے کر کے طواف چھوڑا تھا یا طاق پھیرے کر کے طواف چھوڑا تھا [۲]	سراج وہاج
۶۰	ان لوگوں کیلئے جو (حرم شریف سے [۳]) باہر کے ہوں - خانہ کعبہ کا نفل طواف کرنا نفل نماز سے افضل ہے - اور مکہ والوں کے لئے (نفل طواف کی نسبت) نفل نماز افضل ہے [۴]	شرح طحاوی و بحر الرائق
۶۱	طواف کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے -	سراجیہ
۶۲	جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ سے ایک دن پہلے ہو تو امام ایک خطبہ [۵] دے - جسمیں لوگوں کو منیٰ کی طرف جانے - عرفات میں نماز پڑھنے - وقوف کرنے اور عرفات سے مزدلفہ آنے کے احکام سکھائے	ہدایہ

باہمی فضیلت کے متعلق حکم ۱/۲۰۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۵] تاریخ الحرمین طبع ۵ ص ۴۲ تا ۴۵ میں ہے کہ المسجد الحرام میں خلفاء اور امراء مکہ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے - کبھی خانہ کعبہ کے سامنے اور کبھی حجر اسمٰعیل میں کھڑے ہوتے - وہاں منبر پر پہلا خطبہ معاویہؓ بن ابی سفیان نے دیا - وہ منبر حج کے موقع پر اپنے ساتھ شام سے لاتے تھے - اسکے تین درجے تھے - پھر اسکی کئی بار درستی کی گئی - ہارون الرشید کے عہد میں اسکے عامل مصر موسیٰ بن عیسیٰ نے نو درجوں والا منبر بھیجا اور پہلا منبر عرفہ میں رکھا گیا - پھر واثق باللہ نے مکہ مکرمہ - منیٰ اور عرفات میں منبر بنوائے مستنصر بن متوکل عباسی اپنے باپ کے عہد میں حج کے لئے آیا - تو ایک بڑا منبر چھوڑ آیا - پھر کئی منبر بنائے گئے خلیفہ مقتدی عباسی کا وزیر بغداد سے ہزار دینار قیمت کا منبر لایا مگر مصریوں نے خلیفہ مقتدی کی بجائے المستنصر عبیدی حاکم مصر کا خطبہ پڑھا اور وہ منبر جلا دیا - امیر مکہ محمد جعفر کبھی بنو عباس کا خطبہ پڑھتا اور کبھی ملوک مصر کا خطبہ پڑھتا - ۷۶۶ھ میں حاکم مصر الملک الاشرف شعبان نے منبر بنوایا جسپر ۲۱ سال خطبہ دیا گیا - ۷۹۷ھ الملک الظاہر برقوق حاکم مصر نے منبر بنوایا جسکی کئی بار اصلاح ہوئی - ۸۱۵ھ میں یوم ترویہ کو حاکم مصر شیخو کے منبر پر خطبہ دیا گیا - یہ منبر لکڑی کا تھا - ۸۱۸ھ میں، ذوالحجہ کو حاکم مصر حسن النقدہ کے نئے منبر پر خطبہ دیا گیا - ۸۶۶ھ میں قاہرہ سے الملک الناصر خشقدم کا منبر لایا گیا اور اسپر خطبہ ہوا - ۸۷۷ھ میں الملک الاشرف قائت بائی الظاہری نے لکڑی کا منبر بھیجا جسپر یکم ذوالحجہ کو خطبہ دیا گیا ۸۷۹ھ میں ۲۵ ذیقعدہ کو المسجد الحرام کیلئے لکڑی کا منبر پہنچا جسپر یکم ذی الحجہ کو خطبہ دیا گیا - اب ان مذکورہ منبروں کے آثار موجود نہیں ہیں - آخری منبر ۹۶۶ھ میں سلطان سلیمان خان بن سلطان سلیم خان عثمانی نے چمکدار رخام کا بنوایا - جو اب تک خانہ کعبہ کے شرقی طرف المسجد الحرام کے صحن میں موجود ہے - اور شمالی طرف سے مقام ابراہیم کے قریب ہے - اس خوبصورت منبر کے ۱۲ زینے ہیں - اسپر سنگ مرمر کے چار ستونوں پر مستطیل قبہ ہے - جو مضبوط لکڑی کا ہے - جن میں چاندی کی میخوں پر سونے کا پانی چڑھا ہے - ان سے ۳۸۸ (بلکہ زائد) سال گذرنے کے باوجود طلا نہیں اترا - اس منبر کے ہلال کا قبہ مطاف کے صحن سے ۲۰ شرعی گز اونچا ہے - اختلاف موسم کے باوجود خطیب کے چہرے پر دھوپ نہیں پڑتی - اس پر کچھ عبارات و آیات بھی لکھی ہیں - مثلاً اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اس منبر پر ابو حامد البخاری نے پہلا خطبہ عید الفطر کا دیا تھا - ۲۲، ذوالحجہ ۱۰۲۰ھ کو سلطان احمد خان کا بھیجا ہوا (مونہ) ہلال اس منبر کے ساتھ لگایا گیا - اور اوپر کے حصہ میں اینٹوں کی جگہ تختیاں لگا کر اوپر چاندی کے پترے لگائے گئے جن پر سونے کا پانی چڑھا تھا - ص ۵۵ میں کہ اب یہ منبر مشرق کی طرف کر دیا گیا ہے جس سے مطاف وسیع ہو گیا ہے - اور یہ منبر عروس المسجد الحرام ہے - ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً - نیز عکس ص ۵ ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
٢٠٣ - ٦٣	وفی الحج ثلاث خطب اولها ما ذكرنا والثانية بعرفات يوم عرفة والثالثة بمنى فی اليوم الحادی عشر فيفصل بين كل خطبتين بيوم	کذا فی الهدایۃ
٦٤	كلها خطبة واحدة فلا يجلس فی وسطها الا خطبة يوم عرفة فانها خطبتان فيجلس بينهما	کذا فی التبیین
٦٥	وكلها تخطب بعد الزوال بعد ما صلى الظهر الا يوم عرفة فانها بعد الزوال قبل ان يصلی الظهر	کذا فی التبیین
٦٦	ثم يروح مع الناس الى منى يوم التروية بعد صلوة الفجر وطلوع الشمس وهو الصحيح ولو ذهب قبل طلوع الشمس جاز والاول اولى	کذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی البدائع
	ثم لا يترك التلبية فی احوال كلها فی مكة وفی المسجد الحرام وغيره ويلبی عند الخروج من مكة يدعو بما شاء ويهلل	کذا فی التبیین
	ويبيت بمنى ويصلی ثمة صلوة الفجر يوم عرفة بغلس ثم يتوجه الى عرفات ولو صلى الظهر يوم التروية بمكة ثم خرج منها وبات بمنى لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ جیسا کہ حکم نمبر ٧٠، ٧١ / ٢٠٣ میں ہے۔ (مترجم) ۲ اسکے متعلق حکم ١٦٤ / ٢٠٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۳ حکم نمبر ٧٠ / ٢٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ زوال کے وقت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٦، ٧ / ٩٩ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵ حکم نمبر ٦٨ تا ٧٠ / ٢٠٣ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۶ نقشہ ۹ ملاحظہ ہو۔ اور نور الایضاح میں ہے کہ کر کے تو منی میں مسجد خیف کے قریب پڑاؤ ڈالے اور حاشیہ نور الایضاح میں ہے کہ منی حرم شریف میں داخل ہے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ایک فرسخ پر ہے۔ ماخوذ از نور الایضاح مع حاشیہ صـ ٨٢ البتہ آج کل موجودہ سڑک کا راستہ کچھ زیادہ بنتا ہے۔ نیز مسجد خیف کے متعلق حکم نمبر ٥٧ ب / ٢٠٣ کے پہلے حاشیہ کا ۱ و عکس نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے۔ کہ منی میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھ لے۔ هَذَا مِنًى وَهُوَ مِمَّا دَلَلْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ الْمَنَاسِكِ فَمُنَّ عَلَيْنَا بِجَوَامِعِ الْخَيْرَاتِ كَمَا مَنَنْتَ عَلَى اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ تَفْعَلُ بِي مَا اَرَدْتَ اَللّٰهُمَّ وَاِيَّاكَ اَدْعُوْ وَمِنْكَ اَرْجُوْ فَبَلِّغْنِي صَالِحَ اَمَلِي وَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَقِنِي عَذَابَ النَّارِ۔ ماخوذ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ٢١٧۔ یعنی (اے اللہ تعالی) یہ منی ہے۔ اور یہ جگہ منجملہ ان جگہوں کے ہے جہاں تو نے حج کی عبادات بتا رکھی ہیں۔ پس ہم پر سب خیریں جمع کرنے کا احسان فرما۔ جیسا کہ تو نے اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں پر احسان کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں میرا ماتھا تیرے قبضہ میں ہے۔ تو میرے ساتھ جیسا سلوک چاہے کر سکتا ہے۔ اے اللہ تعالی میں خاص تجھ ہی کو پکارتا ہوں۔ تجھ ہی سے امید رکھتا ہوں پس میری نیک امیدوں کو پورا کر۔ میرے گناہ بخش دے اور آگ کے عذاب سے بچا دے۔ نیز حکم نمبر ٣٥ ب / ٢٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷ تلبیہ کے متعلق حکم نمبر ٣٠ / ٣٠٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وضمنی نمبر	پانچواں باب ۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام ۔ حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۶۳	حج میں کل تین خطبے (مسنون) ہیں۔ پہلا خطبہ جو (۶۲/۳۰۳ میں) ذکر ہوا۔ دوسرا خطبہ عرفہ (یعنی ذوالحجۃ کی نویں تاریخ) کے دن عرفات میں ہے[۱] اور تیسرا خطبہ ذوالحجہ کی گیارہویں تاریخ کو منی میں ہوتا ہے[۲] پس ہر دو خطبوں میں (ایک) ایک دن کا فصل ہے۔	ہدایہ
۶۴	(مذکورہ) وہ سب خطبے ایک ایک خطبہ ہوتا ہے۔ پس اسکے درمیان بیٹھنا نہیں ہوتا۔ مگر عرفہ کے دن کا خطبہ دو خطبے ہوتے ہیں۔ پس ان دونوں کے درمیان بیٹھے گا[۳]	تبیین
۶۵	(مذکورہ) وہ سب خطبے بعد زوال[۴] ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ہوتے ہیں۔ مگر عرفہ کے دن کا خطبہ زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے ہوتا ہے[۵]	تبیین
۶۶	(ا) پھر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ فجر کی نماز اور سورج طلوع ہونے کے بعد لوگوں کے ساتھ منی جاتے[۶] (ب) یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔ اور اگر کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے (منی) چلا گیا تو جائز ہے اور پہلا حکم اولی ہے۔	قاضیخان بدائع
	(ج) پھر یہ حکم بھی ہے کہ (احرام والا شخص) کہ مکہ مکرمہ میں ہو یا المسجد الحرام میں ہو۔ سب حالات میں[۷] تلبیہ نہ چھوڑے اور مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت بھی تلبیہ پڑھے[۸]۔ اور جو دعا چاہے پڑھے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے۔ (د) (پھر) رات منی میں رہے[۹] اور عرفہ[۱۰] کے دن وہیں فجر کی نماز منہ اندھیرے[۱۱] پڑھے۔ اور پھر عرفات کو چلا جائے[۱۲] (س) اگر کسی شخص نے ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی پھر وہاں سے نکلا اور منی میں رات گزاری تو اس میں کچھ حرج نہیں[۱۳]	تبیین قاضیخان

[۹] قوله بغلس هذا اخلاف قول الاكثر اه عربی حاشیہ فتاوی ہذا (ترجمہ: عرفہ کے دن فجر کی نماز منہ اندھیرے میں پڑھنے کا مذکورہ حکم اکثر اہل علم کے قول کے خلاف ہے) اور ردالمحتار میں ہے۔ عرفہ کی فجر مختار وقت یعنی اسفار میں پڑھے اور قاضیخان میں ہے کہ منہ اندھیرے پڑھے گویا صاحب قاضیخان نے مزدلفہ کی فجر پر قیاس کیا ہے۔ اور اکثر اہل علم کے ہاں پہلا حکم (یعنی مختار وقت میں پڑھنا) افضل ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۶ (مترجم) [۹] بعض اہل علم سے منقول ہے کہ عرفہ کی شب یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں و نویں تاریخ کی درمیانی رات کو منی میں یہ دعا ہزار بار پڑھے تو اللہ تعالی سے جو مانگے سو پائے یہ دعا وہی ہے جو حکم نمبر ۲۷/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ میں جبل رحمت پر نگاہ پڑتے وقت کی دعا ہے (مترجم) [۱۰] اس حکم کی عربی عبارت کا عربی حاشیہ مع ترجمہ و مزید حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۱] عرفات مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب تقریباً نو میل پر ہے۔ نقشہ ۹ و عکس ۱۲ ملاحظہ ہو۔ یہ حرم شریف سے باہر اس سڑک پر ہے جو طائف کی طرف جاتی ہے۔ منی سے عرفات جاتے ہوئے راستہ میں مزدلفہ آتا ہے۔ جہاں واپسی پر قیام ہوتا ہے۔ یہاں سے عرفات جانے کیلئے ایک راستہ مازمین کا راستہ ہے۔ جو سیدھا عرفات کو جاتا ہے۔ یہ عرفات سے واپسی کا راستہ ہے۔ (اسکے متعلق حکم نمبر ۱۰۳/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) دوسرا راستہ ضب پہاڑی کا راستہ ہے۔ جو مازمین سے دائیں طرف ہے اور نمرہ کو جاتا ہے۔ اس راستے عرفات جانا چاہیئے۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ عرفات کو ضب کے راستہ سے جائے اور ردالمحتار میں ہے کہ ضب اس پہاڑ کا نام ہے۔ جو مسجد خیف سے ملتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۷ (مترجم) [۱۲] فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جب منی سے عرفات جائے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ وَاِيَّاكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُبَارِكَ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَاَنْ تَقْضِيَ لِيْ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱۔ ترجمہ: اے اللہ میں تیری طرف یکسو ہوا تجھ پر بھروسہ کیا۔ تجھ پر اعتماد کیا۔ خاص تو ہی میرا مطلوب ہے۔ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے سفر میں برکت عطا فرما۔ میری حاجت کو عرفات میں پورا فرما اور میرے گناہوں کو بخشدے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے۔ نیز حکم ۴۵/۳۰۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۳] البتہ ردالمحتار میں ہے کہ مستحب ہے کہ اسدن ظہر کی نماز منی میں پڑھے اور عرفہ کی صبح تک وہاں رہے۔ (اسطرح پانچ نمازیں منی میں آجائیں گی) ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۶۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ منی میں ٹھہرنا مندوب ہے۔ اور وہاں رات گذارنا سنت ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۵۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-	ولو بات بمكة وصلى بها الفجر يوم عرفة ثم توجه الى عرفات ومر بمنى اجزأه ولكن اساء بترك الاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم ولو وافق يوم التروية يوم الجمعة له ان يخرج الى منى قبل الزوال لعدم وجوب الجمعة عليه فى ذلك الوقت وبعده لا يخرج ما لم يصلها لوجوبها عليه	كذا فى التبيين
۶۷	فاذا انتهى الى عرفات ينزل فى اى موضع شاء	كذا فى فتاوى قاضيخان
	وقرب الجبل افضل	كذا فى التبيين
	ولا ينزل على الطريق كيلا يضر بالمارة	هكذا فى المحيط
۶۸	واذا زالت الشمس اغتسل ان احب	كذا فى محيط السرخسى
۶۹	ويصعد الامام المنبر ويؤذن المؤذن وهو عليه	كذا فى محيط السرخسى
	وهو ظاهر المذهب وهو الصحيح	كذا فى البحر الرائق
۷۰	ثم يخطب بعد الاذان خطبتين قائما ويجلس بينهما كما فى يوم الجمعة	كذا فى محيط السرخسى
	وان خطب قاعدا اجزأه ولكن القيام افضل وان ترك او خطب قبل الزوال اجزأه وقد اساء	كذا فى الجوهرة النيرة

۱ـ جیسا کہ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۵ میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ جو عوام ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ سے عرفات کی زمین میں داخل ہونا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ غلط ہے اور اس سے کئی سنتیں رہ جاتی ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۷ (مترجم) ۲ـ حکم نمبر ۱۴۰/۱ / ۲۰۸ ، ۵ تا ۷ / ۲۰۹ ملاحظہ ہو۔ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد جمعہ پڑھے بغیر (شہر سے) سفر کرنا مکروہ ہے۔ اور زوال سے پہلے مکروہ نہیں ہے اسلئے کہ جمعہ کیلئے سعی کا خطاب زوال کے بعد متوجہ ہوتا ہے۔ نیز صاحب رد المحتار نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ جو شخص اکیلے نہ جا سکتا ہو اور جمعہ پڑھنے کی صورت میں اسکے ساتھی چھوٹ جاتے ہوں تو وہ مستثنیٰ ہونا چاہیئے (یعنی اسے زوال کے بعد شہر سے جانا مکروہ نہیں ہونا چاہیئے۔) ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷۷۔ نیز منیٰ میں بھی جمعہ جائز ہونیکے متعلق حکم نمبر ۸ / ۲۰۹ ملاحظہ ہو اور وہاں نماز عید کے متعلق حکم نمبر ۱۲۴ / ۱۴۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ـ عرفات کا میدان کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ منیٰ سے چھ سات میل ہے۔ اسکی حدود پر نشان لگے ہوتے ہیں۔ وہاں زمین سے تقریباً ۲۰۰ گز بلند عرفات کی پہاڑی بھی ہے۔ عرفات تعارف اور پہچان کے مفہوم میں آتا ہے چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ یہ نام اسلئے ہوا کہ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام نے زمین پر اترنے کے بعد یہاں ایکدوسرے کو پہچانا (اسکے متعلق حکم نمبر ۱ / ۲۹۹ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو) یا یہ نام اس لئے ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں من جانب اللہ حکم کو جانا۔ یا اسلئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہاں حج کے احکام کی پہچان کرائی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۵، ص ۳۳۶۔ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ عرفات میں قبول ہوئی تھی۔ بعد میں اولادِ آدم کیلئے توبہ کرنے، اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے اور اہل مشرق و مغرب میں باہمی تعارف کیلئے یہیں موقع فراہم کیا گیا۔ نیز حکم نمبر ۹۲/۱ / ۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ـ جبل رحمت عرفات میں ہے زمین تقریباً ۲۰۰ فٹ اونچا اور سطح سمندر سے تقریباً ۳۰۰۰ فٹ اونچا ہے۔ اسے موقف اعظم بھی کہتے ہیں۔ اسکے قریب وقوف کے متعلق حکم نمبر ۳۹۲/۱۱ / ۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو یہ دعا بھی پڑھ لے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ

دفعات دستی نمبر	پانچویں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-	(س) اگر کسی شخص نے مکہ مکرمہ میں رات گذاری اور عرفہ کی فجر کی نماز وہیں پڑھی۔ پھر منی سے ہوتا ہوا عرفات چلا گیا تو کفایت کر جائے گا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوٹ جانے کی وجہ سے اس نے برائی کی۔[۱]	
	(ص) اگر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال کے وقت سے پہلے منی جانا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس وقت تک اس پر جمعہ کا وجوب نہ تھا۔ اور زوال کے وقت کے بعد جمعہ پڑھے بغیر منی نہ جائے اس لیئے کہ (اس وقت) اس پر جمعہ واجب ہو گیا[۲]	
۶۷	(ا) جب عرفات[۳] پہنچے تو جہاں چاہے اتر پڑے	تبیین، قاضیخان
	(ب) اور پہاڑ (جبل رحمت[۴]) کے قریب اترنا افضل ہے[۵]	تبیین
	(ج) البتہ راستہ میں نہ اترے تاکہ گزرنے والے کو دقت نہ ہو[۶]	محیط
۶۸	جب سورج زوال پذیر ہو تو اگر پسند کرے تو غسل کرے[۷]	محیط سرخسی
۶۹	(ا) امام منبر پر چڑھے اور موذن اذان دے درانحالیکہ امام منبر پر ہو	محیط سرخسی
	(ب) یہی حکم ظاہر مذہب کا ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔	بحر رائق
۷۰	(ا) پھر امام اذان کے بعد کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں ہوتا ہے[۸]	محیط سرخسی
	(ب) اگر امام نے (یہ) خطبہ بیٹھکر پڑھا تو کفایت کر جائے گا۔ لیکن کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا افضل ہے (ج) اور اگر امام نے خطبہ ترک کر دیا۔ یا زوال سے پہلے خطبہ پڑھ دیا۔ تو کفایت کر جائے گا۔ البتہ اس نے برائی کی[۹]	جوہرہ نیرہ

هُوَ طِنُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَائُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْهِ۔ ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات کہ آسمان میں اسکا عرش ہے پاک ہے وہ ذات کہ زمین میں اسکی سیرگاہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ سمندر میں اسکا راستہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ آگ میں اسکی شان قہاریت ہے۔ پاک وہ ذات کہ جنت میں اسکی رحمت ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ قبر میں اسکا حکم نافذ ہے پاک ہے وہ ذات کہ ہوا میں اسکا روح ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو رکھا اور پاک ہے وہ ذات کہ اسکے سوا کوئی جائے پناہ اور کوئی جائے نجات نہیں۔ نیز حکم $\frac{۹۸، ۹۹}{۳۰۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ردالمحتار میں بحوالہ المعراج لکھا ہے کہ عرفات میں راستہ کے علاوہ جہاں چاہے اترے اور جبل رحمت کے قریب اترنا افضل ہے۔ اور تینوں اماموں کا قول ہے کہ نمرہ میں اترنا افضل ہے۔ امام رشید الدین سے منقول ہے کہ زوال شمس تک مسجد کے قریب نمرہ میں اترنا چاہیئے (عکس [۱۱] ملاحظہ ہو) اور پھر عرفات جانا چاہیئے۔ اور شرح اللباب میں یوں موافقت دی گئی ہے کہ نمرہ میں اترنے کا حکم امام کے لئے ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں یا یہ کہ پہلے نمرہ اترے پھر جبل رحمت کے قریب اترے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۷ اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ عرفات پہنچے تو دعا۔ ذکر و تلبیہ میں مشغول رہے اور سورج کا زوال ہو تو غسل کرے یہ افضل ہے۔ یا وضو کرے پھر مسجد نمرہ آئے۔ اور جب امام منبر پر بیٹھے تو اذان دی جائے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۳۔ نیز مسجد نمرہ عرفات کے کنارے پر ہے۔ اسے مسجد ابراہیم اور مسجد عرفہ بھی کہتے ہیں اور اگر مسجد نمرہ نہ پہنچ سکے تو عرفات میں جہاں قیام ہو وہیں ذکر و استغفار کرتا رہے۔ (مترجم) [۶] حکم نمبر $\frac{۹۲}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] احرام والا غسل کر سکتا ہے۔ خواہ پانی گرم ہو یا ٹھنڈا ہو حکم نمبر $\frac{۶۷}{۳۰۳}$ میں حاشیہ شرح وقایہ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اسمیں کوئی حرج نہیں کہ احرام والا غسل کرے یا حمام جائے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۵ اور معلم الحجاج میں ہے کہ ضرورت کیلئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے۔ لیکن میل دور نہ کرے۔ نیز محرم کیلئے غوطہ لگانا جائز ہے از معلم الحجاج ص ۱۲۱ مگر محرم کے لئے سر اور داڑھی کے بالوں کو خطمی سے دھونے اصابن وغیرہ سے میل دور کر[illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
٣٠٢-٧١	ویعلم الناس فی الخطبۃ الوقوف بعرفۃ والمزدلفۃ والافاضۃ ورمی جمرۃ العقبۃ فی یوم النحر والنحر والحلق وطواف الزیارۃ وجمیع المناسک الی الیوم الثانی من ایام النحر هکذا فی غایۃ السروجی	شرح الهدایۃ
٧٢	ثم ینزل فیصلی الامام الظهر والعصر فی وقت الظهر باذان واقامتین ولا یجهر فیهما	کذا فی محیط السرخسی
٧٣	ولا یتطوع بین الصلوتین غیر سنۃ الظهر فلو تطوع بینهما کره واعاد اذان العصر فی ظاهر الروایۃ	هکذا فی الکافی
	وکذا اذا اشتغل بینهما بعمل آخر من اکل او شرب	هکذا فی السراج الوهاج
٧٤	ثم لجواز الجمع اعنی تقدیم العصر علی وقتها واداءها فی وقت الظهر شرائط (منها) ان تکون مرتبۃ علی ظهر جائز استحسانا	کذا فی البدائع
٧٥	فلو صلی الظهر قبل الزوال علی ظن ان الشمس زالت والعصر بعده اعاد الخطبۃ والصلوتین استحسانا	کذا فی محیط السرخسی
٧٦	(ومنها الوقت) وهو ان یکون یوم عرفۃ	کذا فی الکفایۃ
٧٧	(والمکان) وهو عرفات	کذا فی الکفایۃ
٧٨	(ومنها احرام الحج) قالوا ینبغی ان یکون محرما بالحج عند اداء الصلوتین حتی لو کان محرما بالعمرۃ عند اداء الظهر ومحرما بالحج عند اداء العصر لا یجوز له الجمع	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حج کے ان اعمال کے تذکرہ کے حوالوں کے متعلق حکم نمبر ۲۹۲، ۲۹۴ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ ظہر کے ذکر میں اشارہ ہے کہ اگر عرفات میں وقوف کے دن جمعہ ہو تو (وہاں) نماز جمعہ نہیں پڑھی جاتی (بلکہ نماز ظہر ہی پڑھی جاتی ہے) ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۳ نیز اسکے متعلق حکم نمبر ۹/۲۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ چنانچہ نور الایضاح میں ہے کہ زوال آفتاب اور خطبوں کے بعد مسجد نمرہ میں پڑھے (عکس ۱۱ ملاحظہ ہو) امام یا اسکے نائب کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۲-۷۱	امام لوگوں کو (اس) خطبہ میں عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے، عرفات سے مزدلفہ جانے۔ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے۔ قربانی کرنے۔ سر منڈانے۔ طوافِ زیارت کرنے اور قربانی کے دوسرے دن تک کے متعلق حج کی تمام عبادتوں کے احکام سکھائے[1]	غایہ سروجی
۷۲	پھر امام منبر سے اترے اور (اس دن) ظہر کے وقت میں ظہر[2] اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں[3] سے پڑھے اور ان (کی قرآت) میں جہر نہ کرے	محیط سرخسی
۷۳	(الف) مذکورہ نمازوں کے درمیان ظہر کی سنتوں کے علاوہ کوئی نفل نہ پڑھے[4]	
	(ب) اگر کسی نے ان دو نمازوں کے درمیان نفل پڑھے تو مکروہ ہے۔ اور (اس صورت میں) ظاہر روایت کے بموجب نمازِ عصر کے لئے اذان دوبارہ کہے۔	کافی
	(ج) اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص مذکورہ دو نمازوں کے درمیان کسی اور کام میں مثلاً کھانے پینے میں مشغول ہوگیا (تو نماز عصر کے لئے اذان دوبارہ کہے)	سراج وہاج
۷۴	پھر مذکورہ نمازوں کو جمع کرنے یعنی نمازِ عصر اسکے اپنے وقت سے پہلے بوقت ظہر پڑھنے کے لئے (چھ)[5] شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک[1] شرط یہ ہے کہ وہ نماز عصر جائز نماز ظہر کے بعد پڑھی جائے۔ یہ حکم از روئے استحسان ہے۔	بدائع
۷۵	پس اگر کسی شخص نے (اس) ظہر کی نماز زوالِ آفتاب سے پہلے اس گمان سے پڑھ لی کہ سورج ڈھل چکا ہے۔ اور اسکے بعد عصر کی نماز پڑھی تو اسکے لئے از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ وہ خطبہ اور ان دونوں نمازوں کا اعادہ کرے۔	محیط سرخسی
۷۶	مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کی شرطوں میں سے ایک[2] شرط وقت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عرفہ (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ) کا دن ہو۔	کفایہ
۷۷	مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کی شرطوں میں سے ایک[3] شرط جگہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عرفات ہو۔	کفایہ
۷۸	مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کی شرطوں میں سے ایک[4] شرط حج کا احرام ہے۔ فقہائؒ نے کہا ہے کہ ان دونوں نمازوں کے ادا کرتے وقت حج کا احرام ہونا چاہیئے۔ حتیٰ کہ اگر اس ظہر کی نماز ادا کرتے وقت کسی شخص کا احرام عمرہ کا تھا۔ اور اس عصر کی نماز ادا کرتے وقت اس کا احرام حج کا تھا۔ تو ان دو نمازوں کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان

کے ساتھ پڑھے۔ ماخوذ از نور الایضاح ص۸۲ نیز ان دونوں نمازوں کو جمع کرنے اور متعلقہ شرائط کے متعلق حکم ۷۲ تا ۹۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ اور مابعد کے عمل کے متعلق حکم ۹۱/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۱۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] ان شرطوں کا ذکر حکم نمبر ۷۲ تا ۹۰/۲۰۲ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۲۰۳-۷۹	ثم لابد من الاحرام بالحج قبل الزوال فی روایۃ تقدیما للاحرام علی وقت الجمع وفی اخری یکتفی بالتقدیم علی الصلوۃ لان المقصود هو الصلوۃ	کذا فی الهدایۃ
	وهو الصحیح	هکذا فی البحر الرائق
۸۰	(ومنها الجماعۃ) عند ابی حنیفۃ رح وعندهما لیست بشرط فمن صلی الظهر وحدہ[۱] فی رحلہ صلی العصر فی وقتہ عند ابی حنیفۃ رح وقالا یجمع بینهما المنفرد	کذا فی الهدایۃ
	والصحیح قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی الزاد
۸۱	ولو فاتتا مع الامام او فاتتہ واحدۃ منهما صلی العصر لوقتہ ولا یجوز لہ تقدیم العصر علی قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی شرح الطحاوی
۸۲	ولا یشترط الامام لجمیع اداء الظهر	کذا فی البحر الرائق
۸۳	فاذا ادرک مع الامام رکعۃ واحدۃ من الصلوتین او شیأ من الصلوتین جاز الجمع اجماعا	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۸۴	ولو نفر الناس عن الامام فصلی وحدہ الصلوتین جاز ذکرہ مطلقا لکن ان کان بعد الشروع یجوز بالاتفاق وان کان قبل الشروع اختلفوا فیہ قیل یجوز عندهما وعند ابی حنیفۃ رح لا یجوز وقیل یجوز عندهم جمیعا	کذا فی محیط السرخسی
۸۵	لو احدث الامام فی الظهر فاستخلف غیرہ یجمع المستخلف بینهما[۲]	کذا فی التبیین
۸۶	ولو جاء الامام بعد ما خرج الخلیفۃ من العصر صلی العصر فی وقتها ولا یجوز لہ الجمع	کذا فی التبیین

۱؎ اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے متعلق حکم نمبر ۱۱۱، ۱۱۲ / ۲۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ نماز میں امامت کے لئے خلیفہ بنانے کے متعلق حکم نمبر ۱۷۵ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام .... حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲ - ۷۹	(ا) پھر ایک روایت کے بموجب (مذکورہ احرام میں) یہ بھی ضروری ہے۔ کہ حج کا احرام (اس دن کے) زوال کے وقت سے پہلے ہو۔ تاکہ احرام (ان نمازوں کے) جمع کے وقت سے پہلے ہو۔ (ب) اور دوسری روایت کے بموجب (ظہر کی) نماز سے پہلے حج کے احرام کا ہونا بھی کافی ہوجاتا ہے۔ اسلئے کہ مقصود نماز پڑھنا ہے۔ (ج) اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے[۵]	ہدایہ بحرالرائق
۸۰	(ا) مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط جماعت ہے۔ اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں جماعت سے شرط نہیں ہے۔ پس جس شخص نے اپنے پڑاؤ کے پاس ظہر کی نماز اکیلے پڑھ لی۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ شخص عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھے۔ اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے۔ کہ وہ بھی جمع کرلے۔ (ب) صحیح (حکم وہ ہے جو) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔	ہدایہ زاد
۸۱	اگر مذکورہ دو نمازیں یا ان میں سے کوئی ایک نماز امام کے ساتھ نہ پڑھی تو وہ عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھے۔ اور اسکے لئے امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔	شرح طحاوی
۸۲	مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ کہ ظہر کی پوری نماز امام کے ساتھ ہو۔	بحرالرائق
۸۳	پس اگر کسی شخص نے مذکورہ دو نمازوں میں سے ایک ایک رکعت یا نماز کا کچھ حصہ امام کے ساتھ پالیا تو جمع کرنا بالاجماع جائز ہے۔	جوہرہ نیرہ
۸۴	(ا) اگر مذکورہ نمازوں میں مقتدی لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو امام نے تنہا وہ دو نمازیں (جمع کرکے) پڑھیں تو جائز ہے۔ یہ حکم بغیر قید ذکر ہے۔ (ب) لیکن (اصل حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مقتدی نماز شروع ہونے کے بعد چلے گئے تو بالاتفاق (جمع کرنا) جائز ہے۔ اور اگر وہ مقتدی نماز شروع ہونے سے پہلے چلے گئے تو اس (صورت کے حکم) میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاءؒ کا قول ہے کہ صاحبینؒ کے ہاں جائز ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اور بعض فقہاءؒ کا قول ہے کہ سب کے ہاں جائز ہے۔	محیط سرخسی
۸۵	اگر (مذکورہ) ظہر کی نماز میں امام کا وضو نہ رہا اور اس نے کسی اور کو خلیفہ بنایا تو وہ خلیفہ دونوں نمازیں جمع کرے گا۔	تبیین
۸۶	اگر (مذکورہ صورت میں) امام اس وقت آیا۔ جب کہ اس کا خلیفہ اس عصر کی نماز سے فارغ ہوچکا تھا۔ تو امام عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھے اسکے لئے (اس ظہر وعصر کو) جمع کرنا جائز نہ ہوگا[۳]	تبیین

[۳] حکم ۸۱/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳ - ۸۷	ولو احدث الامام بعد ما خطب وامر رجلا بالصلوٰۃ والمأمور لم یشھد الخطبۃ جازلہ ان یصلی بھم الصلوتین جمیعا ولو لم یأمر احدا لکن تقدم واحد من الناس[1] وصلی بھم جمیعا لم یجز فی قول ابی حنیفۃ لان المذھب عندہ ان الامام اومن یقوم مقامہ شرط لجواز الجمع ولو کان المتقدم من ذی سلطان کالقاضی وصاحب الشرط وغیرھما اجزأھم بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی
۸۸	(ومنھا) ان یکون الامام ھو الامام الاعظم او نائبہ وھو شرط عند ابی حنیفۃ[2]	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۸۹	فلو صلی الظھر بجماعۃ لامع الامام والعصر مع الامام لم یجز العصر عند ابی حنیفۃ والصحیح قولہ	ھکذا فی البدائع
۹۰	ولو مات الامام وھو الخلیفۃ جمع نائبہ او صاحب شرطتہ ولو لم یکن لہ نائب ولا صاحب شرطۃ صلوا کل واحد منھما فی وقتھا	کذا فی التبیین
۹۱	واذا فرغ الامام من العصر راح الی الموقف	کذا فی المحیط
۹۲	وعرفات کلھا موقف الا بطن عرنۃ	کذا فی الکنز
	ویقف فی ای موضع شاء	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] حکم نمبر ۸۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو اور نماز جمعہ کی صورت میں حکم نمبر ۱۳/۱۷۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فرض نماز میں جماعت پڑھنے کی صورت میں یہ امر ملحوظ رہے کہ مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی کی اقتدا اور مقیم امام کے پیچھے مسافر مقتدی کی اقتدا جائز ہے۔ اسکے متعلق حکم ۲۸۱، ۲۷/۱۵۹ ملاحظہ ہو۔ البتہ وہ شرعی سفر جسکے دوران چار فرضوں والی نماز میں قصر کرکے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم ہے۔ اسکی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ اور حنفیوں کے لئے حسب ضرورت غیر حنفی امام کی اقتدا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ امام مواضع اختلاف کی رعایت رکھے۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۶/۱۵۹ ملاحظہ ہو۔ پس جس شخص کے سفر میں شرعی سفر کی مذکورہ شرائط پوری نہ ہوتی ہوں مثلاً وہ اہل مکہ سے ہو یا مکہ مکرمہ میں مقیم قرار پا چکا ہو تو وہ منی یا عرفات یا مزدلفہ میں قصر نہ کرے (حکم نمبر ۲۸/۲۰۵ ملاحظہ ہو) اور اگر وہاں کا امام ایسے مسلک کا ہو جس کے ہاں شرعی سفر کی مذکورہ شرائط پوری نہ ہونے کے باوجود قصر جائز ہو تو حنفیوں کے لئے ایسی کی اقتدا تب جائز ہوگی کہ وہ بموجب حکم ۶/۱۵۹ مواقع اختلاف کی رعایت رکھے۔ قصر کے لئے شرعی سفر کی مذکورہ شرائط پوری کرے اور یا قصر نہ کرے ورنہ چار رکعت والی فرض نماز میں ایسے امام کے پیچھے اقتدا جائز نہ ہوگی۔ اور وہ نمازیں لوٹانا

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۸۷-۳۰۲	(د) اگر امام کو حج کے خطبہ کے دوران وضو نہ رہا - اور اس نے کسی ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم کیا جو خطبہ میں حاضر نہ تھا - تو اس (خلیفہ) کے لئے جائز ہے کہ وہ ان دو نمازوں کے جمع کرنے کے لئے امام بنے - (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں کیا - لیکن کوئی آدمی خود آگے بڑھا - اور اس نے لوگوں کو وہ دونوں نمازیں پڑھا دیں - تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب (یہ جمع کرنا) جائز نہ ہوگا - اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں امام یا امام کا قائمقام ان دو نمازوں کے جمع کرنے کے جواز کے لئے شرط ہے [1] (ج) اور (مذکورہ صورت میں) خود آگے بڑھنے والا وہ شخص صاحب حکومت ہو - مثلاً قاضی ہو یا کوتوال وغیرہ ہو تو وہ ان لوگوں (کی مذکورہ نمازیں جمع کرنے کے جواز) کے لئے بالاجماع کفایت کر جائے گا -	شرح طحاوی
۸۸	مذکورہ دو نمازیں جمع کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ امام ایسا شخص ہو - جو امام اعظم (یعنی خلیفہ) یا اس کا نائب ہو - یہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں شرط ہے - [2]	جوہرہ نیرہ
۸۹	پس اگر کسی شخص نے وہ ظہر جماعت سے پڑھی - لیکن امام ایسا (یعنی خلیفہ یا اس کا نائب) نہ تھا - اور اس نے عصر کی نماز اس امام (یعنی امام اعظم یا اسکے نائب) کے ساتھ (جمع کر کے) پڑھی - تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس کی وہ نماز عصر جائز نہ ہوگی - اور صحیح حکم امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے -	بدائع
۹۰	اگر امام اعظم (یعنی خلیفہ) وفات پا گیا - تو اس کا نائب یا اس کا کوتوال مذکورہ دو نمازیں جمع کر کے پڑھائے گا - اور اگر اس کا نائب یا کوتوال نہ ہو تو لوگ ان دونوں نمازوں میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے وقت میں پڑھیں -	تبیین
۹۱	جب امام (اس دن کی) عصر کی نماز سے فارغ ہو تو وقوف [3] کی جگہ جائے -	محیط
۹۲	(ا) عرفات کا سارا میدان جائے وقوف ہے - مگر بطن عرنہ [4] جائے وقوف نہیں ہے -	کنز
	(ب) (وقوف کی مذکورہ جگہ میں) جہاں چاہے وقوف کرے -	قاضیخان

ہونگی - اور عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں وہاں کے ایسے امام سے الگ پڑھنے کی صورت میں حکم ۸۸/۳۰۲ پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے جمع کرنے کی بجائے اپنے اپنے وقت میں جماعت سے یا پھر اکیلے اکیلے پڑھنا ہوں گی - اسی لئے امام نسفی رح نے اس طرف تاکید سے توجہ دلائی ہے - (مترجم)

[3] وقوف کی جگہ کے متعلق حکم نمبر ۹۲/۳۰۲ اور وقوف کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۰۰/۳۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] در مختار میں ہے کہ عُرَنَہ حرم شریف میں ایک وادی کا نام ہے جو عرفہ کی مسجد کے مغرب کی طرف ہے - ماخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۷ - نیز اسکے متعلق ۵۷ ل/۳۰۲ کے حاشیہ کا ۱۴ اور عکس ۱۲/۱۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۲-(۹۲)	(ردالوقوف شرطه شيان) احدهما كونه فى ارض عرفات والثانى انكون فى وقته وليس القيام من شروطه ولا من واجباته حتى لوكان جالسا جاز وكذا النية ليست من شرطه	هكذا فى البحر الرائق
	والافضل ان يقف مستقبل القبلة	هكذا فى المحيط
	(وواجبه) الامتداد الى الغروب	
	(واما سننه) فالاغتسال والخطبتان والجمع بين الصلوتين وتعجيل الوقوف عقيبهما وان يكون مفطرا وان يكون متوضياً وان يقف على راحلته وان يكون وراء الامام بالقرب منه وان يكون حاضر القلب فارغا عن الامور الشاغلة عن الدعاء فينبغى ان يجتنب فى موقفه طريق القوافل وغيرهم لئلا ينزعج بهم وان يقف عند الصخرات السود موقف رسول الله صلى الله عليه وسلم	

۔۱ے حکم نمبر $\frac{۹۰}{۳۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ے وقوف کے وقت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۰۰}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے چنانچہ البحرالرائق میں ہے کہ اسلئے کہ وقوف کی جگہ میں موجود ہونے سے وقوف کا فرض ادا ہوگیا۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۳۳۹ نیز حاشیہ البحرالرائق میں ہے کہ جسکے پاس سواری نہ ہو اسکے لئے افضل یہ ہے کہ وہ کھڑے ہو کر وقوف کرے۔ اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ البتہ بغیر عذر لیٹ کر وقوف کرنا مکروہ ہے۔ ماخوذ از حاشیہ البحرالرائق ج ۲ ص ۳۳۹ (مترجم) ۴ے البحرالرائق میں ہے کہ تاکہ اس دن روزہ کے بغیر (رہ کر قوی) ہونا دعا کے عمل میں معاون ہو۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۳۳۹ (مترجم) ۵ے حکم نمبر $\frac{۵۳}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۶ے چنانچہ البحرالرائق کے حاشیہ میں ہے۔ کہ وقوف کا موقع اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے جسمیں سواری کے جانوروں کی پیٹھوں کو بیٹھنے کا چبوترا بنانے کی ممانعت آتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سواری پر وقوف کرنا سنت ہے۔ اور سواری پر قادر ہونے کے باوجود اسے ترک کرنا ترکِ سنت ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۳۳۹ (مترجم) ۷ے البحرالرائق کی یہ عبارت فتاوی ہذا کے نسخہ مطبع امیریہ میمنیہ مصری میں یوں ہے۔ "وينبغى" اور اصل ماخذ البحرالرائق ج ۲ ص ۳۳۹ میں ہے "فينبغى"، پس اصل ماخذ ملحوظ ہے۔ (مترجم) ۸ے ردالمحتار میں بحوالہ شرح اللباب لکھا ہے کہ عند الصخرات الكبار اى الحجرات السود المفروشة فانها مظنة موقفه صلى الله عليه وسلم الخ۔ یعنی عرفات میں بڑی چٹانوں سے مراد سیاہ رنگ کے بچھے ہوئے پتھر ہیں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف کا گمان غالب ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۹ (مترجم) ۹ے عرفات میں پڑاؤ ڈالنے کے متعلق حکم $\frac{۶۷}{۳۰۲}$ اور عرفات میں وقوف کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹۲ و ۱۰۲}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ جیساکہ وقوف عرفات کے متعلق درمختار میں ہے کہ امام اپنی اونٹنی پر جبل رحمت کے قریب بڑے پتھروں کے پاس قبلہ رو وقوف کرے اور ردالمحتار میں ہے کہ جبل رحمت (اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۷ ب}{۳۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) وہ پہاڑ ہے۔ جو عرفات کے وسط میں ہے۔ اسے اَلاَل بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ جبل رحمت پر چڑھنے کی کوئی مخصوص فضیلت کسی معتدبہ سے مذکورہ نہیں۔ بلکہ اس کا حکم عرفات کی عام زمین کی طرح ہے اور بڑے پتھروں سے مراد جیساکہ گذرا ہے سیاہ رنگ کے بچھے ہوئے بکھرے ہوئے پتھر ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
٢٠٣-(٩٢)	(ج) وقوف عرفات میں دو چیزیں شرط ہیں۔ ایک یہ کہ عرفات کی (مذکورہ) زمین میں ہو۔[1] دوسرے یہ کہ وقوف کے وقت[2] میں وقوف ہو۔ اور کھڑا ہونا نہ وقوف کی شرائط سے ہے نہ اسکے واجبات سے ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بیٹھا رہا تو جائز ہے۔[3] اسی طرح وقوف کی نیت کرنا بھی وقوف کی شرط سے نہیں ہے۔	بحرالرائق۔ محیط۔
	(د) (وقوف عرفات میں) افضل یہ ہے کہ قبلہ رو ہوکر وقوف کرے۔	
	(ر) وقوف عرفات میں واجب یہ ہے۔ کہ غروب آفتاب تک وقوف کرے	
	(س) وقوف عرفات میں سنتیں یہ ہیں۔ (١) غسل کرنا (٢) دو خطبے (٣) دو نمازیں (یعنی اس دن کی ظہر اور عصر) جمع کرنا (٤) نمازوں کے بعد وقوف شروع کرنے میں جلدی کرنا (٥) اس دن روزہ نہ رکھنا[4] (٦) باوضو وقوف کرنا[5] (٧) اپنی سواری (کے جانور) پر سوار ہوکر وقوف کرنا[6] (٨) وقوف میں امام کے پیچھے اور اسکے قریب ہونا۔ (٩) حضور قلب سے وقوف کرنا (١٠) اور ان امور سے فارغ رہنا جو امور دعا سے توجہ ہٹاتے ہوں[7] پس چاہیئے کہ قافلوں وغیرہ کے راستوں سے ہٹ کر وقوف کرے تاکہ ان سے کشمکش نہ ہو۔ (١١) اور سیاہ چٹانوں[8] کے قریب وقوف کرنا چاہیئے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے[9]	

کا گمان غالب ہے) ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٢ ص ٢٣٩ (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	دفعات وشق نمبر
	وان تعذر یقرب منہ بحسب الامکان	۲۰۲-
کذا فی البحر الرائق کذا فی محیط السرخسی	ووقوف الحائض والجنب ومن لم یصل الصلوتین یجزیہ ولا یلزمہ شیئ	۹۳
کذا فی البدائع	ویرفع الایدی بسطا ویستقبل کما یستقبل الداعی بیدہ ووجھہ	۹۴
کذا فی الکافی	ویدعو بعد الحمد والتھلیل والتکبیر والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یعلم الناس المناسک ویجتھد فی الدعاء ویلبی فی موقفہ ساعۃ فساعۃ	۹۵
ھکذا فی الظھیریۃ	ویکثر الاستغفار لنفسہ وللوالدین والمؤمنین والمؤمنات	۹۶
کذا فی المضمرات	ولایزالون فی التلبیۃ والتھلیل والتسبیح والثناء علی اللہ تعالی بالخشوع والتذلل والاخلاص والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء بحوائجھم الی غروب الشمس	۹۷
کذا فی البدائع	ولیس عن اصحابنا فیہ دعاء موقت لان الانسان یدعو بما شاء	۹۸

سلہ (ا) عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف کے متعلق حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ جبل رحمت کے قریب جہاں بڑے پتھر ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف ہے۔ وہاں سیاہ رنگ کے بڑے بڑے پتھر چھوٹی پہاڑیوں کے دونوں جانب زمین پر بچھے ہوتے ہیں۔ گویا وہ پہاڑیاں زمین سے ابھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (غالباً قصواء نام) اونٹنی کا پیٹ ان پتھروں کی طرف کیا جبل المشاۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا۔ اور آپ کا چہرہ انور قبلہ کی طرف تھا اور آپ کی جائے وقوف ابھری ہوئی جگہ تھی۔ اور ازرقیؒ کا قول ہے۔ وہ ابھری ہوئی جگہ پہاڑیوں کے درمیان کشادہ گھاٹی ہے۔ جو امام کے قیام کی جگہ سے پیچھے کیطرف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف آلال پہاڑ کے ابھرے ہوئے پتھروں کے درمیان دشوار چڑھائی پر تھی۔ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۷، ص ۳۲۸ اور آلال پہاڑ کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹۲ \text{ س } ۱۱}{۲۰۲}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (ب) اور رد المحتار میں ہے کہ شرح الشیخ اسمٰعیل عن منسک الفارسی میں ہے کہ قاضی القضاۃ بدرالدینؒ نے فرمایا ہے کہ عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف کی تعیین کے متعلق میں نے پوری کوشش کی ہے۔ اور مکہ مکرمہ کے معتبر محدثین اور علماء میں سے بعض نے میری تائید کی ہے۔ حتی کہ مجھے اس تعیین پر ظنِ غالب حاصل ہے۔ کہ عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف پہاڑیوں کے درمیان کی وہ کشادہ جگہ ہے۔ جو موقف کی زمین سے ابھری ہوئی اونچی جگہ ہے۔ اس کشادہ جگہ کے دائیں اور پیچھے کی طرف وہ بڑا پتھر ہے۔ جو پہاڑ کے دوسرے پتھروں سے ملا ہوا ہے۔ وہ کشادہ جگہ پہاڑ اور اس کے بائیں طرف بنا مربع کے درمیان واقع ہے۔ اور وہ کشادہ جگہ (بنا مربع کی نسبت) پہاڑ سے کچھ اتنی قریب ہے۔ کہ اگر تیرا منہ قبلہ کی طرف ہو تو پہاڑ تیرے سامنے دائیں طرف ہوگا۔ اور وہ بنا مربع تیرے بائیں طرف اس پہاڑ سے تھوڑا سا پیچھے کی طرف ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۹، ص ۲۴۰ (ج) اور حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ اس نشان دہی سے تجھے وہ جگہ معلوم ہو جائے۔ تو وہی مطلوب و مقصود ہے۔ اسے لازم پکڑ اور نہ چھوڑ اور اگر تجھے وہ جگہ معلوم ہو سکے تو پہاڑ اور اس بنا مربع کے درمیان سب پتھروں اور دوسری جگہوں پر وقوف کر۔ کبھی ہموار جگہ پر اور کبھی پہاڑی جگہ پر ایسا کرتے سے امید ہے کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف کو پالے گا۔ المرشدی علی الکنز

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب- حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-	وقوف کا مقام ہے ۱؎- اور اگر وہاں وقوف نہ کر سکے تو حتی الامکان اس مقام کے قریب ہو-	بحر رائق
۹۲	حیض والی عورت- جنبی شخص اور جس شخص نے اس دن کی ظہر وعصر کی نماز نہیں پڑھی ان سب کا وقوف کرنا کفایت کر جاتا ہے- اور اس پر (اسمیں حج کی جنایت کیوجہ سے) کچھ لازم نہیں ہوتا-	محیط سرخسی
۹۴	(وقوف کی دعائیں) ہاتھ کشادہ کر کے اٹھائے اور اس طرح متوجہ ہو جسطرح کسی کو پکارنے والا اسکی طرف اپنے ہاتھ اور چہرے سے متوجہ ہوتا ہے-	بدائع
۹۵	(وقوف میں) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد دعا مانگے- لوگوں کو حج کی عبادتوں کے احکام سکھائے اور دعا مانگنے میں خوب کوشش سے کام لے اور اپنے وقوف کی جگہ میں تھوڑی دیر بعد تلبیہ پڑھے- ۲؎	کافی
۹۶	(وقوف میں) اپنے لئے- والدین کیلئے اور ایمان والے سب مردوں اور عورتوں کے لئے کثرت سے بخشش مانگے-	ظہیریہ
۹۷	(وقوف میں) بحضور قلب- عاجزی اور اخلاص کیساتھ سورج غروب ہونے تک تلبیہ- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ- سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ثنا پڑھتے رہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں- اور اپنی حاجات کیلئے دعا مانگیں ۳؎	مضمرات
۹۸	(۱) وقوف میں ہمارے اصحابؒ کے ہاں کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے- اسلئے کہ ہر انسان جو چاہے دعا مانگے ۴؎	بدائع

میں یونہی لکھا ہے- اور قاضی محمد عید رح نے فرمایا ہے کہ وہ بنا مربع مطبخ آدم علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے- اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف میں کئی بار وقوف کیا ہے- وہاں مجھے عظیم خشوع نصیب ہوا (اس جگہ کا نشان یہ ہے کہ) اس جگہ کی سیدھ میں نشان والا بڑا پتھر ہے یہ شگاف دار پتھر اور اسکے آس پاس والے بچھے ہوئے پتھر اور اس کے پیچھے سیاہ رنگ کے ملے ہوئے پتھر جو پہاڑ سے جا ملتے ہیں- وہی جگہ اصل مقصود ہے- یونہی حاشیہ مدنی علی الدر المختارؒ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۸ وھکذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰ - کہا جاتا ہے کہ عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف میں بعد میں مصلی بنا دیا گیا - جسے مسجد صخرہ یا مسجد صخرات کہتے ہیں- پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف یا اسکے قریب یا جبل رحمت کے قریب وقوف کی کوشش کرے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو بطن عرنہ کے سوا تمام عرفات کی زمین کے جائے وقوف ہونے کے متعلق حکم نمبر ۹۲ ا-ب/۳۰۲ ملاحظہ ہو- (مترجم) ۲؎ تلبیہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۳۰۰ ملاحظہ ہو- (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۹۸/۳۰۲ مع حاشیہ میں منقول دعائیں اور حکم نمبر ۴۵ ب، ۹۸ ا/۳۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۵ ب/۳۰۳ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۹۸ ب، ۹۹/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں- نیز حکم ۸/۳۰۲ کے حاشیہ کا ۱۵ ملاحظہ ہو- (مترجم)-

حوالہ	کیفیۃ الحج / الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج	دفعات وشق نمبر
	ولیکن عامۃ دعائہ بعرفات لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر لا نعبد الا ایاہ ولا نعرف ربا سواہ اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللھم ھذا مقام المستجیر العائذ من النار اجرنی من النار بعفوک وادخلنی الجنۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اذ ھدیتنی للاسلام فلا تنزعہ عنی ولا تنزعنی عنہ حتی تقبضنی وانا علیہ	۳۰۲۔
كذا في المحيط	والسنۃ ان یخفی صوتہ بالدعاء	۹۹
كذا في الجوهرة النيرة	ثم وقت الوقوف بعرفۃ بعد زوال الشمس من یوم عرفۃ الی طلوع الفجر من اول النحر فمن حصل فی ھذا الوقت فیھا وھو عالم بھا اوجاھل او نائم او یقظان مفیقا اومجنونا او مغمی علیہ فوقف بھا او مربھا ولم یقف صار مدرکا للحج ولا یجری علیھا الفساد بعد ذلک	۱۰۰
كذا في شرح الطحاوي		

سلہ (ا) ترجمہ۔ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ حکومت اسی کی ہے۔ تعریف اسی کی ہے۔ زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اس پر موت نہیں۔ ہر قسم کی خیر اسکے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ ہم اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اور اسکے سوا کسی کو رب نہیں جانتے۔ اے اللہ تو میرے دل میں روشنی پیدا فرما۔ میرے کان میں نور کر دے۔ میری بینائی میں نور بھر دے۔ اے اللہ تو میرے لئے شرح صدر فرمادے۔ اور میرے کام کو آسان بنادے۔ اے اللہ یہ مقام فریادی اور آگ سے پناہ مانگنے والے کا ہے۔ تو اپنے عفو کے ذریعے مجھے آگ سے بچا۔ اپنی رحمت کے طفیل مجھے جنت میں داخل کردے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے اللہ جب تو نے مجھے اسلام سے ہدایت دی تو اسے مجھ سے نہ نکال۔ اور مجھے اس سے نہ نکال۔ حتی کہ تو مجھے اسلام پر ہی وفات دے۔ (ب) ایک روایت کا مفہوم یوں منقول ہے کہ جو مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے۔ سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ پھر سو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) پھر سو مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ — پڑھے۔ تو اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو۔ میرے اس بندہ کی کیا جزا ہے۔ کہ اس نے میری تسبیح و تہلیل کی بڑائی اور عظمت بیان کی ثنا پڑھی اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ (گواہ رہو) میں نے اس کو بخش دیا۔ اسکی شفاعت کو اس کے اپنے بارے میں قبول کیا۔ اگر میرا یہ بندہ تمام اہل موقف کے بارے میں بھی شفاعت کرے گا تو میں قبول کروں گا۔ (ج) رد المحتار میں ہے کہ امام مالکؒ واحمدؒ و ترمذی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہتر جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے (دعائیں) کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ترجمہ ایک اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ حکومت اسکی ہے۔ تعریف اس کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) ابن عیینہؒ سے کہا گیا کہ یہ (مذکورہ) کلمے ثنا ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا فرمایا اسکی کیا وجہ ہے۔ تو ابن عیینہؒ نے کہا الثناء علی الکریم دعاء (کریم کی تعریف کرنا بھی دعا ہے) اس لئے کہ وہ تعریف

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳ -	(ب) عرفات میں (وقوف کے دوران) اسکی عام دعا یہ ہونی چاہیئے - لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - لَا نَعْبُدُ اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَلَا نَعْرِفُ رَبًّا سِوَاهُ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا - اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مَقَامُ الْمُسْتَجِيْرِ الْعَائِذِ مِنَ النَّارِ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بِعَفْوِكَ وَاَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَاۤ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْهُ عَنِّيْ وَلَا تَنْزِعْنِيْ عَنْهُ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ وَاَنَا عَلَيْهِ - [1]	محیط
۹۹	اور سنت یہ ہے کہ دعا میں آواز خفیہ رکھے [2]	جوہرہ نیرہ
۱۰۰	(ا) عرفات میں وقوف کا وقت ذوالحجہ کی نویں تاریخ کے سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہونے تک ہے - پس جو شخص اس وقت کے اندر عرفات میں (وقوف کی جگہ) پایا گیا - اس جگہ کو جانتا ہو یا نہ - سویا ہوا ہو یا جاگ رہا ہو - درست حالت میں ہو یا مجنون ہو یا بیہوش ہو - پس وہ عرفات (کی جائے وقوف) میں ٹھہرا یا گزر گیا اور ٹھہرا نہیں تو (ان سب صورتوں میں) اس نے حج پالیا [3] اور اسکے بعد اسکا حج فاسد نہیں قرار پاتا	شرح الطحاوی

کرنیوالے کی حاجت جانتا ہے - اور اس روایت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مَنْ شَغَلَتْهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَاۤ اُعْطِي السَّائِلِيْنَ - (یعنی جو شخص میرے ذکر میں مصروف رہ کر مجھ سے سوال نہ کر سکا میں اسے سوال کرنے والوں سے بڑھ کر دیتا ہوں) ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰ - نیز فتاوی قاضیخان میں مزید کلمات دعا بھی منقول ہیں - حکم نمبر ۲۵ ب / ۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] رد المحتار میں ہے کہ تلبیہ اونچا پڑھے اور دعائیں اور اذکار خفیہ آواز سے پڑھنا اولی ہے - جیسا کہ السراج میں ہے کہ خوب کوشش سے دعا مانگے اور سنت یہ ہے کہ دعا کی آواز خفیہ رکھے - اس لئے کہ اَللّٰهُ جَلَّ شَانُهٗ کا حکم ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً الآیۃ (یعنی اپنے رب کو زاری کے ساتھ اور خفیہ آواز کے ساتھ پکارو - سورہ اعراف - آیت ۵۵) ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰ اور ذکر جہر وخفی کے متعلق حکم نمبر ۲۶ / ۱۸۴ کے حاشیہ کا سا لاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۹۲، ۲۹۳ ملاحظہ ہو - نیز بموجب حکم ۹۲ ج / ۳۰۲ عرفات کی زمین میں وقوف ضروری ہے پس عرفات کی جائے وقوف میں پیدل یا سواری پر وقوف درست قرار پائے گا - اور اگر کوئی شخص دیگر شرائط کے باوجود عرفات کی زمین کی بجائے عرفات کی فضا میں مثلاً ہیلی کاپٹر میں وقوف یا ہوائی جہاز میں مرور کرے تو بظاہر ایسے وقوف کا کفایت کر جانا محل نظر ہے تاہم رہنمائے حجاج ص ۱۶۴ میں ہے کہ " وقوف کا رکن، وقوف کا عرفہ میں ہونا ہے - اگرچہ ایک ہی لحظہ ہو - اور کسی بھی صورت میں ہو (وقوف کی) نیت ہو یا نہ ہو - عرفات ہونے کا علم ہو یا نہ ہو سوتے میں ہو یا جاگتے میں - بیہوشی کی حالت میں ہو یا افاقہ کی - اپنی خوشی سے ہو یا زبردستی - پیدل دوڑتا ہوا گذرے یا سواری پر سے گذر جائے - سواری کوئی جانور ہو - یا موٹر وغیرہ یا ہوائی جہاز میں سوار ہو کر گذر جائے بشرطیکہ دیگر شرائط پوری ہوں - ماخوذ از رہنمائے حجاج مولفہ مولانا قلیل الرحمن نعمانی طبع ۳ - نیز حکم نمبر ۵۲ / ۲۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات ومتن نمبر	الباب الخامس ۔ فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۲۰۲-	وان وقف فی غیر هذا الوقت لایکون مدرکا الا اذا اشتبه علی الناس هلال ذی الحجة واکملوا ذا القعدة ثلاثین ثم تبین ان الیوم الذی وقف فیه کان یوم النحر اجزأ استحسانا والقیاس الایجوز کما لو تبین ان یومهم کان یوم الترویة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۱	وان لم یدرک عرفات حتی طلع الفجر من اول یوم النحر فقد فاته الحج وسقط عنه افعال الحج ویتحول احرامه الی العمرة فیأتی بافعال العمرة ویحل ویجب علیه قضاء الحج من قابل	کذا فی شرح الطحاوی
۱۰۲	واللیالی کلها تابعة للایام المستقبلة لا لایام الماضیة الا فی الحج فانها فی حکم ایام ماضیة لا فی حکم ایام مستقبلة ۔ لیلة عرفة تابعة لیوم الترویة حتی لایجوز للحاج الوقوف فیها کما لا یجوز فی یوم الترویة ولیلة النحر تابعة لیوم عرفة حتی یجوز الوقوف فیها کما یجوز فی یوم عرفة وکذا لا تجوز التضحیة فیها کما لا تجوز فی یوم عرفة ۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۲	واذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه علی هینتهم حتی یاتوا مزدلفة	کذا فی الهدایة

سے ۱ حکم نمبر $\frac{۲}{۳۲۹}$ ملاحظہ ہو ۔ آج کل تاریخ کی تحقیق کا انتظام اور حج کے دن کا اعلان سعودی حکومت خود کرتی ہے ۔ لہٰذا حاجی صاحبان دلجمعی سے اپنی عبادت میں مصروف رہیں ۔ (مترجم) سے ۲ حکم نمبر $\frac{۱}{۳۲۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۳ فجر طلوع ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۰۱}{۹۹}$ ملاحظہ ہو ۔ نیز در مختار و رد المحتار میں ہے کہ حج کے احرام والے شخص کے لئے ذوالحجہ کی نویں اور دسویں تاریخ کی درمیانی رات کا وقت اتنا اخیر ہو گیا کہ اگر وہ نماز عشاء پڑھے تو عرفات میں وقوف چھوٹ جائے گا ۔ اور اگر عرفات پہنچ کر وقوف کرے تو نماز عشاء قضا ہو جائے گی ۔ تو وہ عرفہ کا وقوف کرے اور حرج کی وجہ سے نماز عشاء قضا کر دے ۔ یہ حکم السراج میں ہے اور شرح اللباب میں ہے کہ وقوف چھوڑ کر آئندہ سال حج قضا کرے کیونکہ ایک حاضر فرض کو دوسرے فرض کے لئے چھوڑ دینا مشروع نہیں ہے ۔ اور صاحب نخبہؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ چلنے کے دوران اشارے سے نماز جائز قرار دینے والے کے قول پر (جو کہ بموجب حکم نمبر $\frac{۲۲،۲۱}{۲۲۰}$ جمہور احناف کے خلاف ہے مگر اس پر) عمل کرتے ہوئے چلنے کے دوران اشارے سے نماز عشاء پڑھ لے اور وقوف عرفات نہ چھوڑے اور پھر احتیاطاً نماز عشا قضا کرے اور کہا ہے کہ یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہے ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص $\frac{}{۳۲۹}$ (مترجم) سے ۴ حکم نمبر $\frac{۱۲۹}{۳۰۲}$ ، حکم نمبر $\frac{}{۳۲۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۵ رد المحتار میں بحوالہ مناسک النووی لکھا ہے کہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ ۔ نویں تاریخ کو یوم عرفہ ، دسویں تاریخ کو یوم النحر ، گیارہویں تاریخ کو یوم القر (جس میں منیٰ میں رہتے ہیں) بارہویں تاریخ کو یوم النفر اول اور

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۲-	(ب) اگر کسی شخص نے (وقوف کے) مذکورہ وقت کے علاوہ وقوف کے مقام پر وقوف کیا تو وہ حج پانے والا نہیں قرار پائے گا۔ لیکن اگر (صورت حال یہ ہو کہ) ذوالحجہ کا چاند لوگوں پر مشتبہ ہو گیا اور انہوں نے ذوقعدہ کے تیس دن پورے (شمار) کئے (اور ذوالحجہ کی تاریخوں کا حساب بنایا) پھر (بعد میں) واضح ہوا کہ جس دن وقوف کیا گیا تھا وہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ تو از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ (ان لوگوں کا) وہ حج جائز قرار پائے گا [1] اور از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ حج جائز نہ قرار پائے گا۔ جیسا کہ اگر یہ واضح ہو جائے کہ جس دن وقوف کیا وہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کا دن تھا [2] (تو وہ حج جائز نہیں قرار پاتا)	قاضیخان
۱۰۱	اگر (حج کے احرام والا) کوئی شخص عرفات (میں وقوف کے مقام پر) نہ پہنچا۔ حتیٰ کہ قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہو گئی [3] تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ اس سے حج کے کام ساقط ہو جائیں گے اور اس کا احرام تبدیل ہو کر عمرہ کا احرام قرار پائے گا۔ پس وہ عمرہ کے کام کر کے احرام کھول دے گا اور اس پر واجب ہو گا کہ وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے [4]	شرح الطحاوی
۱۰۲	(و) سب راتیں آنے والے دن کی ذیل میں ہوتی ہیں۔ گزرے ہوئے دن کے تابع نہیں ہوتیں مگر حج کی راتوں کے متعلق یہ حکم نہیں ہے۔ اس لئے کہ حج کی راتیں گزرے ہوتے دن کی ذیل میں ہوتی ہیں آنے والے دن کے تابع نہیں ہوتیں۔ (ب) (پس) عرفہ کی رات [5] یوم ترویحہ کے تابع ہوتی ہے حتیٰ کہ حاجیوں (کو حج) کے لئے عرفہ کی رات کو عرفات کا وقوف جائز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ عرفہ کی رات کو جائز نہیں ہوتا۔ اور ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی رات عرفہ کے دن کے تابع ہوتی ہے حتیٰ کہ اس رات (حج کیلئے) وقوف جائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ عرفہ کے دن میں جائز ہوتا ہے۔ اسی طرح ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی رات کو قربانی کرنا جائز نہیں ہوتا جیسا کہ عرفہ کے دن قربانی کرنا جائز نہیں ہوتا [6]	محیط سرخسی
۱۰۳	جب (عرفہ کے دن) سورج غروب ہو جاتے تو امام اور اسکے ساتھ سبھی لوگ سکون [7] و وقار کیساتھ چلکر مزدلفہ آئیں [8]	ہدایہ

تیرھویں تاریخ کو یوم النفر الثانی کہا جاتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۶ نیز حکم نمبر ۱۹۰/۲۰۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۱۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [7] ھینتھم کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وہ سکون و وقار سے چلیں۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۴۳ (مترجم) [8] در مختار میں ہے کہ حج کرنیوالا عرفہ کے دن عرفات میں سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مأزمین کے راستہ سے آئے۔ ماخوذ از در مختار ج ۲ ص ۲۴۱۔ مزدلفہ عرفات اور منیٰ کے درمیان کھلی جگہ ہے۔ عرفات سے تقریباً تین میل ہے اور وہاں سے منیٰ بھی تقریباً تین میل ہے۔ عکس ص ۱۳ ملاحظہ ہو۔ مزدلفہ اور ازدلاف نزدیک ہونے اور جمع ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ اور تفسیر مدارک میں ہے کہ (عرفات میں توبہ قبول ہونیکے بعد) حضرت آدم اور حواء علیہما السلام مزدلفہ میں جمع ہوئے تھے اس لئے اس جگہ کا یہ نام ہوا۔ ماخوذ از تفسیر مدارک ج ۱ ص ۹۸ اور البحر الرائق میں ہے کہ مزدلفہ سب کا سب حرم شریف میں ہے اور اسے مزدلفہ اسلئے کہتے ہیں کہ الازدلاف وھو التقرب لان الحجاج یتقربون منھا (یعنی اسلئے کہ حاجی اسکے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں۔) اور مزدلفہ کی حدود عرفہ کی مأزمین اور وادی محسر کے درمیان ہے۔ اس حد میں داخل سبھی پہاڑ اور دڑے مزدلفہ میں شامل ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۴۲، ص ۳۴۳ اور حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ مأزم دو پہاڑوں کے درمیان تنگ جگہ کو کہتے ہیں۔ اور یہاں فقہاءؒ کے ہاں وہ راستہ مراد ہے جو مزدلفہ اور عرفات کے پہاڑوں کے درمیان ہے۔ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۴۳ نیز مزدلفہ اور المشعر الحرام کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸/۲۰۲ کا حاشیہ اور منیٰ سے عرفات جانیکے راستہ کے متعلق حکم نمبر ۹۶/۲۰۲ ج کا پہلا حاشیہ و نقشہ ۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس في كيفية اداء الحج — كيفية الحج	حوالہ
١٠٣-١٠٤	والافضل ان يمشي على هينته فاذا وجد فرجة اسرع	كذا في التبيين
١٠٥	وينبغي ان يدفع مع الامام ولا يتقدم عليه الا اذا تأخر الامام عن غروب الشمس فيدفع الناس قبله لدخول الوقت	كذا في الاختيار شرح المختار
	ويكبر ويهلل ويحمد ويلبي ساعة فساعة ويكثر الاستغفار في طريقه	كذا في التبيين
	وان خاف الزحام فتعجل في الذهاب قبل غروب الشمس فلا بأس به اذا لم يخرج من حد عرفة قبل غروب الشمس	كذا في المحيط
	والافضل ان يقف في مكانه كيلا يكون آخذا في الاداء وهو الافاضة قبل اوانه وكيلا يكون مخالفا للسنة	كذا في التبيين
	ولو مكث قليلا بعد غروب الشمس وافاضة الامام لخوف الزحام فلا بأس به	كذا في الهداية
١٠٦	ولو صلى المغرب بعد غروب الشمس قبل ان يأتي مزدلفة فعليه ان يعيدها اذا اتى مزدلفة في قول ابي حنيفة رح ومحمد رح وكذلك لو صلى العشاء في الطريق بعد دخول وقتها ولو صلى الفجر قبل ان يعيدهما بمزدلفة عادتا الى الجواز في قولهم جميعا	كذا في شرح الطحاوي
	ولو خشي طلوع الفجر قبل ان يصل المزدلفة فصلاهما في الطريق جاز	كذا في التبيين
	ولو قدم العشاء بمزدلفة على المغرب يصلي المغرب ثم يعيد العشاء فان لم يعد العشاء حتى انفجر الصبح عاد العشاء الى الجواز	كذا في الظهيرية
١٠٧	ويستحب ان يدخل المزدلفة ماشيا	كذا في التبيين

؎۱ اور اسمیں قصور پر واجب امر کے متعلق حکم ۳۲/۲۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۲ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے یہ دعا پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَغِبْتُ وَمِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَاَعْظِمْ اَجْرِيْ وَزِدْنِي التَّقْوٰى وَسَلِّمْ دِيْنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَّحِلْمًا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۸۔ ترجمہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب- حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۰۴-۳۰۳	(عرفات سے مزدلفہ جانے میں) افضل یہ ہے کہ سکون و وقار سے پیدل چلے - اور اگر خالی جگہ پائے تب جلدی کرے -	تبیین
۱۰۵	(ا) (عرفات سے مزدلفہ جانے میں) امام کے ساتھ جانا چاہیئے - اس سے آگے نہ جانا چاہیئے [۱] لیکن اگر امام سورج غروب ہونے کے بعد (مزدلفہ کی طرف چلنے میں) تاخیر کرے تو وقت داخل ہونے کی وجہ سے لوگ امام سے پہلے چل پڑیں-	اختیار شرح مختار
	(ب) (عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے) راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ-لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتے ہوئے جائے- اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد تلبیہ (بھی) پڑھے - اور کثرت کے ساتھ گناہوں کی بخشش مانگے [۲]	تبیین
	(ج) اگر بھیڑ کے خوف کی وجہ سے (اپنے وقوف کے مقام سے) سورج غروب ہونے سے پہلے چل پڑا لیکن عرفات کی حدود سے سورج غروب ہونے سے پہلے نہ نکلا تو اس میں کچھ حرج نہیں [۳]	محیط
	(د) اور افضل یہ ہے کہ وہ (سورج غروب ہونے تک) اپنے وقوف کی جگہ رہے - تاکہ عرفات سے مزدلفہ روانگی کی ادائیگی وقت سے پہلے شروع نہ ہو اور تاکہ سنت کی مخالفت نہ ہو-	تبیین
	(س) اگر کوئی حاجی (عرفات سے مزدلفہ جانے میں) سورج غروب ہونے اور امام کے چل دینے کے بعد کچھ دیر بھیڑ کے خوف کی وجہ سے ٹھہرا رہا تو اس میں کچھ حرج نہیں-	ہدایہ
۱۰۶	(ا) اگر کسی حاجی نے (عرفہ کے دن) سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز مزدلفہ آنے سے پہلے پڑھ لی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب مزدلفہ آکر اس نماز کو لوٹائے گا- (ب) اسی طرح اگر اس نے عشاء کی نماز عشاء کے وقت شروع ہونے کے بعد (عرفات سے مزدلفہ) کے راستہ میں پڑھ لی تو وہ اس نماز کو (بھی) لوٹائے گا- (ج) اور اگر اس نے مذکورہ دونوں نمازیں لوٹائے بغیر مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھ لی تو سب کے قول کے مطابق پھر وہ دونوں (یعنی مزدلفہ کے علاوہ میں پڑھی ہوئی مغرب وعشاء کی) نمازیں جائز قرار پائیں گی-	شرح طحاوی
	(اگر کسی حاجی کو (دیر ہو جانے کی وجہ سے) مزدلفہ پہنچنے سے پہلے فجر طلوع ہونے کا خوف ہو اور اس نے مغرب اور عشاء کی نمازیں راستہ میں ہی پڑھ لیں تو جائز ہے-	تبیین
	(س) اگر کسی حاجی نے اس دن مزدلفہ پہنچ کر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ مغرب کی نماز پڑھے پھر عشاء کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر اس نے عشاء کی نماز کا اعادہ نہ کیا حتیٰ کہ صبح طلوع ہوگئی تو پھر عشاء کی وہ نماز جائز قرار پائے گی -	ظہیریہ
۱۰۷	مستحب یہ ہے کہ (حاجی عرفات سے واپسی پر) مزدلفہ میں پیادہ داخل ہو -	تبیین

[۱] اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں - اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے- سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے- اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا- نہ اسکی حکومت میں کوئی شریک ہے- اے اللہ میں تیری طرف حاضر ہوا ہوں- تیرے عذاب سے خوف کھایا- تیری طرف رجوع ہوا- تجھ سے ڈرا پس تو میرے حج کی عبادات قبول فرمالے- میرے گناہ مٹا دے- میرا اجر بڑھا دے- مجھے تقویٰ کا توشہ عطا فرمادے- میرے دین کو سالم رکھ اور میرا علم اور حلم بڑھا دے- نیز حکم نمبر $\frac{۱۷۵}{۲۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] لا باس بہ- یعنی اسمیں کوئی حرج نہیں- اسکے مفہوم کیلئے جلد ۱ حکم نمبر $\frac{۲۹}{۲۶۸}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو- (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۱۰۸-۲۰۳	واذا اتوا مزدلفة نزلوا حيث شاؤا ولا ينزلون على قارعة الطريق	كذا فى محيط السرخسى
	والنزول بقرب الجبل الذى يقال له قزح افضل	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۰۹	فاذا دخل وقت العشاء يؤذن المؤذن ويقيم فيصلى الامام بهم صلوة المغرب فى وقت صلوة العشاء ثم يصلى بهم صلوة العشاء باذان واقامة واحدة فى قول اصحابنا الثلاثة رح	كذا فى البدائع
۱۱۰	ولا يتطوع بينهما ولو تطوع بينهما او اشتغل بشيء اعاد الاقامة	هكذا فى الكافى
۱۱۱	ولا تشترط الجماعة لهذا الجمع عند ابى حنيفة رح	هكذا فى الكافى
۱۱۲	ومن صلى المغرب والعشاء وحده اجزاءه بخلاف الصلوتين بعرفة على اصل ابى حنيفة رح والافضل ان يصلى مع الامام بالجماعة	كذا فى الايضاح
۱۱۳	ذكر الامام المحبوبى رح ولا يشترط فى جمع المزدلفة الخطبة والسلطان والجماعة والاحرام	كذا فى الكفاية
۱۱۴	واذا فرغ من العشاء يبيت ثمة	كذا فى المحيط
.	وينبغى ان يحيى هذه الليلة بالصلوة والقراءة والذكر والدعاء والتضرع	كذا فى التبيين

[۱] مزدلفہ کے متعلق حکم نمبر ۱۰۳/۲۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ عکس ۱۳ ملاحظہ ہو اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جب مزدلفہ پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا جَمْعٌ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْهِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ اَسْئَلُكَ اَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّی السَّلَامَ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَتَجْمَعَ عَلَى الْهُدٰى اَمْرِیْ وَتَجْعَلَ التَّقْوٰى زَادِیْ وَذُخْرِیْ وَالْجَنَّةَ مَاٰبِیْ وَهَبْ لِیْ رِضَاكَ عَنِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَا مَنْ هُوَ خَیْرٌ كُلُّهٗ اَعْطِنِیْ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ كُلَّهٗ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ لَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَشَحْمِیْ وَسَائِرَ جَوَارِحِیْ عَلَى النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۵ - مفہوم - اے اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے تمام بھلائیوں کا مجموعہ عطا فرما۔ اے اللہ تعالیٰ اے المشعر الحرام کے مالک اے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مالک۔ اے عزت والے شہر مکہ مکرمہ اور المسجد الحرام کے مالک۔ اے حِل اور حرم کے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام پہنچا دے۔ اے اللہ میں تیرے کریم چہرے کے نور کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ بخشدے مجھ پر رحم فرما۔ اور ہدایت پر جمع ہونا میرا کام بنا۔ تقوی کو میرا توشہ اور ذخیرہ بنا۔ جنت میرا ٹھکانا بنا۔ دنیا اور آخرت میں میرے لئے اپنی رضا بخشش فرما۔ اے وہ ذات جو سراسر خیر ہے مجھے ہر خیر عطا فرما۔ اور ہر شر مجھ سے دور فرما۔ اے اللہ میرا گوشت۔ ہڈی۔ چربی اور جسم کے سارے اعضا دوزخ کی آگ پر حرام کر دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے تیری رحمت کے طفیل سوال ہے۔ نیز حکم نمبر ۴۵ ب/۲۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۲] جیسا کہ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۳۹۸ میں اور درمختار ج ۲ ص ۲۴۱ میں - حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۴ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۳۴۰ میں ہے (مترجم) [۳] حکم نمبر ۷۳/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۴]

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب- حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۳- ۱۰۸	(ا) جب حجاج مزدلفہ ؎۱ آئیں تو جہاں چاہیں اتریں (ب) البتہ عام گزرگاہ پر نہ اتریں۔ (ج) اور اس پہاڑ کے قریب اترنا افضل ہے۔ جسے قزح کہتے ہیں ؎۲	محیط سرخسی، قاضیخان
۱۰۹	جب عشاء کا وقت داخل ہو تو (مزدلفہ میں) مؤذن اذان واقامت کہے اور امام حجاج کو عشاء کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھائے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھائے۔ اذان اور اقامت ایک ہی ہوگی۔ یہ حکم ہمارے تینوں اصحاب کے قول کے بموجب ہے۔	بدائع
۱۱۰	مذکورہ دونوں نمازوں کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے اور اگر کسی حاجی نے مذکورہ نمازوں کے درمیان نفل نماز پڑھی یا کسی اور کام میں مشغول ہوا تو (عشاء کی نماز کیلئے) اقامت پھر کہے ؎۳	کافی
۱۱۱	مذکورہ (مغرب اور عشاء کی) نمازیں جمع کرنے (کے جواز) کیلئے امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جماعت شرط نہیں ہے ؎۴	کافی
۱۱۲	(ا) جس حاجی نے مذکورہ مغرب اور عشاء کی نمازیں (جمع کرکے) اکیلے پڑھیں تو اسے کفایت کر جائے گا۔ اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں (جمع کرنے کیلئے) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں قاعدہ کی بنا پر یہ حکم نہیں ہے۔ ؎۵ (ب) اور افضل یہ ہے کہ (مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں) امام کے ساتھ جماعت سے پڑھے۔	ایضاح
۱۱۳	امام محبوبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ مزدلفہ (مغرب وعشاء کی) نمازیں جمع کرنیکے جواز کیلئے خطبہ۔ سلطان۔ جماعت اور احرام شرط نہیں ہے ؎۶	کفایہ
۱۱۴	(ا) جب حاجی مزدلفہ میں (اس) عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو رات مزدلفہ میں ہی بسر کرے۔ (ب) اور چاہیے کہ مزدلفہ میں یہ رات جاگ کر نماز پڑھنے۔ تلاوت کرتے۔ ذکر کرتے۔ دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کرنے میں گزارے ؎۷	محیط، تبیین

حکم نمبر ۸۰/۲۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۸۰/۲۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۶ اور عرفات میں نماز ظہر وعصر جمع کرنے اور ان کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۲، ۷ تا ۱۰/۲۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۷ (ا) اس رات کی فضیلت بہت زیادہ ہے درمختار میں ہے کہ کئی شراح بخاری خاصکر قسطلانیؒ کے ہاں ذوالحجہ کا پہلا عشرہ رمضان مبارک کے آخری عشرہ سے افضل ہے۔ اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ النھر میں بحوالہ الجوھرۃ اس رات کے متعلق لکھا ہے کہ یہ سال کی ساری راتوں سے افضل ہے۔ پس اسے لیلۃ القدر پر بھی فضیلت ہے۔ اور مناوی نے ذکر کیا ہے کہ ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں بڑی عبادات جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے ان کی قسم کھائی ہے پس یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ سے افضل ہے۔ لیکن یہ بعض کا قول ہے۔ جمہور کا نہیں۔ نیز صاحب رد المحتار اپنی رائے لکھتے ہوئے الرحمتی سے یہ موافقت نقل کی ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی راتیں ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں سے افضل ہیں اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دنوں سے افضل ہیں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ ۲۴۳، صـ ۲۴۴ (ب) بعض روایات سے یہ مفہوم ماخوذ ہے کہ عرفات میں اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ ہی معاف فرمائے۔ اور مزدلفہ میں حضورؐ نے پھر دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ ظالم کے ظلم کو معاف فرمادے اور مظلوم کو اپنی طرف سے اجر عطا فرمادے چنانچہ اس رات یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ اور شیطان نے اپنے سر پر خاک ڈالنی شروع کردی اس مفہوم پر مشتمل روایات ابن ماجہ میں ہے مگر درمختار ورد المحتار میں قتل اور مظالم کے متعلق ابن ماجہ کی روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں کنانہ اور اسکا بیٹا عبداللہ ہیں اور وہ دونوں ساقط الاحتجاج ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ بعض کے ہاں حج سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حربی کافر اسلام لے آئے تو اسکے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں بعض کے ہاں حقوق العباد کے سوا باقی گناہ حج سے معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ ذمی اسلام لائے تو اسکے لئے یونہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اہل السنت کے ہاں کبیرہ گناہ توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں۔ اور حقوق العباد مثلاً قرض اور حقوق اللہ مثلاً نماز یا یہی مفہوم حج سے معاف ہوتے ہیں انکی ادائیگی سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ نہ کہ اصل کیونکہ فوت شدہ نماز یا روزہ یا زکوٰۃ کی قضا اور قرض کو ادا کرنا ضروری ہے۔ نیز کبھی سب کبیرہ گناہ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ الآیۃ کی رو سے شفاعت سے یا محض اسکے فضل سے بخش دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بحوالہ البحر خلاصہ میں یہ لکھا ہے کہ حج سے کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہونا ظنی ہے یعنی حج سے کبیرہ گناہ کا کفارہ ہونا قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا اور حقوق العباد تو اور بڑا امر ہے۔ مفہوم فی الجملہ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ ۳۴۹ تا صـ ۳۵۱ ملخصاً (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۲۰۲-	فان مربها مار بعد طلوع الفجر من غير ان يبيت بها فلا شيء عليه ويكون مسيئا بترك السنة	كذا في البدائع
۱۱۵	فاذا طلع الفجر صلى الامام بالناس الفجر بغلس ثم وقف ووقف الناس معه	كذا في القدوری
	ويقف الناس وراء الامام او حيث شاؤا [1]	كذا في محيط السرخسي
	والافضل ان يكون وقوفهم خلف الامام على الجبل الذي يقال له قزح	كذا في شرح الطحاوی
۱۱۶	ويحمد الله ويثني عليه ويهلل ويكبر ويلبي ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم	كذا في الزاد
۱۱۷	ويدعو الله بحاجته رافعا يديه الى السماء	كذا في المحيط
۱۱۸	والمزدلفة كلها موقف الا بطن محسر [2]	كذا في فتاوى قاضيخان

[1] حکم نمبر ۱۱۸/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ اور اس وقوف میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۰۲/۲۰۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] (ا) وادی محسر کے سوا سارا مزدلفہ جائے وقوف ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸/۲۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اس وقوف میں افضلیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۵ج/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ جب حاجی مزدلفہ آئے تو مستحب یہ ہے کہ اس پہاڑ کے قریب وقوف کرے جس پر میقدہ (روشنی کے لئے مینار) ہے۔ اس پہاڑ کو قزح کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس پہاڑ کے قریب وقوف کیا تھا۔ راستہ سے ہٹ کر اترے تاکہ گذرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ امام کے پیچھے وقوف کرے جیساکہ وقوف عرفہ میں ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صـ ۲۴۳ (وقوف عرفہ میں مذکورہ حکم کے متعلق ۹۲س/۲۰۲ کا ۸ ملاحظہ ہو) وہکذا فی البحر الرائق ج ۲ صـ ۳۴۰ (ب) تفسیر مدارک میں ہے کہ المشعر الحرام جبل قزح ہے۔ جس پر امام وقوف کرتا ہے۔ اسے المشعر الحرام اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ حج کا شعر یعنی حج کی عبادات کی ادائیگی کے لئے حرمت والا مقام ہے۔ ماخوذ از تفسیر مدارک ج ۱ صـ ۹۸۔ حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ جبل قزح ہی المشعر الحرام ہے ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صـ ۳۹۸ درمختار میں ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ قزح پہاڑ ہی المشعر الحرام ہے۔ اس پر میقدہ ہے اور بقول بعض وہاں حضرت آدم علیہ السلام کی انگیٹھی تھی۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ صـ ۲۴۱ مگر ردالمحتار میں ہے کہ بعض کے ہاں کل مزدلفہ المشعر الحرام ہے اور مذکورہ میقدہ پتھروں کا گول ستون ہے جس کا محیط ۲۴ شرعی گز۔ طول ۱۲ شرعی گز اور اس میں ۲۵ زینے ہیں۔ جو ایک اونچی لکڑی پر ہیں۔ قدیم زمانہ میں اس پر لکڑیاں جلا کر روشنی کی جاتی تھی۔ اور ہارون الرشید کے عہد میں اس پر شمعیں روشن کی جاتی تھیں۔ اور بعد میں وہاں بڑے بڑے چراغ روشن کئے جاتے رہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ ۲۴۱۔ صـ ۲۴۲ اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مزدلفہ کل کا کل المشعر الحرام ہے۔ پہاڑ بھی اور اسکے آس پاس کی جگہ بھی۔ آپ نے لوگوں کو

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-	(ج) اگر کسی حاجی نے مزدلفہ میں رات نہ گزاری اور فجر طلوع ہونے کے بعد وہاں سے گزرتا ہوا چلا گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ البتہ وہ شخص سنت چھوڑ دینے کی برائی کرنے والا ہے۔	بدائع
115	(ا) پھر (مزدلفہ میں وہ رات گزارنے کے بعد) جب فجر طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو فجر کی نماز (طلوع فجر کے بعد) منہ اندھیرے پڑھائے اور پھر وقوف کرے اور لوگ (بھی) اسکے ساتھ وقوف کریں۔	قدوری
	(ب) (مزدلفہ میں مذکورہ وقوف کے دوران) لوگ امام کے پیچھے یا جہاں چاہیں وقوف کریں [1]۔	محیط سرخسی
	(ج) اور (مزدلفہ کے مذکورہ وقوف میں) افضل یہ ہے کہ لوگوں کا وقوف امام کے پیچھے اس پہاڑ پر ہو جسے قزح کہا جاتا ہے [2]۔	شرح طحاوی
116	اور (مذکورہ وقوف کے دوران) اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور ثناء پڑھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ تلبیہ پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔	زاد
117	اور (مذکورہ وقوف میں) اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے لئے دعا کرے [3]۔	محیط
118	(مذکورہ وقوف کے لئے) مزدلفہ کی سب جگہ جائے وقوف ہے۔ مگر محسر کی نیچی زمین جائے وقوف نہیں ہے [4]۔	قاضیخان

دیکھا کہ وہ قزح پہاڑ پر بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں تو فرمایا لوگ کیوں بھیڑ کر رہے ہیں یہاں کی سب جگہ المشعر الحرام ہے۔ نیز لکھا ہے کہ بہت سے مفسرین کا قول ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کی کل جگہ المشعر الحرام ہے۔ اور حضرت عطاءؒ سے منقول ہے کہ جب تو عرفات سے چلے اور میدانِ عرفات کے دونوں کنارے چھوڑ دے تو مزدلفہ شروع ہو گیا۔ اس میں وادی محسر (سے ورے) تک جہاں چاہو ٹھہرو۔ لیکن میں تو قزح سے ورے ہی ٹھہرنا پسند کرتا ہوں۔ تاکہ راستہ سے یکسوئی رہے۔ ماخوذ از تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۱۵۔ بعد میں مزدلفہ میں حضور کے وقوف کی جگہ گنبد بنا دیا گیا تھا۔ آج کل یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ جسے مسجد المشعر الحرام کہا جاتا ہے۔ (مترجم) [3] حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا [14] اور حکم ۴۵ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور یہاں منقول دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] جیسا کہ حکم درمختار ج ۲ ص ۲۴۱، ہدایہ ج ۱ ص ۲۴۴ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۴ و حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ۲۹۸ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۱۱۹/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز محسر کی نیچی زمین کے متعلق حکم نمبر ۱۱۹/۳۰۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۲-۱۱۹	واذا بلغ بطن محسر اسرع ان کان ماشیا وحرک دابتہ ان کان راکبا قدر رمیۃ ذکرہ الکرمانی وھو اجماع	کذا فی غایۃ السروجی شرح الهدایۃ
۱۲۰	ثم وقت الوقوف فیھا من حین طلوع الفجر الی ان یسفر جدا فاذا طلعت الشمس خرج وقتہ ولو وقف فیھا فی ھذا الوقت او مر بھا جاز کما فی الوقوف بعرفۃ وقبلہ وبعدہ لا یجوز	کذا فی التبیین
	ولو جاوز حد المزدلفۃ قبل طلوع الفجر فعلیہ دم لترک الوقوف بھا الا اذا کانت بہ علۃ او مرض او ضعف فخاف الزحام فدفع منھا لیلا فلا شیئ علیہ	کذا فی السراج الوھاج
۱۲۱	فاذا اسفر جدا دفع منھا قبل طلوع الشمس والناس معہ حتی یاتوا منی	کذا فی الزاد
۱۲۲	روی عن محمد عن ابی حنیفۃ رح انہ حد الاسفار فقال اذا اسفر بحیث لم یبق الی طلوع الشمس الا مقدار ما یصلی رکعتین یذھب	کذا فی المحیط
۱۲۳	فان دفع بعد طلوع الشمس او قبل ان یصلی الناس الفجر فقد اساء ولا شیئ علیہ	کذا فی البدائع

۱؎ البحر الرائق میں ہے کہ محسر تھک جانے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے۔ جہاں اصحاب الفیل کے ہاتھی تھک ہار گئے تھے اور ابرہہ عیسائی کا لشکر ہلاک ہوا تھا۔ یہ وادی مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور وادی محسر تقریباً ۵۴۵ شرعی گز ہے (شرعی گز کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۴۲ وکذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۵۔ نیز وادی محسر کو وادی النار بھی کہتے ہیں۔ یہ نسبتاً تنگ جگہ ہے۔ یہ حرم شریف میں داخل ہے۔ مگر مشعر نہیں یعنی اسمیں حج کا کوئی عمل نہیں۔ آج کل اس وادی کے نشانات لگے ہوئے ہیں۔ نیز درمختار و رد المحتار میں ہے کہ بطن محسر نصاری یعنی اصحاب الفیل کی جائے وقوف ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۵۔ بعض اہل علم نے وادی محسر سے گزرتے وقت یہ دعا منقول ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ۔ ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قہر سے قتل و غارت سے محفوظ رکھیئے۔ ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کیجیئے اور اس سے پہلے ہمیں معاف فرما دیجیئے۔ (مترجم) ۲؎ رد المحتار میں بحوالہ شرح اللباب لکھا ہے کہ بطن الوادی یعنی وادی میں سے ابتدائی حصہ مراد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۵ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۱۹/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اچھی طرح روشنی ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۲۲/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵؎ عرفات میں وقوف کے متعلق حکم نمبر ۱۰۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۶؎ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض اوقات مزدلفہ میں بسوں والے کام کی کثرت اور

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۲-۱۱۹	جب مزدلفہ میں محسر[۱] کی نیچی [۲] زمین کو پہنچے تو اگر پیادہ چل رہا ہے تو جلد چلے اور اگر سوار ہے تو سواری کے جانور کو تیز ہانکے یہ ایک تیر مارنے کے بقدر [۳] دوری تک کرے۔ اسے کرمانی نے ذکر کیا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے۔	غایہ سروجی
۱۲۰	(ا) پھر (مزدلفہ میں) وقوف کا وقت (اس رات کی) فجر طلوع ہونے کے وقت سے لے کر اچھی طرح روشنی [۴] ہو جانے تک ہے اور جب سورج طلوع ہو گیا تو اس وقوف کا وقت ختم ہو گیا۔ (ب) اگر کسی حاجی نے (مزدلفہ میں وقوف کے) مذکورہ وقت میں وقوف کیا یا اسوقت میں وہاں سے گزر گیا تو یہ وقوف جائز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عرفات میں وقوف کے متعلق حکم ہے [۵] اور مذکورہ وقت سے پہلے یا بعد وقوف کیا تو وہ (مزدلفہ کے وقوف کیلئے) جائز نہ ہوگا۔	تبیین
	(ج) اگر کوئی حاجی مذکورہ فجر طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکل گیا تو یہ وقوف چھوڑ دینے کیوجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی [۶] لیکن اگر اسے کوئی علت۔ بیماری۔ یا ضعف تھا اور وہ معذور بھیڑ کے خوف کیوجہ سے رات کو ہی مزدلفہ سے چلا گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ [۷]	سراج وہاج
۱۲۱	جب (مزدلفہ میں) صبح خوب روشنی ہو جائے تو سورج نکلنے سے پہلے وہاں امام لوگوں سمیت چل دے حتیٰ کہ سب منیٰ آجائیں [۸]	زاد
۱۲۲	امام محمدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہؒ سے اچھی طرح روشنی کی حد کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب روشنی اتنی ہو جائے کہ سورج طلوع ہونے میں صرف دو رکعتیں پڑھنے کی مقدار دیر رہ جائے تو (اسوقت مزدلفہ سے) چل پڑے۔	محیط
۱۲۳	اگر کوئی حاجی مزدلفہ سے سورج نکلنے کے بعد چلا۔ یا (طلوع فجر کے بعد) لوگوں کے نماز فجر پڑھنے سے پہلے چل دیا تو اس نے برائی کی اور اس سے اسپر کچھ واجب نہیں [۱۰]	بدائع

بھیڑ کیوجہ سے حاجیوں کو صبح صادق سے پہلے منیٰ لے جانا شروع کر دیتے ہیں۔ (مترجم) [۵] ردالمحتار میں ہے کہ وقوف مزدلفہ میں مذکورہ عذر کی بناء پر مذکورہ رخصت ہے۔ اور وقوف عرفات میں ایسی رخصت نہیں ہے۔ اسکی وجہ وہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل میں سے ضعفاء کو مزدلفہ سے رات کے وقت میں ہی بھیج دیا تھا۔ اور عرفات میں ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ عرفات سے قبل الغروب چلے آنا مشرکین کی عادت تھی۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۵ (مترجم) [۸] مزدلفہ سے منیٰ پہنچنے پر بعض اہل علم سے یہ دعا منقول ہے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنیٰ قَدْ اَتَیْتُھَا وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِیْبَۃِ فِیْ دِیْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْلَغَنِیْ سَالِمًا مُعَافًا۔ ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ یہ مقام منیٰ ہے۔ میں اسمیں حاضر ہوا ہوں۔ میں تیرا غلام ہوں۔ اور تیرے غلام کا بیٹا ہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر ایسا احسان کر جیسا کہ تو نے اپنے دوستوں پر کیا۔ اے اللہ میں اپنے دین میں محرومی اور مصیبت سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے یہاں خیر و عافیت سے پہنچایا نیز حکم نمبر ۹۸/۲۰۲ مع حاشیہ و ۴۵ ب/۲۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۹] حکم مذکور کے ماخذ محیط کی اس عبارت " انہ حد الاسفار فقال " میں الجھن کی ہے۔ مگر فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ و میمنیہ مصری و مطبوعہ مطبع مجیدی کانپوری سب میں یہ عبارت یوں ہی ہے۔ اور محیط قلمی ج ۱ ص ۱۹۸ میں بھی یہ عبارت یوں ہی ہے۔ تاہم اس عبارت کے مفہوم کے مقصد میں کوئی الجھن نہیں ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۱۲۰/۲۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج ـــ کیفیۃ الحج	دفعات وشق نمبر
هکذا فی شرح الطحاوی	ثم یأتی الجمرۃ العقبۃ قبل الزوال فیرمیها بسبع حصیات فی بطن الوادی من اسفل الی اعلی مثل حصاۃ الخذف ویکبر مع کل حصاۃ ولا یرمی یومئذ من الجمار غیرها ولا یقف عندها	۱۲۴-۳۰
کذا فی البدائع	ولو جعل بدل التکبیر تسبیحا او تهلیلا جاز ولا یکون مسئیا	۱۲۵
کذا فی فتاوی قاضیخان	ویقطع التلبیۃ عند اول حصاۃ یرمیها فی الصحیح من الروایۃ	۱۲۶
کذا فی البحر الرائق	ولا فرق بین المفرد والمتمتع والقارن	۱۲۷
کذا فی محیط السرخسی	والمعتمر یقطع اذا استلم الحجر	۱۲۸
کذا فی محیط السرخسی	وفائت الحج اذا تحلل بالعمرۃ یقطع التلبیۃ حین یأخذ فی الطواف فان کان قارنا یقطع حین یأخذ فی الطواف الثانی	۱۲۹
کذا فی محیط السرخسی	ویقطع المحصر اذا ذبح هدیه	۱۳۰
کذا فی محیط السرخسی	ولو حلق الحاج قبل ان یرمی جمرۃ العقبۃ قطع التلبیۃ	۱۳۱
کذا فی محیط السرخسی	وان زار البیت قبل الرمی والحلق والذبح قطعها عند ابی حنیفۃ ومحمد رح	۱۳۲

[1] رد المحتار میں ہے کہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو منی میں حاجیوں سے عید کی نماز ساقط ہے اور اس دن مکہ مکرمہ میں بھی عید الاضحی کی نماز نہیں ہے۔ غالباً اسلئے کہ نماز عید قائم کرنے والے منی میں حج کے عظیم کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صہ ۲۵۲ اور نماز عید کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۲۱۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] جمرے کل تین ہیں تینوں منی میں ہیں۔ انکے متعلق حکم نمبر ۱۲۷/۳۰۲ کا حاشیہ و نقشہ ۹ و عکس ۱۴ ملاحظہ ہوں۔ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں شیطان، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے ارادہ سے باز رکھنے کیلئے ظاہر ہوا تھا۔ اور حضرت خلیل اللہ نے اسے سات سات کنکریاں ماری تھیں۔ ان جگہوں پر بطور نشان تقریباً دس دس فٹ اونچے تین ستون ہیں۔ منی سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے پہلے جمرۃ الاولی آتا ہے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ دوسرا جمرۃ الوسطی ہے اور سب سے آخر جمرۃ العقبہ ہے۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اسکے وقت کے متعلق حکم نمبر ۱۷۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ اور ذوالحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو تینوں جمروں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور کنکریاں مارنے کی صحیح جگہ ستونوں کے نیچے کا حصہ ہے۔ اوپر ستون تو نشان کیلئے ہیں نیز جمروں کو کنکریاں مارنے کے متعلق احکام نمبر ۱۲۴، ۱۳۴، ۱۶۴ تا ۱۸۱/۳۰۲ میں ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) [3] اس موقع پر دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۲۵، ۱۸۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز جمروں کو کنکریاں مارنے کے

دفعات دشتی نمبر	پانچواں باب- حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۴-۱۲۴	پھر (مزدلفہ سے منیٰ پہنچنے کے بعد) زوال سے پہلے [1] جمرۂ عقبہ [2] آکر کنکریاں مارے اور وہاں نیچی زمین میں پہنچ کر سات کنکریاں نیچے سے اوپر کو مارے جس طرح کہ ٹھیکریوں کے ٹکڑے مارے جاتے ہیں۔ ہر کنکری کے پھینکنے پر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے [3] اور اس دن جمرۂ عقبہ کے سوا کسی اور جمرے کو کنکریاں نہ مارے [4] اور جمرۂ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے۔	شرح طحاوی
۱۲۵	اگر کسی حاجی نے (جمروں کو) کنکریاں مارتے وقت اللہ اکبر کہنے کی بجائے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو جائز ہے۔ اور ایسا کرنے میں وہ برائی کرنے والا نہیں قرار پائے گا۔	بدائع
۱۲۶	(جب حاجی مزدلفہ سے منیٰ پہنچکر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے تو) صحیح روایت کے بموجب جب جمرۂ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تو تلبیہ [5] پڑھنا ختم کردے۔	قاضیخان
۱۲۷	اور تلبیہ ختم کرنے کے مذکورہ حکم میں مفرد حج کرنے والے۔ تمتع کرنے والے اور قران کرنے والے میں کچھ فرق نہیں ہے۔	بحرالرائق
۱۲۸	عمرہ کرنے والا اس وقت تلبیہ پڑھنا ختم کرے جب وہ حجرِ اسود کا استلام کرے [6]۔	محیط سرخسی
۱۲۹	اور (حج کا احرام باندھنے کے بعد) جس شخص سے حج فوت ہوگیا اور وہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوا تو وہ اس وقت تلبیہ پڑھنا ختم کرے گا۔ جب وہ طواف شروع کرے۔ اور اگر وہ فائت الحج قارن [7] تھا تو اس وقت تلبیہ ختم کرے گا۔ جب دوسرا طواف شروع کرے۔	محیط سرخسی
۱۳۰	اور محصر [8] شخص اس وقت تلبیہ پڑھنا ختم کرے۔ جب کہ اس کی قربانی ذبح کی جائے۔	محیط سرخسی
۱۳۱	اگر کسی حاجی نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے حلق [9] (یا قصر) کرایا تو وہ (بھی) تلبیہ پڑھنا ختم کردے۔	محیط سرخسی
۱۳۲	اگر کسی حاجی نے جمرہ کو کنکریاں مارنے۔ سر منڈانے اور قربانی ذبح کرنے سے پہلے طوافِ زیارت کیا تو وہ (بھی) امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں تلبیہ پڑھنا ختم کرے۔	محیط سرخسی

...ور کے متعلق حکم نمبر ۱۷۰ تا ۱۸۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ اور اس میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۳۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۸۱/۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] تلبیہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۳۰۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [6] جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۳۰۵ میں ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے۔ کہ حاجی سعی کے دوران تلبیہ کہے گا اور صرف عمرہ کرنے والا (اور طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنیوالا حاجی) سعی کے دوران تلبیہ نہیں کہے گا۔ اور سعی کے دوران اضطباع مطلق نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۴۔ اضطباع کے متعلق حکم ۱۶/۳۰۲ مع حاشیہ اور استلام کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۳/۳۰۵ ملاحظہ ہو۔ اور حج کی بحث میں قارن کے مفہوم کے متعلق حکم ۳۰۶ میں ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [8] مُحْصَر یعنی وہ شخص جس نے احرام باندھا اور پھر کسی مانع کی وجہ سے اس احرام کے اعمال نہ کرسکا۔ حج کی بحث میں مُحْصَر اور اسکے حکم کے متعلق حکم نمبر ۳۱۸، ۳۱۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [9] حلق و قصر کے احکام حکم نمبر ۱۳۲ تا ۲۰۸/۳۰۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج کیفیة الحج	حوالہ
۱۳۳-۳۰۳	ثم یرجع الی منی فان کان معه نسك ذبحه وان لم یکن فلا یضره لانه مفرد بالحج ولو کان قارنا او متمتعا فلا بد له من الذبح	كذا فی شرح الطحاوی
۱۳۴	ثم یحلق او یقصر والحلق افضل	كذا فی شرح الطحاوی
	هذا فی غیر المحصر فاما المحصر فلا حلق علیه	كذا فی النهر الفائق
۱۳۵	ثم التخییر بین الحلق والتقصیر انما عند عدم العذر فلو تعذر الحلق لعارض تعین التقصیر او التقصیر تعین الحلق كأن لبد بصمغ فلا یعمل فیه المقراض ومتی نقض تناثر بعض شعره لا بالحلق ولا بالتقصیر ولیس للمحرم ازالة شعره بغیرهما	كذا فی البحر الرائق
۱۳۶	والتقصیر ان یأخذ الرجل والمرأة من رؤس الشعر ربع الرأس مقدار الانملة	كذا فی التبیین
	وفی البدائع قالوا یجب ان یزید فی التقصیر علی قدر الانملة اذ اطراف الشعر غیر متساویة عادة فوجب ان یزید علی قدر الانملة حتی یستوفی قدر الانملة فی التقصیر یقینا	كذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۳۷	وحلق الکل افضل اقتداء بالنبی صلی الله علیه وسلم	كذا فی الکافی
۱۳۸	ثم الحلق موقت بایام النحر هو الصحیح وافضل هذه الایام اولها	كذا فی غایة السروجی شرح الهدایة

[1] قربانی ذبح کرنے کے وقت یہ دعا بھی منقول ہے۔ اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ وَاِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِفَضْلِكَ وَجُوْدِكَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری مصری ج ا صفحہ ۳۱۸، صفحہ ۳۱۹۔ ترجمہ: بیشک میں زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں میں اسی کی طرف یکسو ہوں۔ میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز اور عبادات حج اور میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں پہلے اسلام لانے والوں سے ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری دی ہوئی تیرے نام اور تیری رضا کے لئے ہے۔ اے اللہ میری طرف سے اس قربانی کو قبول فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم السلام سے قبول کی۔ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے تیرے فضل و تیری بخشش کے طفیل سوال کرتا ہوں۔ نیز حکم نمبر ۲۵ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ صرف حج کرنے والے کی قربانی نفل ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا صفحہ ۲۴۶ نیز یہ حج کی قربانی کا ذکر ہے عیدالاضحی کی قربانی جو ہر صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے وہ اسکے علاوہ واجب ہوگی۔ بشرطیکہ اسکے وجوب

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۱۲۳	پھر (یعنی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے اور تلبیہ پڑھنا ختم کرنیکے بعد) منی واپس آئے اور اس کے ساتھ قربانی ہو تو اسے ذبح کرے [۱] نہ ہو تو قربانی نہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں۔ اس لئے کہ وہ صرف حج کے احرام والا ہے [۲] اور اگر وہ قران والا یا تمتع والا ہو تو اسے قربانی ذبح کرنا ضروری ہے [۳]	شرح طحاوی
۱۲۴	(ا) پھر سر منڈائے یا بال کترائے [۴]۔ اور سر منڈانا افضل ہے۔ (ب) یہ (مذکورہ) حکم محصر کے علاوہ کیلئے ہے اور محصر پر سر منڈانا لازم نہیں ہے (حکم نمبر ۳/۲۱۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)۔	شرح طحاوی نہر الفائق
۱۲۵	سر منڈانے اور بال کترانے کا (مذکورہ) اختیار اس صورت میں ہے۔ جب کوئی عذر نہ ہو۔ اور اگر سر منڈانے میں کسی عارضہ کی وجہ سے عذر ہو تو پھر سر کے بال کترانے کا حکم متعین ہے۔ یا اگر بال کترانے میں کوئی عذر ہو تو پھر سر منڈانے کا حکم متعین ہے۔ مثلاً کسی نے سر کے بالوں کو گوند سے چپکا دیا۔ پس ان بالوں میں قینچی کام نہ کرتی ہو۔ اور اگر (قینچی چلانے کیلئے) گوند چھڑاتا ہے تو سر کے کچھ بال منڈانے یا کترانے کے بغیر ٹوٹتے ہوں۔ حالانکہ (اسوقت) مُحرِم شخص کو اپنے بال جدا کرنے کے لئے منڈانے یا کتراتے کے علاوہ (بغیر عذر [۵] کسی اور طریقہ سے بال دور کرانے) کی اجازت نہیں ہے۔ (پس اسکے لئے سر منڈانے کا حکم متعین ہے)	بحر رائق
۱۲۶	(ا) (حاجی کے لئے) بال کترانا یوں ہے کہ مرد اور عورت سر کے چوتھائی حصہ کے بالوں کو انگلیوں کے سروں کی مقدار تک کترائے [۶] (ب) بدائع میں ہے کہ فقہاءؒ کے قول کے بموجب یہ واجب ہے۔ کہ بال کترواتے میں ایک پورے کی مقدار سے کچھ زیادہ کتروائے کہ (سر کے بال) کترتے میں ایک پورے کی مقدار یقینی ہو جائے۔	تبیین غایہ سروجی
۱۲۷	حاجی کے لئے سر کے بال منڈانے کی صورت میں افضل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے سارے سر کے بال منڈاتے [۷]	کافی
۱۲۸	(حاجی کے لئے) سر منڈانے کا وقت قربانی کے دن ہیں۔ [۸] یہی حکم صحیح ہے۔ اور ان دنوں میں افضل دن پہلا ہے۔	غایہ سروجی

کی شرطیں مثلاً مقیم ہونا وغیرہ پائی جائیں۔ عید الاضحیٰ کی قربانی کا ذکر فتاوی عالمگیری کی بحث ۴۷ میں ہے۔ نیز قربانی کیلئے قربان گاہ جانا ہوتا ہے۔ یہ جگہ جمرہ عقبہ سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ درمیان میں منی کا شہر اور خیمہ گاہ ہے۔ راستہ بالعموم پیدل ہی طے کرنا ہوتا ہے۔ قربان گاہ کیلئے ایک چار دیواری کے اندر وسیع میدان مخصوص ہے (مترجم)

[۳] حج کی بحث میں قران یا تمتع کے متعلق حکم نمبر ۳۰۶، ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔ اور شرح وقایہ میں ہے کہ عید الاضحیٰ کی قربانی قران یا تمتع کی قربانی کے قائم مقام نہیں قرار پا سکتی ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۹ [۴] حکم ۱۳۵/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ نیز عورت کے متعلق حکم نمبر ۲۰۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] عذر کی صورت میں حکم نمبر ۱۴۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] رد المحتار میں بحوالہ ابو عمرو الشیبانیؒ السجستانیؒ اور الجوہریؒ لکھا ہے کہ ہر انگلی پوروں کے لحاظ سے تین حصوں میں ہوتی ہے۔ اور تہذیب اللغات للنووی میں ہے کہ (یہاں مراد) انگلیوں کے سرے (والے حصے) ہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۹ (مترجم) [۷] اور ہدایہ میں ہے کہ حاجی کیلئے چوتھائی سر کے لئے بال منڈانا کفایت کر جاتا ہے۔ جیسا کہ سر کے مسح میں حکم ہے اور اس کے لئے سارا سر منڈانا اولیٰ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۴۶ (مترجم) [۸] اور اسمیں قصور ہونے پر واجب امور کے متعلق حکم ۲۰/۲۱۰ ملاحظہ ہو۔ اور قربانی کے دنوں کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۰۷ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۳۹	واذا جاء وقت الحلق ولم یکن علی رأسہ شعربان حلق قبل ذلک او بسبب آخر ذکر فی الاصل انہ یجری الموسی علی رأسہ لانہ لوکان علی رأسہ شعر کان الماخوذ علیہ اجراء الموسی وازالۃ الشعر فما عجز عنہ سقط ومالم یعجز عنہ یلزمہ۔ ثم اختلف المشائخ فی اجراء الموسی انہ واجب اومستحب والاصح انہ واجب	ھکذا فی المحیط
۱۴۰	قال محمد لوکان برأسہ قروح لا یستطیع معھا ان یمر الموسی علی رأسہ ولا یصل الی تقصیرہ فقد حل بمنزلۃ من حلق رأسہ لانہ عجز عن الحلق والتقصیر فسقط عنہ والاحسن لہ ان یؤخر الاحلال الی آخر الوقت من ایام النحر وان لم یؤخر لا شیئ علیہ وان لم یکن بہ قروح ولکنہ خرج الی بعض البوادی ولا یجد موسی او من یحلقہ فلا یجزیہ الا الحلق او التقصیر ولیس ھذا بعذر	کذا فی محیط السرخسی
	ولو حلق بالنورۃ اجزاہ	کذا فی السراج الوھاج
۱۴۱	ویعتبر فی سنۃ الحلق الابتداء بیمین الحالق لا المحلوق ویبدأ بشق الایسر	کذا فی فتح القدیر
۱۴۲	ویستحب دفن شعرہ والدعا عند الحلق وبعد الفراغ مع التکبیر وان رمی الشعر فلا باس بہ وکرہ القاؤہ فی الکنیف والمغتسل	کذا فی البحر الرائق
۱۴۳	ویستحب قص اظفارہ وشاربہ واستحدادہ بعد حلق رأسہ کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ	
۱۴۴	ولا یأخذ من لحیتہ شیاء ولو فعل لا یجب علیہ شیئ	کذا فی التبیین
۱۴۵	ثم اذا حلق او قصر حل لہ کل شیئ حرم علیہ بالاحرام الا النساء	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ سر منڈانے یا کترانے میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۲۱۰/— ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اور کسی عذر کے بغیر ایسا کرنے کے متعلق حکم ۱۳۵/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ سر مونڈاتے وقت یہ دعا پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ نَفْسِیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَاجْعَلْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنْھَا نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۱۹ - ترجمہ: اے اللہ تعالی میرے لئے مجھ میں برکت عطا فرما۔ میرے گناہ بخشدے۔ اور میرے ہر بال کے بدلے قیامت کے دن میرے لئے روشنی عطا فرما۔ نیز حکم نمبر ۴۵ب/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　　　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۹-۲۰۲	اگر سر منڈانے کا وقت آیا تو حاجی کے سر پر بال نہ تھے۔ مثلاً وہ اس سے پہلے (کسی وجہ سے) سر منڈا چکا تھا یا کوئی اور وجہ تھی۔ تو (اسکے حکم کے متعلق) اصل میں مذکور ہے کہ وہ (بھی) سر پر استرا پھرالے۔ اسلئے کہ اگر اسکے سر پر بال ہوتے تو اسکے ذمہ کام استرا پھرانا اور بال اتروانا تھا۔ بس جس کام سے عاجز ہے وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہوگیا۔ اور جس کام سے عاجز نہیں ہے۔ وہ اس کے ذمہ لازم ہے۔ (ب) پھر مذکورہ شخص کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے کہ اسکے لئے استرا پھرانا واجب ہے یا مستحب ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ واجب ہے۔	محیط
۱۴۰	(ل) امام محمد رح نے کہا ہے کہ اگر کسی حاجی کے سر پر زخم ہوں۔ جن کی وجہ سے وہ استرا نہیں پھرا سکتا اور بال کترنے کے قابل بھی نہ ہوں تو وہ احرام سے ایسے ہی باہر ہوگیا۔ جیسا کہ سر منڈانے والا باہر ہوگیا۔ اس لئے کہ وہ سر منڈانے اور بال کترانے سے عاجز ہے۔ پس یہ عمل اس کے ذمہ سے ساقط ہوگیا۔ اور[۲] (اس صورت میں) اس کے لئے زیادہ اچھا یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے میں قربانی کے آخری دنوں تک تاخیر کرے۔ اور اگر اتنی تاخیر نہ کی تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ (ب) اور[۱] اگر اس کے سر پر زخم نہ تھے۔ لیکن وہ کسی غیر آباد جگہ میں چلا گیا۔ جہاں اسے استرا نہ ملا یا اسے مونڈنے والا نہ ملا تو یہ عذر معتبر نہیں ہے۔ اسے سر منڈانا یا بال کترانے ہی پڑیں گے [۱] [۲] اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے نورہ (بال اڑانے کا پوڈر وغیرہ) سے بال اڑا دے تو (بھی) اسے کفایت کر جائے گا۔ [۲]	محیط سرخسی سراج وہاج
۱۴۱	مسنون طریقہ سے سر منڈانے میں معتبر یہ ہے کہ سر مونڈنے والے کی دائیں سے ابتدا ہو۔ اس میں سر مونڈنے والے کی دائیں طرف کا اعتبار نہیں ہے۔ پس اپنے سر کے بائیں طرف سے ابتدا کرے گا۔	فتح قدیر
۱۴۲	(ا) (حاجی کے لئے) سر منڈانے کے بعد مستحب یہ ہے کہ اپنے بالوں کو دفن کردے۔ اور سر مونڈاتے وقت [۳] اور سر مونڈانے کے بعد [۴] اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور دعا مانگے۔ (ب) اور اگر کسی نے بال پھینک دیئے تو اسمیں کوئی حرج نہیں [۵] (ج) البتہ بیت الخلاء اور نہانے کی جگہ میں بال پھینکنا مکروہ ہے۔	بحر الرائق
۱۴۳	حاجی کیلئے سر منڈانے کے بعد مستحب ہے کہ وہ ناخن اور مونچھیں کترے اور زیر ناف بال مونڈے۔	غایہ سروجی
۱۴۴	حاجی اپنی داڑھی سے کچھ کم نہ کرے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔	تبیین
۱۴۵	پھر جب حج کرنے والے نے سر منڈا دیا یا سر کے بال کترا دیئے تو اسکے لئے وہ سب چیزیں حلال ہوجائیں گی۔ جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام ہوتی ہیں۔ مگر عورتوں سے جماع حلال نہ ہوگا [۶]	قاضیخان

[۴] بعض اہل علم سے حجامت سے فراغت کے بعد یہ دعا بھی منقول ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا اَللّٰهُمَّ زِدْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا۔ ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ وہ جس نے ہم کو حج کی عبادات بجالانے کی طاقتیں دی۔ اے اللہ ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ فرما۔ (مترجم) [۵] "لا بأس" کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۴۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۶] اس ممانعت کے رفع ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۰، ۱۵۱/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ اور احرام کی حالت میں اس ممانعت کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۹۷، ۱/۳۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ اور ان میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۴۶	وکذا توابع الوطء کاللمس والقبلۃ لا تحل لہ	کذا فی السراج الوهاج
۱۴۷	ولا یحل لہ الجماع فیما دون الفرج عندنا	کذا فی الهدایۃ
۱۴۸	ولو لم یحلق حتی طاف بالبیت لم یحل لہ شیئ حتی یحلق	کذا فی التبیین
۱۴۹	ثم یطوف بالبیت فی یومہ ذلک طواف الزیارۃ ان استطاع اومن الغد اوبعد الغد ولا یؤخر عن ذلک ویطوف سبعۃ اشواط وراء الحطیم ویصلی بعد الطواف رکعتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵۰	وتحل لہ النساء بالحلق السابق لا بالطواف واذا طاف منہ اربعۃ اشواط حلت لہ النساء لانها هی الرکن وما زاد واجب یجبر بالدم وهو الصحیح	هکذا فی التبیین
	ولو لم یطف اصلا لم تحل لہ النساء وان طال ومضت سنون وهذا بالاجماع	کذا فی غایۃ السروجی شرح الهدایۃ

[1] فرج کے علاوہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۶/۲۹۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ایسے عذر کے متعلق حکم نمبر ۱۴۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] طواف زیارت کے مزید احکام حکم نمبر ۱۵۵، ۱۵۶ / ۳۰۳ میں ملاحظہ ہوں اور اسمیں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۳۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] (ا) چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ ہمارے ہاں طواف زیارت کا وقت یوم نحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) اور اسکے بعد دو دن تک ہے۔ اور اس سے تاخیر میں امام ابو حنیفہ کے قول کے بموجب قربانی لازم ہو جاتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر عورت کو یوم نحر میں طواف سے پہلے حیض کا عذر ہو تو وہ واپسی نہ کرے گی بلکہ جب حیض سے پاک ہو تو طواف زیارت کرے گی۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۲ صـ ۲۹۶، صـ ۳۰۱ (ب) اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ طواف زیارت کا اول وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی طلوع فجر کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت آخری عمر تک ہے۔ البتہ ایام نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں۔ گیارہویں اور بارہویں) کے دن اور راتوں سے مؤخر کیا تو اسپر قربانی لازم ہوگی بشرطیکہ اسکے لئے وہ طواف کرنا ممکن تھا۔ پس اگر کوئی حائض حیض سے پاک ہو کر طواف زیارت کے مذکورہ وقت میں (کم از کم) چار پھیرے کر سکتی تھی اور اس نے نہ کئے تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر وہ عورت طواف کے چار پھیرے بھی نہ کر سکتی تھی تو پھر مذکورہ دنوں میں طواف زیارت نہ کرنے سے اسپر قربانی لازم نہ ہوگی۔ پس حیض کی وجہ سے طواف زیارت میں تاخیر سے اس عورت پر کچھ لازم نہیں ہوتا بشرطیکہ اسے ایسے وقت حیض آیا کہ وہ طواف کے چار پھیرے بھی طہارت کی حالت میں نہ کر سکتی تھی یا اسے ایام نحر سے پہلے حیض شروع ہوا اور پھر وہ طواف زیارت کا وقت گذرنے کے بعد پاک ہوئی۔ اور اگر کسی عورت نے طواف زیارت کے مذکورہ وقت میں کم از کم چار پھیرے طواف کی قدرت پائی مگر اس نے طواف نہ کیا پھر اسے حیض آگیا اور اسکی اسی حالت میں ذوالحجہ کی تیرہویں تاریخ گذر گئی تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس نے کوتاہی کی۔ البتہ چونکہ اول وقت میں طواف ضروری

دفعات دستی نمبر	پانچواں باب حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۴۶-۳۰۲	اسیطرح حج کرنے والے کیلئے (حلق یا قصر کے بعد) جماع کے توابع بھی مثلاً ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا وغیرہ بھی حلال نہ ہوں گے (بلکہ وہ حالت احرام کی طرح حرام رہیں گے۔ (اسکے متعلق حکم ۱۸/۳۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)	سراج وہاج
۱۴۷	اسیطرح حج کرنیوالے کے لئے فرج کے علاوہ جماع بھی ہمارے ہاں حلال نہ ہوگا [1]	ہدایہ
۱۴۸	اگر حج کرنیوالے کسی شخص نے سر نہ منڈایا (اور نہ سر کے بال کترائے اور اسے ایسا کرنے میں کوئی عذر بھی نہ تھا) [2] حتی کہ اس نے خانہ کعبہ کا طوافِ زیارت کرلیا تو جب تک وہ سر نہ منڈائے گا (یا سر کے بال نہ کترائے گا) اس کے لئے (احرام کی وجہ سے حرام شدہ) کوئی چیز حلال نہ ہوگی۔	تبیین
۱۴۹	پھر اگر کرسکے تو اسی دن خانہ کعبہ کا طواف یعنی طوافِ زیارت کرے [3] یا یہ طواف دوسرے دن کرے یا تیسرے دن کرے۔ اور اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے [4] اور طواف کے ساتوں پھیرے حطیم کے باہر سے کرے [5] اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے [6]	قاضیخان
۱۵۰	(ا) (طوافِ زیارت کرنے پر) حاجی کے لئے (احرام کیوجہ سے حرام شدہ) عورتوں سے جماع حلال قرار پاتا ہے۔ اور یہ حلال قرار پانا طوافِ زیارت سے نہیں سر منڈانے کے گزشتہ عمل سے ہے [7] (ب) اور جب کسی حاجی نے طوافِ زیارت کے چار پھیرے کرلئے تو اسکے لئے (مذکورہ) عورتوں سے جماع حلال ہوگیا۔ اسلئے کہ (طواف میں) فرض اسیقدر ہے اور اس (یعنی چار پھیروں) سے زیادہ واجب ہے۔ جسکی کمی جانور کی قربانی دینے سے پوری ہوسکتی ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
	(ج) اور اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت بالکل نہ کیا تو اسکے لئے (احرام کیوجہ سے حرام شدہ) عورتوں سے جماع حلال نہ ہوگا۔ خواہ عرصہ زیادہ گزر جائے اور کئی سال گذر جائیں۔ یہ حکم بالاجماع [8] ہے۔	غایہ سروجی

نہیں۔ لہذا اس کو تاہی کا حکم اس صورت میں ظاہر ہوگا جبکہ اسے اپنے حیض کا وقت معلوم تھا اور پھر تاخیر کی۔ نیز لکھا ہے کہ رمی (اور حج) کے حق میں ایام نحر کی راتیں گذشتہ دن کے تابع ہوتی ہیں (جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۲/۳۰۳ میں ہے) مگر طواف زیارت کے حق میں ایام نحر کی راتوں سے مراد وہ راتیں ہیں جو قربانی کے دنوں کے درمیان آتی ہیں پس تیرھویں ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد طواف زیارت کیا تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ منسک ابن امیر حاج سے بعض محشین نے نقل کیا ہے کہ اگر مذکورہ عورت کا قافلہ واپس ہونے لگے اور وہ ابھی حیض سے پاک نہ ہوئی ہو اور وہ طواف کے متعلق فتوی مانگے تو اسے کہا جائے گا کہ تیرے لئے حیض کی حالت میں (طواف کیلئے) المسجد الحرام میں داخلہ جائز نہیں اور اگر تو اس حالت میں مسجد میں داخل ہوئی اور طواف کیا تو گناہ کیا۔ البتہ تیرا طواف صحیح ہے اور تجھپر بدنہ لازم ہے اور یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۵۱، ص ۲۵۲ (ج) رد المحتار میں بھی ہے کہ اگر کسی عورت کو ایام نحر سے پہلے حیض شروع ہوا اور اسکی اسی حالت میں ایام نحر گذر گئے تو اس صورت میں طواف زیارت کرنے میں اس طواف کے وقت (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی طلوع فجر سے تیرہویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے تک) سے تاخیر کی تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۶ (د) اگر مُحصِر شخص سے طواف زیارت میں تاخیر ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۳۱۹ ملاحظہ ہو اور طواف صدر میں تاخیر کے متعلق حکم نمبر ۱۸۷/۳۰۲ اور حائض پر طواف صدر کے وجوب کے متعلق حکم ۱۸۹، ۱۹۲/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حطیم سمیت طواف کے متعلق حکم نمبر ۳۰، ۱۵۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۲، ۳۷، ۱/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۵/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [8] اور درمختار میں ہے کہ اگر کسی حاجی نے حلق یا قصر سے پہلے طواف زیارت کرلیا تو اس کے احرام کی وجہ سے حرام شدہ چیزوں میں سے کچھ بھی حلال نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۵۱ — نیز حکم نمبر ۱۴۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس ۔ فی کیفیة اداء الحج ۔ کیفیة الحج	حوالہ
٣٠٢ - ١٥١	ولو طاف طواف الزیارة محدثا او جنبا خرج عن احرامہ وتحل لہ النساء حتی لو جامع بعد ذلک لا یفسد حجہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٥٢	واذا طاف بالبیت منکوسا بان اخذ عن یسار الکعبة وطاف کذلک سبعة اشواط یعتد بطوافہ فی حق التحلل وعلیہ الاعادة مادام بمکة	کذا فی الظہیریة
١٥٣	ولو طاف منکشف العورة قدر ما لا تجوز الصلوة معہ اجزأہ واذا طاف طواف الزیارة فی ثوب کلہ نجس فہذا وما لو طاف عریانا سواء فاذا کان من الثوب قدر ما یواری عورتہ طاہرا والباقی نجسا جاز طوافہ ولا شیٔ علیہ	کذا فی الظہیریة
١٥٤	ولو لم یجعل طوافہ من وراء الحطیم بل طاف فی وسطہ فی الطواف الواجب فان کان بمکة اعاد الطواف جمیعہ لیأتی بہ علی ترتیبہ فان لم یفعل واعادہ علی الحطیم اجزأہ عندنا	کذا فی السراج الوہاج
١٥٥	وہذا الطواف یسمی طواف الزیارة وطواف الرکن وطواف یوم النحر	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٥٦	وفی الحجة ویقال لہ الطواف الواجب	کذا فی التاتارخانیة
١٥٧	فان کان سعی بین الصفا والمروة عقیب طواف القدوم لم یرمل فی ہذا الطواف ولم یسع والا رمل وسعی	کذا فی الکافی
١٥٨	والافضل تاخیرہما لطواف الرکن لیصیرا تبعا للفرض دون السنة	کذا فی البحر الرائق

۱؎ طواف زیارت میں قصور واجب امور کے متعلق حکم نمبر $\frac{}{212}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{17,12}{202}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{27}{212}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{7}{212}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر $\frac{129,20}{202}$ ملاحظہ ہو (مترجم)
۶؎ اس طواف کو طوافِ زیارت ۔ طواف رکن ۔ طوافِ یوم النحر ۔ اور طوافِ الواجب کہا جاتا ہے جیسا کہ حکم ہذا میں اور حکم نمبر $\frac{156}{202}$ میں ہے اور ہدایہ میں ہے کہ اس طواف کو طواف فرض ۔ طواف رکن ۔ طوافِ یوم النحر اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ٢٤٧ اور حکم نمبر $\frac{185}{202}$ میں بحوالہ تبیین لکھا ہے کہ طواف صدر کو طواف وداع ۔ طوافِ آخر العہد بالبیت ۔ طواف افاضہ اور طواف واجب بھی کہتے ہیں ۔ تو

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب ۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲-۱۵۱	اگر کسی حاجی نے بے وضو یا جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا ؎۱ تو (ایسے طواف کی وجہ سے بھی) وہ اپنے احرام سے باہر ہو جائے گا۔ اور اسکے لئے (احرام کیوجہ سے حرام شدہ) عورتوں سے جماع حلال ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر اس نے اسکے بعد میں جماع کیا تو اس کا حج فاسد نہ کہلائے گا۔	قاضیخان
۱۵۲	اگر کسی محرم نے خانہ کعبہ کا طواف الٹا کیا۔ یعنی خانہ کعبہ کے بائیں طرف سے شروع کیا۔ اور اسی طرح سات پھیرے کئے تو ایسا طواف احرام سے باہر ہونے کیلئے معتبر ہوگا۔ البتہ جبتک وہ مکہ مکرمہ میں ہے اس پر اس طواف کا لوٹانا لازم ہوگا ؎۲	ظہیریہ
۱۵۳	(ا) اگر کسی حاجی نے ایسی حالت میں طواف کیا کہ اس کا ستر اس قدر کھلا ہوا تھا جس سے نماز جائز نہیں ہوتی تو ایسا طواف اسے کفایت کر جائے گا ؎۳ (ب) اگر کسی حاجی نے طواف زیارت ایسی حالت میں کیا کہ اسکے کل کپڑے ناپاک تھے۔ تو ایسی حالت میں طواف کرنا اور ننگے ہو کر طواف کرنے کا حکم برابر ہے۔ (ج) اگر اس کپڑے میں اسقدر پاک تھا کہ وہ اس سے اپنی شرمگاہ ڈھانپ سکتا تھا اور باقی کپڑا ناپاک ہے تو اس کا طواف جائز قرار پائے گا۔ اور اسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا ؎۴	ظہیریہ
۱۵۴	اگر کسی شخص نے واجب طواف میں حطیم کے باہر سے طواف نہ کیا بلکہ اس کے اندر سے طواف کیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مکہ مکرمہ میں ہے تو سارا طواف لوٹائے تاکہ طواف اپنی ترتیب کے مطابق ہو۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے سارا طواف نہ لوٹایا اور صرف حطیم پر طواف لوٹایا تو ہمارے ہاں کفایت کر جائے گا ؎۵	سراج وہاج
۱۵۵	اس طواف کو طواف زیارت۔ طواف رکن اور یوم نحر کا طواف بھی کہتے ہیں ؎۶	قاضیخان
۱۵۶	حجہ میں ہے کہ اس طواف کو طواف واجب بھی کہتے ہیں ؎۷	تتارخانیہ
۱۵۷	پھر اگر اس نے طواف قدوم کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر لی ہے۔ تو وہ اس طواف میں رمل نہ کرے! ورنہ سعی کرے ورنہ سعی اور رمل کرے ؎۸	کافی
۱۵۸	اور افضل یہ ہے کہ رمل اور سعی کرنے میں طواف رکن تک تاخیر کرے۔ تاکہ وہ دونوں سنت کی بجائے فرض کے ساتھ ادا ہوں ؎۹	بحر الرائق

گویا افاضہ اور واجب کا اطلاق دونوں پر ہے۔ (مترجم) ؎۷ طواف زیارت کا ذکر حکم نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۶/۳۰۲ میں۔ طواف قدوم کا ذکر حکم ۲۰/۳۰۲ میں اور طواف صدر کا ذکر حکم نمبر ۱۸۵/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۵۴/۳۰۲ ملاحظہ ہو نیز سعی کے مفہوم کے حکم ۲۱ تا ۵۷/۳۰۲ اور رمل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۲۹/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۹ حکم نمبر ۲۹، ۵۴، ۱۵۷/۳۰۲ ملاحظہ ہو اور تمتع کی صورت میں حکم نمبر ۱۵/۳۰۷ اور قران کی صورت میں حکم نمبر ۵، ۶/۳۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج کیفیت الحج	حوالہ
۱۵۹-۲۰۲	ثم یعود الی منی فیقیم بها لرمی الجمار فی بقیة الایام ولا یبیت بمکة ولا فی الطریق	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۶۰	ویکره ان یبیت فی غیر منی فی ایام منی	کذا فی شرح الطحاوی
۱۶۱	فان بات فی غیرها متعمدا فلا شیئ علیه عندنا	کذا فی الهدایة
۱۶۲	سواء کان من اهل السقایة او غیره	کذا فی السراج الوهاج
۱۶۳	وعندنا لا خطبة فی یوم النحر	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۶۴	فاذا زالت الشمس من الیوم الثانی من ایام النحر رمی الجمار الثلث فیبداء بالتی تلی مسجد خیف فیرمیها بسبع حصیات ویکبر مع کل حصاة ثم بما یلیها وهو الجمرة الوسطی فیرمیها بسبع حصیات کذلك ثم یأتی الجمرة العقبة فیرمیها من بطن الوادی بسبع حصیات ویکبر مع کل حصاة ولا یقف عندها ویقف عند الجمرة الاولی والوسطی فی المقام الذی یقف فیه الناس	کذا فی الکافی
۱۶۵	والمقام الذی یقوم فیه الناس اعلی الوادی	کذا فی المحیط
۱۶۶	کل رمی بعده رمی فانه یقف بعده وکل رمی لیس بعده رمی فانه لا یقف بعده لان العبادة قد انتهت	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۶۷	ویطیل القیام ویتضرع	کذا فی التبیین
۱۶۸	فیحمد الله ویثنی علیه ویهلل ویکبر ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویدعو لحاجته ویرفع یدیه حذاء منکبیه ویجعل باطن کفیه نحو السماء کما هو السنة فی الادعیة وینبغی للحاج ان یستغفر للمؤمنین فی دعائه فی هذا الموقف	کذا فی الکافی

[1] حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ یوم نحر کو جس خطبہ کا ذکر روایات میں آتا ہے وہ حج کا خطبہ نہ تھا۔ وہ خطبہ الوداع سے تھا۔ جبکہ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ساتھ یہاں لوگوں کا ایسا اجتماع پھر متحقق نہ ہوگا۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ۱ص ۲۴۰ (مترجم) [2] یوم نحر کے دوسرے دن یعنی گیارہ ذوالحجہ کو منی میں خطبہ ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۶۳ تا ۶۵/۲۰۲ میں ہے۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ امام منی میں گیارہ ذوالحجہ یعنی یوم نحر کے دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد ساتویں تاریخ کے خطبہ کی طرح ایک خطبہ دے جسکے درمیان بیٹھنا نہیں ہوتا۔ اس خطبہ میں کنکریاں مارنے اور حج کی بقیہ عبادات کے احکام سکھائے۔ یہ خطبہ سنت ہے۔ اور اس کا چھوڑ دینا بڑی غفلت ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ (مترجم)

دفعات وشتی نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۵۹-۲۰۲	پھر حاجی منیٰ واپس لوٹے اور باقی دنوں میں جمروں پر کنکریاں مارنے کیلئے منیٰ میں رہے اور (ان دنوں میں) مکہ مکرمہ میں یا راستہ میں رات نہ گزارے۔	غایہ سروجی
۱۶۰	(حاجی کیلئے) ایام منیٰ میں منیٰ کے علاوہ کہیں اور جگہ رات رہنا مکروہ ہے۔	شرح طحاوی
۱۶۱	اور اگر کسی حاجی نے جان بوجھ کر ایام منیٰ میں منیٰ کے علاوہ کہیں اور رات گزاری تو ہمارے ہاں اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔	ہدایہ
۱۶۲	خواہ وہ حاجی حاجیوں کو پانی پلانے والوں میں سے ہو یا نہ ہو (اسکے لئے ایام منیٰ میں منیٰ کے علاوہ رات گزارنا مکروہ ہے)	سراج وہاج
۱۶۳	ہمارے ہاں یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کو (حج کا[۱]) کوئی خطبہ نہیں ہے۔	غایہ سروجی
۱۶۴	پھر جب قربانی کے دنوں میں دوسرے دن سورج کے زوال کا وقت ہو[۲] جائے تو تینوں جمروں کو کنکریاں مارے۔ اس جمرہ سے شروع کرے۔ جو مسجد[۳] خیف کے قریب ہے۔ پس اسے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر اس جمرہ کو کنکریاں مارے جو اسکے قریب ہے۔ اور وہ درمیان کا جمرہ ہے پس اسے سات کنکریاں اسیطرح مارے۔ پھر جمرہ عقبہ کو آئے اور اسے نیچی زمین سے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے نیز جمرہ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے۔ اور پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس اس جگہ وقوف کرے جہاں لوگ وقوف کرتے ہیں[۴]۔	کافی محیط
۱۶۵	اور وہ (مذکورہ) جگہ جہاں لوگ وقوف کرتے ہیں۔ اس وادی کے اوپر کا حصہ ہے۔	
۱۶۶	ہر ایسی رمی (یعنی جمرہ کو کنکریاں مارنا) جسکے بعد پھر رمی کرنا ہو اسکے بعد وقوف کرے اور ہر ایسی رمی جسکے بعد (اس دن مزید) رمی کرنا نہ ہو تو اسکے بعد وقوف نہ کرے اسلئے کہ عبادت ختم ہو چکی ہے۔	جوہرہ نیرہ تبیین
۱۶۷	اور (مذکورہ وقوف میں) دیر تک قیام کرے اور زاری کرے[۵]۔	
۱۶۸	(ا) پس (مذکورہ وقوف میں) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ اپنی حاجتوں کے لئے دعا مانگے اور (دعائیں) اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھائے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں آسمان کی جانب کرے جیسا کہ دعاؤں میں یونہی مسنون ہے۔ (ب) اور حج کرنے والے کو چاہیئے کہ ان مقامات میں وقوف کے دوران اپنی دعائیں ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگے	کافی

۳؎ مسجد خیف کے متعلق حکم نمبر ۵۷ لـ/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ۱؎ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۱؎ وعکس ۱؎ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۶۵، ۱۶۷/۳۰۳ نقشہ ۹؎ اور عکس ۱۴؎ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵؎ چنانچہ در مختار میں ہے کہ وہاں سورۃ بقرہ پڑھنے کی دیر تک وقوف کرے اور رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ دیر کے بقدر وقوف کرے یا کم از کم بیس آیات پڑھنے کی دیر کے بعد وقوف کرے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ نیز حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا نمبر ۱۱ تا ۱۲ و حکم ۱۹۸/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ القسطلانی لکھا ہے کہ مسجد خیف کے بڑے دروازے سے جمرہ اولیٰ تک ۱۲۵۴ مع ایک سدس (یعنی چھٹا حصہ) شرعی گز کا فاصلہ ہے اور جمرہ اولیٰ سے جمرہ وسطیٰ تک ۸۷۵ شرعی گز اور جمرہ وسطیٰ سے جمرہ عقبہ تک ۲۰۸ شرعی گز کا فاصلہ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۳۔ اور شرعی گز یعنی (ذراع) کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳- ۱۶۹	فاذا کان من الغد وھو الیوم الثالث من یوم النحر رمی الجمار الثلاث کذلک حین تزول الشمس ثم ینفر ان احب فی یومہ ذلک ویسقط عنہ الرمی فی الیوم الرابع وان احب ان یمکث هناک تلک اللیلۃ فمکث حتی طلع الفجر لا یمکنہ ان ینفر فی ھذا الیوم حتی یرمی بعد الزوال کذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷۰	(والکلام فی الرمی فی مواضع) (الاول) فی اوقات الرمی ولہ اوقات ثلاثۃ یوم النحر وثلاثۃ من ایام التشریق اولھا یوم النحر ووقت الرمی فیہ ثلاثۃ انواع مکروہ ومسنون ومباح فما بعد طلوع الفجر الی وقت الطلوع مکروہ ومابعد طلوع الشمس الی زوالھا وقت مسنون ومابعد زوال الشمس الی غروب الشمس وقت مباح واللیل وقت مکروہ	کذا فی محیط السرخسی
	ولو رمی قبل طلوع الفجر لم یصح اتفاقا	کذا فی البحر الرائق
	واما وقت الرمی فی الیوم الثانی والثالث فھو مابعد الزوال الی طلوع الشمس من الغد حتی لا یجوز الرمی فیھما قبل الزوال الا ان مابعد الزوال الی غروب الشمس وقت مسنون ومابعد الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ ھکذا روی فی ظاھر الروایۃ واما وقتہ فی الیوم الرابع فعند ابی حنیفۃ رح من طلوع الفجر الی غروب الشمس الا ان ماقبل الزوال وقت مکروہ ومابعدہ مسنون	کذا فی محیط السرخسی

[1] جمروں کو کنکریاں مارنے کے ان احکام کا ذکر حکم نمبر ۱۲۴ تا ۱۳۴، ۱۶۴ تا ۱۸۱ / ۳۰۳ میں ہے اور ان میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم ۳۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] (ل) چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ یوم النحر کے دوسرے اور تیسرے دن زوال سے قبل جمروں کو کنکریاں مارنا جائز نہیں اور ان میں آخر وقت بعد کے دن کے طلوع آفتاب تک ہے۔ اور حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ البحر العمیق، منسک الفارسی اور الطرابلسی میں بھی یوں ہی لکھا ہے مگر لباب المناسک اور اسکی شرح میں ہے کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ادا کا وقت فوت ہوگیا اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے اور قضا کا وقت بالاتفاق باقی رہتا ہے۔ یہ حکم صریح ہے کہ ان دو دنوں میں کنکریاں مارنے کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے۔ منسک العفیف میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔ اور صاحب بدائع۔ الحاوی القدسی اور الحدادی کا قول بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور منسک الاوسط میں ہے کہ ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ ۱۱۔۱۲ ذوالحجہ میں جمروں کو کنکریاں مارنے کا وقت زوال آفتاب سے لیکر طلوع فجر تک ہے اور بعض کا قول ہے کہ بعد کے دن کے طلوع آفتاب تک ہے حاشیہ المدنی میں یوں ہی لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اللباب اور اس کی شرح میں ہے کہ جب چوتھے دن کی فجر طلوع ہوگئی تو امامؒ صاحب کے ہاں ادا کا وقت فوت ہوگیا۔ صاحبینؒ کا اختلاف

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۳-۱۶۹	(ا) پھر جب اس دن کے بعد کا دن یعنی قربانی کے دنوں میں سے تیسرا دن آئے تو جب سورج کا زوال ہو جائے تو اسی طرح تینوں جمروں کو کنکریاں مارے۔	
	(ب) پھر اگر چاہے تو اسی دن چلا جائے اور (اس صورت میں) اس سے چوتھے دن کنکریاں مارنا ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر اس نے چاہا کہ وہ رات وہیں ٹھہرے تو (اس صورت میں اگر) وہ ٹھہر گیا حتی کہ اس رات کی فجر طلوع ہو گئی تو پھر جب تک زوال آفتاب کے بعد اسی طرح (تینوں جمروں کو) کنکریاں نہ مارے اس کے لئے وہاں سے نکلنا جائز نہ ہو گا۔	قاضیخان
۱۷۰	جمروں کو کنکریاں مارنے میں کئی امور ہیں [۱]۔ (جو کل ۱۳ قسم کے حکم ہیں) ان میں سے پہلا امر کنکریاں مارنے کے اوقات کے احکام ہیں۔ (ا) جمروں کو کنکریاں مارنے کے اوقات تین ہیں۔ یوم النحر اور ایام التشریق میں سے تین دن جن میں سے پہلا دن یوم النحر ہے۔ اور یوم النحر میں کنکریاں مارنے کا وقت تین قسم ہے۔ مکروہ وقت۔ مسنون وقت اور مباح وقت۔ پس یوم النحر میں فجر طلوع ہونے کے بعد سے لیکر سورج طلوع ہونے تک مکروہ وقت ہے۔ اور سورج طلوع ہو جانے سے لیکر اس کے زوال تک مسنون وقت ہے۔ اور سورج کے زوال کے بعد سے لیکر غروب تک مباح وقت ہے۔ اور رات مکروہ وقت ہے۔	محیط سرخسی
	(ب) اگر کسی حاجی نے (یوم النحر کی) فجر طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں ماریں تو بالاتفاق صحیح نہیں۔	بحرالرائق
	(ج) یوم النحر کے دوسرے اور تیسرے دن جمروں کو کنکریاں مارنے کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے لیکر بعد کے دن طلوع آفتاب تک [۲] ہے۔ حتی کہ ان دونوں دنوں میں زوال سے پہلے کنکریاں مارنا جائز نہیں۔ لیکن (ان دونوں دنوں میں) زوال آفتاب کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک مسنون وقت ہے اور غروب آفتاب کے بعد سے لیکر طلوع فجر تک مکروہ وقت ہے۔ ظاہر روایت میں یوں ہی روایت کیا گیا ہے۔ (د) اور یوم النحر کے چوتھے دن کنکریاں مارنے کا وقت امام ابو حنیفہ رح کے ہاں طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک ہے۔ لیکن زوال آفتاب سے پہلے مکروہ وقت ہے اور زوال آفتاب کے بعد (سے لیکر غروب آفتاب تک) مسنون وقت ہے۔	محیط سرخسی

ہے۔ اور قضا کا وقت بالاتفاق ایام تشریق کے آخری دن تک رہتا ہے لہٰذا اگر کسی حاجی نے مقررہ دن کی کنکریاں مارنے میں اس دن سے تاخیر کر دی۔ تو اس پر اس کی قضا اور جزاء لازم ہے۔ اور جزا قربانی ہے اور جب چوتھے دن کا سورج غروب ہو گیا تو قضا کا وقت فوت ہو گیا۔ ماخوذ از البحر الرائق مع حاشیہ ج ۲ ص ۳۴۸ (ب) اور درمختار میں ہے کہ ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲ تاریخ میں جمروں کو کنکریاں مارنے کا وقت زوال سے طلوع ذکا تک ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ طلوع ذکا، یعنی چوتھے دن کے طلوع آفتاب تک ہے اور اس میں فی الجملہ جواز کے وقت کا بیان ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ان دنوں میں جمروں کو کنکریاں مارنے کا آخری وقت طلوع آفتاب تک باقی رہنے کے ذکر میں صرف اس کے وقت ادا کا بیان نہیں بلکہ وقت قضا بھی شامل ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۳، ص ۲۵۴۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب خامس - فی کیفیة اداء الحج　کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۷۱	(الثانی) انه یجوز الرمی بکل ماکان من جنس الارض بشرط وجود الاستهانة حتی لایجوز بالفیروزج والیاقوت	
	کذا فی السراج الوهاج وهکذا فی النهایة والعنایة	و معراج الدرایة
	ویجوز بالحجر والمدر والطین والمغرة والنورة والزرنیخ والملح الجبلی والکحل وقبضة من تراب بخلاف الخشب والعنبر واللؤلؤ والذهب والفضة	هکذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۷۲	(الثالث) فی مقدار مایرمی به نقول یرمی بالصغار مثل حصی الخذف	کذا فی المحیط
	واختلفوا فی مقدارها والمختار قدر الباقلا ولو رمی بحجر اکبر او اصغر جاز	کذا فی الاختیار شرح المختار
	ولیس بمستحب	کذا فی التتارخانیة
۱۷۳	(الرابع) فی صفة المرمی به فنقول ینبغی ان تکون مغسولة	کذا فی السراج الوهاج
	ولو رمی بمتنجسة بیقین کره واجزأه	کذا فی فتح القدیر
	ویستحب ان یأخذ حصی الجمار من المزدلفة او من الطریق ولایرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء	کذا فی السراج الوهاج
	ویکره ان یلتقط حجرا واحدا فیکسره سبعین حجرا صغیرا کما یفعله کثیر من الناس الیوم	کذا فی فتح القدیر
۱۷۴	(الخامس) فی کیفیة الرمی وقد اختلف المشائخ فیها قال بعضهم یأخذ الحصی بطرفی ابهامه وسبابته کانه عاقد ثلاثین ویرمیها	کذا فی المحیط
	وفی الولوالجیة وهو الاصح	کذا فی التتارخانیة
	قالوا وینبغی ان یکون بینه وبین موقع الحصی خمسة اذرع فصاعدا وذکر فی الاصل لوقام عند الجمرة ووضع الحصی عندها وضعا لایجزیه ولو طرحها طرحا اجزأه لکنه مسیئ لمخالفته فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم	کذا فی المحیط

ا؎ زمین کی جنس کے متعلق حکم نمبر ۴۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ چنانچہ شرح المختار میں ہے کہ مختار حکم یہ ہے کہ باقلا کے دانہ کے برابر کنکریاں ہوں۔ نیز بعض کے قول میں چنے کے دانے کھجور کی گٹھلی اور پوروے کے بقدر بھی کہا ہے۔ اور یہ مندوب کا بیان ہے۔ ماخوذ از شرح المختار ج ۲ ص ۲۴۶ (مترجم) ۳؎ چنانچہ البحر الرائق مع حاشیہ میں ہے کہ جمرہ کے پاس پڑی ہوئی کنکریاں اٹھا کر مارنا مکروہ تنزیہی ہے اسلئے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس کا حج قبول نہیں ہوتا اسکی کنکریاں پڑی رہتی ہیں اور جسکا حج قبول ہو جاتا ہے اسکی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے اب تک جمروں کو ماری جانے والی کنکریوں کا پہاڑ بن جاتا اور مشرکین کی بعض عبادات بایں معنی قبول ہوتی ہیں کہ انہیں ان کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۷۱-۲۰۳	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) دوسرا امر یہ ہے کہ (ا) کنکریاں مارنے میں ہر وہ چیز مارنا جائز ہے۔ جو زمین کی جنس سے [۱] ہو بشرطیکہ اس میں حقیر ہونا پایا جائے۔ (مثلاً) پس فیروزہ اور یاقوت مارنا جائز نہیں ہے۔ سراج وہاج۔ نہایہ۔ عنایہ۔	معراج الدرایہ
	(ب) پتھر۔ ڈھیلا۔ گارا۔ گیری۔ چونہ۔ ہڑتال۔ پہاڑی نمک۔ سرمہ اور مٹھی بھر مٹی مارنا جائز ہے۔ البتہ لکڑی۔ عنبر۔ موتی اور سونا چاندی مارنا جائز نہیں۔	غایہ سروجی
۱۷۲	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) تیسرا امر ماری جانے والی چیز کی مقدار ہے۔ (ا) اور اس میں ہمارا قول یہ ہے کہ چھوٹی کنکریاں مارے جیسا کہ ٹھیکری کے ٹکڑوں کی (انگلیوں سے پھینکی جانیوالی) کنکریاں ہوتی ہیں۔	محیط
	(ب) مذکورہ چھوٹی کنکری کی مقدار میں فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ مختار حکم یہ ہے کہ وہ باقلا (یعنی لوبیا) کے دانے کے برابر ہوں۔ اور اگر اس سے بڑا یا چھوٹا پتھر مار دے تو جائز ہے۔ [۲]	اختیار شرح مختار
	(ج) اور (اگر اس سے زیادہ بڑا یا زیادہ چھوٹا پتھر مارا تو) مستحب نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۷۳	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) چوتھا امر یہ ہے کہ (ا) جمرے کو جو چیز ماری جارہی ہے وہ کیسی ہو۔ تو اس کے متعلق ہمارا قول یہ ہے کہ وہ چیز دھلی ہوئی ہونی چاہیئے۔	سراج وہاج
	(ب) اور اگر کسی حاجی نے ایسی کنکریاں ماریں جو یقیناً ناپاک ہیں تو مکروہ ہے البتہ اسے کفایت کر جائیگا۔	فتح قدیر
	(ج) یہ مستحب ہے کہ جمروں کو مارنے کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے یا راستہ سے اٹھائے۔ اور جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھا کر نہ مارے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو جائز ہوجائے گا البتہ اس نے برائی کی [۳]	سراج وہاج
	(د) اور ایسا کرنا مکروہ ہے کہ ایک پتھر لے اور اسے توڑ کر چھوٹے چھوٹے سات ٹکڑے کرلے جیسا کہ آجکل اکثر لوگ یوں کرتے ہیں۔	فتح قدیر
۱۷۴	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) پانچواں امر کنکریاں مارنے کی کیفیت ہے۔ (ا) اس کیفیت میں مشائخؒ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت کے سروں سے کنکریاں لے۔ گویا وہ انگلیوں سے تیس کا عدد بنا رہا ہو اور پھر مارے	محیط
	(ب) اور الولوالجیہ میں ہے کہ مذکورہ حکم زیادہ صحیح ہے۔	تتارخانیہ
	(ج) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جمروں کو کنکریاں مارنے والے اور کنکریاں گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ (شرعی) گز یا زیادہ کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ (د) اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے جمرہ کے پاس کھڑے ہوکر کنکری رکھ دی تو اسے کفایت نہ کریگا۔ اور اگر اس نے (جمرہ کے پاس کھڑا ہوکر) کنکری ڈالدی تو اسے کفایت کرجائیگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہونیکی وجہ سے برائی کرنیوالا ہے	محیط

[۱] حاشیہ ج ۲ صفحہ ۳۴۴ [۲] اور رد المحتار میں بھی یہی ذکر لکھا ہے کہ مشرکین کی عبادت کی مذکورہ مقبولیت تب متصور ہے کہ عبادت کے لئے نیت اور نیت کے لئے اسلام کی شرط صرف ہماری شریعت میں ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۴۸ (مترجم) [۴] حکم نمبر $\frac{179}{203}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۷۵	(السادس) فی صفة الرامی کل رمی بعده رمی فالافضل ان یکون ماشیا والا فراکبا	هکذا فی المتون
۱۷۶	(السابع) فی محل الرمی فنقول محل الرمی الجمار الثلاث اولاها التی تلی مسجد الخیف والوسطی التی تلیها والاخیرة هی الجمرة العقبی	کذا فی المحیط
۱۷۷	(الثامن) انه من ای موضع یرمی فنقول من بطن الوادی یعنی من اسفله الی اعلاه	هکذا فی السراج الوهاج
	ویقذف جانبه الایمن	هکذا فی شرح الطحاوی
	ولو رماها من اعلاه جاز والاول السنة الا من عذر	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
	ویستقبل فی الرمی جمرة العقبة یجعل منی عن یمینه والکعبة عن یساره ویقوم حیث یری موقع حصیاته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷۸	(التاسع) فی موضع وقوع الحصی فنقول ینبغی ان تقع الحصاة عند الجمرة او قریبا منها حتی لو وقعت بعیدا منها لم یجز	کذا فی المحیط
	ولو وقعت الحصاة علی ظهر رجل او علی محمل وثبتت علیها اعادها وان سقطت عن المحمل او عن ظهر الرجل فی سننها ذلك اجزأه	کذا فی الظهیریة
۱۷۹	(العاشر) فی عدد الحصاة فنقول یرمی کل جمرة بسبع حصیات وفی الینابیع یرمیها بیمینه	کذا فی التاتارخانیة
	ولو رمی احدی الجمار بسبع حصیات رمیة واحدة فهی بمنزلة حصاة واحدة وکان	

۱؎ البتہ مریض کی طرف سے کنکریاں مارنے کے متعلق حکم نمبر ۸/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مسجد خیف کے متعلق حکم نمبر ۵۷ و/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ۱؎ اور جمروں کے متعلق ۱۲۴ تا ۱۲۷/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ درمختار میں ہے کہ تین شرعی گز (شرعی گز کے متعلق حکم ۳/۴۹ ملاحظہ ہو) کا فاصلہ ہو تو یہ دور قرار پاتا ہے اور اس سے کم فاصلہ ہو تو قریب قرار پاتا ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ بعض نے قریب اور دور کی حد مقرر کرنے کی بجائے اسمیں عرف پر اعتبار کیا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۴۶ (مترجم) ۴؎ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر جمرے پر پھینکی جانے والی کوئی کنکری کسی آدمی یا اونٹ کی پیٹھ پر گری تو اگر وہ خود بخود اس جمرہ کے قریب گر پڑی تو جائز ہے" ورنہ نہیں" اور رد المحتار میں ہے کہ درمختار کی عبارت "ورنہ نہیں،، کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ کنکری اس آدمی یا اونٹ کی پیٹھ سے خود بخود نہ گری بلکہ اس آدمی یا اونٹ کی حرکت سے گری یا خود گری مگر جمرہ سے دور گری تو جائز نہ ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۴۶ اور جمرہ سے قریب اور دور

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام / حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۷۵-۳۰۲	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) چھٹا امر کنکریاں پھینکنے والے کی کیفیت ہے - ہر ایسی رمی (یعنی جمروں کو کنکریاں مارنا) جس کے بعد (مزید جمرے کو) رمی کرنا ہو تو اس میں افضل یہ ہے کہ کنکریاں مارنے والا پیادہ ہو - ورنہ وہ سواری کی حالت میں ہو[1]	متون
۱۷۶	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) ساتواں امر کنکریاں مارنے کا محل ہے - (اسکے متعلق) ہمارا قول یہ ہے کہ کنکریاں مارنے کا محل تینوں جمرے ہیں - جن میں سے پہلا جمرہ وہ ہے جو مسجد خیف[2] کے پاس ہے اور (دوسرا جمرہ وہ ہے) جو اس کے بعد ہے وہ درمیانی جمرہ ہے - اور سب سے آخیر میں جمرہ عقبہ ہے -	محیط
۱۷۷	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) آٹھواں امر یہ ہے کہ کس جگہ آکر کنکریاں مارے (الف) پس ہمارا قول یہ ہے کہ وادی کی نشیبی جانب سے مارے یعنی پست جانب سے بلند جانب کو مارے - (ب) اور اپنے دائیں جانب مارے - (ج) اگر کسی نے وادی کی بلند جانب سے کنکریاں ماریں تو جائز ہے - مگر اگر کوئی عذر نہ ہو تو سنت طریقہ وہ ہے جو پہلے مذکور ہوا (یعنی نیچی جانب سے اونچی جانب کو مارے) (د) اور جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے میں اسکی طرف رخ کرے - منی کو اپنے دائیں طرف اور کعبہ کو اپنے بائیں جانب کرے - اور اسطرح کھڑا ہو کہ اسکی کنکریاں گرنے کی جگہ اسکی نظر کے سامنے ہو -	سراج وہاج شرح طحاوی غایہ سروجی قاضیخان
۱۷۸	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) نواں امر کنکریاں گرنے کی جگہ ہے - (الف) پس ہمارا قول یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ پر یا اسکے قریب گرنی چاہئیں - اور اگر کنکریاں جمرہ سے دور گریں تو کنکریاں مارنا جائز نہ ہوا[3] - (ب) اور اگر وہ کنکریاں کسی آدمی کی پیٹھ یا اونٹ کے کجاوے پر گریں اور وہیں ٹھہر گئیں تو دوبارہ مارے - البتہ اگر وہ کنکریاں اس کجاوہ سے یا اس آدمی کی پیٹھ سے اپنے طریق پر (جمرہ کے قریب) گر گئیں تو اسے کفایت کر جائے گا[4]	محیط ظہیریہ
۱۷۹	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) دسواں امر کنکریوں کی تعداد ہے (الف) پس ہمارا قول یہ ہے کہ ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارے (ب) اور ینابیع میں ہے کہ کنکریاں اپنے دائیں ہاتھ سے مارے - (ج) اگر کسی حاجی نے ساتوں کنکریاں ایک ہی بار ماردیں تو وہ بمنزلہ ایک کنکری مارنے کے ہے -	تتارخانیہ

کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۶۸}{۳۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	کیفیۃ الحج — الباب الخامس ۔ فی کیفیۃ اداء الحج	دفعات وشق نمبر
کذا فی محیط السرخسی	علیہ ان یرمی ستۃ اخری کل واحدۃ برمیۃ علی حدۃ و من زاد علی السبع لم یضر	۳۰۳-
کذا فی المحیط	(الحادی عشر) انہ یکبر عند کل حصاۃ فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رغماً للشیطان و حزبہ ویقول اللھم اجعل حجی مبرورا و سعی مشکورا وذنبی مغفورا	۱۸۰
کذا فی المحیط	(الثانی عشر) انہ فی الیوم الاول یرمی جمرۃ العقبۃ لا غیر و فی بقیۃ الایام یرمیھا یبداء بالاولی ثم بالوسطی ثم بجمرۃ العقبۃ	۱۸۱
کذا فی محیط السرخسی	وان بداء فی الیوم الثانی بجمرۃ العقبۃ فرماھا ثم بالوسطی ثم بالتی تلی المسجد ان اعاد الوسطی والعقبۃ فحسن	
ھکذا فی التاتارخانیۃ	رجل رمی فی الیوم الثانی الجمرۃ الوسطی والثالثۃ ولم یرم الاولی فان رمی الاولی ثم اعاد علی الثانیۃ والثالثۃ فحسن مراعاۃ للترتیب وان رمی الاولی وحدھا اجزأہ عندنا	
	فان رمی کل جمرۃ بثلاث اتم الاولی باربع ثم اعاد الوسطی بسبع ثم العقبۃ بسبع فان رمی کل واحدۃ باربع اتم کل واحدۃ بثلاث وان استقبل رمیھا فھو افضل	

۱؎ اور رد المحتار میں ہے کہ جمروں کو کنکریاں مارنے میں پے درپے مارنا شرط نہیں ہے ۔ البتہ مسنون ہے ۔ پس پے درپے کا ترک کرنا مکروہ ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۴۶ (مترجم) ۲؎ ترجمہ :- میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے ۔ میں یہ کنکریاں شیطان اور اس کے ٹولہ کو ذلیل کرنے کے لئے مارتا ہوں (مترجم) ۳؎ ترجمہ :- اے اللہ میرے حج کو قبول فرما ۔ میری کوشش منظور فرما ۔ اور میرے گناہوں کو معاف فرما ۔ نیز حکم نمبر ۱۲۳، ۱۲۵/۳۰۳ ملاحظہ ہو ۔ نیز حکم نمبر ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا ۱۳۱ تا ۱۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ پہلے جمرہ سے آخری جمرہ تک کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے البتہ یہ واضح نہیں ہوا کہ یہ ترتیب سنت ہے یا واجب ۔ نیز لکھا ہے کہ ہر جمرہ کو کنکریاں مارنا ایک مستقل عبادت ہے ۔ یہ ایک دوسرے کے تابع نہیں پس کنکریاں مارنے کے جواز کا تعلق بعض جمروں کو بعض پر مقدم رکھنے سے نہیں ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۴۹ اور رد المحتار میں ہے کہ جمروں (کی رمی میں ترتیب

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۳-	اور اس پر لازم ہے کہ وہ چھ کنکریاں مزید مارے اور ہر کنکری جدا جدا مارے [1] (د) اور اگر کسی حاجی نے سات سے زیادہ بار کنکریاں ماریں تو اس کے لئے اس میں کوئی نقصان نہیں ۔	محیط سرخسی
۱۸۰	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) گیارہواں امر یہ ہے کہ ہر کنکری مارنے پر تکبیر کہے اور یوں کہے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَحِزْبِهٖ [2] اور یہ دعا پڑھے ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا	محیط
۱۸۱	(جمروں کو کنکریاں مارنے میں) بارہواں امر یہ ہے کہ (ا) پہلے دن صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارے کسی اور جمرہ پر نہیں ۔ اور (کنکریاں مارنے کے) باقی دنوں میں پہلے جمرہ سے شروع کرے پھر درمیانی جمرہ کو اور پھر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے ۔	محیط
	(ب) اگر کسی حاجی نے (کنکریاں مارنے کے دنوں میں سے) دوسرے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے ابتدا کی پھر درمیانی جمرہ کو اور پھر اس جمرہ کو جو مسجد کے قریب ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر درمیانی جمرہ اور جمرہ عقبہ کو دوبارہ کنکریاں مارے تو اچھا ہے ۔	محیط سرخسی
	(ج) کسی حاجی نے (کنکریاں مارنے کے دنوں میں سے) دوسرے دن درمیانی جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر تیسرے جمرہ کو ماریں اور پہلے جمرہ کو کنکریاں نہ ماریں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے پہلے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور اس کے بعد دوسرے اور تیسرے جمرہ کو دوبارہ کنکریاں ماریں تو اچھا ہے تاکہ مسنون ترتیب کی رعایت رہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے صرف پہلے جمرہ کو کنکریاں ماریں تو ہمارے ہاں اس کے لئے کفایت کر جائے گا [4]	تاتارخانیہ
	(د) [1] اگر کسی حاجی نے ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں ماریں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ پہلے جمرے پر مزید چار کنکریاں مار کر (سات) پوری کرے پھر درمیانی جمرہ پر سات کنکریاں دوبارہ مارے پھر جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں دوبارہ مارے اور اگر کسی حاجی نے ہر جمرہ کو چار چار کنکریاں ماریں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ) ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں (مزید) مار کر (سات) پوری کر دے [5] اور اگر دوبارہ از سر نو کنکریاں مارے تو افضل ہے ۔	

مسنون ہے متعین نہیں ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ - نیز حکم نمبر ۲/۲۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیسا کہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے ہر جمرے کو چار چار کنکریاں ماریں تو ہر ایک کو (مزید) تین تین کنکریاں مار کر (سات) پوری کر دے اور اگر کسی پر) اعادہ نہ کرے ۔ اس لئے کہ اس صورت میں اکثر کے لئے کل کا حکم ہے ۔ پس گویا اس نے دوسرے اور تیسرے جمرے کو اس سے پہلے جمرہ پر کنکریاں مارنے کے بعد کنکریاں ماریں ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - في كيفية اداء الحج — كيفية الحج	حوالہ
۳۰۳-	وفي مناسك الحسنؒ اذا رمى الجمرة الاولى بحصاة ثم رمى الجمرة الوسطى بحصاة ثم رمى الجمرة الاخيرة بحصاة ثم رجع فرماهن بحصاة حصاة حتى رمى كل واحدة منهن بسبع على ما وصفت لك فقد تم رميه على الجمرة الاولى ورمى اربع حصيات على الجمرة الوسطى فعليه ان يتمها برمى ثلاث حصيات ورمى جمرة العقبة بحصاة فيتمها برمى ست	هكذا في المحيط
	وعن محمدؒ لو رمى الجمار الثلث فاذا في يده اربع حصيات لا يدري من ايتهن هي يرميهن عن الاولى ويستقبل الجمرتين الباقيتين ولو كان ثلاثا اعادها على كل جمرة واحدة وكذلك لو كانت حصاة او حصاتين اعاد كل حصاة ويجزيه	كذا في محيط السرخسي
۱۸۲	ويكره ان يقدم الرجل ثقله الى مكة ويقيم حتى يرمي	كذا في الهداية

ل۱ اس لئے کہ اس صورت میں جب پہلے جمرے کو چوتھی کنکری ماری تو اس پر اکثر کنکریاں ماری جانے کی وجہ سے کل کا حکم ہوگیا۔ چنانچہ جب دوسرے جمرے کو چوتھی کنکری ماری، تو گویا اس نے پہلے جمرہ کو کل کنکریاں مارنے کے بعد دوسرے جمرہ کو پہلی کنکری ماری ہے۔ اس طرح ہر ساتویں بار۔ دوسرے جمرہ پر چوتھی کنکری قرار دے کر اس پر کل کا حکم ہو جائیگا اور ساتویں بار میں گویا دوسرے جمرے پر کل کنکریاں مارنے کے بعد تیسرے جمرے کو پہلی کنکری ماری۔ چنانچہ ایسا شخص کنکریاں پوری کرنے کے لئے درمیانی جمرہ پر مزید تین کنکریاں اور تیسرے جمرے پر مزید چھ کنکریاں مارے گا۔ نیز حکم نمبر $\frac{181 \text{ د}}{303}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ل۲ البحر الرائق میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس صورت میں یہ احتمال ہے کہ یہ چار کنکریاں پہلے جمرہ کو کنکریاں مارنے سے رہ گئی ہوں اور پہلے جمرہ کی رمی پوری کئے بغیر دوسرے اور تیسرے جمرہ کی رمی ہوئی ہو۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۳۴۹ وھکذا فی فتح القدیر ج ۱ صـ۴۸۵۔ نیز جمروں کی رمی میں مسنون ترتیب کے متعلق حکم نمبر $\frac{181 \text{ ج}}{303}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ل۳ چنانچہ اس صورت کے متعلق الفتح القدیر میں ہے کہ " ولو كانت حصاة او حصاتين اعاده على كل واحدة واحدة ويجزيه لانه رمى كل واحدة باكثرها ماخوذ از فتح قدیر ج ۱ صـ۴۸۵ یعنی اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے ہاتھ میں ایک یا دو کنکریاں باقی رہ گئیں تو ہر جمرے پر ایک کنکری مارنے کا اعادہ کردے۔ اور (رمی کیلئے) کفایت کر جائے گا۔ اس لئے کہ وہ ہر جمرے پر مطلوبہ کنکریوں میں سے اکثر کنکریاں (یعنی چار چار) مار چکا ہے۔ وھکذا فی البحر الرائق ج ۲ صـ۳۴۹ (مترجم)

ل۴ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ کیونکہ ایسا کرنا دل کی توجہ اور یکسوئی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ بظاہر یہ کراہت تنزیہی ہے۔ جیسا کہ نمازی اپنے جوتے یا کوئی اور ضروری چیز اپنے پیچھے رکھکر نماز پڑھے تو مکروہ ہوتا ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ حاجی اپنا سامان مکہ مکرمہ چھوڑ کر عرفات

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۲	[1] اور مناسک الحسنؒ میں ہے کہ اگر کسی حاجی نے پہلے جمرہ پر ایک کنکری پھر درمیانی جمرہ پر ایک کنکری پھر آخری جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر (پہلے جمرہ کو) واپس ہوا اور تینوں جمروں کو اسیطرح ایک ایک کنکری ماری - حتی کہ اسی طرح کرتے ہوئے جیساکہ میں نے تجھے بتایا ہے اس نے ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماریں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) پہلے جمرہ پر اس کا کنکریاں مارنا مکمل ہو گیا - اور درمیانی جمرے پر چار کنکریاں ہوئیں - پس اس پر لازم ہے کہ درمیانی جمرہ پر مزید تین کنکریاں مار کر (سات) پوری کرے اور جمرہ عقبہ پر ایک کنکری ہوئی پس اسے چھ مزید کنکریاں مار کر (سات) پوری کر دے [1]	محیط
	[2] امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی حاجی نے تینوں جمروں کو کنکریاں ماریں تو (پوری تعداد میں لی ہوئی کنکریوں میں سے) چار کنکریاں اس کے ہاتھ میں باقی رہ گئیں - اور وہ نہیں جانتا کہ یہ بقیہ کنکریاں کس جمرے پر مارنے سے رہ گئی ہیں - تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ ان بقیہ کنکریوں کو پہلے جمرہ کی بقیہ قرار دے کر مارے اور باقی دونوں جمروں کو دوبارہ (سات سات) کنکریاں مارے [2] اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے ہاتھ میں تین کنکریاں باقی رہ گئی ہوں تو ان میں سے ایک ایک کنکری ہر جمرہ پر دوبارہ مارے - اسی طرح اگر اس کے ہاتھ میں ایک یا دو کنکریاں باقی رہ گئی ہوں تو ہر ایک پر ایک کنکری کا اعادہ کر دے اور اسے (رمی کے لئے) کفایت کر جائے گا [3]	محیط سرخسی
۱۸۲	یہ مکروہ ہے کہ کوئی حاجی اپنا سامان (وغیرہ) مکہ مکرمہ بھیج دے اور خود کنکریاں مارنے کے لئے (منی) ٹھہر جائے [4]	ہدایہ

جائے - تو طریق اولی مکروہ ہے اسں لئے کہ عرفات کا وقوف تو عبادت مقصودہ ہے - البتہ دونوں مسئلوں میں کراہت کا محل یہ ہونا چاہیئے کہ اسے سامان کے متعلق مکہ مکرمہ میں امن نہ ہو اور اگر مذکورہ امن حاصل ہو تو پھر مکروہ نہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ پھر دل کی توجہ اور یکسوئی متاثر نہیں ہوتی اور حضرت ابن عمرؓ کے اثر میں جو ممانعت منقول ہے کہ جو حاجی واپسی کے سفر سے پہلے اپنا سامان مکہ مکرمہ بھیجے اس کا حج نہیں ہوتا - وہ نفی کمال پر محمول ہے کیونکہ آپ یوں خلاف اولی کے ترک کے لئے تادیباً فرماتے تھے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۳۵ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۵۵ اور حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ ثَقَلہ بفتحتین سے مراد پونجی سامان اور خدام وغیرہ ہیں - نیز لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں اپنا متاع پہلے بھیجنا تب مکروہ ہے کہ اس متاع کے متعلق منی میں امن ہو - ورنہ پہلے بھیجنے میں کراہت نہیں - ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صفحہ ۳۹۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۲-۱۸۳	ثم یأتی المحصب وھو الابطح فینزل فیہ ساعة والاصح عندنا انہ سنة فیصیر مسیئا بترکہ	کذا فی الکافی
۱۸۴ =	ثم یدخل مکة ویطوف للصدر سبعة اشواط ولا رمل فیہ	کذا فی الکافی
۱۸۵	ویسمی ھذا طواف الصدر وطواف الوداع وطواف الافاضة وطواف آخر عھد بالبیت وطواف الواجب	کذا فی التبیین
۱۸۶	ولہ وقتان وقت الجواز ووقت الاستحباب (فالاول) اولہ بعد طواف الزیارة اذا کان علی عزم السفر حتی لو طاف لذلک ثم اطال الاقامة بمکة ولو سنة ولم ینو الاقامة بھا ولم یتخذھا دارا جاز طوافہ واما آخرہ فلیس بموقت مادام مقیما حتی لو اقام عاما لاینوی الاقامة فلہ ان یطوف ویقع اداء (والثانی) ان یوقعہ عند ارادة السفر حتی روی عن ابی حنیفة انہ لو طاف ثم اقام الی العشاء فاحب ان یطوف طوافا آخر لیکون تودیع البیت آخر عھدہ عن مورد ہ	کذا فی البحر الرائق
۱۸۷	ولایلزمہ شیئ بالتأخیر عن ایام النحر بالاجماع	کذا فی البدائع
۱۸۸	وطواف الصدر واجب علی الحاج اذا اراد الخروج من مکة فلیس علی المعتمر طواف الصدر ولایجب علی اھل مکة واھل المواقیت ومن دونھم	کذا فی الایضاح
۱۸۹	ولایجب علی الحائض والنفساء ولا علی فائت الحج	کذا فی محیط السرخسی

لہ (و) درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ محصب کو ابطح - بطحا اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں یہ جگہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے - اسکی حد مکہ مکرمہ کے قبرستان سے متصل دو پہاڑیوں سے لیکر اسکے سامنے کے پہاڑوں تک ہے - جب تو منی کی طرف جاتے ہوئے بائیں حصے سے چڑھے تو یہ جگہ وادی کے نشیبی حصہ سے اٹھی ہوئی ہے اور مکہ کرمہ کا قبرستان محصب میں نہیں ہے - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۵۵ - نیز نقشہ ب ۹ ملاحظہ ہو (ب) اور البحر الرائق میں ہے کہ محصب منی اور مکہ کرمہ کے درمیان سنگریزوں والی جگہ ہے - یہ قبرستانِ مکہ مکرمہ سے آگے ہے - کفار یہاں بیٹھا کرتے تھے اور یہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا - حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، اللہ تعالی کے لطف وکرم اور اسکی نصرت کے اظہار کیلئے وہاں اترے - تو وہاں اترنا سنت قرار پایا - نیز بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ تھوڑی دیر اترے اور بحوالہ فتح قدیر لکھا ہے کہ وہاں ظہر عصر مغرب اور عشا پڑھے اور رات کے پہلے حصہ میں کچھ نیند کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو - پس حاصل یہ ہوا کہ محصب میں اترنے سے اصل سنت حاصل ہو جاتی ہے اور کمالِ سنت مذکورہ وقت تک ٹھہرنے میں ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۵۰ (ج) نیز ردالمحتار میں ہے کہ وہاں خواہ تھوڑی دیر اترے - خواہ اپنی سواری پر ٹھہرے اور دعا مانگے تو اصل سنت حاصل ہو جائیگی اور کمالِ سنت یہ ہے کہ وہاں ظہر - عصر - مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور رات کے اول حصہ میں کچھ نیند کر کے مکہ مکرمہ داخل ہو اور زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ یہ سنت کفایہ ہے -

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۸۳-۳۰۲	پھر (یعنی رمی سے فارغ ہونے کے بعد) محصب[1] آئے اور وہ ابطح ہے۔ وہاں آکر تھوڑی دیر کے لئے اترے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہاں اترنا ہمارے ہاں سنت ہے۔ پس اسے چھوڑ دینے میں برائی کرنے والا ہے۔	کافی
۱۸۴	پھر (یعنی محصب سے فارغ ہونے کے بعد) مکہ مکرمہ میں آئے اور طواف صدر کے سات پھیرے کرے[2] اور اس طواف میں رمل نہیں ہے۔	کافی
۱۸۵	اس (مذکورہ) طواف کو طواف صدر اور طواف وداع اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔ نیز اسے طواف آخر عہد بالبیت اور طوافِ واجب کہا جاتا ہے[3]	تبیین
۱۸۶	مذکورہ طواف (یعنی طوافِ صدر) کیلئے دو وقت ہیں (ا) اول طواف جائز ہونے کا وقت۔ دوم طواف کیلئے مستحب وقت پس اول یعنی طوافِ صدر جائز ہونیکا وقت طواف زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ حاجی عازم سفر ہو۔ حتی کہ اگر کسی حاجی نے یہ طواف (مذکورہ وقت میں) کیا پھر وہ لمبا عرصہ خواہ سال بھر ہو ٹھہرا اور اس نے مکہ مکرمہ میں مقیم ہونے کی نیت نہ کی اور نہ مکہ مکرمہ کو گھر بنایا تو اسکا وہ طواف جائز ہے اور طواف صدر جائز ہونے کا آخر وقت مقرر نہیں (بلکہ) جبتک وہ مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہے حتی کہ اگر کوئی حاجی مکہ مکرمہ میں مقیم ہونے کی نیت کے بغیر سال بھر ٹھہرا رہا تو وہ (مذکورہ عرصہ تک تاخیر سے) طواف صدر کرسکتا ہے اور وہ طواف ادا قرار پائیگا۔ (ب) اور دوم (یعنی طواف صدر کیلئے مستحب وقت) یہ ہے کہ جب (مکہ مکرمہ سے) سفر کا ارادہ کرے تو طوافِ صدر کرے۔ حتی کہ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے طوافِ صدر کیا پھر عشا تک مکہ مکرمہ میں ٹھہر گیا تو میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ ایک طواف اور کرے تاکہ وہاں سے روانگی کے وقت خانہ کعبہ سے رخصت ہو۔	• • • بحر الرائق
۱۸۷	اگر کسی حاجی نے طواف صدر کرنے میں قربانی کے دنوں سے تاخیر کردی تو اس پر بالاجماع کچھ لازم نہ ہوگا[5]۔	بدائع
۱۸۸	طواف صدر حج کرنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ جبکہ وہ مکہ مکرمہ سے نکلنے کا ارادہ کرے[6] پس عمرہ کرنیوالے پر۔ اہل مکہ پر میقات اور اس کے اندر رہنے والوں پر طواف صدر واجب نہیں ہے[7]	ایضاح
۱۸۹	حیض والی اور نفاس والی عورت پر اور وہ شخص جس کا حج فوت ہوگیا ہو ان سب پر طوافِ صدر واجب نہیں ہے[8]	محیط سرخسی

[1] اس لئے کہ وہ جگہ تمام حاجیوں کے لئے گنجائش نہیں رکھتی۔ وہاں کچھ دیر کے لئے امرا، الیج وغیرہ کو اطاعت سنت کے اظہار کے لئے اترنا چاہیئے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۵ (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۸۸، ۱۸۹/۳۰۲ ملاحظہ ہو اور اس میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم ۲۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور طواف قدوم کے ناموں کے متعلق حکم ۳۰/۳۰۲ اور طواف زیارت کے ناموں کے متعلق حکم نمبر ۱۵۵، ۱۵۶/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۵۵/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] فتاوی عالمگیری نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ مصری میں یہ عبارت یوں درج تھی "ادیو قعہ" اور نسخہ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصری میں یوں ہے "ان یو قعہ"، چونکہ مفہوم کے لحاظ سے مطبع میمنیہ کی عبارت درست ہے۔ لہذا وہی درج ہے۔ (مترجم) [5] اور طواف زیارت میں تاخیر کے متعلق حکم نمبر ۱۴۹/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۹۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] چنانچہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اہل مکہ پر اور جو اہل مکہ کے حکم میں ہیں ان پر طوافِ صدر واجب نہیں ہے۔ البتہ مندوب ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۵ (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۹۲/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۹۰	کوفی فرغ من افعال الحج واتخذ مکۃ دارا فلیس علیہ طواف الصدر لانہ واجب علی من یصدر لا علی من یسکن ھذا اذا عزم علی السکنی قبل ان یحل النفر الاول والنفر الاول بعد یوم النحر بیومین اما اذا عزم بعدہ فقد لزمہ طواف الصدر ولا یبطل باختیارہ السکنی وھذا عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ	ھکذا فی شرح الجامع الصغیر للصدر الشہید حسام الدینؒ
۱۹۱	کوفی حج واتخذ مکۃ دارا ثم خرج منہا لم یکن علیہ طواف الصدر لانہ لما استوطنہا صار من اہلہا فیلتحق بالمکی والمکی اذا خرج من مکۃ لا یجب علیہ طواف الصدر فکذا ھذا	کذا فی محیط السرخسی
۱۹۲	حائض طہرت قبل ان یخرج من مکۃ یلزمہا طواف الصدر وان جاوزت بیوت مکۃ مسیرۃ سفر وطہرت فلیس علیہا ان تعود وکذا لو انقطع دمہا ثم لم تغتسل ولم یذہب وقت الصلوۃ حتی خرجت من مکۃ لم یلزمہا العود وان خرجت وھی حائض ثم اغتسلت ثم رجعت الی مکۃ قبل ان تجاوز المیقات فعلیہا الطواف	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ ردالمحتار میں ہے کہ یہاں کوفی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو میقات سے باہر کا ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۱۱ (مترجم) ۲؎ البحر الرائق میں ہے کہ طوافِ صدر (یعنی طواف وداع) میں اشارہ ہے کہ حج کے بعد واپس لوٹے۔ مکہ مکرمہ مستقل طور پر رہائش نہ رکھے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مکہ مکرمہ میں رہائش رکھنا (وہاں کے آداب میں کوتاہی کے خدشہ کی وجہ سے) مکروہ ہے اور صاحبینؒ کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ امام صاحب کے ہاں مدینہ منورہ میں رہائش کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ وہاں (نیکی کا ثواب زیادہ ہے تو) گناہ کا وزر بھی زیادہ ہے (حضرت ابن عباس کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ طائف میں پچاس گناہ پر مکہ مکرمہ میں ایک گناہ وزنی ہے۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کسی اور شہر میں گناہ کے صرف ارادہ پر (عمل کرنے سے پہلے مواخذہ نہیں ہوتا لیکن مکہ مکرمہ میں گناہ کے ارادہ پر بھی مواخذہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ ترجمہ:۔ جو شخص اس میں ظلم سے کجروی کا ارادہ کریگا تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔) اور گناہ سے بچا بھی رہا تو آداب واجلال بجالانے میں کوتاہی اور شوق قائم رکھنے میں کمی کا خوف موجود ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق مع حاشیہ ج ا ص ۳۵۱ اور درمختار میں ہے کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں رہائش رکھنا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ اسے وہاں کے آداب ملحوظ رکھنے کا وثوق ہو۔ (اگر وہاں کا ادب احترام ملحوظ رکھ سکے تو بموجب ایک روایت جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیف اور سختی پر صبر کریگا۔ قیامت کو میں اسکا شفیع ہونگا اور ایک روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں مرنے والوں (مسلمانوں) کی میں ضرور شفاعت کروں گا) اور ردالمحتار میں ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ قران کے باب سے پہلے ہم نے ذکر کیا۔ نیز لکھا ہے کہ وہاں کے آداب ملحوظ رکھنے والے اقل القلیل ہیں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۹۰-۳۰۳	کوفہ کے[1] رہنے والے کسی حاجی نے حج کے کاموں سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں سکونت[2] اختیار کرلی تو اسپر طواف صدر لازم نہیں۔ اس لئے کہ طوافِ صدر اس حاجی پر واجب ہے جو مکہ مکرمہ سے واپس جاتا ہے اسپر واجب نہیں جو وہاں سکونت رکھتا ہے۔ اور یہ حکم تب ہے کہ وہ نفر اوّل جائز ہونے کے وقت سے پہلے وہاں سکونت کا عزم کرے اور نفر اوّل یوم النحر کے دو دن بعد ہے[3]۔ اور اگر اس نے مذکورہ وقت کے بعد وہاں سکونت کا عزم کیا تو اسپر طوافِ صدر لازم ہے۔ اور وہاں، سکونت اختیار کرنے سے باطل نہ ہوگا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے قول کے بموجب ہے۔	شرح جامع صغیر
۱۹۱	کوفہ کے[4] رہنے والے کسی شخص نے حج کیا اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کرلی پھر وہاں سے گیا تو اسپر طوافِ صدر لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جب اس نے مکہ مکرمہ کو اپنا وطن بنالیا تو وہ اہل مکہ سے قرار پاگیا اور اہل مکہ جب مکہ مکرمہ سے نکلے تو اسپر طوافِ صدر واجب نہیں ہوتا۔ پس مذکورہ شخص کے لئے بھی یہی حکم ہے۔	محیط سرخسی
۱۹۲	(الف) حیض والی عورت[5] مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اسپر طوافِ صدر لازم ہوگا۔ (ب) اگر حیض والی عورت مکہ مکرمہ کی آبادی سے (شرعی[6]) سفر جتنے فاصلہ پر چلی گئی پھر حیض سے پاک ہوئی تو اسے (طواف صدر کیلئے) لوٹنا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اس عورت نے (حیض کا) خون بند ہونے کے بعد ابھی غسل نہیں کیا تھا اور اس پر ابھی نماز کا وقت بھی نہیں گذرا تھا[7] اور وہ مکہ مکرمہ سے نکل گئی تو اس پر لوٹنا لازم نہیں ہے[8] (ج) اور اگر کوئی عورت حیض کی حالت میں مکہ مکرمہ سے نکل گئی پھر اس نے (حیض سے پاک ہوکر) غسل کیا اور میقات سے باہر جانے سے پہلے مکہ مکرمہ لوٹی تو اسپر طوافِ صدر لازم ہوگا۔	محیط سرخسی

اور ایسے قلیل ترین لوگوں کو ملحوظ رکھ کر فقہ کے احکام مرتب نہیں ہوتے۔ نیز لکھا ہے کہ صاحب در مختار کو چاہیئے تھا کہ مذکورہ رہائش کو غیر مکروہ ذکر کرنے اور پھر وہاں کے آداب ملحوظ رکھنے کی قید لگانے کی بجائے مذکورہ رہائش کو بطور نفس مکروہ ذکر کرتے۔ اس لئے کہ لوگوں کے حالات خصوصاً اس زمانہ میں زیادہ تر ایسے ہی ہیں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ ۲۵۴ (مترجم) [3] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ قربانی کے دنوں میں سے تیسرا دن یوم نفر اول کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ اس دن رمی کے بعد وہاں سے کوچ کرنا جائز ہوتا ہے۔ اور چوتھا دن یعنی ایام تشریق کا آخری دن یوم نفر ثانی کہلاتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۲۵۳ نیز حکم ۱۰۲/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ اور قربانی اور تشریق کے دنوں کے متعلق حکم ۳/۳۰۵ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم ۱۶۹/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] کوفی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹۰/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۸۹/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ اور طواف زیارت میں تاخیر کے متعلق حکم نمبر ۱۲۹/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] محیط کی یہ عبارت البحر الرائق میں مذکور ہے اور اس فقرہ "حیض والی عورت مکہ مکرمہ کی آبادی سے (شرعی سفر جتنے) فاصلہ پر چلی گئی" کے متعلق حاشیہ البحر الرائق میں ہے "هذا القيد غير معتبر المفهوم دل عليه مابعده الخ" یعنی اس قید کا مفہوم غیر معتبر ہے۔ مابعد کی عبارت بھی اسپر دلالت کرتی ہے اور شارح اللباب نے بھی یوں ہی کہا ہے اسلئے کہ جب وہ مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکل گئی تو جواز قصر کی دلیل سے مسافر ہوگئی پس اسے (طوافِ صدر کیلئے) لوٹنا لازم نہیں اور نہ اسپر قربانی لازم ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق وحاشیہ البحر الرائق ج ۲ صـ ۳۵۱ (مترجم) [7] حکم نمبر ۵/۲۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] محیط کی یہ عبارت البحر الرائق میں مذکور ہے اور مزید یہ بھی مذکور ہے کہ یہ حکم اسلئے کہ طوافِ صدر کے وقت اس کے لئے حیض سے پاک عورتوں کے احکام ثابت نہ ہوئے تھے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ ۳۵۱ (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۹۳	ومن نفر ولم یطف للصدر فانه یرجع مالم یجاوز المیقات فان ذکر بعد مجاوزة المیقات[1] لم یرجع فان رجع رجع بعمرة وان عاد بعمرة ابتداء بطوافها فاذا فرغ من عمرته طاف للصدر	کذا فی السراج الوهاج
۱۹۴	قال الشیخ الامام الکرخیؒ عن ابی حنیفةؓ اذا فرغ من طواف الصدر اتی المقام[2] وصلی عنده رکعتین ثم اتی زمزم[3] فیشرب من مائها	کذا فی الظهیریة
۱۹۵	وکیفیته ان یأتی زمزم فیستقی بنفسه[4] الماء فیشربه مستقبل القبلة یتضلع منه ویتنفس فیه مرات ویرفع بصره فی کل مرة وینظر الی البیت ویمسح به وجهه ورأسه وجسده ویصب علیه ان تیسر	کذا فی التبیین
۱۹۶	ویستحب ان یأتی البیت اولا ویقبل العتبة[5] ویدخل البیت[6] حافیا ثم یأتی الملتزم	کذا فی التبیین

[1] میقات سے متعلق حکم نمبر ۲۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] مقام ابراہیم اور وہاں دو رکعتیں پڑھنے کے متعلق حکم $\frac{۳۲}{۳۰۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [3] زمزم اور اسکا پانی پینے کی دعا کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۸}{۳۰۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۹۵}{۳۰۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] نور الایضاح میں ہے کہ زمزم کا پانی خود نکالے جبکہ ایسا کر سکے ماخوذ از نور الایضاح ص۸۵ اور رد المحتار میں ہے کہ زمزم کا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر پیئے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۲۵۶ اور حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ زمزم کا پانی پینے میں سب سے بڑی پیاس کے دن (یعنی قیامت کے دن) کی پیاس دور ہونے کی نیت کرے۔ ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح علی نور الایضاح ص۴۰۱ (مترجم) [5] خانہ کعبہ اور اس کے دروازے اور دہلیز کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷ و}{۳۰۳}$ کا پہلا حاشیہ و $\frac{۱۶}{۳۰۳}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور دہلیز یعنی خانہ کعبہ کے دروازے کے نیچے ایک تراشیدہ پتھر جو دہلیز کا کام دیتا ہے۔ جو کہ مطاف کے فرش سے تقریباً ۵ فٹ بلند ہے اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ خانہ کعبہ کی تعظیم کی غرض سے کعبہ شریف کے دروازے کی دہلیز جو زمین سے اٹھی ہوئی ہے اسے بوسہ دے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص۲۵۶ (مترجم) [6] (و) تاریخ الحرمین الشریفین طبع ۵ ص۱۱۶ تا ص۱۱۸ میں ہے کہ ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر مع بعض رفقاء خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے۔ چابی بردار عثمان بن طلحة نے گراں جانا تو حضورؐ نے فرمایا تھا۔ یا عثمان لعلک ستری هذا المفتاح یوما بیدی اضعه حیث شئت۔ تو عثمان نے کہا لقد هلکت قریش یومئذ وذلت فقال ؐ عمرت وعزت یومئذ۔ (ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی بردار عثمان بن طلحة سے فرمایا۔ اے عثمان عنقریب ایک دن تو یہ چابی میرے ہاتھ میں دیکھے گا اور پھر میں جسے چاہوں گا اس کے حوالے کروں گا۔ تو عثمان نے کہا کہ وہ دن قریش کے لئے ہلاکت اور ذلت کا ہو گا۔ تو حضورؐ نے فرمایا اسدن ہی قریش ترقی یافتہ اور عزت یافتہ ہوں گے) حکم نمبر $\frac{۷ و}{۳۰۳}$ کے حاشیہ میں بحوالہ تاریخ الحرمین ص۳ میں گذرا ہے کہ قریش نے دروازہ اونچا رکھا تھا خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ تین تین ستون دو قطاروں میں تھے۔ اور ص۵۵ تا ص۵۷ میں ہے کہ اب کعبہ شریف کے اندر

دفعات دستی نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام ۔۔۔ حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۹۳-۳۰۳	جو حاجی طوافِ صدر کئے بغیر مکہ مکرمہ سے چلا گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ جب تک میقات سے نہیں گذرا واپس آئے اور اگر اسے میقات[ا] سے گذر جانے کے بعد یاد آیا تو واپس نہ آئے اور اگر واپس آئے تو عمرہ کے (احرام کے) ساتھ آئے اور اگر عمرہ کے لئے آیا تو پہلے عمرہ کا طواف کرے اور جب عمرہ (کے اعمال) سے فارغ ہو چکے تو طوافِ صدر کرے ۔	سراج وہاج
۱۹۴	شیخ امام کرخیؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ حاجی جب طوافِ صدر سے فارغ ہو تو مقامِ ابراہیم کو آئے اور[۲] اس کے پاس دو رکعتیں پڑھے اور پھر زمزم[۳] کو آئے اور اس کا پانی پیئے۔	ظہیریہ
۱۹۵	اور زمزم سے پانی پینے کی کیفیت یوں ہے کہ زمزم کا پانی اپنے ہاتھ سے[۴] نکالے اور قبلہ رد ہو کر پیئے ۔ اور خوب پیٹ بھر کر۔ کئی سانسوں میں پیئے ۔ ہر سانس میں نگاہ اوپر اٹھائے اور خانہ کعبہ کو دیکھے ۔ نیز اپنے چہرہ۔ سر اور جسم کو لگائے اور اپنے اوپر بہا دے اگر یوں بآسانی ہو سکے ۔	۔ ۔ تبیین
۱۹۶	اور یہ مستحب ہے کہ پہلے خانہ کعبہ کو آ کر اس کی دہلیز[۵] کو بوسہ دے اور خانہ کعبہ[۶] میں ننگے پاؤں داخل ہو پھر ملتزم[۷] کو آئے ۔	تبیین

سرخی وزردی کے مابین رنگ کی لکڑی کے تین ستون ہیں۔ یہ تینوں ستون حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اب انہیں تقریباً ساڑھے ۱۴ صدیاں (بلکہ زائد) عرصہ ہو چکا ہے اور لکڑی کی بنی ہوئی اتنی قدیم یادگار شاید ہی کہیں ہو۔ ۱۳۰۴ھ میں ان ستونوں کے نچلے حصہ میں دراڑ سی آگئی تھی چنانچہ ۱۳۱۴ھ میں نیچے کے حصوں کو میخوں اور پشتہ سے مضبوط کیا گیا (کہا جاتا ہے کہ دو تینوں ستون عود خالص کے ہیں) خانہ کعبہ کا فرش سفید اور کچھ رنگدار پتھروں کا ہے۔ دیوار دں پر نگدار اور پھولدار پتھر لگے ہوئے ہیں۔ اندر کے پردے سرخ ریشم کے ہیں۔ جن میں سفید بنائی سے کلمہ طیبہ "د ۸" کی شکل میں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم "۸" کی شکل میں اور دائرہ میں یا حنان یا سلطان یا منان یا سبحان لکھا ہے۔ پردے چاروں دیواروں اور چھت میں ہیں۔ پردوں کے پرانا ہونے کی وجہ سے زائر یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا رنگ سبز ہے لہٰذا یہ پردے ۱۲۹۰ھ میں سلطان عبدالعزیز خان کے عہد میں بنائے گئے تھے۔ باب کعبہ پر نقش و نگار والا سیاہ ریشم ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر ستونوں کی دو تہائی بلندی پر شمال سے جنوب کو ایک لکڑی ہے جس کے ساتھ پہلے دور کی قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں۔ ص۶۳ تا ص۶۹ میں ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فناء کعبہ میں اونٹنی بٹھائی جب عثمان بن طلحہ سے چابی مانگی تو اس کی ماں چابی نہیں دے رہی تھی اور عثمان کہہ رہا تھا خدا کی قسم مجھے چابی حوالے کرنی ہوگی ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے نکال جائیگی۔ چنانچہ اس کی ماں نے چابی دے دی۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اسامہ بن زیدؓ۔ بلالؓ اور عثمان بن طلحہ حجبی کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ جب دروازہ کھولا گیا تو میں سب سے پہلے گیا اور حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ حضور نے اندر کیا کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے عمودین متقدمین کے درمیان نماز پڑھی۔ چنانچہ جب حضرت ابن عمرؓ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے تو دروازہ پیچھے کی طرف ہوتا آپ چلتے حتی کہ دیوار سے تین شرعی گز دور سے نماز پڑھتے اور بحوالہ مؤطا لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستونوں کی پہلی سطر میں سے ایک ستون بائیں رکھا اور دو ستون دائیں اور طویل نماز پڑھی ص۶۵ میں ہے کہ حضورؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو موضع سجود کے علاوہ نگاہ نہ ڈالی حتی کہ باہر تشریف لائے اور ص۸۰ میں ہے کہ فرمایا اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ مَھَابَۃً (اے اللہ تو اس گھر کی عزت۔ عظمت۔ بزرگی۔ ہیبت زیادہ فرما) ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی

۱۹۶/۳۰۳	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج	کیفیۃ الحج	حوالہ

لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(ب) اور تاریخ ابن ہشام میں ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت علیؓ خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لیکر سامنے آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہمیں عنایت فرمائیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے۔ عثمان حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا اے عثمان اپنی کنجی سنبھال۔ آج نیکی اور وفا کا دن ہے اور حضرت علی رضؓ سے فرمایا ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔ حضور نے کعبہ کے اندر سے فرشتوں اور حضرت ابراہیم کی تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا۔ اور جب حضور کعبہ میں داخل ہوئے تو حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ ماخوذ از سیرت ابن ہشام مترجم صـ۵۰۰، صـ۵۰۱۔

(ج) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے صـ۷۸، صـ۷۹ میں ہے کہ حضورؐ نے عثمان ابن طلحہ بن ابی طلحہ کو خانہ کعبہ کی چابی دیتے ہوئے فرمایا خُذُوھَا یَا بَنِیْ اَبِیْ طَلْحَۃَ۔ خُذُوا مَا اَعْطَاکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ تَالِدَۃً خَالِدَۃً لَا یَنْزِعُھَا مِنْکُمْ اِلَّا ظَالِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَظْلِمُکُمُوْھَا اِلَّا کَافِرٌ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْکَعْبَۃِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا۔ الآیۃ (یعنی اے ابو طلحہ کی اولاد یہ امانت تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لو۔ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہ چھینے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اے ابو طلحہ کی اولاد ہمیشہ کیلئے لو تم پر سوائے کافر کے کوئی ظلم نہیں کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہیں واپس دو جو ان کے اہل ہیں) اور صـ۱۱۶ میں ہے کہ فتح مکہ کے دن حضورؐ نے خانہ کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ اور شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کو دی تھی۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ وھکذا فی تاریخ الحرمین صـ۴۶ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(د) اور تاریخ الحرمین طبع ۴ صـ۴۶ میں ہے کہ عثمانؓ بن طلحہ ہجرت کر گئے تھے اور شیبہ خانہ کعبہ کی چابی کے لئے قائمقام ہوئے اور حجابت کا عہدہ بھی انہیں ملا۔ اور صـ۸۶ میں ہے کہ عثمانؓ فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔

(س) بیت اللہ شریف اور اس کے قریب مندرجہ ذیل جگہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا منقول ہے۔ چنانچہ معلم الحاج میں ۹ جگہوں کا ذکر ہے (۱) خانہ کعبہ کے اندر (اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کا قصد فرماتے تو خانہ کعبہ کے اندر سامنے کو چلتے اور دروازہ پیٹھ کے پیچھے ہوتا۔ اور سامنے کی دیوار سے تقریباً تین شرعی گز کا فاصلہ چھوڑ کر نماز پڑھتے۔ نیز لکھا ہے کہ وہ مصلی جو دو ستونوں کے درمیان البلاطۃ الخضراء (یعنی سبز پتھروں) سے بنا ہوا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز نہیں ہے۔ پس جب اس دیوار کے قریب نماز پڑھے تو اس پر اپنا رخسار رکھے۔ استغفار کرے۔ حمد پڑھے پھر ارکان کے پاس آ کر حمد پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور اللہ تعالیٰ سے جو چاہے مانگے اور جتنا ہو سکے ظاہر اور باطن میں ادب کا لحاظ رکھے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ۳۵۱ وھکذا فی حاشیہ طحطاوی صـ۴۰۱ اور رہنمائے حجاج صـ۲۲ میں ہے کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے مقابل مغربی دیوار میں محراب بنی ہوئی ہے اور خانہ کعبہ میں باجماعت نماز کے متعلق حکم نمبر ۱۱۱ ملاحظہ ہو نیز حکم ۸/۳۰۳ کے حاشیہ کا صـ۳ ملاحظہ ہو) (۲) مقام ابراہیمؑ (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان ہے۔ (۵) کعبہ کے دروازہ کے پاس بیت اللہ کے سامنے جو گڑھا ہے (اب یہ گڑھا برابر کر دیا گیا ہے اور نشان ہے) جس کو مقام جبرئیلؑ بھی کہتے ہیں۔ (تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صـ۵۳ میں ہے کہ اسے المعجن اور مصلی جبرئیلؑ بھی کہتے ہیں۔ جب نماز فرض ہوئی تو اس جگہ جبرئیل امینؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی تھی۔ اور فتح مکہ کے دن بھی آپ نے کعبہ کے سامنے اسی جگہ نماز پڑھی تھی یہ جگہ ازارِ کعبہ کے نیچے شاذروان پر جس اور مرمر کے طلا سے پہلے ساتویں یا نویں پتھر کے سامنے تھی۔ اس جگہ ۱۷ھ کے سیل ام نہشل میں مقام ابراہیم بہہ کر آ گیا تھا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تحقیق کر کے) اپنی جگہ پر رکھوایا تھا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ ملخصاً۔ نیز واضح ہو کہ تاریخ الحرمین طبع ۴ میں اس گڑھے کا محل وقوع رکن شامی اور

۱۹۶/۳۰۳	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام	حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ

باب کعبہ کے درمیان درج ہے۔ غالباً رکن عراقی کی بجائے رکن شامی درج ہو گیا ہے یا اس لئے کہ شمالی دونوں رکنوں کو رکنان شامیان کہنا بھی منقول ہے جیسا کہ شرح الصحیح المسلم للنواوی، ج۱ ص۴۱۲ میں ہے کہ اعلم ان للبیت اربعة ارکان الرکن الاسود والرکن الیمانی ویقال لهما الیمانیان کما سبق۔ اما الرکنان الآخران فیقال لهما الشامیان الخ نیز لکھا ہے کہ الیمانیان بتخفیف الیاء هذه هی اللغة الفصیحة المشهورة۔الی قوله - فمن خفف قال هذه نسبة الی الیمن الخ - ماخوذ از شرح الصحیح لمسلم ج۱ للنواوی ج مطبوعہ ۱۳۷۵ھ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) (۶) بیت اللہ شریف کے دروازے کے نزدیک (۷) حطیم خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے (حطیم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۳۰۳ مع حاشیہ اور میزاب رحمت کے متعلق حکم نمبر ۷و/۳۰۳ کے پہلے حاشیہ کا ۱۳ ملاحظہ ہو)

(۸) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۹) رکن شامی کے نزدیک اسطرح پر کہ باب العمرہ اس کے پیچھے ہو (۱۰) مصلی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔ ماخوذ از معلم الحجاج ص۱۲۹ -

(س) نیز درمختار میں ہے کہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر کا کھونٹا العروة الوثقیٰ ہے اور وہاں ایک میخ سرة الدنیا (زمین کی ناف) ہے یہ بے اصل باتیں ہیں۔ ماخوذ از درمختار ج۲ ص۳۵۱ وهکذا فی تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ ص۶۵ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء -

(ط) نیز تاریخ الحرمین طبع ۵ ص۱۱۴، ص۱۱۵ میں ہے کہ قدیم زمانہ سے خانہ کعبہ کے اندر کو غسل دینے کی عادت چلی آرہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے دن جب بتوں کو اور نشانات شرک کو دور کیا تو داخل کعبہ کو غسل دیا۔ پھر ہر سال آجتک یہ عادت جاری ہے۔ خانہ کعبہ کو سال میں دوبار غسل دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ قبل الحج دوسری دفعہ مکہ مکرمہ سے حاجیوں کے چلے جانے کے بعد دیا جاتا ہے۔ غالباً پہلا غسل ذی قعدہ میں یا ابتداء ذوالحجہ میں اور دوسرا غسل ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دیا جاتا ہے۔ سامان غسل جمع کیا جاتا ہے پھر دربان کعبہ سورج نکلنے کے بعد حطیم میں آتا ہے اس کے ساتھ آل شیبہ کے دربان ہوتے ہیں اور پھر گلاب عرق۔ عطر بخور - عنبر۔ عود وغیرہ سے غسل دیا جاتا ہے۔ شال الکشمیری سے ازار باندھ لیتے ہیں۔ اس موقع پر امیر مکہ اور قاضی وغیرہ بھی بلائے جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کو خوشبو لگائی جاتی ہے - پھر ملازمین خانہ کعبہ کے پاس جمع شدہ لوگوں میں وہ جھاڑو وغیرہ تقسیم کر دیتے ہیں۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ نیز خانہ کعبہ میں داخل ہونا اچھا ہے اور اگر خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے تو حکم نمبر ۲۰۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎ ملتزم کے متعلق حکم ۱۹۷/۳۰۳ مع حاشیہ ونقشہ ص۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳-۱۹۷	وهو مابين الحجر الى الباب فيضع صدره ووجهه عليه ويرفع يده اليمنى الى عتبة الباب ويقول السائل ببابك يسئلك من فضلك و مغفرتك و يرجو رحمتك	كذا فى الظهيرية
	ويلتزمه ساعة يبكى	كذا فى الكافى
۱۹۸	ويتشبث باستار الكعبة ان كانت قريبة بحيث ينالها والا وضع يديه فوق رأسه مبسوطتين على الجدار قائمتين	هكذا فى البحر الرائق
	ويلصق خده بالجدار ان تمكن من ذلك	كذا فى الكافى

۱؎ ردالمحتار میں ہے کہ ملتزم پر اپنا چہرہ رکھے یعنی دایاں رخسار رکھے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص۲۵۶ (مترجم) ۲؎ ترجمہ ا۔ اے اللہ تیرے در پر مانگنے والا تیرے فضل کا سائل ہے۔ تیری مغفرت کا طالب اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔ نیز حکم نمبر ۳۸/۳۰۲ کا تیسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۸/۲۰۲ کے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ خانہ کعبہ کے چھاڑ کے متعلق تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۱۱۰ میں ہے کہ اسعد الحمیری تبع پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کو پورا چھاڑ چڑھایا۔ وہ یمن کی بنی ہوئی دھاریدار چادریں تھیں زمانہ جاہلیت میں منفرق پردے ہوتے تھے۔ ریشم۔ چمڑا اور عراقی نمارق وغیرہ۔ پہلے پردے اتارے بغیر اوپر ڈالدیتے۔ بارنہ پر بھی چادر ڈالتے۔ کعبہ کی چھاڑ وغیرہ کے لئے قبائل ایک دوسرے کی مدد کرتے جب ابوربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ یمن میں تجارت کرنے سے خاصا امیر ہوگیا تو ایک سال غلاف کعبہ وہ بناتا اور دوسرے سال قریش بناتے اس نے زندگی بھر ایسا ہی کیا۔ اس کام میں برابری کرنے سے قریش ابوربیعہ کو عدل اور اس کی اولاد کو بنو عدل کہتے تھے ص۹۴ میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں خانہ کعبہ کا کچھ غلاف حاجیوں میں تقسیم ہوا۔ شیبہ بن عثمان نے مشرکین کے عہد کے چھاڑوں کے متعلق معاویہؓ بن ابی سفیان کو لکھا کہ انہیں اتار دیا جائے۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ریشم۔ کتان اور یمنی چادریں اتار کر دیواروں کو خوشبو لگائی گئی اور غلاف ڈالا گیا۔ پرانے غلاف اہل مکہ میں تقسیم کردیئے گئے۔ ان دنوں ابن عباسؓ مکہ مکرمہ میں ہی تھے۔ ایک دفعہ ایک حائض کو غلافِ کعبہ کا کپڑا پہنے دیکھا گیا تو وہ سب دفن کرادیئے گئے۔

ص۸۹ میں خالدؓ بن ابی المہاجر کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں خانہ کعبہ کو لباس پہنایا جاتا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ عاشورا کے دن جب آخری حاجی چلا جاتا۔ تو خانہ کعبہ کو غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ بنو ہاشم یوم ترویہ میں خانہ کعبہ کو ریشم کی قمیص پہناتے تاکہ لوگ اس کا جمال دیکھیں اور عاشورا کو ازار لٹکاتے۔ یوم ترویہ کو دیباج و خالص ریشم کی قمیض لٹکائی

دفعات وحق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام / حج ادا کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۹۷-۳۰۳	(الف) ملتزم سے مراد وہ جگہ ہے جو حجر اسود سے دروازہ تک ہے۔ اس پر اپنا سینہ اور چہرہ [1] رکھے۔ اور اپنا دایاں ہاتھ دروازہ کی دہلیز کی طرف اٹھائے اور یوں کہے اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَغْفِرَتِكَ وَيَرْجُوْ رَحْمَتَكَ [2] ۔ (ب) اور تھوڑی دیر ملتزم سے لپٹ کر روئے۔	ظہیریہ کافی
۱۹۸	(الف) اور خانہ کعبہ کے پردوں [3] سے چمٹے اگر وہ اتنے قریب ہوں کہ انہیں پہنچ سکے ورنہ اپنے دونوں ہاتھ سر کے اوپر سیدھے کھڑے کر کے دیوار پر پھیلا کر رکھدے۔ (ب) اور اگر کر سکے تو اپنا رخسار (خانہ کعبہ کی) دیوار سے لگا دے۔	بحر الرائق کافی

تی اور جب لوگ منی سے واپس آتے تب اس قمیص کو سیا جاتا اور ازار اس وقت نہ پہنائے تاکہ لوگ پھاڑ نہ لے جائیں پھر عاشورا کے دن ازار لٹکا کر اسے قمیص سے سیا جاتا۔ یہ لباس ۲۷ رمضان تک رہتا پھر قباطی (کتان کا بنا ہوا) لباس عید کے دن پہنایا جاتا۔ بعض اہل علم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خانہ کعبہ پر قباطی کا غلاف چڑھایا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنت نبوی پر عمل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی غلاف کعبہ قباطی کا چڑھایا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ مامون رشید کے عہد میں یوم ترویہ کو سرخ ریشم۔ رجب کی پہلی تاریخ کو قباطی کتان کا اور ۲۷ رمضان کو سفید دیباج پہنایا جاتا۔ آجتک یہ تین لباس پہنائے جاتے ہیں۔ مامون سے شکایت کی گئی تھی کہ سفید دیباج ایام حج تک پرانا ہو کر پھٹ جاتا ہے تو اس نے سفید دیباج کی زائد ازار بھیجنے کا حکم دیا جو یوم ترویہ یا ساتویں تاریخ کو پہنایا جائے۔ اور یوم عاشورا کو سرخ دیباج پہنایا جائے۔ آجکل خانہ کعبہ پر سیاہ رنگ کا خوبصورت غلاف چڑھایا جاتا ہے جو ہر سال حج کے ایام میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع دوم مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ کہا جاتا ہے کہ ۷۵۰ھ میں والی مصر الملک الصالح اسمٰعیل بن ناصر نے غلاف کعبہ تیار کرانا اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اور اس نے تین گاؤں وقف کئے تھے چنانچہ مصر میں ہی غلاف کعبہ بنتا رہا۔ سلطان سلیمان اعظم نے (جبکہ مصر ترکی سلاطین کے تحت تھا) ملک الصالح کے وقف میں مزید سات گاؤں کا اضافہ کر دیا۔ مگر جب ۱۹ویں صدی کے آغاز میں مصر کے وائسرائے محمد پاشا نے ترکی سلطنت سے بغاوت کر کے خود مختاری کا اعلان کیا تو وہ موقف منسوخ کر دیا اور صرف غلاف کعبہ حکومت مصر کے خرچ پر بھیجنا شروع کیا۔ کہا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کے غلاف کیلئے مصر میں نابالغ بچیاں باوضو ہو کر کاتتیں۔ اور حکومت مصر سالانہ ۵۰ ہزار پونڈ غلاف کعبہ کیلئے خرچ کرتی۔ ۱۹۲۳ء میں شریف حسین اور حکومت مصر کے تعلقات خراب ہوئے تو مصری حکومت نے حج کے موقع پر جدہ سے غلاف واپس کر لیا۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں رکھا ہوا پرانا غلاف ڈالا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں یکم ذوالحجہ کو حکومت مصر نے غلاف کعبہ بھیجنے سے انکار کر دیا اور ابن سعود کو فوراً غلاف بنوانا پڑا۔ ۱۹۲۸ء میں امرتسر سے مولانا داؤد غزنوی اور اسمٰعیل غزنوی کے اہتمام میں غلاف کعبہ بنوا کر بھیجا گیا۔ ایکسال یہ سعادت پاکستان کے حصہ میں بھی آئی تھی۔ آجکل مکہ مکرمہ میں ہی ایک دار الکسوۃ قائم کر دیا گیا ہے اور غلاف کعبہ کی تیاری سعودی حکومت خود کرتی ہے۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج کیفیۃ الحج	حوالہ
۱۹۹-۳۰۳	و یکبر و یھلل و یحمد اللہ تعالیٰ و یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یدعو بحاجتہ[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰۰	ثم یستلم الحجر و یکبر اللہ تعالیٰ فان امکنہ ان یدخل البیت فمحسن[2] وان لم یدخل اجزاہ[3]	کذا فی محیط السرخسی
۲۰۱	ثم ینصرف و ھو یمشی وراء وجھہ الی البیت متباکیا متحسرا علی فراق البیت حتی یخرج من المسجد	کذا فی الکافی
۲۰۲	واذا خرج من مکۃ یخرج من ثنیۃ السفلی من اسفل مکۃ	کذا فی فتح القدیر

[1] فتاوی قاضیخان کی عبارت ماقبل سمیت یوں ہے۔ ثم یأتی الملتزم و یکبر و یھلل و یحمد اللہ تعالیٰ و یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یدعو اللہ لحاجتہ و یضع خدہ علی حائط الکعبۃ و یتشبث باستار الکعبۃ۔ الخ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۲۹۸ (مترجم) [2] قولہ فحسن ان لم یؤذ نفسہ او غیرہ ولم یکن برشوۃ والا فیحرم۔ بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ھذا۔ یعنی خانہ کعبہ میں داخل ہونا اچھا ہے بشرطیکہ ایسا کرنے سے اپنے آپ کو یا کسی اور کو ایذا نہ دے اور داخلہ رشوت سے نہ ہو۔ ورنہ حرام ہوگا (مترجم) [3] خانہ کعبہ کے اندر اور اس میں داخلہ کے متعلق حکم ۱۹۹/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیساکہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۵۰ و درمختار ج ۲ ص ۲۵۶ میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ المجمع اور النقایہ وغیرہ میں بھی یوں ہی حکم ہے۔ اور مناسک النووی میں ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس کے متعلق کوئی سنت مروی نہیں اور نہ کوئی اثر حکایت کیا گیا ہے۔ ابن الکمال اور الطرابلسی نے بھی یوں ہی کہا ہے۔ البتہ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب نے ایسا کیا ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ اکابر کی تعظیم میں ایسا کرنے کی عادت جاری ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ان پر جرأت کرنے والا ہے۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ وہ ایسا کرنے میں کسی سے ٹکرا جائے یا کسی کو تکلیف دینے کا ارتکاب نہ کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۶۔ نیز حکم ۳۰/۲۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رہنمائے حجاج میں ہے کہ اب صحن حرم میں حد مطاف تک تقریباً ۵ فٹ چوڑی آٹھ دس پختہ روشیں ہیں۔ ان میں یہ خاص صفت رکھی گئی ہے کہ کوئی کسی بھی روش سے باہر جائے اس کی پشت خانہ کعبہ کی طرف نہ ہوگی۔ البتہ منبر شریف کی طرف آنے والی روش مستثنیٰ ہے۔ ماخوذ از ص ۲۳ رہنمائے حجاج مؤلفہ مولانا خلیل الرحمن نعمانی مدظلہ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۹۹-۳۰۳	اور (ملتزم [۲] میں خانہ کعبہ کے پردوں سے پلٹنے کے دوران) اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔	قاضیخان
۲۰۰	پھر حجر اسود کا استلام کرے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو سکے تو اچھا ہے [۳] اور اگر خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہوا تو اسے کفایت کر جائے گا۔	محیط سرخسی
۲۰۱	پھر واپس ہو اور وہ کعبہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے پیچھے کی طرف چلے [۴] در آنحالیکہ روتا ہوا اور خانہ کعبہ کے فراق پر حسرت کرتا ہوا مسجد سے نکلے [۵]	کافی
۲۰۲	اور جب مکہ مکرمہ سے نکلے تو مکہ مکرمہ کی زیریں طرف ثنیۃ السفلی (یعنی نیچے کی گھاٹی) کے راستہ سے نکلے [۶]	فتح قدیر

[۵] فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری میں ہے کہ خانہ کعبہ سے وداع ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ حَجَجْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَاِیَّاکَ اَرَدْتُ فَتَقَبَّلْ نُسُکِیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَکَفِّرْ عَنِّیْ سَیِّاٰتِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ فِیْ طَاعَتِکَ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِیْ وَاَمَانَتِیْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ فَاحْفَظْھَا عَلَیَّ وَعَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ وَارْزُقْنِیَ الْعَوْدَ وَاَحْسِنْ اَوْبَتِیْ حَتّٰی تُبَلِّغَنِیْ اَجَلِیْ وَاکْفِنِیْ مُؤْنَتِیْ وَمُؤْنَۃَ عِیَالِیْ وَجَمِیْعِ خَلْقِکَ اٰیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ وَلِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۳۱۹ ترجمہ: اے اللہ میں نے تیری رضا کیلئے حج کیا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر بھروسہ کیا۔ تیرا مطیع ہوا اور خاص تیری رضا چاہی۔ پس میرے حج کی عبادات کو قبول فرما۔ میرے گناہوں کو بخشدے۔ میری برائیوں کو معاف فرمادے۔ اور جب تک تو مجھے باقی رکھے ہمیشہ اپنی اطاعت میں استعمال فرما۔ اور مجھے آگ سے پناہ دے۔ اے اللہ تعالیٰ میں اپنا دین۔ امانت اور خاتمہ اعمال تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو ان سب چیزوں کی میرے لئے اور ہر ایماندار مرد اور عورت کے لئے حفاظت فرما۔ بیشک تو دعا سننے والا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میرے اس حج کو اپنے گھر کی آخری زیارت نہ بنا۔ مجھے پھر آنا نصیب فرما۔ اور موت تک میرا لوٹ کر آنا اچھا فرما۔ اے اللہ میرے لئے میرے اہل وعیال کے لئے اور ساری مخلوق کی روزی کو کافی ہوجا۔ ہم واپسی کرنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ (نصرت) سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت فرمائی۔ اور کافروں کے لشکروں کو اکیلے شکست دی۔ نہیں کوئی معبود مگر وہ اللہ تعالیٰ۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (مترجم)

[۶] حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ مکہ مکرمہ کی ثنیۃ السفلی (یعنی نیچے کی گھاٹی کی طرف) سے باب سبیکہ سے نکلے۔ ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۳۹۹ اور مکہ مکرمہ میں داخلہ کے لئے حکم نمبر ۲/۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۲۰۳-۳۰۲	والمرأة فی جمیع ذلک کالرجل غیر انها لا تکشف رأسها	کذا فی الهدایة
۲۰۴	وتکشف وجهها ولو سدلت علی وجهها شیئاً وجافته عنه جاز	کذا فی الهدایة
۲۰۵	ولا ترفع صوتها بالتلبیة	کذا فی الهدایة
	بل تسمع نفسها لا غیر لاجماع العلماء علی ذلک	کذا فی التبیین

[1] مرد کے لئے حکم نمبر $\frac{5}{302}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] یہ حکم احرام کی بنا پر ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کا احرام چہرے میں ہے اور مرد کا احرام سر میں ہے۔ اور اگر عورت کوئی چیز لٹکالے جسے چہرے سے ہٹا کر رکھے تو جائز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہی ہے اور وہ محمل کے سایہ میں ہونے کی طرح (جائز) ہے اور حاشیہ ہدایہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت میں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں اور سوار گزرتے تھے اور جب وہ سامنے آتے تو ہم سروں سے اپنے جلباب اپنے چہروں پر لٹکالیتیں۔ اور جب وہ گذر چکتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتیں۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۱ صفحہ ۲۵۱ و در ردالمحتار میں ہے کہ مذکور چیز جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ من حیث الاحرام جائز ہے اور ایسا پردہ احرام کی حالت میں ممنوع نہیں ہے بلکہ اجنبی کی نظر پڑنے کے خوف سے مندوب ہے۔ اور فتح میں اسے مستحب کہا گیا ہے اور نہایہ میں وجوب کی تصریح ہے اور محیط میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے غیر محرموں میں بغیر ضرورت چہرہ ننگا کرنا ممنوع ہے۔ اگر یہ ممانعت نہ ہوتی تو احرام کی وجہ سے چہرہ ڈھانکنا تو منع ہے۔ اور بغیر چہرہ پر مذکورہ چیز لٹکانے کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۲۶۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ احرام والی عورت کے لئے کشف الوجہ سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ چہرے پر کوئی ایسی چیز نہ ڈالے جو چہرے سے چھوئے۔ اسی لئے احرام والی عورت کے لئے برقع پہننا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وہ کوئی چیز چہرے پر لٹکالے اور اسے چہرے سے ہٹا کر رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ فتح القدیر میں ہے کہ یہ مستحب ہے۔ جیسا کہ چہرہ پر قبہ نما لکڑی رکھکر اس کے اوپر کپڑا لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت غیر محرم میں بغیر ضرورت چہرہ ننگا نہ کرے اھ۔ پس اگر مذکورہ کپڑا لٹکانا ممکن ہو تو غیر محرم مردوں کی موجودگی میں اس کا لٹکانا واجب اور ان کی غیر موجودگی میں مستحب ہوگا اور اگر اس پردہ کا لٹکانا ممکن نہ ہو تو غیر محرم مردوں کو نگاہ نیچی رکھنا واجب ہوگا لیکن بحوالہ امام نووی لکھا ہے کہ (جوان) عورت کے لئے راستہ میں چہرہ پر پردہ کرنا سنت مستحبہ ہے اور مردوں پر واجب ہے کہ وہ شرعی غرض کے سوا مذکورہ عورت پر سے نگاہ نیچی رکھیں لہٰذا فتاوی قاضیخان میں مندرجہ حکم سے مراد یہ ہوگا۔ "عورت کو غیر محرم مردوں میں چہرہ ننگا نہ کرنا چاہیئے۔ اور حاشیہ البحر الرائق میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام　　　　حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
٢٠٣-٣٠٣	(احرام و حج کے) مذکورہ تمام احکام میں عورت مرد کی طرح ہے۔ لیکن وہ اپنا سر ننگا نہ کرے [١]	ہدایہ
٢٠٤	(ل) (احرام والی) عورت اپنا چہرہ ننگا رکھے [٢] (ب) اور اگر وہ اپنے چہرے پر کوئی چیز لٹکالے اور اسے چہرے سے ہٹا کر رکھے تو جائز ہے۔	ہدایہ
٢٠٥	(ل) عورت تلبیہ کہتے میں اپنی آواز بلند نہ کرے [٣]	ہدایہ
	(ب) بلکہ احرام والی عورت (اس طرح لبیک کہے کہ وہ) خود سنے غیر شخص نہ سنے۔ علماء کا اس حکم پر اجماع ہے۔	تبیین

بحوالہ النہر لکھا ہے کہ فتاوی قاضیخان میں مندرجہ حکم کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو غیر محرم مردوں میں چہرہ ننگا کرنا حلال نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ الذخیرہ میں بحوالہ الاصل کی عبارت سے بھی النہر کی تائید ہوتی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق و حاشیہ البحر الرائق ج ٢ صـ ٣٥٥ وھکذا فی رد المحتار ج ٢ صـ ٢٦٠۔ حکم نمبر ٦/١٠٦ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور در مختار میں ہے کہ جوان عورت کے لئے (غیر محرم) مردوں کے درمیان چہرہ ننگا کرنا خوف فتنہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ جیسا کہ (غیر محرم) مرد کے لئے اسے مس کرنا ممنوع ہے خواہ مس کرنے میں شہوت سے امن ہو اور رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ حکم جوان عورت کے لئے ہے۔ بوڑھی عورت سے مصافحہ میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ شہوت سے امن ہو۔ نیز لکھا ہے کہ قاضی۔ گواہ۔ خاطب اور معالج کو موقع مرض تک بقدر ضرورت دیکھنا ضرورت معتبرہ میں شامل ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ١ صـ ٣٧٧ و صـ ٣٧٨ ملخصاً۔ اور احرام والے مرد کے لئے حکم نمبر ٣٦/٣ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [٣] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ یہ حکم اس لئے ہے کہ عورت کے آواز بلند کرنے میں فتنہ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ١ صـ ٢٥١۔ نیز عورت کے متعلق حکم نمبر ٢٤/١٠٢ ملاحظہ ہو اور رد المحتار میں بحوالہ النوازل لکھا ہے کہ عورت کا نغمہ عورت ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر اجنبی بوقت ضرورت غیر محرم (جوان) عورت سے گفتگو کرے یا عورتیں بوقت ضرورت غیر محرم مرد سے کلام کریں اور گفتگو نرم اور سجا کر نہ ہو تو جائز ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ١ صـ ٣٧٧ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ
۳۰۳ - ۲۰۶	ولا ترمل	کذا فی الھدایۃ
۲۰۷	ولا تسعی بین المیلین	کذا فی الھدایۃ
۲۰۸	ولا تحلق رأسھا ولکن تقصر	کذا فی الھدایۃ
۲۰۹	وتلبس من المخیط مابدألھا من الدرع والقمیص والخمار والخف والقفازین ولکن لا تلبس المصبوغ بورس ولا زعفران ولا عصفر الا ان یکون تدغل	کذا فی الکفایۃ
۲۱۰	ولا بأس للمرأۃ المحرمۃ ان تلبس المخیط من حریر او غیرہ و تلبس الحلی	کذا فی الھدایۃ
۲۱۱	ولا تستلم الحجر اذا کان ھناک جمع الا ان تجد الموضع خالیا	کذا فی الھدایۃ
۲۱۲	و فی الحجۃ ولیس علیھا ان تصعد الصفا والمروۃ الا اذا وجدت خلوۃ	کذا فی التتارخانیۃ
۲۱۳	والخنثی المشکل کالمرأۃ فی جمیع ما ذکرنا احتیاطا	کذا فی التبیین

۱ اور مرد کے رمل کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۲۹/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ سعی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۱ تا ۵۷، ۱۵۷، ۱۵۸ ملاحظہ ہو اور ہدایہ میں ہے کہ عورت کے متعلق یہ حکم اس لئے ہے کہ ایسا کرنا اس کے ستر میں مخل ہے اور مرد کے متعلق حکم نمبر ۴۷/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ در المختار میں ہے کہ عورت کے لئے سر منڈانا مرد کے لئے ڈاڑھی منڈانے کی طرح ہے۔ ماخوذ از در المختار ج ۲ صفحہ ۲۶۰ اور مرد کے لئے حکم نمبر ۱۳۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۴ اور سر کے بال کترانے کے متعلق حکم نمبر ۱۳۶/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ مگر عورت کسی غیر محرم سے بال نہ کتروائے گی غیر محرم کے مس کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۳۰۳ باو شیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ ہدایہ میں ہے کہ یہ حکم اس لئے ہے کہ ان سلے کپڑے میں عورت کے لئے کشف عورت کا خدشہ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا صفحہ ۲۰۱ اور مرد کے لئے حکم ۳۰/۳۰۰، ۴/۳۰۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۶ حکم نمبر ۱۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷ حکم نمبر ۲۰۹ ا/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۸ حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ عورت کے لئے افضل یہ ہے کہ اس کا طواف مطاف کے کنارے پر ہو۔ لیکن اگر جگہ خالی ہو تو پھر حکم ۲۱۱ ب/۳۰۲ ملاحظہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۲۰۳-۲۰۶	(احرام والی) عورت طواف میں رمل نہ کرے [1]	ہدایہ
۲۰۷	(احرام والی) عورت (صفا و مروہ میں) دونوں ستونوں کے درمیان سعی نہ کرے [2]	ہدایہ
۲۰۸	(احرام والی) عورت (احرام کھولنے کے لئے) سر نہ منڈائے [3] لیکن وہ سر کے بال کترائے گی [4]	ہدایہ
۲۰۹	(ل) (احرام والی) عورت سلا ہوا کپڑا جو اسکا جی چاہے پہنے [5] مثلاً کرتہ - قمیص - اوڑھنی - موزہ اور دستانے (ب) لیکن احرام والی عورت ورس بوٹی - زعفران اور کسم (ایک قسم کا زرد رنگ) کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے لیکن اگر وہ کپڑا دھل چکا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [6]	کفایہ
۲۱۰	احرام والی عورت اگر ریشمی یا غیر ریشمی سلا ہوا کپڑا پہنے اور زیور پہنے تو اس میں کوئی حرج نہیں [7]	ہدایہ
۲۱۱	(ل) عورت حجر اسود کا استلام نہ کرے جبکہ وہاں ہجوم ہو - (ب) لیکن اگر وہ جگہ خالی ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [8]	ہدایہ
۲۱۲	حجہ میں ہے کہ (ل) عورت کے لئے (صفا مروہ میں سعی کے دوران) صفا مروہ پر چڑھنا لازم نہیں (ب) لیکن اگر جگہ خالی پائے تو پھر یہ حکم نہیں ہے [9]	تتارخانیہ
۲۱۳	خنثیٰ مشکل [10] مذکورہ تمام احکام میں از روئے احتیاط عورت کی طرح ہے۔	تبیین

(مترجم) [9] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ بھیڑ میں عورت صفا (مروہ) پر نہ چڑھے اور نہ طواف کا دوگانہ پڑھنے کے لئے مقام ابراہیم میں جائے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۱۰ - اور صفا و مروہ میں سعی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۳ \text{ تا } ۴۷}{۲۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] خنثیٰ مشکل جس میں مرد اور عورت دونوں کی ایسی علامتیں موجود ہوں کہ اسکا مرد یا عورت قرار پانا مشکل ہو - حج کے احکام میں خنثیٰ مشکل از روئے احتیاط عورت کے احکام میں ہے جیسا کہ درمختار ج ۲ صفحہ ۲۶۰ میں ہے اور خنثیٰ مشکل کے بغیر انزال دخول پر غسل واجب نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۳۴}$ ملاحظہ ہو - چنانچہ اس غسل کے عدم وجوب کے متعلق درمختار و رد المحتار میں ہے کہ بغیر انزال غسل تب واجب ہوتا ہے کہ جسم انسان کے قبل یا دبر میں حشفہ غائب ہو - اور خنثیٰ مشکل کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ذکر زائد انگلی کی طرح ہو اور وہ دراصل عورت ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسکا فرج ایک پھنسی ہو اور وہ دراصل مرد ہو پس بغیر انزال دخول سے اس پر غسل واجب نہ ہوگا - اس لئے کہ اس کے اشکال سے پیدا شدہ شبہ سے ثابت شدہ طہارت رفع نہ ہوگی (حکم نمبر $\frac{۱}{۲۹}$ ، $\frac{۲۳}{۲۶۷}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) ہاں اگر کسی مرد نے خنثیٰ مشکل کے دبر میں دخول کیا تو دونوں پر غسل واجب ہو جائیگا - اسی طرح اگر خنثیٰ مشکل نے جماع کیا اور اس سے بھی جماع کیا گیا تو خنثیٰ مشکل پر غسل واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں - ماخوذ از درمختار

و رد المحتار ج ۱ صفحہ ۱۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس ۔ فی کیفیۃ اداء الحج — کیفیۃ الحج	حوالہ

فصل ۔ فی المتفرقات

دفعات ۳۰۴ تا ۳۰۴ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸

۳۰۴ ۔ المتفرقات
تعداد شق ۱۸

۱	ومن اغمی علیہ فاھل عنہ رفقاؤہ جاز عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقالا لا یجوز	کذا فی الھدایۃ
۲	ولو امر انسانا بان یحرم عنہ اذا اغمی علیہ او نام فاحرم عنہ المامور عنہ صح بالاجماع حتی لو افاق واستیقظ واتی بافعال الحج جاز	کذا فی الھدایۃ
	ولا یلزم النائب التجرد عن المخیط حال احرامہ عن المغمی علیہ	کذا فی البحر الرائق
۳	اختلفوا فیما لو استمر مغمی علیہ الی وقت اداء الافعال ھل یجب ان یشھدوا بہ المشاھد فیطاف بہ ویسعی ویوقف اولا بل مباشرۃ الرفقۃ لذلک عنہ تجزیہ فاختار طائفۃ الاول واختار طائفۃ آخرون الثانی وجعلہ فی المبسوط الاصح	کذا فی فتح القدیر

ــــــــــــــــــــ

؁۱ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ (ولو اھل عنہ رفیقہ باغمائہ جاز) ای احرم ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۳ ۔ یعنی بیہوش کی طرف سے اس کے ساتھی نے اہلال کیا یعنی احرام باندھا تو جائز ہے ۔ (مترجم) ؁۲ البحر الرائق میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ساتھیوں کی رفاقت ایسا امر ہے کہ عجز کے وقت رفیق سفر دلالتاً مامور ہے اور صاحبینؒ کے ہاں وہ رفاقت سفر کے لئے ہے کسی اور امر کے لئے نہیں ۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۵۳ اور اگر مذکورہ صورت میں اس کے ساتھیوں کے علاوہ شخص نے اسکی طرف سے احرام باندھا یا حج کے افعال کئے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴/۳۰۴ ملاحظہ ہو اور اگر کوئی شخص احرام کے وقت تندرست تھا اور بعد میں حج کے اعمال کے وقت بیہوش ہو گیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے حج کے افعال کئے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۰۴ ملاحظہ ہو ۔ اور اگر بیہوش کی بجائے مریض تھا اور اس کی طرف سے طواف کرنے میں اس کے حکم کی ضرورت اور فوری تعمیل کی ضرورت کے متعلق حکم نمبر ۷، ۹/۳۰۴ ملاحظہ ہو ۔ اور طواف میں نیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱ ب/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؁۳ نیز البحر الرائق میں ہے کہ اگر بیہوش کی طرف سے حج کرنے والے نائب سے قصور ہو جائے تو نائب پر کچھ لازم نہیں ہوتا (وہ بیہوش مُحرِم پر ہی لازم ہوگا) مگر میت کی طرف سے حج کرنے والے نائب سے

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج اداکرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
	فصل - متفرق احکام دفعات ۳۰۴ تا ۳۰۴ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸	
۳۰۴	**متفرق احکام** اور اسمیں ۱۸ شقیں ہیں	
۱	جو شخص بیہوش ہوا اور اس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے احرام باندھا[۱] تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جائز ہے - اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جائز نہیں ہے[۲]	ہدایہ
۲	(ا) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ اگر میں بیہوش ہو جاؤں یا سو جاؤں تو میری طرف سے احرام باندھ لینا - پس جس شخص کو کہا گیا تھا اس نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو بالاجماع صحیح ہے - حتی کہ جب وہ شخص بیہوشی سے ہوش میں آیا - یا نیند سے جاگا - اور اس نے حج کے افعال کیئے تو (اس کا حج) جائز ہو گیا -	ہدایہ
	(ب) بیہوش شخص کی طرف سے اس کا نائب احرام باندھے تو اس کے احرام کی وجہ سے نائب پر سلے ہوئے کپڑوں سے بچنا لازم نہیں[۳]	بحر رائق
۳	اگر احرام کے وقت (مذکورہ) بیہوش شخص کو حج کے افعال کرنے تک بیہوشی رہی تو اس کے (حکم کے) متعلق اختلاف ہے کہ کیا ایسا کرنا واجب ہے کہ اس کے ساتھی اسے سب مقاموں پر لے جائیں - اسے طواف - سعی اور وقوف کرائیں - یا ایسا کرنا واجب نہیں ہے - بلکہ اس کے ساتھیوں کا اس کی طرف سے حج کے افعال کرنا ہی کفایت کر جاتا ہے - ایک جماعت نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور دوسری جماعت نے دوسرا قول اختیار کیا ہے - اور اس (دوسرے قول) کو مبسوط میں زیادہ صحیح حکم قرار دیا ہے[۴]	فتح قدیر

نفور ہو جائے تو اسپر حسب جنایت کفارہ لازم ہو گا - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۴ نیز حکم نمبر ۱۶/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] ایسے بیہوش کی طرف سے اس کے ساتھی کا افعال حج ادا کرنے سے واضح ہے کہ وہ نائب اپنا طواف سعی وغیرہ علیحدہ کرے گا - ایک ہی طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہو گی اور اگر وہ بیہوش شخص احرام باندھنے کے بعد بیہوش ہوا تو اس بیہوش کو ساتھ اٹھانے کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۰۴ ملاحظہ ہو - البتہ بیہوش کو ساتھ اٹھانے کی صورت میں ایک ہی طواف اور سعی کافی ہو جائے گی - اس لئے کہ بیہوش خود ساتھ ہے - البتہ بیہوش کی طرف سے بھی طواف کی نیت کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۰ب/۳۰۴ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱۱ب/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی کیفیة اداء الحج — کیفیة الحج	حوالہ
۳۰۴-۴	وان احرم عنه او طاف به اورمى عنه من ليس من رفقته اختلفوا فيه قيل لا يجزيه عنده وقيل يجزيه	كذا فى محيط السرخسى
۵	وفى المنتقى عيسى بن ابان عن محمد رح رجل احرم بالحج وهو صحيح ثم اصابه عته نقضى به اصحابه المناسك ووقفوا به فلبث كذلك سنين ثم افاق اجزأه ذلك عن حجة الاسلام قال وكذلك الرجل اذا قدم مكة وهو صحيح او مريض الا انه يعقل فاغمى عليه بعد ذلك فحمله اصحابه وهو مغمى عليه وطافوا به فلما قضوا الطواف او بعضه افاق وقد اغمى عليه ساعة من نهار ولم يتم ذلك يوما اجزاءه ذلك عن طوافه	كذا فى المحيط
۶	ذكر الاسبيجابى رح ومن طيف به محمولا اجزأ ذلك الطواف عن الحامل والمحمول جميعا سواء نوى الحامل الطواف عن نفسه وعن المحمول اولم ينو اوكان للحامل طواف العمرة وللمحمول طواف الحج او بالعكس ولو كان الحامل ليس بمحرم فللمحمول عما اوجبه احرامه	كذا فى البحر الرائق وهكذا فى شرح الطحاوى
۷	مريض لا يستطيع الطواف نطاف به اصحابه وهو نائم ان كان لم يأمرهم لا يجزيه وان كان امرهم ثم نام اجزاءه وكذلك اذا دخلوا به الطواف او وجهوه نحوه فنام فطافوا به اجزاءه	هكذا فى المحيط

۱ حکم ۱/۳۰۴ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ اور اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بھی بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اس کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور اس کی طرف سے حج کے اعمال بھی کیے تو اس کے متعلق حکم ۳۰۱/۳۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۹،۷/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ طواف میں نیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱ب/۳۰۴، ۱۰ب/۳۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز بغیر عذر سواری پر یا اٹھوا کر طواف یا سعی کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دستی نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴.۳.۴	اگر (مذکورہ) بیہوش شخص کی طرف سے اس شخص نے جو اس کے ساتھیوں میں سے نہیں ہے۔ احرام باندھا طواف کیا۔ اور کنکریاں ماریں تو اس کے (حکم کے) متعلق فقہاء رح کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اسے کفایت نہیں کرے گا [۱] اور بعض کے قول میں کفایت کر جائیگا۔	محیط سرخسی
۵	منتقی میں عیسی بن ابان رح نے امام محمد رح سے روایت کیا ہے کہ (ا) کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور وہ تندرست تھا پھر وہ مخبوط الحواس ہو گیا تو اس کے ساتھیوں نے اس سمیت حج کے افعال کئے اور اس سمیت وقوف کیا [۲] پھر کئی برس اس کی حالت یوں ہی رہنے کے بعد اسے افاقہ ہوا تو اس کے لئے وہ حج اسلام میں فرض حج کے لئے کفایت کر جائے گا۔ (ب) ان کا قول ہے کہ اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایک شخص مکہ مکرمہ آیا وہ تندرست تھا یا مریض تھا مگر اسے ہوش تھا۔ اس کے بعد وہ بیہوش ہو گیا اور اس حالت میں اسے اس کے ساتھیوں نے اٹھا کر طواف کرایا پھر جب پورا طواف یا بعض طواف کر چکے تو اسے افاقہ ہو گیا۔ اور اس کی وہ بیہوشی بعض دن رہی۔ پورا دن نہ تھی۔ تو ایسا کرنا اس کے طواف کے لئے کفایت کر جائیگا [۳]	محیط
۶	اسبیجابی رح نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی (غیر بیہوش معذور) شخص کو اٹھا کر طواف کرایا گیا تو اٹھانیوالے کا اور اٹھائے ہوئے کا دونوں کا طواف جائز ہو جائے گا۔ خواہ اٹھانے والے نے اپنی طرف سے اور اٹھائے ہوئے کیطرف سے طواف کی نیت کی ہو یا اس نے (اس کے لئے) [۴] نیت نہ کی ہو۔ یا اٹھانے والے کا طواف عمرہ کا ہو اور جسے اٹھایا گیا ہے اس کا طواف حج کا ہو یا صورت حال برعکس ہو اور اگر اٹھانے والے کا احرام نہ ہو تو اٹھائے ہوئے کا طواف اس کے احرام کے بموجب ہو گا۔	بحر رائق۔ شرح طحاوی
۷	کوئی شخص ایسا مریض تھا کہ وہ طواف نہ کر سکتا تھا۔ وہ سو رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے اسے طواف کرا دیا تو اگر اس نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو اسے وہ طواف کفایت نہ کرے گا [۵] اور اگر اس نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے کے لئے کہا تھا پھر سو گیا تو اسے وہ طواف کفایت کر جائیگا [۶] اس طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کے ساتھیوں نے اس کے ساتھ طواف شروع کیا یا انہوں نے اسے طواف کی طرف متوجہ کیا پھر وہ سو گیا۔ پس انہوں نے اسے طواف کرا دیا تو اسے وہ طواف کفایت کر جائے گا۔	محیط

[۵] اور اگر مریض کی بجائے بیہوش شخص کی طرف سے حج کے اعمال کئے تو اس کے متعلق حکم ۱ تا ۴/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم ۹/۳۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس۔ فی کیفیۃ اداء الحج / کیفیۃ الحج	حوالہ
٣٠٤-٨	مریض لا یستطیع الرمی توضع الحصاۃ فی کفہ لیرمی بہ او یرمی عنہ غیرہ بامرہ کذا فی محیط السرخسی	فی صفۃ الرامی
٩	ولو قال لبعض من عندہ استأجرلی من یحملنی نیطوف بی ثم غلبتہ عیناہ ونام ولم یمض الذی امرہ بذلک من فورہ بل تشاغل بغیرہ طویلا ثم استأجر قوما فاتوہ فحملوہ وھو نائم فطافوا بہ قال استحسن اذا کان فی فورہ ذلک انہ یجوز فاما اذا طال ذلک ونام فاتوہ واحتملوہ وھو نائم لا یجزیہ عن الطواف ولکن الاجر لازم	کذا فی المحیط
١٠	استاجروا رجالا لحملوا امرأۃ فطافوا بھا ونووا الطواف اجزأھم ولھم الاجرۃ واجزأ المرأۃ وان نوی الحاملون طلب غریم لھم والمحمول یعقل وقد نوی الطواف اجزأ المحمول دون الحاملین وان کان مغمی علیہ لم یجزئہ	کذا فی فتح القدیر
١١	کل طواف وجد فی وقتہ یکون عنہ وان نواہ تطوعا او عن غیرہ فالمحرم بحجۃ اذا قدم مکۃ وطاف بھا تطوعا کان للقدوم وان کان محرما بالعمرۃ فطوافہ یکون للعمرۃ وان کان قارنا فطوافہ اولا للعمرۃ ثم للحج وکذا لو طاف وقت طواف الزیارۃ کان للزیارۃ وان لم ینو الطواف لذلک ولا بد من النیۃ ولا تعتبر الجھۃ حتی لو طاف بالبیت طالبا للغریم اوھاربا من العدو لا یعتبر طوافہ بخلاف الوقوف بعرفۃ فانہ یکون واقفا وان لم ینو۔ ھکذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل کیفیۃ اداء الحج	

ل ۱ یہ حکم ہجوم کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم مریض کیلئے ہے۔ (مترجم) ل ۲ بغیر عذر سواری پر یا اٹھوا کر طواف یا سعی کے متعلق حکم $\frac{٣١}{٣١٣}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ل ۳ اور اگر سوئے ہوئے مریض کو اموسائتی نے طواف کرایا تو اس کے متعلق حکم $\frac{٧}{٣٠٤}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ل ۴ حکم نمبر $\frac{١١ب}{٣٠٤}$ ملاحظہ ہو اور البحر الرائق میں ہے کہ بیہوش کو اٹھا کر طواف کرانے والے کے لئے شرط ہے کہ وہ طواف کی نیت کرے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص $\frac{٢٥٤}{}$ (مترجم) ل ۵ شرائط حج کے متعلق حکم $\frac{٢٩٢}{}$ اور وقوف عرفات میں نیت کے متعلق

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام ۔ حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۸-۲-۴	کوئی حاجی ایسا مریض تھا کہ وہ جمروں کو کنکریاں نہ مار سکتا تھا تو کنکریاں اس کی ہتھیلی میں رکھی جائیں تاکہ وہ پھینکے یا اس کے حکم سے اسکی طرف سے کوئی اور شخص کنکریاں مار دے ۔ ؎۱	محیط سرخسی
۹	اگر کسی (معذور) ؎۲ شخص نے اپنے پاس والے سے کہا کہ میرے لئے کسی ایسے آدمی کو اجرت پر لا جو مجھے اٹھا کر طواف کرا دے پھر اسے نیند آگئی اور وہ سو گیا۔ اور جسے اس نے کہا تھا اس نے فوراً عمل نہ کیا۔ بلکہ وہ کسی اور کام میں دیر تک مشغول رہا۔ پھر وہ کچھ لوگوں کو لے آیا اور انہوں نے اسے سوتے کی حالت میں اٹھا کر طواف کرا دیا تو (اسکے حکم کے متعلق) کہا ہے کہ اگر پاس والا وہ شخص فوراً اسے طواف کراتا تو جائز قرار پاتا۔ لیکن جب طواف کرانے میں دیر ہو گئی وہ سو گیا اور اسکے بعد وہ لوگ آئے انہوں نے اسے اٹھا کر طواف کرایا اور وہ سویا رہا تو اس کے لئے وہ طواف کفایت نہ کرے گا۔ لیکن وہ اجرت لازم آئے گی۔ ؎۳	محیط
۱۰	کچھ لوگوں کو اجرت پر لیا گیا۔ پس انہوں نے کسی (معذور) عورت کو اٹھا کر طواف کرایا اور انہوں نے خود بھی طواف کی نیت کر لی تو (وہ طواف) انہیں اپنے طواف کے لئے کفایت کر جائیگا۔ ان کے لئے اجرت لازم ہوگی۔ اور (وہ طواف) اس عورت کیلئے بھی کفایت کر جائیگا۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اٹھانے والوں نے کسی مقروض کو پکڑنے کی نیت کی تھی اور جسے اٹھایا گیا وہ ہوش میں تھا۔ اس نے (اپنے) طواف کی نیت کی تھی تو (وہ طواف) اٹھائے ہوئے کے طواف کے لئے کفایت کر جائے گا۔ اور اٹھانے والوں کے طواف کے لئے کفایت نہ کرے گا اور اگر اٹھایا ہوا بیہوش تھا تو اسکے طواف کے لئے بھی کفایت نہ کرے گا ؎۴	فتح قدیر
۱۱	(ا) ہر وہ طواف جو اپنے وقت میں پایا جائے وہ اسی (طواف) سے قرار پائے گا۔ خواہ اس نے اسکی ادائیگی میں نفل طواف کی نیت کی ہو۔ یا نفل کے علاوہ کسی طواف کی نیت کی ہو۔ پس حج کے احرام والا جب مکہ مکرمہ آیا اور نفل کی نیت سے طواف کیا تو وہ طواف قدوم قرار پائے گا۔ اور اگر وہ عمرے کے احرام والا تھا تو اس کا وہ طواف عمرہ کا (طواف) قرار پائے گا۔ اور اگر وہ قران کے احرام والا تھا تو اس کا پہلا طواف عمرہ کا اور بعد کا طواف حج کیلئے قرار پائے گا۔ اسیطرح اگر کسی نے طواف زیارت کے وقت طواف کیا تو وہ (طواف) طواف زیارت کا ہی قرار پائے گا۔ خواہ اس نے اس طواف کی نیت میں طواف زیارت کی نیت نہ کی ہو۔ (ب) طواف کرنے کی نیت ضروری ہے۔ اس طواف کی جہت متعین کرنے کا اعتبار نہیں ہے۔ حتی کہ اگر کوئی شخص مقروض کو پکڑنے کیلئے خانہ کعبہ کے گرد پھرا یا دشمن سے بھاگتے ہوئے اس نے ایسا کیا تو اسکا یہ طواف معتبر نہیں۔ (ج) لیکن عرفات میں وقوف کا حکم اسکے خلاف ہے۔ اس لئے کہ وہاں (شرائط حج کے ؎۵ ساتھ وقوف کرنے والا) وقوف کرنے والا ہی قرار پاتا ہے۔ خواہ اس نے وقوف کی نیت نہ کی ہو۔	قاضیخان

حکم نمبر ۹۲ ج / ۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس - فی كيفية اداء الحج — كيفية الحج	حوالہ
۳۰۴ - ۱۲	الصبی لو احرم بنفسه واحرم عنه صار محرما	كذا فی التبيين
۱۳	و فی الاصل الصبی الذی يحج به ابوه يقضی المناسك ويرمی الجمار اذا كان صبيا لا يعقل الاداء بنفسه	كذا فی المحيط
۱۴	ولو ترك الجمار والوقوف بالمزدلفة لا يلزمه شئ	كذا فی محيط السرخسی
۱۵	وان كان يعقل الاداء بنفسه يقضی المناسك كلها يفعل ما يفعله البالغ ولو ترك بعض اعمال الحج نحو الرمی وما اشبه ذلك لم يكن عليه شئ	كذا فی المحيط فی الحج عن الغير
۱۶	ثم الاب اذا احرم عن ابنه الصغير وارتكب بعض محظورات الاحرام لم يلزمه شئ	كذا فی المحيط فی الحج عن الغير
۱۷	وينبغی لمن احرم عن الصبيان ان يجرده ويلبسه ثوبين ازار ورداء ويجنبه ما يجتنبه المحرم فی احرامه فان فعل شيئا من محظورات الاحرام لا شئ عليه ولا علی وليه لاجله ولو افسدها لا قضاء عليه وكذلك اذا اصاب صيدا فی الحرم فلا شئ عليه	كذا فی شرح الطحاوی
۱۸	واذا حج الرجل باهله وولده الصغير قالوا يحرم عن الصغير من كان اقرب حتی لو اجتمع والد واخ يحرم عنه الوالد دون الاخ	كذا فی فتاوی قاضيخان فی كيفية اداء الحج

ـــہ۱ بچہ پر حج واجب نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۸ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲ اور اگر وہ بچہ حج کے افعال خود ادا کرنے کی سمجھ رکھتا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۵ / ۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۳ حکم نمبر ۱۶، ۱۷ / ۳۰۴ اور حکم نمبر ۲ب / ۳۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب ۔ حج ادا کرنے کی کیفیت کے احکام — حج کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۰۴-۱۳	بچہ نے اگر خود احرام باندھا یا اسکی طرف سے احرام باندھا گیا تو احرام صحیح ہو جائے گا۔ [1]	تبیین
۱۳	الاصل میں ہے کہ وہ بچہ جسے اس کا باپ حج کرا رہا ہو تو اسکا باپ (اس کی طرف سے) حج کے افعال کرے اور جمروں کو کنکریاں مارے جبکہ بچہ خود مذکورہ کام خود ادا کرنے کی سمجھ نہ رکھتا ہو [2]	محیط
۱۴	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ جمروں کو کنکریاں مارنا اور مزدلفہ میں وقوف کرنا چھوڑ دے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا [3]	محیط سرخسی
د	اور اگر وہ (بچہ) خود حج کے افعال ادا کرنا سمجھتا ہو [4] تو حج کے سب افعال بالغ شخص کی طرح کرے اور اگر اس نے حج کے بعض اعمال مثلاً کنکریاں مارنا اور اسی طرح کے دوسرے کام چھوڑ دئے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط
ہ	پھر (یہ حکم بھی ہے کہ) جب باپ نے بچہ کی طرف سے احرام باندھا اور باپ نے (بچہ کے) احرام میں ممنوع امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا تو اسپر کچھ لازم نہ آئے گا [5]	محیط
۱۷	(ا) جو شخص بچوں کی طرف سے احرام باندھے اسے چاہئے کہ ان کے سلے ہوئے کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے یعنی تہبند اور چادر پہنا دے اور اس بچہ کو ان امور سے بچائے جن امور سے احرام والا بچتا ہے (ب) پھر اگر اس بچہ نے احرام میں ممنوع امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا تو اس بچہ پر کچھ لازم نہ ہوگا اس کے ولی پر بھی اس وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا (ج) اور اگر اس بچہ نے حج فاسد کر دیا تو اس پر اس کی قضا لازم نہ ہوگی۔ (د) اسی طرح اگر اس بچہ نے حرم شریف میں کوئی (ممنوع) شکار کیا تو اس بچہ پر کچھ لازم نہیں۔	شرح طحاوی
۱۸	اگر کوئی شخص اپنے اہل و عیال اور چھوٹے بچہ سمیت حج کرے تو اس کے متعلق فقہاء نے کہا ہے کہ بچہ کی طرف سے وہ شخص احرام باندھے جو رشتہ میں دوسروں کی نسبت زیادہ قریب ہو۔ حتیٰ کہ اگر بچہ کا باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہوں تو بچہ کی طرف سے اس کا باپ احرام باندھے نہ کہ بھائی۔	قاضیخان

[4] اگر وہ بچہ حج کے افعال خود ادا کرنے کی سمجھ نہ رکھتا ہو۔ تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۳۰۴ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۶-۱۷/۳۰۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)، [5] حکم نمبر ۱۴، ۱۷/۳۰۴ نیز حکم نمبر ۲ب/۳۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی العمرۃ — کیفیۃ العمرۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السادس فی العمرۃ

دفعات ٣٠٥ تا ٣٠٥ ـ عنوان ١ ـ تعداد شق ١٣

٣٠٥ ـ العمرۃ

تعداد شق ١٣

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
١	وھی فی الشرع زیارۃ البیت والسعی بین الصفا والمروۃ علی صفۃ مخصوصۃ وھی ان تکون مع الاحرام	ھکذا فی محیط السرخسی
٢	العمرۃ عندنا سنۃ ولیست بواجبۃ ویجوز تکرارھا فی السنۃ الواحدۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
٣	(ووقتھا) جمیع السنۃ الا خمسۃ ایام تکرہ فیھا العمرۃ لغیر القارن وھی یوم عرفۃ ویوم النحر وایام التشریق	کذا فی فتاوی قاضیخان

ـه عمرہ کے متعلق خاکہ ۱۵۸۱ پر ملاحظہ ہو نیز منجملہ اقوال ایک قول کی رو سے عمرہ کو حج اصغر یعنی چھوٹا حج کہا جاتا ہے اور حج کو حج اکبر یعنی بڑا حج کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ١/٢٩٩ کا حاشیہ ١ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ٢ـه سعی کے متعلق حکم نمبر ٤١ تا ٥٧/٣٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ـه درمختار میں ہے کہ ان پانچ دنوں میں عمرہ کے لئے احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور رمضان المبارک میں عمرہ مندوب ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ بموجب روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں (حکم نمبر ١/٣٠٥ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد چار بار عمرہ کیلئے تشریف لے گئے۔ جن کے متعلق حق یہی ہے کہ آپ کے سب عمرے ذوالقعدہ میں ہوئے۔ بعض نے رجب میں عمرہ کو مسنون کہا ہے مگر وہ حضور سے ثابت نہیں البتہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ تجدید کعبہ سے فارغ ہوئے (اس کے متعلق حکم نمبر ٧و/٣٠٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) تو رجب میں بطور شکرانہ اہل مکہ کو عمرہ کرنے کے لئے کہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ فعل حجت ہے ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ پس اہل مکہ کے لئے رجب میں عمرہ کی وجہ تخصیص یہ ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ٢ صـ ٢٠٧ اور فتح القدیر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے کوئی عمرہ نہیں کیا اور ہجرت کے بعد چار عمروں کے لئے احرام باندھا جن میں سے تین پورے ہوئے اور سبھی ذیقعدہ میں کئے۔ ماخوذ از فتح قدیر ج ١ صـ ٥٦٤ نیز حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ معتمد اور زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ طواف کی کثرت عمروں کی کثرت سے افضل ہے۔ اور اسمیں ترجیح اس امر کو ہے کہ جب طواف میں مشغولیت کا وقت عمروں میں مشغولیت کے وقت جتنا ہو تو طواف

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب ۔ عمرہ کے احکام	عمرہ کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چھٹا باب ۔ عمرہ کے احکام

دفعات نمبر ۳۰۵ تا نمبر ۳۰۵ عنوان نمبر ۱ تعداد شق نمبر ۱۳

۳۰۵ ۔ عمرہ کرنا اور اسمیں نمبر ۱۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	شرع میں عمرہ [۱] سے مراد خانہ کعبہ کی زیارت (یعنی طواف) ۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی [۲] مخصوص صفت پر یعنی احرام کے ساتھ کرنا ہے ۔	محیط سرخسی
۲	ہمارے ہاں عمرہ کرنا سنت ہے ۔ واجب نہیں ہے ۔ اور ایک سال میں کئی عمرے کرنا جائز ہے ۔	قاضیخان
۳	(الف) عمرہ کرنے کا وقت سارا سال ہے ۔ لیکن پانچ دن ایسے ہیں کہ ان میں عمرہ کرنا مکروہ ہے [۳] اور یہ کراہت اس شخص کے لئے جو قران (کے احرام) والا نہ ہو [۴]	قاضیخان
	(ب) مذکورہ ، پانچ دن یہ ہیں ۔ یوم عرفہ ۔ یوم نحر اور ایام تشریق [۵]	

میں مصروف وقت کو فضیلت حاصل ہے ۔ اس لئے کہ طواف مقصود بالذات (عبادت) ہے اور تمام حالات میں مشروع ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۵ نیز نفل طواف اور نفل نماز میں باہمی فضیلت کے متعلق حکم ۶۰/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] قران کے مفہوم کے متعلق حکم ۲۰۶ ملاحظہ ہو ۔ اور درمختار میں ہے کہ ان پانچ دنوں میں نیا احرام باندھکر عمرہ کرنا مکروہ ہے ۔ اس پر قربانی لازم ہے اور اگر چھوڑ دے تو بھی قربانی لازم ہے ۔ لیکن اگر ان دنوں سے پہلے کے باندھے ہوئے احرام سے ان دنوں میں عمرہ کیا جیساکہ قران والا ہو ۔ اس کا حج فوت ہو جائے اور وہ ان دنوں میں عمرہ کرے تو مکروہ نہیں ۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ "قران والے" کی بجائے فائت الحج کہا جاتا تو متمتع کو بھی شامل ہو جاتا ۔ جیساکہ معراج میں فائت الحج کہا گیا ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۸ ۔ نیز پہلے سے عمرہ کے احرام والے کے لئے یہی مستحب ہے ۔ کہ وہ مذکورہ دنوں کے بعد عمرہ کا طواف کرے ۔ اس کے متعلق حکم ۳ و ۳۰۵ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

[۵] فتاوی عالمگیری میں ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور ایام تشریق بھی تین دن ہیں ۔ اور یہ دونوں کل چار دنوں میں پورے ہوتے ہیں پہلا دن (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ جسے یوم النحر کہتے ہیں) صرف قربانی کا دن ہے ۔ (یہ دن ایام تشریق میں شامل نہیں) اور آخری دن (یعنی ذوالحجہ کی تیرہویں تاریخ جسے یوم نفر ثانی کہتے ہیں) صرف تشریق کا دن ہے (یعنی یہ دن قربانی کے دنوں میں شامل نہیں ہے) اور درمیان کے دو دن (یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ جسے یوم القر اور یوم نفر اول کہتے ہیں) قربانی کے دن بھی ہیں اور تشریق کے دن بھی ۔ البتہ قربانی ذبح کرنے کیلئے قربانی کا پہلا دن افضل ہے اور قربانی کا آخری دن یعنی ذوالحجہ کی بارہویں تاریخ قربانی ذبح کرنے کیلئے نسبتاً کم درجہ کا دن ہے ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۶ ص ۴۷ باب ۳ ۔ نیز مذکورہ دنوں کے ناموں کے متعلق حکم نمبر ۱۰۳ کا پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۹۰/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس - فی العمرة — کیفیة العمرة	حوالہ
۳۰۵ -	والاظهر من المذهب ماذکرنا ولکن مع هذا لو اداها فی هذه الایام صح ویبقی محرما بها فیها	کذا فی الهدایة
	وفی المنتقی بشر[1] عن ابی یوسف[2] فی الامالی رجل اهل بعمرة فی اول العشرة ثم قدم فی ایام التشریق فاحب الی ان یؤخر الطواف حتی تمضی ایام التشریق ثم یطوف ولیس علیه ان یرفض احرامه ولو طاف لها فی تلک الایام اجزأه ولا دم علیه	
	ولو اهل بعمرة فی ایام التشریق فانه یؤمر بان یرفضها وان لم یرفض ولم یطف حتی مضت ایام التشریق ثم طاف لها اجزأه ولا دم علیه	کذا فی المحیط
۴	(واما رکنها) فالطواف	کذا فی محیط السرخسی
۵	(واما واجباتها) فالسعی بین الصفا والمروة والحلق او التقصیر	کذا فی محیط السرخسی
۶	(واما شرائطها) فشرائط الحج الا الوقت	هکذا فی البدائع
۷	(واما سننها وآدابها) فما هو سنن الحج وآدابه الی الفراغ من السعی کذا فی البحر الرائق فی باب فوات الحج ناقلا عن البدائع	
۸	(واما مفسدها) فالجماع قبل طواف الاکثر من السبعة کذا فی البحر الرائق فی باب فوات الحج ناقلا عن البدائع	

[1] چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ ان دنوں میں عمرہ کی کراہت لغیرہا ہے - تاکہ حج کے کام کی عظمت اور اس کے لئے وقت خالص رہے لیکن ان دنوں میں عمرہ شروع ہونا - صحیح ہو جائے گا - ماخوذ از فتح قدیر ج ا ص ۵۲۵ (مترجم) [2] اس طواف میں قصور پر واجب امور کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۳۱۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] سعی کے متعلق حکم نمبر ۴۱ تا ۵۷/۳۰۳ اور حلق و قصر کے متعلق حکم نمبر ۱۳۹ تا ۱۴۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دستی نمبر	چھٹا باب - عمرہ کے احکام / عمرہ کا بیان	حوالہ
۳۰۵	(ج) زیادہ ظاہر مذہب یہی ہے۔ جو ہم نے ذکر کیا لیکن اگر مذکورہ کراہیت کے باوجود کسی نے ان دنوں میں عمرہ کیا تو صحیح قرار پائے گا۔ اور مذکورہ دنوں میں عمرہ کا احرام باندھنے سے اسکا احرام (منعقد ہونا) باقی رہے گا [1] (د) منتقی بشرح میں بحوالہ امالی امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ کسی آدمی نے (ذوالحجہ کے) پہلے دس دنوں کے ابتدا میں عمرہ کا احرام باندھا اور پھر ایام تشریق میں (مکہ مکرمہ) آیا تو میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ طواف میں تاخیر کرے۔ حتی کہ ایام تشریق گذر جائیں۔ پھر طواف کرے اور اسپر وہ احرام چھوڑ دینا لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس نے انہیں دنوں (یعنی ایام تشریق میں اس عمرہ کا) طواف کیا تو اسے کفایت کر جائیگا۔ اور اسپر (اس وجہ سے) قربانی لازم نہیں۔ (س) اگر کسی نے ایام تشریق میں عمرہ کا احرام باندھا تو اسے حکم دیا جائیگا کہ وہ احرام کو توڑ دے پھر اگر اس نے احرام نہ توڑا اور (عمرہ کا) طواف بھی نہ کیا۔ حتی کہ ایام تشریق گذر گئے اس کے بعد اس نے (عمرہ کا) طواف کیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔ اور (ایسا کرنے کی وجہ سے) اس پر قربانی لازم نہ ہوگی۔	ہدایہ محیط محیط سرخسی
۴	عمرہ کا رکن (خانہ کعبہ کا) طواف ہے [2]	محیط سرخسی
۵	عمرہ کے واجب یہ ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ اور سر منڈانا یا سر کے بال کترانا [3]	بدائع
۶	عمرہ کی شرطیں وقت کے سوا وہی ہیں جو حج کی شرطیں ہیں [4]	
۷	عمرہ کی سنتیں اور آداب وہی ہیں جو سنتیں اور آداب سعی سے فارغ ہونے تک حج کے لئے ہیں [5]	بحر الرائق
۸	عمرہ کو فاسد کرنے والا امر جماع ہے جبکہ (عمرہ کے) طواف کے اکثر پھیروں سے پہلے ہو۔	بحر الرائق

[4] عمرہ کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۳/۳۰۵، حج کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۲۹۰ اور حج کی شرطوں کے متعلق حکم نمبر ۲۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حج کی سنتوں اور آداب کے متعلق حکم نمبر ۲۹۵، ۲۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس - فی العمرة / كيفية العمرة	حوالہ
٣٠٥-٩	المفرد بالعمرة يحرم للعمرة من الميقات اوقبل الميقات فى اشهر الحج او فى غير اشهر الحج[1]	كذا فى المحيط
١٠	ويذكر العمرة بلسانه عند التلبية مع قصد القلب فيقول لبيك بالعمرة او يقصد بقلبه ولا يذكرها بلسانه والذكر باللسان افضل	كذا فى المحيط
١١	ويجتنب المحرم بالعمرة ما يجتنب المحرم بالحج[2]	كذا فى الظهيرية
١٢	ويفعل فى احرامه وطوافه وسعيه بين الصفا والمروة ما يفعله الحاج فاذا طاف وسعى وحلق يخرج عن احرام العمرة[3]	كذا فى الظهيرية
١٣	ويقطع التلبية كما استلم الحجر فى اصح الروايات[4]	كذا فى الظهيرية

[1] میقات کے متعلق حکم نمبر ٢٩٩ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حج کے احرام میں ممنوع امور کے متعلق حکم نمبر ٢٩٧ ، ٣٠٢ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور حاجی کے لئے احرام کی پابندیاں ختم ہونے کے متعلق حکم ١٤٥ ، ١٥٠ / ٣٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور حاجی کے تلبیہ ختم کرنے کے متعلق حکم نمبر ١٢٦ تا ١٣٢ / ٣٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب - عمرہ کے احکام عمرہ کا بیان	حوالہ
۳۰۵-۹	صرف عمرہ کا احرام باندھنے والا میقات سے یا میقات سے پہلے حج کے مہینوں میں یا حج کے مہینوں کے علاوہ احرام باندھے [۱]	محیط
۱۰	عمرہ کا احرام باندھنے والا لَبَّيْكَ کہتے وقت دل سے عمرہ کی نیت کرتے ہوئے زبان سے بھی عمرہ کا ذکر کرکے "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ بِالْعُمْرَةِ" کہے یا صرف دل سے ارادہ کرے۔ اور زبان سے نہ کہے۔ البتہ زبان سے ذکر کرنا افضل ہے۔	محیط
۱۱	عمرہ کا احرام باندھنے والا ان (ممنوع) امور سے بچے جن سے حج کا احرام باندھنے والا بچتا ہے [۲]	ظہیریہ
۱۲	(ل) عمرہ کا احرام باندھنے والا اپنے احرام میں طواف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی میں وہی کچھ کرے جو حج کرنے والا کرتا ہے (ب) پس جب اس نے طواف کیا۔ سعی کی۔ اور سر منڈایا (یا بال کترائے) تو وہ عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا [۳]	ظہیریہ
۱۳	روایات میں سے زیادہ صحیح روایت کے بموجب (عمرہ کرنے والا) اسوقت تلبیہ پڑھنا ختم کر دے۔ جبکہ حجر اسود کو بوسہ دے۔ [۴]	ظہیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب السابع فی القران والتمتع

دفعات ۳۰۶ تا ۳۰۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۵۷

۳۰۶-القران

تعداد شق ۱۵

۱ القارن هو ان يجمع بين احرامی الحج والعمرة من الميقات او قبله فی اشهر الحج او قبلها — هکذا فی معراج الدرایہ

۲ سواء احرم بهما معا او احرم بالحجة واضاف اليها العمرة او احرم بالعمرة ثم اضاف اليها الحجة الا انه اذا احرم بالحجة واضاف اليها العمرة فقد اساء فيما صنع — کذا فی المحیط

۳ اذا اراد الرجل القران يتأهب للاحرام كما يتأهب المفرد يتوضاء او يغتسل ويصلی ركعتين ويقول بعد السلام اللهم انی اريد العمرة والحج ثم يلبی فيقول لبيك بعمرة وحجة معا — کذا فی فتاوی قاضیخان

۴ ويذكرهما بلسانه عند التلبية مع القصد بالقلب او يقصدهما بالقلب ولا يذكرهما باللسان والذكر باللسان افضل فاذا لبی علی هذا الوجه يصير محرما باحرامين فيعتمر فی اشهر الحج او قبلها ويحج من عامه ذلك — کذا فی المحیط فی تعلیم اعمال الحج

۵ ويأتی القارن بافعال العمرة ثم ياتی بافعال الحج — کذا فی محیط السرخسی

۶ فيطوف طواف القدوم سبعة اشواط ويسعی — کذا فی الهدایة

۷ ولو طاف للحج والعمرة طوافين متواليين من غير ان يسعی بينهما ثم سعی سعيين جاز واساء — کذا فی التبیین

---

۱ قران کے متعلق فائدہ ۱۵۸۱ پر ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۹ تا ۳۴ / ۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حج کے مہینوں اور ان سے پہلے احرام اور حج کے اعمال کے متعلق حکم ۱ / ۲۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ میقات کے متعلق حکم نمبر ۲۹۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۴ حکم نمبر ۸ / ۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حج کے احرام کے متعلق حکم نمبر ۳۰۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۶ ترجمہ۔ اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ (مترجم) ۷ ترجمہ۔ میں عمرہ اور حج دونوں کے

دفعات و شق نمبر	سانواں باب قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساتواں باب قران اور تمتع کے احکام

دفعات ۳۰۶ تا ۳۰۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۵۷

۳۰۶۔ قران

اور اسمیں ۱۵ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	قارن (یعنی قران والا[۱]) وہ شخص ہے جو حج کے مہینوں[۲] میں یا اس سے پہلے میقات[۳] سے یا اس سے پہلے حج اور عمرہ کے احراموں کو جمع کرے۔	معراج درایہ
۲	خواہ اس نے (مذکورہ) دونوں (یعنی حج اور عمرہ) کا احرام ایک ساتھ باندھا یا اس نے حج کا احرام باندھا اور اسمیں عمرہ کا احرام ملا لیا یا اس نے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر اس میں حج کا احرام ملا لیا لیکن اگر اس نے حج کا احرام باندھا پھر اس میں عمرہ کا احرام ملا لیا تو اس نے ایسا کرنے میں برائی کی[۴]	محیط
۳	جب کوئی شخص قران کا ارادہ کرے تو احرام کے لئے ایسی تیاری کرے جیسا کہ صرف حج کا احرام باندھنے[۵] والا کرتا ہے۔ وہ وضو یا غسل کرے۔ دو رکعت نماز پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ پھر لبیک[۶] کہے تو کہے لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَّحَجَّۃٍ مَعًا[۷]	قاضیخان
۴	(مذکورہ) لبیک کہتے وقت حج اور عمرہ دونوں کے لئے دل سے نیت کر کے زبان سے بھی ذکر کر دے یا ان دونوں کے لئے دل سے نیت کرے اور زبان سے ان کا ذکر نہ کرے۔ اور زبان سے ذکر کرنا افضل ہے پس جب اس نے اس طرح لبیک کہی تو وہ دو احراموں کے ساتھ احرام والا ہو گیا۔ پھر وہ حج کے مہینوں میں[۱] ان سے پہلے عمرہ کرے گا۔ اور اسی سال حج بھی کرے گا۔	محیط
۵	قارن پہلے عمرہ کے[۸] افعال کرے گا۔ پھر حج کے[۹] افعال کرے گا۔	محیط سرخسی
۶	پس قران والا سات پھیرے طواف قدوم کرے گا اور سعی کرے گا[۱۰]	ہدایہ
۷	اگر کسی قارن نے حج اور عمرہ کے دو طواف پے در پے کر دئے[۱] اور ان دونوں کے درمیان سعی نہ کی پھر اس نے دو بار سعی (پے در پے) کر دی تو جائز ہو گیا مگر اس نے ایسا کرنے میں برائی کی۔	تبیین

ساتھ حاضر ہوں۔ (مترجم) [۸] عمرہ کے متعلق حکم نمبر ۳۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حج کے افعال کی کیفیت کے متعلق حکم ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۱۰] چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ قارن چاہے تو طواف قدوم کے بعد سعی کرے اور چاہے تو طواف افاضہ کے بعد سعی کرے اور اسکے لئے پہلی صورت افضل ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۳ اور مفرد بالحج کی سعی کے متعلق حکم نمبر ۵۴/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
۲۰۶—۸	اذا طاف القارن لعمرته ثلاثة اشواط وسعى لها ثم طاف لحجته كذلك ثم وقف بعرفة فما طاف للحجة محسوب من طواف العمرة ويقضي شوطا واحدا واتم طواف العمرة ويعيد السعي لهما للحجة وجوبا وللعمرة استحبابا[1] وهو قارن	كذا في محيط السرخسي
۹	ان طاف القارن وسعى اولا للحج ثم طاف وسعى للعمرة فالاول للعمرة والثاني للحج	كذا في الجوهرة النيرة
۱۰	قارن طاف لعمرته وحجته وسعى ينوي ان يكون لحجته كان سعيه عن العمرة	كذا في المحيط
۱۱	ولا يحلق بين الحج والعمرة	كذا في الهداية
۱۲	اذا رمى جمرة العقبة يوم النحر[2] يذبح دم القران وهذا الدم نسك من[3] المناسك	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۳	ويتحلل بالحلق عندنا لا بالذبح	كذا في الهداية
۱۴	وان كان القارن ساق الهدي مع نفسه كان افضل	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۵	ثم يحلق او يقصر	كذا في فتاوى قاضيخان
	تعداد شق ۴۲	
	تمتع	
۱	والتمتع من يأتي باعمال العمرة في اشهر الحج او يطوف اكثر طوافها في اشهر الحج ثم يحرم بالحج ويحج من عامه ذلك قبل ان يلم باهله بينهما الماما صحيحا	هكذا في فتاوى قاضيخان
	سواء حل من احرامه الاول اولا	كذا في محيط السرخسي
۲	وليس من شرط التمتع وجود الاحرام بالعمرة في اشهر الحج بل اداؤها فيها او اداء اكثر طوافها	هكذا في فتح القدير
۳	فلو طاف ثلاثة اشواط في رمضان ثم دخل فطاف الاربعة الباقية ثم حج في عامه كان متمتعا	هكذا في فتح القدير

[1] حج کے لئے وجوبا اور عمرہ کیلئے استحبابا سعی کے اعادہ کا حکم ہے۔ اسکے متعلق احکام نمبر ۵۱/۳۰۳ ، ۱۵۸ اور ۲۲/۳۱۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] کنز الدقائق میں ہے کہ تمتع اور قران کی قربانی فقط یوم نحر سے مخصوص ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ یہاں مصنف نے یوم نحر یعنی قربانی کے دن سے قربانی کا وقت مراد لیا ہے۔ اور وہ تین دن (یعنی ذوالحجہ کی دسویں۔ گیارہویں اور بارہویں) ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲ نیز یوم نحر کے مذکورہ مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۳۱۹ ، ۱۲/۳۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] قربانی کے متعلق صرف حج والے۔ قران والے اور تمتع والے کیلئے علی الترتیب احکام نمبر ۱۳۳/۳۰۳ ، ۱۲/۳۰۹ اور ۱۶/۳۰۷ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر قارن اور متمتع قربانی میں تاخیر کریں تو حکم نمبر ۲۱/۳۱۰ ملاحظہ ہو۔ اور اگر قارن یا

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۳۰۶-۸	جب کسی قارن نے اپنے عمرہ کے طواف کے تین پھیرے کئے اور عمرہ کے لئے سعی کی پھر اس نے اپنے حج کے لئے اسی طرح (یعنی تین پھیرے) طواف کیا پھر اس نے عرفہ کا وقوف کیا۔ تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) جو طواف اس نے حج کے لئے کیا وہ عمرہ کے طواف میں شمار ہوگا۔ اور ایک پھیرا اور کرکے عمرہ کا طواف (سات پھیرے) پورا کردے گا۔ اور عمرہ اور حج دونوں کے لئے سعی از سر نو کرے گا۔ حج کے لئے سعی کا اعادہ وجوباً ۱؎ اور عمرہ کے لئے استحباباً ہوگا۔ اور وہ (حسبِ حال) قارن ہے۔	محیط سرخسی
۹	اگر قارن نے حج کے لئے طواف اور سعی پہلے کرلی پھر عمرہ کے لئے طواف اور سعی کی تو پہلا طواف اور سعی عمرہ کے لئے قرار پائے گا۔ اور دوسرا طواف اور عمرہ حج کے لئے قرار پائے گا۔	جوہرہ نیرہ
۱۰	کسی قارن نے عمرہ اور حج کے لئے طواف کیا۔ پھر حج کی نیت سے سعی کی تو اس کی وہ سعی عمرہ سے قرار پائے گی۔	محیط
۱۱	قارن حج اور عمرہ کے درمیان سر نہ منڈائے گا۔	ہدایہ
۱۲	قارن جب یوم ۲؎ نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارے تو قران کی وجہ سے قربانی ذبح کرے۔ اور یہ قربانی حج کی عبادات میں سے ایک عبادت ہے ۳؎	قاضیخان
۱۳	ہمارے ہاں قارن سر منڈانے سے احرام سے باہر ہو جاتا ہے۔ ذبح سے نہیں۔	ہدایہ
۱۴	اگر قارن اپنے ساتھ قربانی کا جانور ہانک کرلے چلے تو افضل ہے۔	قاضیخان
۱۵	پھر سر منڈائے یا بال کترائے ۴؎	قاضیخان
۳۰۷ - تمتع کرنا	اور اسمیں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	(ل) متمتع (یعنی تمتع ۵؎ والا) وہ شخص ہے کہ حج کے مہینوں میں کرے اور پھر حج کا احرام باندھ لے اور عمرہ اور حج کے درمیان اپنے اہل و عیال میں صحیح الالمام ۶؎ سے پہلے اسی سال حج کرے۔	قاضیخان
	(ب) خواہ پہلے احرام (یعنی عمرہ کے احرام) سے باہر ہوا ہو۔ یا نہ ہوا ہو (حکم برابر ہے) ۷؎	محیط سرخسی
۲	تمتع میں یہ شرط نہیں ہے کہ عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں ہو۔ بلکہ عمرہ کی ادائیگی یا اسکے طواف کے اکثر پھیروں کی ادائیگی حج کے مہینوں میں ہو۔	فتح قدیر
۳	پس (مذکورہ قاعدہ کی بناء پر) اگر کسی نے عمرہ کے طواف کے تین پھیرے رمضان المبارک میں کئے پھر شوال آگیا تو اس نے باقی چار پھیرے (شوال میں) کئے پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا ہے۔	فتح قدیر

۱؎ ... تمتع قربانی نہ پائیں تو احکام نمبر ۲۹، ۱۱، ۱۷/۳۰۷ ملاحظہ ہوں۔ اور اس قربانی سے خود کھانے کے متعلق حکم ۲۲/۳۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اگر قارن یا متمتع نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۲/۳۱۰، ۳۹/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ نیز قارن پر دوگنا جزا لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ تمتع کے متعلق فائدہ ص ۱۵۸ پر ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۴، ۲۵/۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ اَلَمَّ۔ اکر اترنا کا پڑنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۱۶۸ اور حج کی بحث میں صحیح الالمام کے شرعی مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۳۰۷، ۳۶ ج/۳۰۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۱ ب، ۱۳۰/۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
۲۰۷-۴	فلوطاف المتمتع اکثر طواف عمرته قبل اشهر الحج وحج من عامه ذلك لا یکون متمتعا ویکون مفردا بعمرة ومفردا بحجة ولا یجب علیه الهدی	کذا فی الظهیریة
۵	ولا یشترط ان یکون من عام الاحرام بالعمرة بل من عام فعلها	کذا فی البحر الرائق
۶	حتی لو احرم فی رمضان واقام علی احرامه الی شوال من العام القابل ثم طاف لعمرته من القابل ثم حج من عامه ذلك کان متمتعا	کذا فی البحر الرائق
۷	والالمام الصحیح ان یرجع الی اهله ولا یکون العود الی مکة مستحقا علیه	کذا فی المحیط
	والالمام الصحیح انما یکون فی المتمتع الذی لا یسوق الهدی اما اذا ساق الهدی فالمامه فاسد ولا یمنع صحة التمتع	کذا فی السراج الوهاج
۸	واذا اعتمر فی اشهر الحج ثم حل منها ورجع الی اهله ثم حج من عامه ذلك لم یکن متمتعا	کذا فی محیط السرخسی
۹	واذا اعتمر فی اشهر الحج وطاف لها ثلاثة اشواط وحل ورجع الی اهله ثم رجع الی مکة وقضی ما بقی علیه من عمرته وحل وحج من عامه ذلك فهو متمتع ولو کان طاف اربعة اشواط ثم رجع والمسئلة بحالها لم یکن متمتعا	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	ولو اعتمر فی اشهر الحج ثم عاد الی اهله قبل ان یحل منها والم باهله وهو محرم ثم عاد بذلك الاحرام فاتم عمرته ثم حج من عامه ذلك یکون متمتعا بالاجماع وهو ما اذا طاف لعمرته ثلاثة اشواط او اقل ثم عاد الی اهله وهو محرم ولو انه رجع الی اهله بعد ما طاف اکثر الطواف لعمرته او کله فلم یحل والم باهله محرما ثم عاد واتم بقیة عمرته وحج من عامه ذلك فانه یکون متمتعا فی قول ابی حنیفة رح وابی یوسف رح وفی قول محمد رح لا یکون متمتعا	کذا فی الظهیریة

ا؎ حکم نمبر ۲۰۷/۳۲/۳۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ گھر واپس آنے میں المام صحیح کے متعلق حکم نمبر ۲۰۷/۷ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ تمتع کیلئے مانع

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب - قران اور تمتع کے احکام قرآن اور تمتع کا بیان	حوالہ
۲۰۷-۴	پس (مذکورہ قاعدہ کی بناپر) اگر کسی تمتع والے نے اپنے عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں سے پہلے کئے اور (پھر) اسی سال حج کیا۔ تو وہ تمتع والا نہیں قرار پائے گا۔ بلکہ وہ عمرہ الگ ادا کرنے والا اور حج الگ ادا کرنے والا قرار پائے گا۔ اور اسپر (تمتع کی) قربانی واجب نہ ہوگی۔	ظہیریہ
۵	تمتع میں یہ شرط نہیں کی گئی کہ حج اس سال ہو۔ جس سال اس نے عمرہ کا احرام باندھا بلکہ (یہ شرط ہے کہ حج اس سال ہو) جس سال اس نے عمرہ ادا کیا۔	بحرالرائق
۶	حتیٰ کہ (مذکورہ قاعدہ کی بناپر) اگر کسی نے رمضان المبارک میں احرام باندھا اور آئندہ سال کے شوال تک اس احرام کو باقی رکھا اور آئندہ سال عمرہ کا طواف کیا پھر اسی آئندہ سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار پائے گا۔	بحرالرائق
۷	صحیح الالمام یہ ہے کہ (ا) وہ اپنے اہل و عیال میں واپس آئے۔ اور مکہ مکرمہ کو لوٹنا اس پر لازم نہ ہو۔	محیط
	(ب) اور صحیح الالمام اس تمتع والے سے ہوسکتا ہے جو قربانی کے جانور کو ہانک کر نہ لے چلے۔ اور اگر وہ قربانی کے جانور کو ہانک کر لے گیا تو اس کا الالمام فاسد ہے۔ اور فاسد الالمام تمتع صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے[۱]۔	سراج وہاج
۸	اگر کسی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا پھر اس عمرہ سے باہر ہوگیا اور اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا نہ قرار پائے گا[۲]۔	محیط سرخسی
۹	(ا) اگر کسی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا۔ اس عمرہ کے طواف کے تین پھیرے کر کے احرام سے باہر ہو گیا اور اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا پھر مکہ مکرمہ واپس گیا اور اسکے عمرہ (کے طواف) سے جسقدر باقی پھیرے تھے اسے قضا کیا اور احرام سے باہر ہو گیا۔ اور اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا ہے۔	
	(ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں اس عمرہ کے) طواف سے چار پھیرے کئے تھے پھر واپس ہوا اور صورت مسئلہ حسب حال (مذکورہ) رہی تو تمتع والا نہیں ہے[۳]۔	محیط سرخسی
۱۰	(ا) اگر کسی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور احرام سے باہر ہونے سے پہلے اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا اس دوران اس کا احرام باقی رہا اور وہ اسی احرام سے (مکہ مکرمہ) لوٹا اور اپنے عمرہ کو پورا کیا۔ پھر اسی سال حج کیا۔ تو وہ بالاجماع تمتع والا قرار پائے گا۔ اور اس حکم کی صورت یوں ہے۔ کہ اس نے اپنے عمرہ کا طواف تین بار یا اس سے کم کیا پھر احرام کی حالت میں ہی اپنے اہل و عیال میں لوٹ آیا۔ (ب) اور اگر وہ اپنے عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے یا کل پھیرے کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹا وہ احرام سے باہر نہیں ہوا۔ اور احرام کی حالت میں ہی اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا پھر (مکہ مکرمہ) لوٹا اور اپنے عمرہ کے بقیہ پھیروں کو پورا کیا اور اسی سال حج کیا تو وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق تمتع والا قرار پائے گا اور امام محمدؒ کے ہاں تمتع والا قرار نہیں پائے گا[۴]۔	ظہیریہ

[۱] الالمام صحیح کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۲] تمتع کیلئے مانع الالمام صحیح کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
۲۰۷-۱۱	والتمتع علی وجهین متمتع یسوق الهدی ومتمتع لا یسوق الهدی وصفة المتمتع الذی لا یسوق الهدی ان یبتدی من المیقات فیحرم بعمرة ویدخل مکة ویطوف لها ویسعی ویحلق او یقصر وقد حل من عمرته	کذا فی السراج الوهاج
	والاحرام من المیقات لیس بشرط للعمرة ولا للتمتع حتی لو احرم بها من دویرة اهله او غیرها جاز وصار متمتعا وکذا الحلق بعد الفراغ منها لیس بحتم بل له الخیار ان شاء تحلل وان شاء بقی محرما حتی یحرم بالحج	کذا فی التبیین
۱۲	ویقطع التلبیة اذا ابتداء الطواف وذلک عند استلام الحجر	کذا فی السراج الوهاج
۱۳	ثم یقیم بمکة حلالا	کذا فی الهدایة
	ولیست الاقامة بمکة شرطا بل معناه انه اذا اراد ان یقیم للحج من عامه ذلک فلیقم حلالا الی وقت احرام الحج ولو اقام بمکة حراما جاز	کذا فی السراج الوهاج
۱۴	فاذا کان یوم الترویة احرم بالحج من المسجد والشرط ان یحرم من الحرم اما المسجد فلیس بلازم	کذا فی الهدایة
	والمسجد افضل ومکة افضل من غیرها من الحرم	هکذا فی فتح القدیر
	وهذا الوقت لیس بلازم حتی لو احرم یوم عرفة جاز	کذا فی الجوهرة النیرة
	ولو احرم قبل یوم الترویة جاز وهو افضل	کذا فی التبیین
	وکلما عجل فهو افضل	کذا فی الجوهرة النیرة

۱ ؎ چنانچہ شرح وقایہ میں ہے کہ تمتع والا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کیلئے میقات سے احرام باندھے ۔ طواف کرے سعی کرے اور حلق یا قصر کرائے اور عمرہ کا طواف شروع کرنے میں تلبیہ چھوڑ دے پھر یوم ترویہ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھ کر صرف حج کرنے والے کیطرح حج کرے ۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۵۸ اور بعد کے عمل کے متعلق حکم نمبر ۲/۱ ۲۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ ؎ حکم نمبر ۱ ب / ۲۰۷ ملاحظہ ہو اور رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ وہ تمام ایسے کام کر سکتا ہے ۔ جو غیر محرم کیلئے جائز ہیں ۔ پس وہ خانہ کعبہ کا طواف کر سکے گا (نفل طواف کے متعلق حکم نمبر ۶/ ۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) اور حج کے احرام سے پہلے مزید عمرے کر سکے گا ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۹ و معلم الحجاج ص ۲۲۷ البتہ یہ حکم اس آفاقی کیلئے ہے جو ایام حج میں عمرہ کرے اور اسی سال حج کرے ۔ خواہ ایسا متمتع حج کے مہینوں کے دوران مکہ مکرمہ میں مقیم ہو جائے (حکم نمبر ۳۸/ ۳۰ ملاحظہ ہو) اسلئے کہ وہ متمتع ہونے کیلئے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوا ہے ۔ لیکن اگر وہ دائمی طور پر رہنے کا

بدوات دستی نمبر	ساتواں باب - قران اور تمتع کے احکام	قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۲۰۷-۱۱	(ا) تمتع والا دو طرح کا ہوتا ہے - ایک وہ جو قربانی کو ہانک لے چلے اور دوسرا وہ جو قربانی نہ ہانکے - اور وہ متمتع جو قربانی کو نہ ہانکے اسکی تعریف یہ ہے کہ میقات سے ابتدا کرکے عمرہ کا احرام باندھے - مکہ مکرمہ میں داخل ہو - عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرے - سر منڈاتے یا بال کترائے اور عمرہ سے باہر ہو جائے		سراج وہاج
	(ب) عمرہ اور تمتع کیلئے میقات سے احرام باندھنا شرط نہیں ہے - حتیٰ کہ اگر کسی نے اپنے گھر سے یا کہیں اور سے احرام باندھا تو صحیح ہوگا - اور وہ متمتع قرار پائے گا - اسیطرح (تمتع میں) عمرہ سے فراغت کے بعد سر منڈانا (یا بال کترانا) ضروری نہیں ہے - بلکہ اسے اختیار حاصل ہے - کہ وہ چاہے تو احرام سے باہر ہو جائے اور چاہے تو وہ احرام باقی رکھے حتیٰ کہ حج کا احرام باندھ لے -		تبیین
۱۲	(تمتع والا) جب طواف شروع کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے تو (اس وقت سے) تلبیہ چھوڑ دے ۱؎		سراج وہاج
۱۳	(ا) پھر تمتع والا (عمرہ سے باہر ہونے کی صورت میں) مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر رہ سکتا ہے ۲؎		ہدایہ
	(ب) (تمتع والے کیلئے) مکہ مکرمہ میں رہنا شرط نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب اس نے اسی سال کے حج کے لئے رہنے کا ارادہ کیا ہے تو وہ حج کے احرام کے وقت تک احرام کے بغیر رہے اور اگر وہ مکہ مکرمہ میں احرام کی حالت میں رہا تو (بھی) جائز ہے -		سراج وہاج
۱۴	(ا) پس جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہو تو حج کا احرام مسجد (حرام) سے باندھے اور اسمیں شرط یہ ہے کہ (حج کا احرام) حرم ۳؎ سے باندھے مسجد سے احرام باندھنا لازم نہیں ہے -		ہدایہ
	(ب) مسجد (حرام) سے احرام باندھنا افضل ہے - اور حرم کی دوسری جگہوں کی نسبت مکہ مکرمہ سے احرام باندھنا افضل ہے -		فتح قدیر
	(ج) اور (احرام باندھنے کے لئے آٹھویں تاریخ کا) مذکورہ وقت بھی لازم نہیں ہے - حتیٰ کہ اگر کسی نے عرفہ کے دن احرام باندھا تو جائز ہے ۴؎		جوہرہ نیرہ
	(د) اور اگر کسی (متمتع) نے آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام باندھا تو جائز ہے اور وہ افضل ہے		تبیین
	(س) اور جتنا پہلے احرام باندھے افضل ہے -		جوہرہ نیرہ

ارادہ کرے - یا جب حج کے مہینے شروع ہوں تو وہ اہل مکہ کے حکم میں ہو چکا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۹}{۲۰۴}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو - نیز تمتع کے لئے حکم $\frac{۱}{۲۰۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ متمتع شخص عمرہ کے بعد احرام کھول کر مکہ مکرمہ میں رہے تو حج کے لئے اس کا میقات حرم ہوگا (اس لئے کہ وہ مکی کے حکم میں ہے) ہدایہ ج ا صفحہ ۲۵۸ اور مکی کے لئے حکم نمبر $\frac{۱}{۲۹۹}$ ملاحظہ ہو - اور اگر وہ متمتع میقات پر یا اسکے اندر مگر حرم شریف سے باہر رہے تو اس کا میقات حل ہوگا - اور اگر وہ میقات سے باہر رہے تو وہ میقات سے احرام باندھے گا - ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۲۶۸ - بشرطیکہ الما بالصحیح نہ ہو اور الما بالصحیح کے متعلق حکم $\frac{۱}{۲۰۷}$ ملاحظہ ہو - (مترجم) ۴؎ حکم $\frac{۶۲ ب}{۲۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات ومتن نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
۲۰۷-۱۵	ویفعل مایفعله الحاج المفرد غیرانه لایطوف طواف التحیة ویرمل فی طواف الزیارة ویسعی بعده	
	ولوکان هذا المتمتع بعد ما احرم بالحج طاف طواف القدوم وسعی لم یرمل فی طواف الزیارة سواء رمل فی طواف القدوم اولم یرمل ولایسعی بعده	هکذا فی النهایة بتغییر
۱۶	ویجب الدم علی المتمتع شکرا لما انعم الله تعالی علیه بتیسیر الجمع بین العبادتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	ولایحلق رأسه حتی یذبح	
	وان کان معسرا لایجد ثمن الهدی فانه یصوم ثلاثة ایام فی الحج وانما یجوزله ان یصوم ثلاثة ایام بعد احرام العمرة الی یوم عرفة ولایجوز قبل ذلك ولابعد یوم عرفة والافضل ان یصوم هذه الایام الثلاثة یوم عرفة ویوم الترویة ویوما قبلها حتی یکون آخرها یوم عرفة	کذا فی الظهیریة
۱۸	ولایجوز صومها الابنیة من اللیل کسائر الکفارات	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۹	وهو مخیر فی الصوم ان شاء تابعه وان شاء فرقه	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۰	فاذا فعل ذلك ثم جاء یوم الحلق حلق او قصر ثم یصوم سبعة ایام بعد ما مضت ایام التشریق عندنا	کذا فی الظهیریة
۲۱	وان صامها بمکة بعد فراغه من الحج جاز عندنا	کذا فی القدوری
۲۲	قال ابوحنیفة رحمه الله من لم یصم الثلاثة فلیس علیه صوم السبعة	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	ولوقدر علی الهدی قبل ان یکمل صوم ثلاثة ایام اوبعد ما اکمل قبل ان یحلق اویحل وهو فی ایام الذبح بطل صومه ولایحل الا بالهدی	کذا فی الظهیریة

۱؎ طواف قدوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ طواف زیارت کے متعلق حکم نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۸/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ رمل کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۲۹/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اور صرف حج کرنیوالے کی سعی کے متعلق حکم نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۸/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۲/۲۰۶ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۳۲/۲۰۲، ۲۲/۲۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۰، ۲۲/۲۰۷ ملاحظہ ہو۔ نیز اگر

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب - قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۳۰۷-۱۵	(ا) تمتع کرنے والا وہ سب کام کرے جو صرف حج کرنے والا کرتا ہے۔ لیکن وہ طواف تحیہ (یعنی طواف قدوم ۱) نہ کرے۔ اور وہ طواف زیارت ۲ میں رمل کرے گا ۳۔ اور وہ اس کے بعد سعی کرے گا۔ (ب) اگر تمتع کرنے والے مذکورہ شخص نے حج کے احرام کے بعد طواف قدوم اور سعی ۴ کی تھی۔ تو پھر طواف زیارت میں رمل نہ کرے خواہ اس نے طواف قدوم میں رمل کیا تھا یا نہ اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے۔	نہایہ - فتح قدیر
۱۶	تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ یہ قربانی اس انعام کے شکر ۵ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو عبادتوں (یعنی عمرہ اور حج) کو آسانی سے جمع کرنے کا انعام کیا۔	تاتارخانیہ
۱۷	(ا) تمتع والا جب تک قربانی ذبح نہ کرے ۶ سر نہ منڈائے ۷۔ (ب) اور اگر تمتع والا تنگدست ہو۔ قربانی کے جانور کی قیمت نہ پاتا ہو۔ تو وہ ایام حج میں تین روزے رکھے ۸۔ اور یہ تین روزے عمرہ کے احرام کے بعد عرفہ کے دن تک جائز ہیں اور اس سے پہلے اور عرفہ کے دن کے بعد جائز نہیں۔ (ج) اور افضل یہ ہے کہ وہ ان تین دنوں کے روزے رکھے۔ عرفہ کے دن (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ) ترویہ کے دن (یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) اور ایک دن اس سے پہلے (یعنی ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ) روزے رکھے ۸۔ تاکہ آخری روزہ عرفہ کے دن ہو۔	ظہیریہ
۱۸	اور یہ روزے رات کی نیت سے ہی جائز ہوتے ہیں جیسا کہ سب کفاروں کے روزوں کے لئے حکم ہے ۹	جوہرہ نیرہ
۱۹	اور اسے مذکورہ روزے رکھنے میں اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو مسلسل رکھے اور چاہے تو الگ الگ کر کے رکھے۔	جوہرہ نیرہ
۲۰	جب اس نے مذکورہ (روزے رکھنے کا) فعل کر لیا۔ پھر سر منڈانے کا دن آیا تو سر منڈا دے یا بال کترا دے تو پھر ایام تشریق گزرنے کے بعد سات روزے رکھے۔ یہ حکم ہمارے ہاں ہے۔ ۱۰	ظہیریہ
۲۱	اور اگر یہ (سات روزے) حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں رکھے تو ہمارے ہاں جائز ہے	قدوری
۲۲	امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ جس نے (مذکورہ) تین روزے نہیں رکھے تو اس پر (مذکورہ) سات روزے رکھنا لازم نہیں ہیں ۱۱	محیط سرخسی
۲۳	اگر (مذکورہ روزے رکھنے والا) وہ شخص تین دن کے روزے پورے ہونے سے پہلے یا اسکے بعد البتہ سر منڈانے یا احرام سے باہر ہونے سے پہلے ایام تشریق میں قربانی کا جانور دینے پر قادر ہو گیا تو اسکے وہ روزے باطل ہو جائیں گے اور وہ قربانی کرنے سے ہی احرام سے باہر ہو گا۔	ظہیریہ

کسی محرم نے بیماری یا ضرورت کی بنا پر کسی قصور کے مقررہ کفاروں میں روزے رکھنا اختیار کیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۶۰۵/۳۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ حکم نمبر ۱۹/۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ جیسا کہ حکم نمبر ۲۶/۲۴۴ میں ہے (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۲۲/۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱ حکم نمبر ۲۶/۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	القران والتمتع الباب السابع۔ فی القران والتمتع	دفعات وشق نمبر
کذا فی الظہیریۃ	ولو وجد الهدی بعد ما حلق وحل وقبل ان یصوم سبعة ایام صح صومه ولا یلزمه ذبح الهدی	۲۰۷-۲۴
کذا فی الظہیریۃ	ولو صام ثلاثة ایام ولم یحل حتی مضت ایام الذبح ثم وجد الهدی فصومه ماض ولا شیئ علیه هکذا رواه الحسن عن ابی حنیفة رح	۲۵
کذا فی الظہیریۃ	ولو لم یصم الایام الثلاثة لم یجزئه الصوم بعد ذلك ولا یجزیه الا الدم فان لم یجد هدیا وحل فعلیه دم للمتعة ودم لاحلاله قبل ان یذبح ولا دم علیه لترك الصوم	۲۶
کذا فی التاتارخانیۃ	واذا عجز عن الاداء اومات واوصی لم تجزئه الفدیة انما یلزمه الدم عنه	۲۷
کذا فی التبیین	ولو صام مع وجود الهدی ینظر فان بقی الهدی الی یوم النحر لم یجزئه وان هلك قبل الذبح جاز	۲۸
کذا فی الظہیریۃ	وحکم القارن کحکم المتمتع فی وجوب الهدی ان وجده والصیام ان لم یقدر علیه	۲۹
کذا فی القدوری	فاذا اراد المتمتع ان یسوق الهدی احرم وساق هدیه	۳۰
کذا فی الجوهرة النیرة	وهو افضل من الاول الذی لم یسق	۳۱
کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة	ولو کان ساق الهدی ومن نیته المتمتع فلما فرغ عن العمرة بدا له ان لا یتمتع کان له ذلك ویفعل بهدیه ماشاء	۳۲
هکذا فی المحیط	القران فی حق الآفاقی افضل من التمتع والافراد والتمتع فی حقه افضل من الافراد وهذا هو المذکور فی ظاهر الروایة	۳۳
کذا فی الهدایة	ولیس لاهل مکة تمتع ولا قران وانما لهم الافراد خاصة	۳۴

۱؎ حکم نمبر ۷/۲۰۷ میں مندرجہ قاعدہ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ تمتع والے کیلئے قربانی نہ پانے کی صورت میں روزوں کا ذکر حکم نمبر ۱۷ تا ۲۸/۲۰۷ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ قارن کیلئے حکم نمبر ۱۲/۲۰۶ میں مذکور ہے۔ (مترجم) ۴؎ تمتع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۰۷ اور قران کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۰۶ ملاحظہ ہو۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ اہل مکہ کیلئے المام صحیح موجود ہونے کی وجہ سے تمتع باطل ہے۔ اور ان کے لئے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۲۰-۲۴	اگر وہ شخص (مذکورہ تین روزے رکھ کر) سر منڈانے اور احرام سے باہر ہونے کے بعد اور (مذکورہ) سات روزے رکھنے سے پہلے قربانی کے جانور پر قادر ہو گیا- تو اسکے روزے صحیح ہیں اور اس پر قربانی ذبح کرنا لازم نہیں ہے۔	ظہیریہ
۲۵	اگر مذکورہ شخص نے تین روزے رکھ لئے اور وہ احرام سے باہر نہیں ہوا- حتیٰ کہ ذبح کے دن گزر گئے پھر اس نے قربانی کا جانور پالیا تو اسکے روزے جائز ہیں اور اسپر کچھ واجب نہیں۔ حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے یونہی روایت کیا ہے۔	ظہیریہ
۲۶	اگر (قربانی کا جانور نہ پانے والے) اس (مذکورہ) شخص نے (مذکورہ) تین دن کے روزے نہ رکھے تو اسکے بعد اسے روزہ رکھنا کفایت نہ کرے گا اور اسے قربانی کا جانور ہی کفایت کرے گا- پس اگر اس نے قربانی کا جانور نہ پایا اور احرام سے باہر ہو گیا تو اس پر ایک قربانی تمتع کی وجہ سے ہے اور ایک قربانی اسلئے ہے۔ کہ وہ قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے احرام سے باہر ہوا اور روزے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر کوئی قربانی لازم نہ ہو گی۔	ظہیریہ
۲۷	اگر وہ (مذکورہ شخص ان روزوں کی) ادائیگی سے عاجز ہو گیا یا وفات پاگیا اور اس نے (ان روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی) وصیت کی تو اسکے لئے فدیہ کفایت نہ کرے گا [1] اسکی طرف سے قربانی ہی لازم ہو گی۔	تتارخانیہ
۲۸	اگر تمتع والے کسی شخص کے پاس قربانی کا جانور موجود ہے اسکے باوجود اس نے (مذکورہ) روزے رکھے تو دیکھا جائے گا اور اگر قربانی کا وہ جانور اسکے پاس قربانی کے دن تک باقی رہا تو وہ روزے اسے کفایت نہ کریں گے اور قربانی کا جانور قربانی کے دن سے پہلے ہلاک ہو گیا تو وہ روزے جائز ہوں گے۔	تبیین
۲۹	قارن کیلئے قربانی واجب ہونے کا وہی حکم ہے جو تمتع والے کے لئے ہے۔ اگر وہ قربانی پائے اور اگر نہ پائے تو روزے رکھے [2]۔	ظہیریہ
۳۰	اگر تمتع والا قربانی ہانک کر لے چلنے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے۔ اور اپنی قربانی کو ہانک لے چلے۔	قدوری
۳۱	اور قربانی ہانک کر لے چلنے والا متمتع اس شخص سے افضل ہے [3] جو قربانی ہانک کر نہ لے چلے جس کا ذکر پہلے ہوا ہے۔	جوہرہ نیرہ
۳۲	اگر کوئی شخص قربانی کا جانور ہانک کر لے چلا اور اسکی نیت تمتع کی تھی پھر جب وہ عمرہ سے فارغ ہوا تو اس کا ارادہ یہ ہوا کہ تمتع نہ کرے تو اسے ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ اور وہ اپنی قربانی کو جو چاہے وہ کرے۔	غایہ سروجی
۳۳	(۱) قران کرنا اس شخص کے لئے جو آفاقی ہو (یعنی میقات سے باہر رہتا ہو) تمتع کرنے اور صرف حج کرنے سے افضل ہے۔ اور تمتع آفاقی کے لئے صرف حج کرنے سے افضل ہے ظاہر روایت میں یہی حکم مذکور ہے۔	محیط
۳۴	اہل مکہ کے لئے تمتع [4] اور قران کرنا نہیں ہے ان کے لئے (قران اور تمتع کی بجائے) اکیلا حج ہے۔	ہدایہ

قران کی صورت میں ان سے حج کا یا عمرہ کا میقات چھوٹ جانے کی وجہ سے قران بھی مکروہ ہے۔ ماخوذ فی الجملہ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲ اور در مختار میں ہے۔ کہ اگر اہل مکہ اور جو اہل مکہ کے حکم میں ہیں ان میں سے کسی نے قران یا تمتع کیا تو جائز ہو جائے گا مگر اس نے برائی کی اور اس نے گناہ کیا۔ اسے اسپر قربانی لازم ہو گی - ماخوذ از در مختار ج ۲ صفحہ ۲۷۰ اور رد المحتار میں ہے کہ یہاں جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ کراہت کے ساتھ صحیح قرار پائیگا۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع - فى القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
۲۰۷-۲۵	وکذلك اهل المواقیت ومن دونها الى مكة فى حكم اهل مكة	كذا فى السراج الوهاج
۲۶	اذا خرج المكى الى الكوفة وقرن صح قرانه ولو خرج الى الكوفة واهل بالعمرة واعتمر ثم حج لم يكن متمتعا ولو ان المكى خرج الى الكوفة واحرم بعمرة وساق الهدى لم يكن متمتعا وصح اتمامه مع سوق الهدى بخلاف الكوفى	كذا فى المحيط
۲۷	لو احرم لعمرة قبل اشهر الحج فقضاها وتحلل واقام بمكة فاحرم بعمرة ثم حج من عامه ذلك لم يكن متمتعا فان كان حين فرغ من الاولى خرج فجاوز الميقات قبل اشهر الحج فاهل منه لعمرة فى اشهر الحج وحج من عامه فهو متمتع وان كان جاوز الميقات فى اشهر الحج لم يكن متمتعا الا اذا خرج الى اهله ثم اعتمر ثم حج من عامه عند ابى حنيفة رح وعندهما هو متمتع جاوز الميقات قبل اشهر الحج او بعدها	كذا فى محيط السرخسى
۲۸	ولو اعتمر كوفى فى اشهر الحج واقام بمكة او ببصرة وحج من عامه ذلك صار متمتعا	هكذا فى المتون
۲۹	ولو اعتمر فى اشهر الحج ثم افسدها واتمها على الفساد وحج من عامه ذلك لا يكون متمتعا ولو قضى العمرة الفاسدة وحج من عامه ذلك ان قضاها قبل ان يرجع الى الميقات لا يكون متمتعا فى قولهم ولو قضى الفاسدة بعد ما رجع الى الميقات يكون متمتعا ولو لم يقض الفاسدة حتى رجع الى موضع لاهله المتعة والقران ثم عاد وقضى العمرة الفاسدة وحج من عامه ذلك قال ابو حنيفة رح لا يكون متمتعا الا ان يرجع الى اهله ثم يعود محرما بالعمرة	كذا فى فتاوى قاضيخان
	هذا اذا اعتمر فى اشهر الحج وافسدها	هكذا فى شرح الطحاوى

ـــــه ۱ حکم نمبر $\frac{۲۶}{۲۰۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه ۲ صحیح اتمام کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۰۱}{۲۰۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه ۳ چنانچہ رد المختار میں ہے کہ مکی اور جو شخص اہل مکہ کے حکم میں ہے اگر حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد (میقات سے) باہر گیا تو اس کے لئے قران ممنوع ہونے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۲۵-۲۰۷	اور اسی طرح (مذکورہ حکم میں) میقات پر رہنے والے اور میقات سے ورے مکہ مکرمہ تک رہنے والے بھی اہل مکہ کے حکم میں ہیں (ان کیلئے تمتع اور قران نہیں ہے۔)	سراج وہاج
۲۶	(ا) اگر مکی شخص مثلاً کوفہ گیا اور (وہاں سے آکر) قران کیا تو اس کا قران کرنا صحیح ہے۔ (ب) اگر مکی شخص کوفہ گیا اور (وہاں سے آکر) عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کیا پھر اس نے حج کا احرام باندھا تو وہ تمتع والا نہ قرار پائے گا [1] (ج) اگر مکی شخص کوفہ گیا اور (وہاں سے آکر) عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی کا جانور ہانک کے چلا تو وہ تمتع والا نہ قرار پائے گا۔ اور قربانی کا جانور ہانک لے چلنے کے باوجود اسکا الحام صحیح ہوگا [2] اور کوفہ میں رہنے والے کیلئے حکم اسکے خلاف ہے۔	محیط
۲۷	(ا) اگر کسی شخص نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پس عمرہ ادا کیا احرام سے باہر ہوگیا اور مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگیا پھر اس نے عمرہ کا احرام باندھا اور اس سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار نہ پائیگا۔ (ب) اور اگر مذکورہ شخص پہلے عمرہ سے فارغ ہوکر (مکہ مکرمہ سے) چلا گیا اور حج کے مہینوں سے قبل میقات سے باہر ہوگیا پھر وہاں سے حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھا۔ اور اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار پائے گا (ج) اور اگر وہ حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہوا تو وہ تمتع والا قرار نہ پائے گا [2] لیکن اگر وہ اپنے اہل وعیال میں چلا گیا۔ پھر اس نے عمرہ کیا۔ پھر اس نے اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار پائے گا۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ہے۔ اور صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں وہ (دونوں صورتوں میں) تمتع والا ہے خواہ حج کے مہینوں سے قبل میقات سے باہر ہوا یا اس کے بعد میقات سے باہر ہوا۔	محیط سرخسی
۲۸	اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور مکہ یا بصرہ میں ٹھہرا اور اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار پائے گا [4]	متون
۲۹	(ا) اگر کسی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا۔ اور اسے فاسد کردیا۔ پھر اسے فساد کی حالت میں پورا کیا۔ اور اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا نہ ہوگا اور [1] اگر اس نے فاسد شدہ اس عمرہ کی قضا کی اور اسی سال حج کیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے میقات کی طرف لوٹنے سے قبل اسکی قضا کی تو فقہاءؒ کے قول کے بموجب تمتع والا نہ ہوگا [5] اور اگر اس نے میقات کی طرف لوٹنے کے بعد اسکی قضا کی تو وہ تمتع والا قرار پائے گا۔ [2] اور اگر اس نے فاسد شدہ عمرہ قضا نہ کیا حتیٰ کہ کسی ایسی جگہ چلا گیا جہاں کے لوگوں کے لئے تمتع اور قران کرنا جائز ہے۔ پھر (مکہ مکرمہ کو) لوٹا اور فاسد شدہ عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال حج کیا تو اسکے متعلق امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ وہ تمتع والا نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس ہو۔ اور پھر عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ تمتع والا قرار پائے گا۔)	قاضیخان
	(ب) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر اسے فاسد کیا۔	شرح طحاوی

کا حکم ہوچکا اب میقات سے نکلنے سے یہ حکم نہ بدلے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۰ نیز حکم نمبر ۱۲/۲۰۷ ، ۴۰/۲۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۳/۲۰۷ ، ۳۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] اسکے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ لانہ لم یتم العمرۃ "یعنی اسلئے کہ اس نے پورا عمرہ نہیں کیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۳۰۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — القران والتمتع	حوالہ
٢٠٧-٤٠	ولو انه اعتمر قبل اشهر الحج وافسدها ثم اتمها على الفساد ولم يخرج من الميقات حتى دخلت اشهر الحج وقضى عمرته فی اشهر الحج وحج من عامه ذلك يكون متمتعا بالاجماع ولو عاد الى غير اهله والحق بموضع لاهله التمتع والقران ثم عاد وقضى عمرته فی اشهر الحج وحج من عامه ذلك ففی قول ابی حنیفة رح ان رأى هلال شوال خارج الميقات ولحقته اشهر الحج وهو من اهل التمتع ثم عاد وقضى عمرته فی اشهر الحج وحج من عامه ذلك يكون متمتعا وان رأى هلال شوال داخل الميقات ولحقته اشهر الحج وهو ليس من اهل التمتع وتوجه اليه النهى عن التمتع فلا يرتفع عنه النهى حتى يلحق باهله وعند ابی يوسف رح ومحمد رح يكون متمتعا فی الوجهين	هكذا فی شرح الطحاوی
٤١	ومن اعتمر فی اشهر الحج وحج من عامه فايهما افسد مضى فيه وسقط دم المتعة	كذا فی الهداية
٤٢	ولو تمتع وضحى لم يجزئه عن المتعة	كذا فی الكنز

ا؎ چنانچہ اسکے متعلق البحر الرائق میں ہے کہ اس پر عید الضحیٰ کی قربانی مسافر ہونے کی وجہ سے غیر واجب تھی ۔ اور تمتع کی قربانی واجب تھی ۔ پس کفایت نہ کرے گی ۔ نیز اگر تمتع والے نے نادانی سے عید الضحیٰ کی قربانی کر کے احرام کھول دیا ۔ تو اس پر دو قربانیاں لازم ہونگی

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب قران اور تمتع کے احکام — قران اور تمتع کا بیان	حوالہ
۲۰۷-۴۰	(ا) اور اگر کسی نے حج کے مہینوں سے قبل عمرہ کیا اور اسے فاسد کردیا پھر اسے فساد کی حالت میں پورا کیا اور میقات سے باہر نہ نکلا حتیٰ کہ حج کے مہینے آگئے اور اس نے اپنا عمرہ حج کے مہینہ میں قضا کیا اور اسی سال حج کیا تو وہ بالاجماع تمتع والا قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر وہ اپنے اہل وعیال کے علاوہ کسی ایسی جگہ چلا گیا جہاں کے لوگوں کیلئے تمتع اور قران کرنا جائز ہے۔ پھر مکہ مکرمہ لوٹا اور حج کے مہینوں میں اپنا عمرہ قضا کیا اور اسی سال حج کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب حکم یہ ہے۔ کہ اگر اس نے شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھا اور جب اسے حج کے مہینے شروع ہوئے تو وہ تمتع کی اہلیت والوں سے تھا پھر وہ مکہ مکرمہ آیا اور حج کے مہینوں میں اپنا عمرہ قضا کیا اور اسی سال حج کیا تو وہ تمتع والا قرار پائے گا۔ اور اگر اس نے شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھا اور جب اسے حج کے مہینے شروع ہوئے تو وہ تمتع کی اہلیت والوں سے نہ تھا اور اسکے لئے تمتع ممنوع تھا تو تمتع کی مخالفت کا حکم اس سے اسوقت تک دور نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنے اہل وعیال میں نہ آئے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں دونوں صورتوں میں تمتع والا قرار پائے گا۔	شرح طحاوی
۴۱	جس شخص نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسی سال حج کیا۔ پس حج اور عمرہ میں سے جس کسی کو فاسد کردیا اسکے اعمال ادا کرے۔ اور تمتع کی قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی (اس لئے کہ وہ تمتع والا نہ رہا)	ہدایہ
۴۲	اور کسی شخص نے تمتع کیا (اور اس نے عید الضحیٰ کی) قربانی کی تو وہ تمتع سے کفایت نہ کرے گی [1]	کنز

[1] ایک تمتع کی قربانی اور دوسرے وقت سے پہلے احرام کھولنے کے قصور کی قربانی لازم ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثامن فی الجنایات

وفیہ خمسۃ فصول

فصول ۵ دفعات ۳۰۸ تا ۳۱۳ عنوانات ۶ تعداد شق ۱۴۶

الفصل الاول فیما یجب بالتطیب والتدھن

دفعات ۳۰۸ تا ۳۰۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۳۰۸- التطیب والتدھن

تعداد شق ۲۷

١ الطیب کل شیئ لہ رائحۃ مستلذۃ ویعدہ العقلاء طیبا — کذا فی السراج الوھاج

٢ قال اصحابنا[۲] الاشیاء التی تستعمل فی البدن علی ثلاثۃ انواع نوع ھو طیب محض معدّ للتطیب بہ کالمسك والکافور والعنبر وغیرذلك تجب بہ الکفارۃ علی ای وجہ استعمل حتی قالوا لوداوی عینہ بطیب تجب علیہ الکفارۃ ونوع لیس بطیب بنفسہ ولا فیہ معنی الطیب ولا یصیر طیبا بوجہ ما کالشحم فسواء اکل او ادھن او جعل فی شقاق الرجل لا تجب الکفارۃ ونوع لیس بطیب بنفسہ ولکنہ اصل للطیب یستعمل علی وجہ التطیب ویستعمل علی وجہ الدواء کالزیت والشیرج ویعتبر فیہ الاستعمال فان استعمل استعمال الادھان فی البدن یعطی لہ حکم الطیب وان استعمل فی ماکول او شقاق رجل لا یعطی لہ حکم الطیب — کذا فی البدائع

---

[۱] درمختار میں ہے کہ حج کی بحث میں جنایت سے مراد یہ ہے۔ کہ جو امور احرام اور حرم کی وجہ سے ممنوع ہیں۔ ان میں قصور سرزد ہو جائے ایسی جنایات کی وجہ سے کبھی دو قربانیاں لازم آتی ہیں کبھی ایک اور کبھی روزہ اور کبھی صدقہ لازم آتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۷۳ ،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آٹھواں باب - حج میں قصور ہوجانیکے احکام

اور اسمیں پانچ فصلیں ہیں

فصلیں ۵ دفعات ۳۰۸ تا ۳۱۳ عنوانات ۶ تعداد شق ۱۴۶

پہلی فصل (احرام میں) خوشبو اور تیل لگانے سے واجب امور کا بیان

دفعات ۳۰۸ تا ۳۰۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۳۰۸- احرام میں خوشبو اور تیل لگانا ۲ اور اسمیں ۲۷ شقیں ہیں

۱	خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی بو ایسی ہو کہ اس سے لذت حاصل کی جاتی ہو- اور دانا لوگ ۱ سے خوشبو میں شمار کرتے ہوں-	سراج وہاج
۲	ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے- کہ جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں- وہ تین قسم کی ہیں- (۱) ایک قسم وہ ہے جو محض خوشبو ہے- اور وہ خوشبو لگانے کے لئے تیار کی جاتی ہے- مثلاً کستوری- کافور- عنبر وغیرہ ایسی چیزوں کا استعمال خواہ کسی طرح ہو کفارہ واجب ہوجاتا ہے- حتیٰ کہ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی (محرم) نے کسی خوشبو کو بطور دوا آنکھ میں لگایا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا ۳ (۲) ان چیزوں کی ایک قسم وہ ہے کہ وہ فی نفسہٖ خوشبو نہیں- نہ اسپر خوشبو کا حکم ہوتا ہے- اور نہ کسی طرح خوشبو بنتی ہے- مثلاً چربی- پس ایسی چیز کو (مُحرِم شخص) خواہ کھائے یا ملے یا پاؤں کے پھٹنوں میں ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا- (۳) اور ان کی ایک قسم وہ ہے کہ فی نفسہٖ تو خوشبو نہیں لیکن وہ خوشبو کی بنیاد (یعنی مادہ) ہے وہ خوشبو کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے- اور دوا کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے- مثلاً روغن زیتون- تیل تل- ایسی چیزوں میں استعمال کا اعتبار ہے- پس اگر اسے بدن پر تیل استعمال کرنیکے طور پر استعمال کیا گیا تو وہ خوشبو کے حکم میں قرار دیا جائے گا- اور اگر اسے خوراک میں یا پاؤں کے پھٹنوں میں استعمال کیا گیا تو وہ خوشبو کے حکم میں نہیں قرار دیا جائے گا ۴	بدائع

صہ ۲۷۴ (مترجم) ۲ ان کی ممانعت کے احکام حکم نمبر ۳۰۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ اور خوشبو دار سرمہ کے استعمال کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲۱/۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات: الفصل الاول فیما یجب بالتطیب والتدھن	حوالہ
۲۰۸-۳	ولافرق فی المنع بین بدنہ وازارہ وفراشہ	کذا فی فتح القدیر
۴	فاذا استعمل الطیب فان کان کثیرا فاحشا ففیہ الدم وان کان قلیلا ففیہ الصدقۃ	کذا فی المحیط
۵	واختلف المشائخ فی الحد الفاصل بین القلیل والکثیر فبعض مشائخنا اعتبروا الکثرۃ بالعضو الکبیر نحو الفخذ والساق وبعضھم اعتبروا الکثرۃ بربع العضو الکبیر والشیخ الامام ابوجعفرؒ اعتبر القلۃ والکثرۃ فی نفس الطیب ان کان الطیب فی نفسہ بحیث یستکثرہ الناس ککفین من ماء الورد وکف من الغالیۃ والمسک بقدر ما استکثرہ الناس فھو کثیر وما لا فلا والصحیح ان یوفق ویقال ان کان الطیب قلیلا فالعبرۃ للعضو لا للطیب حتی لو طیب بہ عضوا کاملا یکون کثیرا یلزمہ دم وفیما دونہ صدقۃ وان کانت الطیب کثیرا فالعبرۃ للطیب لا للعضو حتی لو طیب بہ ربع عضو یلزمہ دم	ھکذا فی محیط السرخسی والتبیین
	ھذا فی البدن واما الثوب والفراش اذا التزق بہ طیب اعتبرت فیہ القلۃ والکثرۃ علی کل حال وکان الفارق ھو العرف والا فما یقع عند المبتلی	کذا فی النھر الفائق
۶	ویستوی فی وجوب الجزاء بالتطیب الذکر والنسیان والطوع والکرہ والرجل والمرأۃ	ھکذا فی البدائع
۷	ولو طیب جمیع اعضائہ فعلیہ دم واحد لاتحاد الجنس	کذا فی التبیین

۱؎ اور احرام سے قبل جسم دار خوشبو کے استعمال میں بدن اور کپڑے کے حکم میں فرق کے متعلق حکم $\frac{۲۲}{۲۰۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ بہت خوشبو اور تھوڑی خوشبو کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵}{۲۰۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ درمختار میں ہے کہ اگر محرم نے عضو کامل کو خوشبو لگائی تو اس سے قربانی لازم ہوگی۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ مثلاً ران۔ پنڈلی۔ چہرہ اور سر الخ۔ نیز لکھا ہے کہ مرسے ذکر بڑے عضو سے مراد کا بیان ہے۔ کیونکہ اس میں اعضاء کا اعتبار ستر ڈھانکنے میں اعضاء کے اعتبار کی طرح نہیں ہے۔ پس خوشبو لگانے میں مثلاً کان مستقل عضو نہ قرار پائے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۷۵، ص ۲۷۶ (مترجم) ۴؎ ردالمحتار میں ہے کہ اسمیں چھوٹے عضو مثلاً

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام ۔۔۔ پہلی فصل خوشبو اور تیل لگانے سے واجب شدہ امور کا بیان	حوالہ
۲۰۸-۲	(خوشبو کے استعمال کی) مذکورہ ممانعت کے حکم میں بدن - تہبند اور بچھونے میں کوئی فرق نہیں ہے[1]	فتح قدیر
۴	پس اگر کسی (مُحرِم) نے بہت[2] سی خوشبو کا استعمال کیا تو اس سے قربانی کا جانور ذبح کرنا لازم ہوگا - اور اگر تھوڑی سی خوشبو کا استعمال کیا تو اس سے صدقہ واجب ہوگا -	محیط
۵	(ا) مشائخ رح نے تھوڑی خوشبو اور بہت خوشبو میں حدِ فاصل کے متعلق اختلاف کیا ہے - پس[1] بعض مشائخ رح نے بہت کا اعتبار بڑے عضو سے کیا ہے - مثلاً ران اور پنڈلی[3] اور[2] بعض مشائخ رح نے بہت کا اعتبار بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہے - اور[3] شیخ امام ابوجعفر رح نے بہت اور تھوڑی خوشبو کا اعتبار نفسِ خوشبو میں کیا ہے - اگر خوشبو فی نفسہ اتنی ہو کہ لوگ اسے بہت قرار دیتے ہوں - مثلاً دو چلو گلاب عرق ایک چلو غالیہ اور کستوری بایں قدر کہ لوگ اسے بہت قرار دیں تو وہ خوشبو بہت ہے - جو اسقدر نہیں تو وہ تھوڑی ہے - اور[4] صحیح حکم یہ ہے کہ مذکورہ حکموں میں موافقت کی جائے - اور یہ کہا جائے کہ اگر خوشبو تھوڑی ہو تو اسمیں (بہت قرار پانے کیلئے) عضو کا اعتبار ہوگا - خوشبو کا نہیں حتیٰ کہ اگر کسی (مُحرِم) نے اس تھوڑی خوشبو کو پورے عضو پر[4] لگایا تو وہ بہت قرار پائے گی اور اسے قربانی لازم ہوگی - اور اگر اس نے اس تھوڑی خوشبو کو پورے عضو سے کم پر لگایا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا - اور اگر خوشبو بہت ہو تو خوشبو کا اعتبار ہے عضو کا اعتبار نہیں حتیٰ کہ اگر اس نے اسے چوتھائی عضو پر لگایا تو اسے قربانی لازم ہوگی -	محیط سرخسی - تبیین
	(ب) یہ مذکورہ حکم بدن پر خوشبو لگانے کا ہے - اور اگر کپڑے یا بچھونے کے ساتھ خوشبو چپکے تو اس میں ہر حال میں تھوڑی یا بہت (خوشبو) کا اعتبار ہوگا اور تھوڑی اور بہت میں فرق کرنا عرف سے ہوگا - (یعنی جسے عرف میں بہت سمجھتے ہوں وہ بہت ہے اور جسے تھوڑی سمجھتے ہوں وہ تھوڑی ہے -) اور عرف نہ ہونیکی صورت میں خوشبو لگانے والا جسے بہت سمجھے وہ بہت ہے اور جسے تھوڑی سمجھے وہ تھوڑی ہے	نہر فائق
۶	(مُحرِم کے لئے) خوشبو کی جزا واجب ہونے میں جان بوجھ کر لگانا اور بھولے سے لگانا - اپنی خوشی سے لگانا یا کسی کی زبردستی کرنے سے لگانا - اور عورت ہو یا مرد ہو (سب صورتوں میں) حکم برابر ہے -	بدائع
۷	اگر کسی (مُحرِم) نے سب اعضاء پر خوشبو لگائی تو اسپر ایک قربانی ہی لازم ہوگی - اس لئے کہ جنس ایک ہے -	تبیین

کان اور ناک سے احتراز ہے (یعنی اگر احرام کی حالت میں چھوٹے عضو پر خوشبو لگائے تو اسکی وجہ سے قربانی لازم نہ ہوگی) اسلئے کہ جس کے ہاں خوشبو بہت قرار پانے کیلئے مستقل عضو کا اعتبار ہے - اس نے بڑے عضو کی قید لگائی ہے - اور اس سے کم میں صدقہ ہے - امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں یہی حکم ہے - نیز لکھا ہے کہ تینوں اقوال میں موافقت کی بنا پر اگر کسی محرم نے تھوڑی خوشبو کامل عضو کو لگائی یا بہت خوشبو عضو کی چوتھائی کو لگائی تو قربانی لازم ہوگی - اور جو خوشبو اتنی نہ ہو تو پھر صدقہ لازم ہوگا اور محیط میں اس حکم کو صحیح کہا گیا ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی القران والتمتع — الفصل الاول فیما یجب بالتطیب والتدھن	حوالہ
۸-۲۰۸	وان طیب کل عضو فی مجلس علی حدۃ فعند ھماُ علیہ لکل عضو کفارۃ وعند محمدؒ اذ اکفر للاول فعلیہ دم آخر للثانی وان لم یکفر للاول کفاہ دم واحد	کذا فی السراج الوھاج
۹	وان خضب رأسہ بحناء یجب الدم وھذا اذا کان مائعاً وان کان ملبدا فعلیہ دمان دم للتطیب ودم لتغطیۃ الرأس [۲] [۱]	کذا فی الکافی
۱۰	ولو خضب رأسہ بالوسمۃ لا شیٔ علیہ وعن ابی یوسف رح اذا خضب رأسہ بالوسمۃ لاجل المعالجۃ من الصداع فعلیہ الجزاء باعتبار انہ یغلف رأسہ وھذا صحیح	کذا فی الھدایۃ
۱۱	ولا یغسل رأسہ ولحیتہ بالخطمی فان غسل فعلیہ دم فی قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل ما یجب بلبس المخیط
۱۲	ولو غسل المحرم باشنان فیہ طیب فان کان من رآہ سماہ اشناناً کان علیہ الصدقۃ وان کان سماہ طیباً کان علیہ الدم	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل ما یجب بلبس المخیط

[۱] اس لئے کہ مہندی خوشبو ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۲۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] قولہ ودم لتغطیۃ الرأس استشکل بقولھم ان التغطیۃ بما لیس بمعتاد لا توجب شیأ واجاب عنہ فی رد المحتار فراجعہ اھ بحراوی — عربی حاشیہ فتاوی ھذا۔ ترجمہ:۔ (مہندی سے) سر ڈھکنے کی وجہ سے قربانی لازم ہونے کے متعلق اشکال آتا ہے۔ کیونکہ فقہاءؒ نے کہا ہے۔ کہ غیر معتاد شیٔ سے سر ڈھکنا (محرم پر) کچھ واجب نہیں کرتا۔ (حکم نمبر $\frac{۲۰۹}{}$ میں احکام ملاحظہ ہوں) اور اس اشکال کا جواب صاحب رد المحتار نے دیا ہے۔ پس وہاں رجوع ہو۔ بحراوی چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اہل بوادی کے ہاں گرد و غبار اور میل سے بچنے کے لئے چپکا کر سر ڈھکنا معتاد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۷ (مترجم) [۳] چنانچہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ احرام کی حالت میں خطمی سے سر اور داڑھی کے بال دھونا امام صاحب کے ہاں اس لئے منع ہے کہ وہ خوشبو ہے خواہ عمدہ نہیں ہے پس اس کے استعمال سے محرم پر قربانی لازم ہے۔ (حکم $\frac{۱۹}{۲۰۲}$، $\frac{۶۸}{۲۰۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور صاحبینؒ کے ہاں خطمی سے دھونا اس لئے منع ہے کہ اس سے کیڑے مکوڑے (جوئیں وغیرہ) مرتے ہیں اور بال نرم ہوتے ہیں۔ پس اس کے استعمال سے محرم پر صدقہ لازم ہے۔ اور صابون کے متعلق درمختار اور رد المحتار میں بحوالہ فتح۔ ظہیریہ۔ بحر اور قہستانی عن شرح الطحاوی لکھا ہے۔ کہ صابون اور حُرُض کے استعمال سے محرم پر بالاتفاق کچھ لازم نہیں ہوتا اور فتح میں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ وہ نہ خوشبو ہے اور کیڑے کوڑوں کا قاتل ہے۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ رحمتی لکھا ہے کہ صابون اور اشنان (یعنی حرض) کیڑوں کوڑوں کو مارتے ہیں اور بالوں کو نرم کرتے ہیں اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ صابون کی خوشبو ہوتی ہے پھر صاحب رد المحتار تے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ جب اس پر اتفاق ہے کہ اسکے استعمال سے نہ قربانی لازم ہوتی ہے نہ صدقہ اسلئے کہ وہ نہ خوشبو ہے اور نہ کیڑوں کوڑوں کا قاتل تو پھر (اسکے خلاف) مذکورہ حکم محل نظر ہے

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پہلی فصل خوشبو اور تیل لگانے سے واجب شدہ امور کا بیان	حوالہ
۸-۳۰۸	(ا) اگر کسی (مُحْرِم) نے ہر عضو پر الگ الگ مجلس میں خوشبو لگائی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہر عضو (کی خوشبو) کا کفارہ لازم ہوگا (ب) اور امام محمدؒ کے ہاں (یہ حکم ہے کہ) اگر پہلے عضو کے لئے کفارہ دے چکا تھا۔ تو اس پر دوسرے عضو کے لئے دوسری قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر پہلے عضو کیلئے کفارہ نہ دیا تھا۔ تو اسے ایک ہی قربانی کافی ہوگی۔	سراج وہاج
۹	اگر کسی (مُحْرِم) نے سر پر مہندی سے خضاب کیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی ـــ۱ـــہ یہ حکم اس صورت میں ہے۔ کہ وہ مہندی مائع (یعنی پتلی بہنے والی) ہو۔ اور اگر وہ مہندی گاڑھی چپکی ہوئی ہو تو اس پر دو قربانیاں واجب ہونگی۔ ایک قربانی خوشبو ملنے کی وجہ سے اور ایک قربانی سر ڈھکنے کی وجہ سے ہوگی	کافی
۱۰	(ا) اگر کسی (مُحْرِم) نے سر پر وسمہ سے خضاب کیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی محرم نے سر پر وسمہ دردِ سر کے علاج کیلئے لگایا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ وہ سر کو ڈھانک دیتا ہے۔ اور یہ حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۱۱	احرام والا شخص اپنا سر اور ڈاڑھی خطمی (دوا) سے نہ دھوئے اور اگر اس نے ایسا کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس پر قربانی لازم ہوگی ـــ۲ـــہ	قاضیخان
۱۲	اگر احرام والے شخص نے ایسی اشنان (بوٹی) سے غسل کیا جسمیں خوشبو تھی۔ تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ایسی ہو کہ اسے دیکھنے والا اسے اشنان کہے تو اس (سے غسل کرنیوالے) محرم پر صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر وہ اشنان ایسی ہو کہ اسے دیکھنے والا اسے خوشبو کہے تو اس (سے غسل کرنے والے) محرم پر قربانی لازم ہوگی۔	قاضیخان

ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ صـ۲۲۲، صـ۲۲۳۔ اور وہ اشنان اور سرمہ جس میں خوشبو ملی ہوئی ہو۔ احرام کی حالت میں اسکے استعمال کے متعلق حکم نمبر ۱۲، ۱۳/۳۰۸ ملاحظہ ہو بس ان مذکورہ اجتہادی احکام اور ان کی علت کی بنا پر احرام کی حالت میں صابن کے استعمال کے متعلق مندرجہ احکام اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ (ا) اگر کوئی صابن یا پوڈر وغیرہ ایسا ہو کہ وہ خوشبو کہلائے تو اسکے استعمال کیوجہ سے محرم پر حسبِ کیفیت قربانی یا صدقہ اسی طرح لازم ہونا چاہیئے جیسا کہ خوشبو کے استعمال کیوجہ سے محرم پر حسبِ کیفیت قربانی یا صدقہ لازم ہوتا ہے جیسا کہ خوشبو کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۱۲/۳۰۸ میں ہے۔ (ب) ایسا صابن جو خوشبو نہیں کہلاتا مگر خوشبودار ہے احرام کی حالت میں اسکے کئی بار استعمال کیوجہ سے قربانی اور ایک یا دو بار کے استعمال کیوجہ سے صدقہ لازم ہونا چاہیئے جیسا کہ خوشبودار سرمہ کے استعمال کے متعلق حکم ۱۴/۳۰۸ میں ہے۔ (ج) ایسا صابن جو خوشبودار نہیں ہے مگر وہ کیڑوں مکوڑوں کو مارتا اور بال نرم کرتا ہے تو احرام کی حالت اسکے استعمال کیوجہ سے صدقہ لازم ہونا چاہیئے جیسا کہ خطمی کے استعمال کی صورت میں مذکورہ وجہ سے صاحبینؒ کے ہاں ۱۱/۳۰۸ کے حاشیہ میں حکم مذکور ہے (د) اور ایسا صابن جو نہ خوشبودار ہے نہ کیڑوں مکوڑوں کو مارتا اور نہ بالوں کو نرم کرتا ہے تو احرام کی حالت میں اسے استعمال کر کے میل کچیل اور تفث دور کرنا مکروہ ہونا چاہیئے اور صابن کے استعمال سے بال گریں تو حکم نمبر ۳۱۰ ملاحظہ ہو چنانچہ معلم الحجاج صـ۱۱۹ میں ہے کہ بدن سے میل دور کرنا سر یا داڑھی اور بدن کو صابون وغیرہ سے دھونا مکروہ ہے اور صـ۲۲۷ میں ہے کہ خالص صابون سے دھونے میں کوئی چیز واجب نہیں لیکن مُحْرِم کو میل دور کرنا مکروہ ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الاول فیما یجب بالتطیب والتدهن	حوالہ
۳۰۸ - ۱۳	ولو مس طیبا فلزق به مقدار عضوا کاملا وجب الدم سواء قصد التطیب اولم یقصد وان کان اقل من ذلك فصدقة وان لم یلزق به فلا شیئ علیه	کذا فی السراج الوهاج
۱۴	وعن محمد فیمن اکتحل بکحل مطیب مرة اومرتین فعلیه صدقة وان کان مرارا کثیرة فعلیه دم	کذا فی السراج الوهاج
۱۵	ولوکان الطیب فی اعضائه متفرقة یجمع ذلك کله فان بلغ عضوا کاملا فعلیه دم والا فصدقة	کذا فی البحر الرائق
۱۶	ولوداوی قرحة بدواء فیه طیب ثم خرجت قرحة اخری فداواها مع الاولی فلیس علیه الاکفارة واحدة مالم تبرأ الاولی[4]	کذا فی البحر الرائق
۱۷	ولوکان الطیب فی طعام طبخ وتغیر فلا شیئ علی المحرم فی اکله سواء کان توجد رائحته اولا	کذا فی البدائع
۱۸	وان خلطه بمایؤکل بلا طبخ فان کان مغلوبا فلا شیئ علیه غیر انه ان وجدت معه الرائحة کره وان کان غالبا وجب الجزاء ولوخلطه بما یشرب فان کان غالبا فدم والافصدقة الاان یشرب مرارا فیجب دم	هکذا فی النهر الفائق
۱۹	وان أکل عین الطیب غیر مخلوط بالطعام فعلیه الدم اذا کان کثیرا	کذا فی البدائع
۲۰	لودخل بیتا قد اجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شیئ علیه لانه غیر منتفع بعینه بخلاف مالواستجمر ثوبه فعلق بثوبه فان کان کثیرا فعلیه دم وان کان قلیلا فعلیه صدقة لانه منتفع بعینه وان لم یعلق به شیئ منه فلا شیئ علیه	کذا فی محیط السرخسی

[1] عضو کامل کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۰۸ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اور اگر کسی محرم نے کسی خوشبو کو بطور سرمہ ڈالا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲/۳۰۸ کی پہلی قسم میں حکم ملاحظہ ہو (مترجم) [3] عضو کامل کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۰۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] قوله مالم تبرأ الاولی فان برئت الاولی ثم داوی الثانیة فعلیه کفارتان کما فی اللباب اھ بحر اوی عربی حاشیہ فتاوی ھذا یعنی جبتک پہلا زخم ٹھیک نہ ہوا اور اگر مذکورہ پہلا زخم ٹھیک ہو گیا اور پھر اس نے دوسرے زخم پر مذکورہ دوا لگائی تو اس پر دو کفارے لازم ہوں گے۔ جیساکہ اللباب میں ہے۔ (مترجم) [5] حکم نمبر ۲/۳۰۸ میں مندرجہ پہلی قسم اور حکم نمبر ۱۴/۳۰۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پہلی فصل خوشبو اور تیل لگانے سے واجب شدہ امور کا بیان	حوالہ
۳۰۸-۱۳	اگر کسی محرم نے خوشبو کو چھوا پس (ل) وہ خوشبو ایک کامل [1] عضو کی مقدار تک اس سے چپک گئی تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ خواہ اس نے خوشبو لگانے کا ارادہ کیا تھا یا نہ (ب) اور اگر وہ خوشبو مذکورہ مقدار سے کم تھی تو اس سے صدقہ لازم ہوگا (ج) اور اگر وہ خوشبو اس سے کچھ نہ چپکی تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔	سراج وہاج
۱۴	امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کسی محرم نے ایک یا دو بار خوشبو دار سرمہ لگایا تو اسپر صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر اس نے زیادہ بار لگایا تو اسپر قربانی لازم ہوگی [2]۔	سراج وہاج
۱۵	اگر کسی محرم کے اعضا پر مختلف جگہ خوشبو لگی تو سب جمع کی جائے گی پس اگر وہ ایک کامل [3] عضو کے برابر بن گئی تو اسپر قربانی لازم ہوگی ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔	بحر رائق
۱۶	اگر کسی محرم نے (اپنے) زخم میں ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو تھی پھر (اسے) دوسرا زخم آگیا تو اس نے دوسرے زخم کو پہلے زخم سمیت (مذکورہ) دوا لگائی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) جب تک پہلا زخم ٹھیک نہ ہو جائے اسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا [5]۔	بحر رائق
۱۷	اگر خوشبو کھانے کی چیز میں تھی وہ پکائی گئی اور متغیر ہوگئی تو ایسی خوراک کے کھانے میں محرم پر کچھ لازم نہیں۔ خواہ اس خوراک میں وہ خوشبو آتی ہو یا نہ آتی ہو [6]۔	بدائع
۱۸	(ل) اگر خوشبو کھانے کی چیز میں ملائی گئی اور پکائی نہ گئی تو اگر خوشبو کی چیز مغلوب ہے تو (اس کے کھانے سے) محرم پر کچھ لازم نہیں لیکن اگر اس چیز سے خوشبو آتی ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر خوشبو کی چیز غالب [7] ہو تو (اسکے کھانے سے) محرم پر جزا واجب ہوگی (ب) اگر کسی نے خوشبو کو پینے کی چیز میں ملا دیا تو اگر خوشبو کی چیز غالب ہو تو (اسکے پینے سے محرم پر) قربانی لازم ہوگی اور اگر غالب نہ ہو تو اس سے صدقہ لازم ہوگا۔ لیکن اگر اس مذکورہ چیز کو بہت بار پیا تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔	نہر فائق
۱۹	اگر کسی محرم شخص نے عین خوشبو کو خوراک میں ملائے بغیر کھایا تو اگر وہ بہت تھی تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔	بدائع
۲۰	(ل) اگر کوئی محرم شخص ایسے گھر میں داخل ہوا جو خوشبو میں بسایا گیا تھا پس اس سے اسکے کپڑوں میں خوشبو آگئی تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اس نے عین خوشبو سے کوئی نفع نہیں لیا۔ لیکن اگر اس نے خود اپنے کپڑے کو خوشبو میں بسایا پس خوشبو اسکے کپڑے سے لگ گئی تو اگر وہ زیادہ ہے تو اسپر قربانی لازم ہوگی اور اگر وہ تھوڑی ہے تو اسپر صدقہ لازم ہوگا اسلئے کہ اس نے عین خوشبو سے نفع لیا ہے (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں خوشبو اس سے نہ لگی تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط سرخسی

[6] حکم نمبر ۳۰۸/۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] کھانے کی ایسی چیز جس میں خوشبو ملائی گئی اور اسے پکایا نہیں گیا۔ اس کے حکم کے متعلق ردّ المحتار میں ہے کہ غلبہ کا اعتبار ہوگا۔ اگر خوشبو (باعتبار اجزا) غالب ہو تو خواہ اسکی مہک غالب نہ ہو اس کے کھانے سے محرم پر قربانی لازم ہوگی۔ یہ حکم الفتح میں ہے۔ اور پھر صاحب ردّ المحتار نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ الفتح کے مذکورہ حکم سے مستفاد یہی ہے کہ مذکورہ صورت میں غلبہ کا اعتبار خوشبو کے اجزا سے ہے۔ اسکی مہک کا اعتبار نہیں جیسا کہ شرح اللباب میں اسکی تصریح ہے۔ ماخوذ از ردّ المحتار ج ۲ صفحہ ۲۷۷، صفحہ ۲۷۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات — الفصل الاول فیما یجب بالتطیب والتدهن	حوالہ
۳۰-۲۱	ولو ادهن بدهن فان کان الدهن مطیبا کدهن البنفسج وسائر الادهان التی فیها الطیب فعلیه دم اذا بلغ عضوا کاملا وان کان غیر مطیب بان ادهن بزیت وشیرج فعلیه دم فی قول ابی حنیفة رح	کذا فی البدائع
۲۲	واذا وجب الجزاء بالتطیب فلا بد من ازالته من بدنه او ثوبه فلو لم یزله بعد ما کفر له اختلفوا فی وجوب دم آخر ببقائه واظهر القولین الوجوب	کذا فی البحر الرائق
۲۳	ولا یلزمه شیئ بشم الریحان والطیب والثمار الطیبة مع کراهة شمه	کذا فی غایة السروجی شرح الہدایۃ
۲۴	ولو ربط مسکا او کافورا او عنبرا فی طرف ازاره لزمته الفدیة وان ربط العود فلا شیئ علیه ولو کان یجد رائحته	کذا فی السراج الوهاج
۲۵	ولا بأس ان یقعد فی دکان عطار او موضع یتجمر فیه الا انه یکره اذا کان جلوسه هناک لاستشمام الرائحة	کذا فی السراج الوهاج
۲۶	ولا بأس باکل الخبیص للمحرم وهو الحلواء المزعفر	کذا فی السراج الوهاج
۲۷	ولو تطیب قبل الاحرام ثم انتقل بعده من مکان الی آخر من بدنه فانه لا شیئ علیه اتفاقا	کذا فی البحر الرائق

[1] کامل عضو کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵}{۳۰۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اور ہدایہ ج ۱ صـ ۲۶۴ میں ہے کہ صاحبین رح کے ہاں مذکورہ صورت میں صدقہ لازم ہوتا ہے۔ نیز محرم کے لئے تیل کے استعمال کی ممانعت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۵}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ اور اگر وہ تیل خوشبودار نہ تھا اور بطور تیل استعمال ہونے کی بجائے بطور دوا استعمال ہوا تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۳۰۸}$ میں مندرجہ تیسری قسم ملاحظہ ہو۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی محرم نے زیتون کا تیل (یعنی غیر خوشبودار تیل) زخم میں یا پاؤں کی پھٹوں میں بطور دوا استعمال کیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صـ ۲۶۴ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — دوسری فصل پہننے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۱-۳۰۸	(ا) اگر کسی محرم نے (بدن پر) تیل لگایا تو اگر وہ خوشبوناک تیل تھا۔ جیسے روغن بنفشہ اور دوسرے تیل جن میں خوشبو ہوتی ہے تو اس پر قربانی لازم ہوگی بشرطیکہ کامل ۱؎ عضو پر لگایا (ب) اور اگر وہ تیل خوشبوناک نہ تھا مثلاً روغن زیتون اور تیل تل تو بھی امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر قربانی لازم ہوگی ۲؎	بدائع
۲۲	جب کسی محرم پر خوشبو کے استعمال کی وجہ سے جزا لازم ہو تو ضروری ہے کہ وہ اس خوشبو کو اپنے بدن یا کپڑے سے دور کردے۔ اور اگر وہ خوشبو کفارہ دینے کے بعد باقی رہی تو اسکے باقی رہنے کی وجہ سے دوسری قربانی واجب ہونے کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ دونوں قولوں میں سے زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں اس پر دوسری قربانی) واجب ہے۔	بحرالرائق
۲۳	محرم پر خوشبودار پھول۔ خوشبو ۳؎ اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کچھ لازم نہیں آتا۔ البتہ اس کے لئے مذکورہ چیزوں کا سونگھنا مکروہ ہے۔	غایہ سروجی
۲۴	(ا) اگر کسی محرم نے کستوری یا کافور یا عنبر اپنے تہبند کے کنارے میں باندھ لیا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا (ب) اور اگر اس نے عود باندھ لیا تو اس پر فدیہ لازم نہ ہوگا۔ اگرچہ اسکی خوشبو پاتا ہو۔	سراج وہاج
۲۵	اس میں کوئی حرج نہیں کہ مُحرِم شخص عطار کی دکان پر یا کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں خوشبو کی دھونی دی جارہی ہو۔ لیکن اگر اس کا وہاں بیٹھنا خوشبو سونگھنے کے لئے ہو تو یہ مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۲۶	محرم شخص کے لئے خبیص حلوا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور خبیص ایک حلوا ہے جس میں زعفران ڈالی جاتی ہے ۴؎	سراج وہاج
۲۷	اگر کسی شخص نے احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی پھر احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو اسکے بدن میں دوسری جگہ منتقل ہوگئی تو اس پر بالاتفاق کچھ لازم نہ ہوگا ۵؎	بحرالرائق

۳؎ چنانچہ معلم الحجاج صفحہ ۱۳۸ میں ہے کہ (بعض لوگ حجر اسود پر خوشبو لگا دیتے ہیں) اگر حجر اسود پر خوشبو لگی ہو اور طواف کرنے والا محرم ہو تو اسے بوسہ نہ دے بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کرے۔ ماخوذ از معلم الحجاج۔ اور حجر اسود کے استلام کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۱۷/۳۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۳/۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن۔ فی الجنایات — الفصل الثانی فی اللبس	حوالہ

الفصل الثانی فی اللبس

دفعات ۳۰۹ تا ۳۰۹ عنوان ۱ تعداد شق ۲۰

۳۰۹ - اللبس تعداد شق ۲۰

۱	اذالبس المحرم المخیط علی الوجه المعتاد یوما الی اللیل فعلیه دم وان کان اقل من ذلك فصدقة	کذا فی المحیط
۲	سواء لبسه ناسیا او عامدا عالما او جاھلا مختارا او مکرھا	ھکذا فی البحر الرائق
۳	اذا ادخل منکبیه القباء دون ان یدخل یدیه فی الکمین لاشیئ علیه	کذا فی فتح القدیر
۴	وکذا اذا لبس الطیلسان من غیر ان یزرہ وان زرالقباء اوالطیلسان یوما لزمه دم	کذا فی فتح القدیر
۵	بخلاف مالوعقد الرداء او شدالازار بحبل یوما کرہ له ذلك ولاشیئ علیه	کذا فی فتح القدیر
۶	ولولبس المحرم المخیط ایاما فان لم ینزعه لیلا ونهارا یکفیه دم واحد بالاجماع وان ذبح الھدی ودام علی لبسه یوما کاملا فعلیه دم آخر بالاجماع لان الدوام علیه لبس مبتدأ الاتری انه لواحرم وھو مشتمل علی المخیط ودام علی ذلك بعد الاحرام یوما کاملا فعلیه دم ولو نزعه وعزم علی ترکه ثم لبس ان کفرللاول فعلیه کفارۃ اخری بالاجماع وان لم یکفر فعلیه کفارتان فی قول ابی حنیفة وابی یوسف	

---

۱ ان کی ممانعت کے احکام حکم نمبر ۳۰۲ میں ملاحظہ ہوں اور عورت کے لئے خصوصی احکام حکم نمبر ۳۰۳ تا ۳۱۳ / ۳۰۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ متعارف عادت کے خلاف سلا ہوا کپڑا پہننے کی صورت حکم نمبر ۷ / ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر محرم نے سلا ہوا لباس معتاد طریقہ سے ایک پورا دن یا پوری رات پہنا تو اسپر قربانی کا جانور واجب ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اس سے ظاہر یہی ہے کہ کسی ایک کی مقدار مراد ہے۔ پس اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا بالعکس مسلسل معتاد طریقہ سے سلا ہوا لباس پہنے رکھا تو اسپر قربانی کا جانور لازم ہوگا۔ جیسا کہ اسکا اشارہ اس سے کم وقت

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب۔ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — دوسری فصل پہننے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
	دوسری فصل احرام میں پہننے کی چیز میں قصور ہونے پر واجب امور کا بیان دفعات ۳۰۹ تا ۳۰۹ عنوان ۱ تعداد شق ۲۰	
۳۰۹	احرام کی حالت پہننے کی چیز میں قصور ہو جانا [1] اور اسمیں ۲۰ شقیں ہیں	
۱	(ا) اگر احرام والا شخص سلا ہوا کپڑا مقررہ عادت [2] کے مطابق ایک دن بھر رات [3] تک پہنے تو اس پر قربانی کا جانور لازم ہوگا (ب) اور اگر اس سے کم وقت تک پہنے تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔	محیط
۲	(مذکورہ صورت میں) خواہ اس نے مذکورہ لباس بھول کر پہنا یا جان بوجھ کر۔ خواہ (اس مسئلہ کا حکم) جانتا تھا یا نہ اور خواہ اپنے اختیار سے پہنا یا کسی کی زبردستی سے پہنا۔ حکم برابر ہے۔	بحر رائق
۳	اگر کسی محرم نے اپنے دونوں کندے قبا میں داخل کئے اور اپنے دونوں ہاتھ قبا کی آستینوں میں داخل نہ کئے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا [4]	فتح قدیر
۴	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مُحرم نے طیلسان (یعنی اوڑھنے کی چادر) پہنی اور اس پر گھنڈی نہ لگائی (تو اسپر کچھ لازم نہیں ہے) (ب) اور اگر کسی محرم نے قبا یا طیلسان کو ایک دن بھر گھنڈی لگا رکھی تو اسپر قربانی کا جانور لازم ہوگا [5]	فتح قدیر
۵	لیکن اگر کسی محرم نے ایک دن بھر چادر کو گانٹھ لگا رکھی یا اس نے ایک دن بھر تہبند کو رسی سے باندھے رکھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ مگر اسپر کچھ لازم نہ ہوگا [6]	فتح قدیر
۶	(ا) اگر احرام والے شخص نے سلا ہوا کپڑا کئی دن پہنا تو اگر اس نے رات اور دن میں وہ کپڑا نہ اتارا (یعنی مسلسل پہنے رکھا) تو اسپر بالاجماع ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر اس نے وہ قربانی ذبح کردی اور پھر بھی وہ کپڑا پورا ایک دن پہنے رکھا تو اسپر بالاجماع ایک قربانی اور لازم ہوگی۔ اسلئے کہ (واجب شدہ قربانی دینے کے بعد) اس کپڑے کے پہننے میں مداومت کرنا (یعنی پہنے رکھنا) از سر نو سلا ہوا لباس پہننے کے حکم میں ہے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی شخص نے سلا ہوا کپڑا پہنکر احرام باندھا اور احرام باندھنے کے بعد وہ کپڑا پورا ایک دن پہنے رکھا تو اسپر ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر اس نے (احرام باندھنے کے بعد) اس کپڑے کو اتار کر چھوڑ دینے [7] کا ارادہ کیا پھر اسے پہن لیا تو اگر وہ پہلا کفارہ ادا کر چکا ہے تو اسپر بالاجماع دوسرا کفارہ بھی لازم آئیگا اور اگر اس نے پہلا کفارہ ابھی ادا نہیں کیا تھا تو بھی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسپر دو کفارے لازم ہونگے۔	

میں صدقہ لازم ہونے کے حکم میں ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۷۸ (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۰۲/۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۰۲/۹ ملاحظہ ہو نیز ازار و رداء کے متعلق حکم نمبر ۳۰۰/۲۱، ۳۰۹/۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۰۰/۲۱ ملاحظہ ہو نیز طیلسان یعنی اوڑھنے کی چادر کے متعلق حکم نمبر ۳۰۲/۹ و ۳۰۹/۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۰۹/۶ ب مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات — الفصل الثانی فی اللبس	حوالہ
۳۰۹-	وان کان یلبسہ بالنھار وینزعہ باللیل من غیران یعزم علی ترکہ فلا یجب الادم واحد بالاجماع	ھکذا فی شرح الطحاوی
۷	ولولبس قمیصا بعض یومہ ثم لبس فی یومہ سراویل ثم لبس خفین وقلنسوۃ فعلیہ کفارۃ واحدۃ	کذا فی محیط السرخسی
۸	ولوغطی المحرم رأسہ اووجھہ یوما فعلیہ دم وان کان اقل من ذلک فعلیہ صدقۃ	کذا فی الخلاصۃ
۹	وکذا اذاغطاہ لیلۃ کاملۃ سواء غطاہ عامدا اوناسیا اونائما	کذا فی السراج الوھاج
۱۰	اذاغطی ربع رأسہ فصاعدا یوما فعلیہ دم وان کان اقل من ذلک فعلیہ صدقۃ ھکذا ذکر فی المشھور وعن محمدؒ انہ قال لا یجب الدم حتی یغطی الاکثر من الرأس والصحیح ماذکر فی المشھور	کذا فی المحیط
۱۱	ویکرہ لہ ان یعصب رأسہ اووجھہ بغیر علۃ وان فعل ذلک یوما کاملا فعلیہ الصدقۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۲	ولوعصب موضعا آخر من جسدہ لا شیئ علیہ وان کثر لکنہ یکرہ من غیر عذر	کذا فی فتح القدیر
۱۳	ولوحمل المحرم شیأ علی رأسہ فان کان من جنس مالا یغطی بہ الرأس کالطست والاجانۃ وعدل برونحوھا فلا شیئ علیہ وان کان من جنس مایغطی بہ الرأس من الثیاب فعلیہ الجزاء	کذا فی المحیط
۱۴	واذا لبس المحرم محرما اوحلالا مخیطا اومطیبا بطیب فلا شیئ علیہ بالاجماع	کذا فی الظھیریۃ

ے۱ چنانچہ ردالمحتار میں کہ جب اس نے وہ لباس چھوڑدینے کے ارادہ سے نہ اتارا بلکہ اس ارادہ سے اتارا کہ اسے پھر پہنے گا یا اس کا بدل پہنے گا۔ تو پہننے میں تداخل کی وجہ ایک پہننا ہی قرار پائے گا اور دوسرا کفارہ لازم نہ آئے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ ۲۷۹ نیز حکم نمبر ۶/۳۰۹ و ملاحظہ ہو (مترجم) ے۲ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی محرم نے پورا سر یا چوتھائی سر ڈھانکا تو اس پر قربانی لازم ہوگی اور چہرے کے لئے بھی یوں ہی حکم ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ ۲۷۸ (مترجم) ے۳ چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مشہور روایت

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — دوسری فصل پہننے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۰۹-	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں احرام والے شخص نے سلا ہوا کپڑا کئی دن پہنا اور) وہ دن کو پہنتا رہا اور رات کو اتار دیتا رہا لیکن اس کا ارادہ اسے چھوڑ دینے کا نہ تھا تو اس پر بالاجماع ایک ہی قربانی لازم ہوگی [۱]	شرح طحاوی
۷	اگر کسی محرم نے کسی دن کے بعض حصہ میں کرتہ پہنا پھر اسی دن شلوار پہن لی پھر اسی دن موزے اور ٹوپی پہن لی تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
۸	اگر کسی محرم نے اپنا سر یا اپنا چہرہ دن بھر ڈھانکے رکھا تو اس پر قربانی لازم ہے اور اس سے کم وقت کی صورت میں اس پر صدقہ لازم ہے۔	خلاصہ
۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر محرم نے اپنا سر یا چہرہ رات بھر ڈھانکے رکھا (تو اس پر قربانی لازم ہوگی) خواہ اس نے جان بوجھ کر ڈھانکا یا بھولے سے یا سوتے میں ڈھانکا حکم برابر ہے۔	سراج وہاج
۱۰	(ا) جب کسی محرم نے چوتھائی سر [۲] یا اس سے زیادہ ایک دن بھر ڈھانکے رکھا تو اس پر قربانی لازم ہوگی اور اگر اس سے کم ڈھانکا تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔ مشہور روایت میں یونہی مذکور ہے۔ (ب) اور امام محمدؒ سے یہ قول منقول ہے کہ جب تک سر کا اکثر حصہ نہ ڈھانکے رکھے قربانی لازم نہ ہوگی۔ (ج) اور صحیح حکم وہ ہے جو مشہور روایت میں مذکور ہے [۳]	محیط
۱۱	محرم کے لئے مکروہ ہے کہ وہ بغیر عذر سر پر یا چہرے پر پٹی باندھے اور اگر اس نے پورے دن پٹی باندھے رکھی تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔	شرح طحاوی
۱۲	اگر کسی محرم نے سر یا چہرے کے علاوہ [۴] بدن کی کسی اور جگہ پر پٹی باندھی تو خواہ زیادہ ہو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ لیکن بغیر عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔	فتح قدیر
۱۳	اگر محرم نے کوئی چیز اپنے سر پر اٹھائی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ چیز ایسی جنس سے تھی جس سے سر نہیں ڈھانکا کرتے مثلاً تھال، ٹب، گیہوں ناپنے کا پیمانہ اور اس قسم کی چیز ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر وہ چیز ایسی جنس سے تھی جن کپڑوں سے سر ڈھانکا جاتا ہے تو اس پر جزا لازم ہوگی [۵]	محیط
۱۴	اگر محرم نے کسی محرم یا غیر محرم کو سلا ہوا یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنایا تو اس (پہنانے والے) پر بالاجماع کچھ لازم نہ ہوگا۔	ظہیریہ

کا حکم ہی صحیح ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۹ (مترجم) [۴] درمختار میں ہے کہ اگر کسی محرم نے اپنے دونوں کان اور گردن کو کسی چیز سے ڈھانکا یا ناک پر دونوں ہاتھ بغیر کپڑا کے رکھے تو کوئی حرج نہیں اور رد المحتار میں ہے کہ ہاتھوں اور قدموں کے علاوہ (اور سر اور چہرہ کے علاوہ) باقی بدن کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ناک کو کپڑے سے ڈھانکا تو فقط مکروہ تحریمی ہوگا۔ اسلئے کہ ناک چوتھائی چہرہ جتنی نہیں بنتی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۷۹ حکم نمبر $\frac{۴ \text{ تا } ۶}{۳۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۵] حکم نمبر $\frac{۹}{۳۰۸}$ عربی کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات القصل الثانی فی اللبس	حوالہ
۳۰۹-۱۵	ولو اضطر المحرم الی لبس ثوب فلبس ثوبین فان لبسهما علی موضع الضرورة فعلیہ کفارة واحدة وهی کفارة الضرورة بان اضطر الی قمیص واحد فلبس قمیصین او قمیصا وجبة او اضطر الی القلنسوة فلبس قلنسوة وعمامة وان لبسهما علی موضعین مختلفین موضع الضرورة وغیرہ کما اذا اضطر الی لبس العمامة او القلنسوة فلبسهما مع القمیص او غیرہ ذلك فعلیہ کفارتان کفارة الضرورة وکفارة الاختیار	هکذا فی البدائع
۱۶	ولو لبس ثوبا للضرورة ثم زالت الضرورة فداوم علی ذلك یوما او یومین فما دام فی شک من زوال الضرورة لایجب علیہ الاکفارة الضرورة وان تیقن بزوال الضرورة فعلیہ کفارتان کفارة ضرورة وکفارة اختیار	هکذا فی البدائع
۱۷	والاصل فی جنس هذہ المسائل ان الزیادة فی موضع الضرورة لاتعتبر جنایة مبتدأة بل یجعل الکل للضرورة والزیادة فی غیر موضع الضرورة تعتبر جنایة مبتدأة	کذا فی المحیط والذخیرة
۱۸	والمحرم اذا مرض او اصابتہ الحمی وهو یحتاج الی لبس الثوب فی وقت ویستغنی عنہ فی وقت فعلیہ کفارة واحدة مالم تزل عنہ تلك العلة وان زالت عنہ تلك الحمی واصابتہ حمی اخری او زال عنہ ذلك المرض وجاء مرض آخر فعلیہ کفارتان فی قول ابی حنیفة رح وابی یوسف رح	هکذا فی شرح الطحاوی
۱۹	ولو حضر عدو فاحتاج الی لبس الثیاب فلبس ثم ذهب فنزع ثم عاد او کان العدو لم یبرح مکانہ فکان یلبس السلاح فیقاتل بالنهار ویبرح باللیل فعلیہ کفارة واحدة مالم یذهب هذا العدو	کذا فی البدائع
۲۰	والاصل فی هذہ المسائل انہ ینظر الی اتحاد الجهة واختلافها لا الی صورة اللبس	کذا فی البدائع

۱ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۱۷/۳۰۹ ملاحظہ ہو-نیز حکم ۳۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۱۷/۳۰۹ ملاحظہ ہو نیز حکم ۳۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۲۰/۳۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ قاعدہ مندرجہ حکم

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام　　دوسری فصل پہننے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۰۹-۱۵	اگر کسی محرم شخص کو (سلا ہوا) ایک کپڑا اضطراراً (یعنی ضرورت سے مجبور ہونے کی بنا پر) پہننا پڑا پس اس نے دو کپڑے پہن لئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے وہ دو کپڑے ضرورت کی جگہ پر پہنے تو اسپر ایک ہی کفارہ یعنی کفارۂ ضرورت لازم ہوگا۔ مثلاً اسے ایک کرتہ پہننے کی مجبوری تھی تو اس نے دو کرتے یا ایک کرتہ اور ایک جبہ پہن لیا یا اسے ٹوپی پہننے کی مجبوری تھی تو اس نے ٹوپی کے ساتھ پگڑی بھی باندھ لی۔ اور اگر اس نے وہ دو کپڑے دو مختلف جگہوں یعنی ضرورت کی جگہ اور اس کے علاوہ میں پہنے مثلاً اسے پگڑی یا ٹوپی پہننے کی مجبوری تھی تو اس نے پگڑی اور ٹوپی کے ساتھ کرتہ یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز بھی پہن لی تو اسپر دو کفارے یعنی ایک کفارۂ ضرورت اور دوسرا کفارۂ اختیار لازم ہوگا۔[1]	بدائع
۱۶	اگر کسی محرم نے ضرورت کی بنا پر (سلا ہوا) کپڑا پہنا پھر وہ ضرورت جاتی رہی اور اس نے وہ کپڑا اسی طرح ایک دن یا دو دن پہنے رکھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) جبتک اسے ضرورت زائل ہونے میں شک رہا تب تک اس پر صرف کفارہ ضرورت ہی واجب ہوگا اور جب اسے ضرورت زائل ہونے کا یقین ہوگیا تو اس پر دو کفارے یعنی ایک کفارۂ ضرورت اور دوسرا کفارہ اختیار لازم ہوگا[2]	بدائع
۱۷	اور مذکورہ مسائل (مندرجہ ۱۵، ۱۶ / ۳۰۹) کی جنس کے مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر (احرام کی حالت میں سلا ہوا لباس پہننے میں) زیادتی ضرورت کی جگہ میں (ہی مزید لباس پہننے سے) ہو تو اسے نیا قصور نہیں سمجھا جاتا بلکہ وہ سب ضرورت کے لئے ہی قرار پاتا ہے۔ اور اگر وہ زیادتی ضرورت کی جگہ سے علاوہ جگہ میں (مزید لباس پہننے سے) ہو تو اسے نیا قصور سمجھا جاتا ہے۔	محیط - ذخیرہ
۱۸	(ل) محرم شخص بیمار پڑا یا اسے بخار آگیا اور اسے ضرورت ہوئی کہ بعض وقت میں (سلا ہوا) کپڑا پہنے اور بعض وقت میں اسے (مذکورہ) ضرورت نہیں ہے تو (سلا ہوا کپڑا دوبارہ پہننے کی وجہ سے اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا جبتک کہ وہ بیماری دور نہ ہو جائے۔ (ب) اور اگر اس سے وہ بخار جاتا رہا اور کوئی دوسرا بخار آگیا یا اس سے وہ بیماری دور ہو گئی اور کوئی دوسری بیماری آگئی تو پھر امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اسپر دو کفارے لازم ہوں گے[3]	شرح طحاوی
۱۹	اگر دشمن کا سامنا ہوا اور محرم کو (سلا ہوا) کپڑا پہننے کی ضرورت ہوئی تو اس نے پہن لیا پھر دشمن چلا گیا تو محرم نے وہ کپڑے اتار دئے پھر دشمن واپس لوٹ آیا یا دشمن اپنی جگہ سے گیا ہی نہ تھا پس محرم شخص ہتھیار پہن کر دن کو لڑتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا تو اسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ جبتک کہ وہ دشمن چلا نہ جائے[4]	بدائع
۲۰	اور مذکورہ مسائل (مندرجہ ۱۸، ۱۹ / ۳۰۹) کے احکام میں قاعدہ یہ ہے کہ ضرورت کی جہت ایک ہوتے یا مختلف ہونے کو دیکھا جاتا ہے۔ لباس پہننے کی ضرورت ایک ہونے یا مختلف ہونے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔	بدائع

۲۰ / ۳۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن ۔ فی الجنایات — الفصل الثالث فی حلق الشعر و قلم الاظفار	حوالہ

الفصل الثالث فی حلق الشعر و قلم الاظفار

دفعات ۳۱۰ تا ۳۱۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۹

۳۱۰ ۔ حلق الشعر و قلم الاظفار تعداد شق ۳۱

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱	ان حلق رأسه من غیر ضرورة فعلیه دم لا یجزیه غیره	کذا فی شرح الطحاوی
	سواء حلق فی الحرم او غیره فی قول ابی حنیفة و محمد و قال ابو یوسف فی غیر الحرم لا شیئ علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲	وکذلک اذا حلق ربع رأسه او ثلثه یجب علیه الدم	کذا فی شرح الطحاوی
۳	ولو حلق دون الربع فعلیه الصدقة	کذا فی شرح الطحاوی
۴	واذا حلق ربع لحیته فصاعدا فعلیه دم وان کان اقل من الربع فصدقة	کذا فی السراج الوهاج
۵	وان حلق الرقبة کلها فعلیه دم	کذا فی الهدایة
۶	وان حلق عانته او ابطیه او نتفهما او احدهما فعلیه دم	کذا فی السراج الوهاج
	وان حلق من احدی الابطین اکثرها یجب علیه الصدقه	کذا فی شرح الطحاوی
۷	ولو حلق موضع الحجامة کان علیه الدم فی قول ابی حنیفة رح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	وان اخذ من شاربه ینظر ان کان المأخوذ کم یکون من ربع اللحیة فیجب علیه الطعام بحسب ذلك حتی لو کان مثلا مثل ربع الربع یلزمه ربع قیمة الشاة	کذا فی الهدایة

۱؎ حکم نمبر ۱ تا ۲۲/۳۱۰ میں سر منڈانے کے متعلق اور حکم نمبر ۲۳ تا ۳۱/۳۱۰ میں ناخن کٹوانے کے متعلق احکام ہیں (مترجم)۔ ۲؎ اور اگر ضرورت یا بیماری کی وجہ سے ایسا کیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳؎ حکم نمبر ۳۱/۳۱۰ ملاحظہ ہو اور درمختار میں ہے کہ سر منڈایا سر کے بال دور کئے اور رد المحتار میں ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خواہ استرے سے مونڈے یا کسی اور طرح مثلاً کسی دوا سے یا نوچنے سے یا روٹی پکانے میں جلنے سے یا نورے ملنے سے بال گرادئے تو وہ منڈانے کے حکم میں ہیں لیکن اگر بال بیماری سے خود جھڑ جائیں یا ویسے آگ سے (یعنی اپنی طرف سے کسی تحریک کے بغیر) جل جائیں تو وہ منڈانے کے حکم میں نہیں ہیں ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۷۹ ۔ نیز حکم نمبر ۱۲/۳۱۰ (مترجم)۔ ۴؎ حکم نمبر ۹/۳۱۰ ملاحظہ ہو اور اگر محرم کپڑے سے گردن یا ناک ڈھانکے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۳۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ زیر ناف یا بغل یا گردن کے بالوں میں سے چوتھائی بالوں کے

تیسری فصل بال منڈانے اور ناخن تراشنے میں قصور پر واجب امور کا بیان

دفعات ۳۱۰ تا ۳۱۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۹

۳۱۰- (احرام میں) بال منڈانا اور ناخن تراشنا اور اس میں ۳۱ شقیں ہیں

دفعات و شق نمبر		حوالہ
۱	(ا) اگر کسی محرم نے بغیر ضرورت [۲] سر منڈایا [۳] تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔ قربانی کے سوا کوئی اور اس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔	شرح طحاوی
	(ب) خواہ اس نے حرم شریف کی حدود میں سر منڈایا یا غیر حرم میں سر منڈایا حکم برابر ہے۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہے (ج) اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اگر محرم شخص حرم شریف کی حدود کے علاوہ میں سر منڈائے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔	قاضیخان
۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی محرم نے (بغیر ضرورت) چوتھائی سر یا تہائی سر منڈایا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۳	اگر کسی محرم نے چوتھائی سر سے کم سر منڈایا تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔	شرح طحاوی
۴	(ا) اگر کسی محرم نے اپنی ڈاڑھی سے چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈائی تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔ (ب) اور اگر چوتھائی سے کم منڈائی تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔	سراج وہاج
۵	اگر کسی محرم نے پوری گردن کے بال منڈائے تو اس پر قربانی لازم ہوگی [۴]	ہدایہ
۶	(ا) اگر کسی محرم نے زیر ناف بال یا دونوں بغلوں کے بال مونڈے یا دونوں بغلوں میں سے کسی ایک کے بال اکھاڑے تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔	سراج وہاج
	(ب) اور اگر کسی محرم نے ایک بغل کے بال نصف سے زیادہ مونڈے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا [۵]	شرح طحاوی
۷	اگر کسی محرم نے پچھنے لگانے کے مقام کے بال مونڈائے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اس پر قربانی لازم ہوگی [۶]	قاضیخان
۸	اگر کسی محرم نے مونچھوں کے بال لئے تو یہ دیکھا جائے گا کہ مونچھوں سے ملی ہوئی جگہ اسکی داڑھی کی چوتھائی کا کتنا حصہ ہے پس اس پر اسکے مطابق کھانا واجب ہوگا حتی کہ اگر مونچھوں سے ملی ہوئی جگہ چوتھائی داڑھی کے برابر تھی۔ تو اس پر بکری کی قیمت کا چوتھا حصہ لازم ہوگا [۷]۔	ہدایہ

لئے کل بالوں کا حکم نہیں اس لئے کہ عادتاً ان کے بعض حصہ پر انحصار نہیں ہوتا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۸۰ (مترجم) [۵] حکم نمبر ۵/۳۱۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] نیز قاضیخان میں ہے کہ پچھنے لگانے کے مقام کے بالوں کو مونڈنے کا حکم گردن کے بال مونڈنے کے حکم کی طرح ہے (اور گردن کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۱۰ ملاحظہ ہو) اور صاحبین رح کے ہاں پچھنے لگانے کے مقام کے بال مونڈنے سے صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ عربی ج ا صفحہ ۲۸۹ اور احرام کی حالت میں (صرف) پچھنے لگوانے کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۳۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۷] رد المحتار میں ہے کہ مونچھیں داڑھی کی ذیل میں ہیں اور اس کی چوتھائی کو نہیں پہنچتیں اور محرم مونچھوں کے بال لے تو اسمیں صدقہ واجب ہونے کا قول صحیح مذہب ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۸۷

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - في الجنايات ۔ الفصل الثالث في حلق الشعر وقلم الاظفار	حوالہ
۳۱۰-۹	واذا حلق عضوا كاملا فعليه الدم وان حلق بعضه فعليه الصدقة اراد به الفخذ والساق والابط دون الرأس واللحية	كذا في المحيط
۱۰	وان نتف من رأسه او من انفه او لحيته شعرات ففي كل شعرة كف من الطعام	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۱	اصلع وشعره اقل من الربع فعليه صدقة في حلقه وان بلغ الربع فعليه دم	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۱۲	واذا اخبز المحرم فاحترق بعض شعره تصدق له	كذا في السراج الوهاج
۱۳	واذا حك المحرم رأسه او لحيته فانتثر منها شعر فعليه صدقة	كذا في السراج الوهاج
۱۴	اذا حلق رأسه واخذ لحيته وابطيه وكل بدنه فان فعل ذلك في مقام واحد فعليه دم واحد وان فعل كل شيئ من ذلك في مقام فعليه في كل شيئ من ذلك دم وهذا قول ابي حنيفة رح وابو يوسف رح	هكذا في فتح القدير
۱۵	وان حلق رأسه فاراق لذلك دما وهو بعد في مقام واحد ثم حلق لحيته فعليه دم آخر	هكذا في فتح القدير
۱۶	ولو حلق في مجلس واحد ربع رأسه وفي مجلس آخر ربعه ثم وثم حتى حلق كله في اربعة مجالس يلزمه دم واحد اتفاقا ما لم يكفر للاول	هكذا في فتح القدير

[1] سر اور داڑھی کے متعلق حکم ۱ تا ۴/۳۱۰ اور بغل کے متعلق حکم ۶/۳۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۳۱۰ کا تیسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۲، ۱۰، ۱۱/۳۱۰ ملاحظہ ہوں اور عذر یا مجبوری کی صورت میں متعلقہ احکام حکم نمبر ۳۱۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — تیسری فصل بال منڈانے اور ناخن تراشنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۱۰-۳۱-۹	اگر کسی محرم نے ایک پورے عضو کے بال مونڈے تو اس پر قربانی لازم ہو گی اور اگر اس نے کسی عضو کے بعض بال مونڈے تو اس پر صدقہ واجب ہو گا۔ اور عضو سے مراد ران۔ پنڈلی اور بغل ہے۔ ان میں سر اور ڈاڑھی شامل نہیں ہے[۱]	محیط
۱۰	اگر کسی محرم نے اپنے سر یا ناک یا داڑھی کے چند بال اکھاڑے تو اس پر ہر بال کے عوض ایک مٹھی بھر طعام لازم ہو گا۔	قاضیخان
۱۱	کوئی محرم شخص اصلع ہو (یعنی اس کے سر کے اگلے حصہ کے بال نہ ہوں) اور اس کے بال چوتھائی سر سے کم ہوں تو انہیں منڈانے کی صورت میں اس پر صدقہ لازم ہو گا اور اگر اس کے وہ بال چوتھائی سر کے برابر ہوں تو اس پر قربانی لازم ہو گی۔	غایہ سروجی
۱۲	کسی محرم نے روٹی پکائی تو اس کے بعض بال جل گئے تو ان کے لئے صدقہ دے[۲]	سراج وہاج
۱۳	کسی محرم نے اپنے سر کو یا داڑھی کو کھجلایا تو اس سے کوئی بال جھڑ گیا تو اس پر صدقہ لازم ہے۔	سراج وہاج
۱۴	کسی محرم نے اپنا سر - داڑھی - دونوں بغل اور سارا بدن مونڈا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس نے ان سب کا مونڈنا ایک مقام میں کیا تو اس پر ایک قربانی لازم ہوگی۔ (ب) اور اگر اس نے ان میں سے ہر ایک جگہ کے بال الگ الگ مقام میں مونڈے تو اس پر مذکورہ ہر جگہ کے بال مونڈتے کے عوض ایک قربانی لازم ہو گی، یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف کے قول کے بموجب ہے۔	فتح قدیر
۱۵	اگر کسی محرم نے اپنا سر منڈایا پھر اس کے عوض قربانی ذبح کر دی اور اس کے بعد وہ اسی مقام پر تھا کہ پھر اس نے اپنی داڑھی مونڈا دی تو اس پر دوسری قربانی لازم ہو گی۔	فتح قدیر
۱۶	اگر کسی محرم نے ایک مجلس میں چوتھائی سر مونڈایا اور دوسری مجلس میں چوتھائی سر مونڈایا پھر اسی طرح اور پھر اسی طرح کیا حتی کہ اس نے چار مجلسوں میں سارا سر مونڈایا تو اس پر بالاتفاق ایک ہی قربانی لازم ہو گی۔ بشرطیکہ اس نے پہلے کے لئے کفارہ نہ دیا ہو۔	فتح قدیر

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات — الفصل الثالث فی حلق الشعر وقلم الاظفار	حوالہ
۳۱۰-۱۷	حلق رأس محرم اوحلال وھو محرم علیہ صدقۃ سواء کان بامرہ او بغیر امرہ طائعا کان المحلوق رأسہ اومکرھا	کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ
۱۸	ولوحلق الحلال رأس محرم بامرہ او بغیر امرہ کانت الکفارۃ علی المحرم ولا یرجع بذلک علی الحالق	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وعلی الحالق الحلال صدقۃ	کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ
۱۹	وان اخذ من شارب حلال اوقلم اظفارہ اطعم ماشاء	کذا فی الھدایۃ
۲۰	من اخر الحلق حتی مضت ایام النحر فعلیہ دم	کذا فی المحیط
۲۱	وکذا القارن والمتمتع اذا اخر الذبح حتی مضت ایام النحر	کذا فی المحیط
۲۲	قارن حلق قبل الذبح فعلیہ دمان دم للحلق قبل الذبح ودم للقران عند ابی حنیفۃ رح	ھکذا فی التبیین
۲۳	ولیس للمحرم ان یقص اظفارہ فاذا قص اظافیر ید واحدۃ اورجل واحدۃ عن غیر ضرورۃ فعلیہ دم	کذا فی شرح الطحاوی
۲۴	وکذلک اذ قلم اظافیر یدیہ ورجلیہ فی مجلس واحد یکفیہ دم واحد	کذا فی شرح الطحاوی
۲۵	ولوقلم ثلثۃ اظافیر من ید واحدۃ اورجل واحدۃ تجب علیہ الصدقۃ ولکل ظفر نصف صاع من حنطۃ الا ان یبلغ ذلک دما فینقص ماشاء	کذا فی شرح الطحاوی

۱ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ بدنِ انسان میں بڑھنے والی چیز کا ازالہ احرام کے ممنوعات میں سے ہے۔ اسے حرم شریف کے نبات کی طرح امن کا حق ہے۔ پس محرم کے بالوں کا ازالہ ہو یا محرم غیر محرم کے بالوں کا ازالہ کرے ممانعت برابر ہے۔ البتہ پوری جنایت محرم کے بالوں کے ازالہ میں ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۷۔ اور رد المحتار میں بحوالہ نہایہ لکھا ہے کہ بلحاظ احرام سر مونڈنے والے اور منڈانے والے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) دونوں احرام والے ہوں گے (۲) دونوں غیر محرم ہوں گے۔ (۳) سر مونڈنے والا محرم اور منڈانے والا غیر محرم ہوگا۔ (۴) سر مونڈنے والا غیر محرم اور منڈانے والا محرم ہوگا پس سر مونڈنے والے پر مذکورہ چار صورتوں میں سے ۲ کے سوا باقی صورتوں میں صدقہ (یعنی نصف صاع) لازم ہوگا۔ اور سر منڈانے والے پر مذکورہ چار صورتوں میں سے ۱، ۴ میں قربانی لازم ہو گی۔ ماخوذ از ردالمحتار

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب ۔ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — تیسری فصل بال منڈانے اور ناخن تراشنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۰ - ۱۷	کسی محرم شخص نے کسی دوسرے محرم یا غیر مُحْرِم کا سر مونڈا تو سر مونڈنے والے محرم پر صدقہ لازم ہے [1] خواہ اس نے اس کے حکم سے اس کا سر مونڈا یا اسکے حکم کے بغیر ایسا کیا اور خواہ جس کا سر مونڈا گیا اس نے اپنی رضا سے سر منڈایا یا اس پر جبر کیا گیا حکم برابر ہے۔	غایہ سروجی
۱۸	(ا) اگر کسی غیر محرم شخص نے محرم کے سر کے بال اس مُحْرِم کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر مونڈے تو کفارہ مُحْرِم پر ہی ہوگا۔ اور وہ مُحْرِم شخص مونڈنے والے سے کفارہ وصول کرنے کا حق نہ رکھے گا [2] (ب) اور (مذکورہ صورت میں) سر مونڈنے والے غیر محرم پر صدقہ لازم ہے [3]	قاضیخان غایہ سروجی
۱۹	اگر محرم شخص نے کسی غیر مُحْرِم کی مونچھیں کاٹ لیں یا اس کے ناخن کاٹے تو حسب منشا کچھ کھانا کھلا دے [4]	ہدایہ
۲۰	جس حاجی نے سر منڈانے میں تاخیر کی حتیٰ کہ قربانی کے دن گزر گئے تو اس پر قربانی لازم ہوگی [5]	محیط
۲۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قارن [6] یا متمتع نے قربانی ذبح کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ قربانی کے دن گزر گئے (تو اس پر بھی مزید قربانی لازم ہے۔)	محیط
۲۲	اگر قارن نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس پر دو قربانیاں لازم ہونگی ایک قربانی تو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈانے کی وجہ سے اور ایک قربانی قران کی وجہ سے ہوگی [7]	تبیین
۲۳	احرام والے کے لئے اپنے ناخن کاٹنا جائز نہیں اور اگر اس نے ایک ہاتھ یا پاؤں کے ناخن بغیر ضرورت [8] کاٹے تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
۲۴	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے۔ کہ اگر کسی محرم نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں تراشے تو اسے ایک ہی قربانی کافی ہے۔	شرح طحاوی
۲۵	اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے تین ناخن تراشے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔ اور یہ (صدقہ) ہر ناخن کے بدلے نصف صاع [9] گیہوں دے گا۔ لیکن اگر اس گندم کی قیمت قربانی کی قیمت تک جا پہنچے تو حسب منشا (کچھ) کم کر دے۔	شرح طحاوی

[1] ج ۲ ص ۲۸۷ نیز رد المحتار میں ایک قول یہ بھی ہے کہ جب محرم نے غیر محرم کا سر مونڈا تو کچھ صدقہ حسب منشاء کر دے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۷ (مترجم) [2] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اس لئے کہ محلوق پر کفارہ اسکی حاصل کردہ راحت کی بنا پر ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۶۶ (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۷/۳۱۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ ہدایہ میں اسکی علت وہی درج ہے جو کہ حکم نمبر ۱۷/۳۱۰ کے حاشیہ میں بحوالہ ہدایہ درج ہے۔ (مترجم) [5] جیسا کہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۷۴ میں ہے۔ نیز حکم ۱۳۸/۳۰۳ مع حاشیہ و حکم ۱۳۹/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۳۵/۳۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)۔ [6] قران یا تمتع کے متعلق حکم نمبر ۳۰۶، ۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] جیسا کہ حکم نمبر ۳۶/۳۱۳ میں ہے (مترجم) [8] ضرورت اور عذر کے متعلق حکم نمبر ۳۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] صاع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات الفصل الثالث فی حلق الشعر وقلم الاظفار	حوالہ
۳۱۰-۲۶	ولو قلم خمسة اظافير من يد واحدة ولم يكفر ثم قلم اظافير يده الاخرى ان كان فی مجلس واحد فعليه دم وان كان فی مجلسين فيلزمه دمان	كذا فی شرح الطحاوی
۲۷	ولو قلم خمسة اظافير من يده واحدة فی مجلس واحدة وحلق ربع الرأس وطيب عضوا فی مجلس واحد او مجالس مختلفة فعليه بكل جنس دم على حدة	كذا فی شرح الطحاوی
۲۸	ولو قلم خمسة اظافير من الاعضاء الاربعة المتفرقة تجب الصدقة لكل ظفر نصف صاع فی قول ابی حنيفة رح وابی يوسف رح	كذا فی شرح الطحاوی
۲۹	وكذلك لو قلم من كل عضو من الاعضاء الاربعة اربعة اظافير تجب عليه الصدقة وان كان جملتها ستة عشر فی كل ظفر نصف صاع من حنطة الا اذا بلغت قيمة الطعام دما فينقص منه ما شاء	كذا فی شرح الطحاوی
۳۰	انكسر ظفر المحرم وتعلق فاخذه فلا شیٔ عليه	كذا فی الكافی
۳۱	وحكم النتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالاسنان حكم الحلق	كذا فی السراج الوهاج

۳۱۱- مسائل تتعلق بالفصول السابقة تعداد شق ۴

۱	فی كل موضع اذا فعل مختارا يلزمه الدم كاللبس والحلق والتطيب والقلم اذا فعل ذلك بعلة او ضرورة فعليه ای الكفارات شاء	كذا فی شرح الطحاوی
۲	وذلك اما النسك او الصدقة او الصوم	كذا فی المحيط
۳	فان اختار النسك ذبح فی الحرم	كذا فی المحيط
۴	وان ذبح فی غير الحرم لا يجوز عن الذبح الا اذا تصدق باللحم على ستة مساكين على كل واحد منهم قيمة نصف صاع من الحنطة	كذا فی شرح الطحاوی

۱ حکم نمبر ۱/۳۱۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ ان کفاروں کا ذکر حکم نمبر ۲/۳۱۱ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	آٹھواں باب ـ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — تیسری فصل بال منڈانے اور تراشنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۱۰-۲۶	اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ کے پانچ ناخن تراشے اور (ابھی اس کا) کفارہ نہ دیا تھا کہ پھر دوسرے ہاتھ کے ناخن بھی تراش دیئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے ایسا ایک مجلس میں کیا تو اس پر ایک قربانی لازم ہوگی اور اگر اس نے دو مجلسوں میں کیا تو اس پر دو قربانیاں لازم ہوں گی۔	شرح طحاوی
۲۷	اگر کسی محرم نے ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے پانچ ناخن تراشے۔ اور اس نے چوتھائی سر مونڈا اور ایک (پورے) عضو کو خوشبو لگائی۔ اس نے مذکورہ کام خواہ ایک مجلس میں کئے یا ہر کام الگ الگ مجلس میں کیا تو اس پر ہر جنس کے کام کے عوض الگ الگ قربانی لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
۲۸	اگر کسی محرم نے چار متفرق اعضاء سے پانچ ناخن تراشے تو اسپر امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں ہر ناخن کے عوض نصف صاع گیہوں واجب ہوگا۔	شرح طحاوی
۲۹	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی محرم نے چار متفرق اعضاء میں سے ہر ایک سے چار ناخن تراشے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر (تراشے ہوتے) وہ کل سولہ ناخن تھے تو ہر ناخن کے عوض نصف صاع گندم لازم ہوگی۔ لیکن اگر مذکورہ طعام کی قیمت ایک قربانی کی قیمت تک جا پہنچے تو حسب منشا (کچھ) کم کر دے۔	شرح طحاوی
۳۰	کسی محرم کا ناخن ٹوٹ کر لٹک گیا پس اس نے جدا کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے	کافی
۳۱	بالوں کو نوچنے۔ کاٹنے۔ نورہ سے صاف کرنے اور دانتوں سے اکھاڑنے کا حکم بال مونڈنے کے حکم کی طرح ہے ۱؎	سراج وہاج
۳۱۱	چند مسائل جو سابقہ (تین) فصلوں سے متعلق ہیں اور اسمیں ۸ شقیں ہیں	
۱	محرم کے لئے ایسے تمام کام جنہیں اگر وہ اپنے اختیار سے کرے تو اسپر قربانی لازم ہوتی ہے مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننا۔ سر منڈانا، خوشبو لگانا۔ ناخن تراشنا۔ اگر ایسے کام اسے کسی بیماری یا ضرورت کی وجہ سے کرنے پڑیں تو اسے مقررہ کفاروں ۲؎ میں سے وہ کفارہ لازم ہوگا جو وہ چاہے گا۔	شرح طحاوی
۲	اور مذکورہ (مقررہ) کفارے یہ ہیں۔ قربانی کرنا۔ صدقہ کرنا یا روزے رکھنا۔	محیط
۳	پس اگر اس نے قربانی کرنا اختیار کیا تو وہ اس قربانی کو حرم شریف میں ذبح کرے گا ۳؎	محیط
۴	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس قربانی کو حرم شریف کے علاوہ میں ذبح کیا تو وہ قربانی جائز نہ ہوگی ۴؎ لیکن اگر چھ مسکینوں کو اس کا گوشت صدقہ کرے اور ہر مسکین کو اس قدر دے کہ اس کی قیمت نصف صاع ۵؎ گیہوں کی قیمت جتنی ہو جائے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ قربانی جائز قرار پاکر مذکورہ کفارہ ادا ہو جائے گا)	شرح طحاوی

۳؎ حکم نمبر ۲/۲۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۵/۳۱۹، ۱۶، ۲۲/۳۲۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ صاع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن ـ فی الجنایات الفصل الثالث فی حلق الشعر وقلم الاظفار	حوالہ
۳۱۱ ـ ۵	وان اختار الصوم صام ثلثة ایام فی ای مکان شاء	کذا فی المحیط
۶	وان شاء تابع وان شاء فرق	کذا فی شرح الطحاوی
۷	وان اختار الصدقة تصدق بثلثة اصوع حنطة علی ستة مساکین لکل مسکین نصف صاع ـ والافضل ان یتصدق علی فقرا مکة ولو تصدق علی غیر فقراء مکة جاز	کذا فی المحیط
۸	ویجوز فیه التملیك وطعام الاباحة علی قول ابی حنیفة ؒ وابی یوسف ؒ و عند محمد ؒ لایجوز فیه الا التملیك	کذا فی البدائع والظهیریة وشرح الطحاوی

۱؎ اور تمتع یا قران والے نے تنگدستی کیوجہ سے تمتع یا قران کی بنا پر واجب قربانی کی بجائے روزے رکھے تو اس کے متعلق احکام حکم نمبر ۱۷ تا ۲۹ / ۳۰۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جو فقراء اور مسکین صدقہ واجبہ کا مصرف قرار پاتے ہیں ان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۵۲/۱۸۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — تیسری فصل بال منڈانے اور تراشنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۵-۳۱۱	اگر اس نے (مذکورہ مقررہ کفاروں میں سے) روزے رکھنے کو اختیار کیا تو وہ تین روزے جہاں چاہے رکھے[۱] (مذکورہ روزے رکھنے میں) وہ چاہے تو مسلسل رکھے اور چاہے تو الگ الگ رکھے۔	محیط شرح طحاوی
۶	(ا) اور اگر اس نے (مذکورہ مقررہ کفاروں میں سے) صدقہ کرنے کو اختیار کیا تو وہ گیہوں کے تین صاع چھ مسکینوں کو دے اور ہر مسکین کو نصف صاع دے۔ (ب) اور اسمیں افضل یہ ہے کہ یہ صدقہ مکہ مکرمہ کے فقراء کو دے اور اگر باہر کے فقراء کو دیا تو (بھی) جائز ہو جائے گا[۲]	محیط
۸	اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں مذکورہ صدقہ میں فقراء کو اس صدقہ کا مالک بنا دینا یا وہ طعام ان کے لئے مباح کر دینا (بھی) جائز ہے[۳] اور امام محمدؒ کے ہاں فقراء کو اس طعام کا مالک بنا دینا ہی جائز ہے۔	بدائع - ظہیریہ - شرح طحاوی

[۳] اور زکوٰۃ کا مال ہونے کی صورت میں یوں حکم نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۱}{۲۵۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

الفصل الرابع فی الجماع

دفعات ۳۱۲ تا ۳۱۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۴

۳۱۲- الجماع

تعداد شق ۲۴

۱	الجماع فیمادون الفرج واللمس والقبلة بشهوة لا تفسد الحج والعمرة انزل اولم ينزل وعليه دم	كذا فی محيط السرخسی
۲	وكذا لو عانقها بشهوة	هكذا فی شرح الطحاوی فی باب الحج والعمرة
۳	ولو اتی بهيمة فاولجها فلا شئ عليه الا اذا انزل فيجب عليه الدم ولا تفسد حجته ولا عمرته	هكذا فی شرح الطحاوی فی باب الحج والعمرة
۴	وان نظر الی فرج امرأة بشهوة فامنى لا شيئ عليه كما لو تفكر فامنى	كذا فی الهداية
۵	وكذا اذا احال نظره وكرر	كذا فی غاية السروجی شرح الهداية
۶	لذا الاحتلام لا يوجب شيئاً سوى الغسل	كذا فی السراج الوهاج
۷	وان استمنى بكفه فانزل فعليه دم عند ابی حنيفة رح	كذا فی السراج الوهاج

سلے احرام کی حالت میں ان امور کی ممانعت کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۹۶ ، ۱۸۰۱/۳۰۲ ، ۱۳۵، ۱۳۶/۳۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلے فرج کے علاوہ میں جماع کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۶/۲۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سلے اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے جانور سے مجامعت کی تو اس کا حج فاسد نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جانور سے اس کی مجامعت میں داعی شہوت قاصر ہے (یعنی عادتاً غیر مشتہی ہے) اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱۰/۲۶۹ مع

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — چوتھی فصل - جماع کرنے سے واجب امور کا بیان	حوالہ
	چوتھی فصل (احرام میں) جماع سے واجب امور کا بیان دفعات ۳۱۲ تا ۳۱۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۴	
۳۱۲-	**(احرام کی حالت میں) جماع کرنا -** اور اسمیں ۲۴ شقیں ہیں	
۱	(احرام کی حالت میں) وہ جماع [1] جو فرج کے علاوہ [2] سے ہو اور شہوت کے ساتھ چھونا اور بوسہ دینا حج اور عمرہ کو فاسد نہیں کرتا - خواہ اسے انزال ہو یا نہ ہو - البتہ اس پر قربانی لازم ہے -	محیط سرخسی
۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کوئی محرم (اپنی) عورت سے شہوت کے ساتھ بغلگیر ہوا (تو حج فاسد نہ ہوگا البتہ اس پر قربانی لازم ہے)	شرح طحاوی
۳	اگر کسی محرم نے چوپائے کو دخول کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا [3] لیکن اگر اسے اس سے انزال ہو گیا تو اس پر قربانی لازم ہو گی - البتہ اس کا حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوگا [4] -	شرح طحاوی
۴	اگر کسی محرم نے عورت کے فرج کو شہوت سے دیکھا اور اسے انزال ہو گیا - تو اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا - جیساکہ اگر خیال باندھنے سے اسے انزال ہو گیا (تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا) [5] -	ہدایہ
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی محرم نے (مذکورہ صورت میں) دیر تک دیکھا یا اس نے بار بار دیکھا (تو بھی اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا) [6] -	غایہ سروجی
۶	اسی طرح (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی محرم کو احتلام ہوا تو اس پر غسل کے سوا کچھ واجب نہیں ہوتا -	سراج وہاج
۷	اگر کسی محرم نے ہاتھ کے عمل سے منی نکالنا چاہی اور اسے انزال ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس پر قربانی لازم ہو گی - [7] (حج وعمرہ فاسد نہ ہوگا)	سراج وہاج

حاشیہ ملاحظہ ہو) اور اگر کسی عورت نے جانور مثلاً حمار سے مجامعت کرائی یا ذکر مقطوع کو داخل کیا تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا. کیونکہ اسکی جانب میں داعی شہوت قاصر نہیں ہے - ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۹ ، ص ۲۹۰ (مترجم) [4] حکم نمبر ۴/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] البتہ فساد، واجب ہونے کے متعلق قسم نمبر ۳۳، ۳۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۴/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۴/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن۔ فی الجنایات — الفصل الرابع فی الجماع	حوالہ
۳۱۲-۸	اذا کان مفردا بحجۃ وجامع امرأتہ قبل وقوفہ بعرفۃ وھما محرمان فسدت حجتھما اذا التقی الختانان وغابت الحشفۃ وعلیھما المضی والاتمام علی الفساد وعلی کل واحد منھما الدم وتجزئ الشاۃ فی ذلک وعلیھما قضأ الحجۃ من قابل ولا تجب علیھما العمرۃ[1]	کذا فی شرح الطحاوی
۹	ویستوی فیہ الوطء عن نسیان وعمد واکراہ ونوم ومن الصبی والمجنون	کذا فی محیط السرخسی
	ولو کان الزوج صبیا یجامع مثلہ فسد حجھا دونہ ولو کانت ھی صبیۃ او مجنونۃ انعکس الحکم	کذا فی فتح القدیر

[1] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ دونوں راستوں یعنی اگلے فرج یا دبر میں سے کسی میں جماع کیا تو اس کا وہ حج فاسد ہوجائیگا کیونکہ دبر میں جماع کے متعلق بھی دونوں روایتوں میں سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور صاحبینؒ کا قول بھی یہی ہے ماخوذاز درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۸۹ (مترجم) [2] رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ صورت میں حج فاسد ہونے کا حکم ہے۔ باطل ہونے کا حکم نہیں ہے۔ اور اس سے کئی اشکال رفع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ باطل نہ ہونے کی وجہ سے اس پر اس حج کے اعمال پورے کرنا اور پھر علی وجہ الکمال قضا کرنا لازم ہے حاصل یہ کہ یہاں فاسد ہونے سے مراد باطل ہونا نہیں جسمیں شرعی فعل کی حقیقت کا وجود کالعدم ہوجاتا ہے بلکہ یہاں فاسد ہونے سے مراد یہ ہے کہ فحش خلل آنے کی وجہ سے وہ فعل غیر معتدبہ ہوگیا ہے اور اس فعل کی حقیقت شرعی کے وجود میں اتنا نقصان آگیا ہے کہ وہ قابل کفایت نہیں رہا پس اس کی ذمہ داری سے عہدہ براء ہونے کے لئے اس کی قضا لازم ہے۔ اور صاحب بحر کا یہ کہنا کہ مذکورہ جماع سے اسکا حج فاسد ہوا ہے اسکا احرام فاسد نہیں ہوا اس سے مراد بھی یہی ہے کہ باطل نہیں ہوا۔ نیز لکھا ہے کہ گو فاسد اور باطل میں فرق معاملات میں ہوتا ہے۔ عبادات میں نہیں ہوتا مگر عبادات میں سے حج کی بحث مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اسی لئے اللباب کی فصل محرمات الاحرام میں ہے کہ عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کرنا احرام کو فاسد کردیتا ہے اور مرتد ہوجانا احرام کو باطل کردیتا ہے (اور پانی کے احکام میں فاسد اور نجس کے فرق کے متعلق حکم نمبر ۲/۴ حصہ عربی کا حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ اس فاسد حج کے اعمال پورے کرنے سے پہلے اس سے خارج بھی قرار نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ اس احرام سے تب خارج قرار پاتا کہ اس کا وہ حج ہر لحاظ سے باطل ہوجاتا اور پھر اس پر اس احرام کی وجہ سے ممنوع امور میں مزید قصور ہوجانے سے کچھ لازم نہ ہوتا۔ (مزید قصور پر مزید کفارہ کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۳۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ احرام سے باہر ہونا یا تو اس احرام کے افعال پورے کرنے سے ہوتا ہے اور یا احصار (احصار کے متعلق حکم ۳۱۸، ۳۱۹ ملاحظہ ہو) کی وجہ سے ہوتا ہے اور ان دونوں امور میں سے مذکورہ صورت میں ایک بھی نہیں پایا گیا۔ پس اس حج کے فاسد ہونے کے باوجود اس پر اس حج کے اعمال پورے کرنا لازم ہے۔ وہ تمام اعمال کرے گا جو صحیح حج میں کئے جاتے ہیں اور وہ ان تمام امور سے بچے گا جن سے بچا جاتا ہے اور اگر اس احرام میں ممنوع امور میں سے مزید کوئی قصور کیا تو اس پر وہی کچھ لازم ہوگا جو صحیح حج کرنے والے پر لازم ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر اس نے مذکورہ صورت میں اس فاسد حج کے اعمال پورے کرنے سے پہلے اس کی قضا کی نیت سے دوسرے حج کا احرام باندھا تو جبتک وہ اس فاسد حج سے فارغ نہ ہولے اس کی نیت لغو قرار پاکر ختم

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام چوتھی فصل جماع کرنے سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۲-۸	(ا) جب کوئی شخص صرف حج (کے احرام) والا تھا اور اس نے وقوف عرفہ سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کیا[۱] اور وہ میاں بیوی دونوں احرام والے تھے تو جب دونوں کی شرمگاہیں ملیں اور حشفہ (عضو تناسل کا سر) چھپ گیا تو ان دونوں کا حج فاسد ہو گیا۔ (ب) اور ان دونوں پر لازم ہے کہ وہ حج کے سب اعمال کریں اور فاسد حج کو پورا کریں[۲]۔ (ج) اور ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ قربانی واجب ہے اور اس قربانی میں بکری کفایت کر جاتی ہے۔ (د) اور ان دونوں پر لازم ہے کہ آئندہ سال اس حج کی قضا کریں۔ (ر) اور (مذکورہ صورت میں) ان دونوں پر عمرہ واجب نہیں[۳]۔	شرح طحاوی
۹	(ا) اور مذکورہ (احکام) میں بھولے سے وطی کرنا یا جان بوجھ کر کرنا۔ کسی کی زبردستی سے یا سوتے میں کرنا یا وہ وطی کسی لڑکے یا مجنون سے ہو حکم برابر ہے۔	محیط سرخسی
	(ب) اگر (اس عورت کا) خاوند (ایسا نابالغ) لڑکا تھا کہ جیسے لڑکے مجامعت کر سکتے ہیں تو (اس کے جماع سے) عورت کا حج فاسد ہو جائیگا[۴] اور اس لڑکے کا حج فاسد نہ ہوگا[۵]۔ [۲] اور اگر عورت لڑکی مجنونہ تھی تو حکم برعکس ہوگا (یعنی پھر جماع کرنے والے خاوند کا حج فاسد ہوگا اور اس لڑکی یا مجنونہ (بیوی) کا حج فاسد نہ ہوگا۔	فتح قدیر

نہ ہوگی اور اسکا وہ حج فاسد ہی ہوگا۔ اور وہ اسکی قضا کرے گا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ الخیر الرملی رح نے کہا ہے کہ چونکہ اسپر اس فاسد حج کے اعمال پورے کرنا واجب ہے۔ لہذا وہ اس فاسد حج کی قضا اس سال نہیں بلکہ آئندہ سال ہی کریگا۔ البتہ صاحب رد المحتار نے اس حکم کو میقات سے بغیر احرام گذرنے کے ایک حکم کا حوالہ دیتے ہوئے قابل تامل بھی لکھا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۹ و ص ۲۹۰ ملخصاً (مترجم)

[۳] اس لئے کہ صورت مذکورہ مفرد بالحج کی ہے (حکم ۱۰۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو) اور عمرہ کی صورت میں حکم نمبر ۱۶/۳۱۲، قران کی صورت میں حکم نمبر ۱۸ تا ۲۲/۳۱۲ اور تمتع کی صورت میں حکم نمبر ۲۳/۳۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۴ب/۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اور مذکورہ صورت کے متعلق درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ بچہ اور مجنون کا حج فاسد تو ہو جاتا ہے البتہ ان پر قربانی اور قضا لازم نہیں اور ان پر اس احرام کے اعمال پورے کرنا لازم نہیں ہے اس لئے وہ غیر مکلف ہیں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن۔ فی الجنایات الفصل الرابع فی الجماع	حوالہ
۳۱۲-۱۰	ولو جامع قبل الوقوف بعرفة ثم جامع فانه ينظر ان كان فى مجلس واحد لا يجب الادم واحد وان كان فى مجلسين مختلفين فعلى كل واحد منهما دمان فى قول ابى حنيفة رح وابى يوسف رح	
	ولو جامع مرة بعد الاخرى على وجه الرفض والاحلال فلا يلزمه لذلك اكثر من دم واحد سواء كان فى مجلس واحد او مجالس متعددة	كذا فى شرح الطحاوى
۱۱	ولو جامع امرأته بعد الوقوف بعرفة لا يفسد حجه جامع ناسيا او عامدا	كذا فى فتاوى قاضيخان
	ويجب على كل واحد منهما بدنة ولو جامعها مرة اخرى ان كان فى مجلس واحد لا تجب عليه الا بدنة واحدة وان كان فى مجلسين تجب عليه بدنة للاول وشاة للثانى فى قول ابى حنيفة رح وابى يوسف رح	كذا فى شرح الطحاوى
	وان كان الجماع الثانى على وجه الرفض فلا دم عليه للثانى	كذا فى المحيط
۱۲	وان جامع بعد الحلق فعليه شاة	كذا فى الكافى
۱۳	ولو جامع بعد ما طاف طواف الزيارة كله او اكثره لا شيئ عليه	كذا فى شرح الطحاوى
۱۴	ولو طافها ثلثة اشواط تجب بدنة وحجته تامة	كذا فى شرح الطحاوى
۱۵	ولو لم يحلق حتى طاف للزيارة ثم جامع قبل الحلق فعليه شاة	كذا فى التبيين
۱۶	وان جامع فى العمرة قبل ان يطوف اربعة اشواط فسدت عمرته فيمضى فيها ويقضيها وعليه شاة	كذا فى الهداية

[1] رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی احرام والا احرام چھوڑ دینے کی نیت کرکے غیر محرِم جیسے اعمال کرے تو یہ نیت باطل ہے۔ اس سے وہ احرام سے باہر نہیں ہو جاتا جبتک کہ احرام سے باہر کرنے والے وہ اعمال نہ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔ پس اس کی مذکورہ نیت کے باوجود اسے پھر محرِم کی طرح ہونا لازم ہے۔ البتہ اگر کسی محرم نے احرام چھوڑ دینے کی نیت سے غیر محرم جیسے اعمال کئے تو اس پر متعدد قصوروں کے باوجود صرف قبل از وقت احرام سے باہر ہونے کے قصور کی وجہ سے ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر کسی محرم نے احرام چھوڑ دینے کی نیت کے بغیر غیر محرم جیسے اعمال کئے تو اس پر متعدد قصوروں کی وجہ متعدد قربانیاں لازم ہونگی۔ نیز لکھا ہے کہ احرام چھوڑنے کی مذکورہ نیت جس سے متعدد قصوروں پر ایک ہی قربانی لازم آتی ہے وہ نیت بھی اس محرم کی معتبر ہے جسکے گمان میں ایسا کرنے سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہو اور اگر محرم صحیح حکم جانتا ہو کہ محرم ایسی نیت

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب۔ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — چوتھی فصل جماع کرنے سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۲-۱۰	(و) اگر کسی حج کرنے والے نے عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کیا اور بعد ازیں پھر جماع کیا تو دیکھا جائے گا۔ اگر وہ جماع ایک ہی مجلس میں ہوئے ہیں تو ایک (ایک) قربانی ہی واجب ہوگی اور اگر وہ جماع دو مختلف مجلسوں میں ہوئے ہیں تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں ان میں سے ہر ایک پر دو، دو قربانیاں لازم ہوں گی۔	
	(ب) اگر اس نے وہ احرام چھوڑ دینے اور غیر محرم ہو جانے[1] کے طور پر بار بار مجامعت کی تو اس پر ایک قربانی سے زیادہ واجب نہ ہوگا خواہ وہ جماع ایک مجلس میں ہوتے یا کئی مجلسوں میں ہوتے۔	شرح طحاوی
۱۱	اگر کسی حاجی نے عرفات میں وقوف کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا۔ (و) تو اس کا حج فاسد نہ ہوگا۔ خواہ اس نے بھولے سے جماع کیا یا جان بوجھکر کیا۔	قاضیخان
	(ب) اور (اس صورت میں) ان میں سے ہر ایک پر بدنہ[2] (یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگی	
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے پھر جماع کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر[1] وہ جماع ایک مجلس میں ہوتے ہیں تو ایک بدنہ لازم ہوگی۔ اور[2] اگر وہ جماع دو مجلسوں میں ہوئے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول بموجب (ہر ایک پر) پہلے جماع کی وجہ سے بدنہ اور دوسرے جماع کی وجہ سے قربانی کی بکری لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
	(د) اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا دوسرا جماع احرام چھوڑ دینے کے طور پر[3] تھا تو اس پر دوسرے جماع کی وجہ سے قربانی لازم نہ ہوگی۔	محیط
۱۲	اگر کسی حاجی نے سر منڈانے کے بعد (اور طواف زیارت[4] سے پہلے) جماع کیا تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہوگی۔	کافی
۱۳	اور اگر کسی حاجی نے طواف زیارت[5] سے پورے یا اکثر پھیرے کر لینے کے بعد جماع کیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	شرح طحاوی
۱۴	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کے تین پھیرے کرنے کے بعد جماع کر لیا تو اس پر بدنہ واجب ہے اور اس کا وہ حج پورا قرار پائے گا۔	شرح طحاوی
۱۵	اگر کسی حاجی نے سر نہ منڈایا[6] اور طواف زیارت کر لیا اور پھر سر منڈانے سے پہلے جماع کر لیا تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہوگی۔	تبیین
۱۶	اگر عمرہ[7] کے احرام والے نے طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا وہ عمرہ فاسد ہو گیا۔ پس وہ اس عمرے کے اعمال پورے کرے گا۔ اور پھر اسے قضا کریگا۔ اور اس پر بکری کی قربانی لازم ہے۔	ہدایہ

کرنے سے احرام سے باہر نہیں ہوتا۔ تو احرام چھوڑنے کی اسکی نیت غیر معتبر اور باطل قرار پائے گی۔ جبتک کہ وہ احرام چھوڑ دینے پر مامور نہ ہو چنانچہ محصر کا احرام چھوڑنا اور (بعض صورتوں میں) خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کا احرام اور آقا کی اجازت کے بغیر غلام کا احرام شروع کرنے کے بعد چھوڑنا۔ احرام چھوڑ دینے پر مامور ہونے کی مثالیں ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲،۲۸۳ (نوٹ: رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۳ مطبوعہ در سعادت مصر میں اس مقام پر "اما من علم انه يخرج منه الخ" مگر رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۴ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر میں یہ عبارت یوں ہے "اما من علم انه لا يخرج منه الخ" چونکہ یہی درست ہے لہذا اسی کا مفہوم درج ہے (مترجم) [2] بدنہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۳۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] احرام چھوڑ دینے کی نیت کے متعلق حکم ۱۰ ب/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم ۱۴۵ تا ۱۵۰/۳۰۳ ملاحظہ ہو نیز حکم ۱۳/۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] طواف زیارت کے متعلق حکم ۱۴۹/۳۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] حکم نمبر ۱۴۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] عمرہ کے متعلق حکم ۳۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن - فی الجنایات الفصل الرابع فی الجماع	حوالہ
۲۱۲-۱۷	وان جامع بعد ماطاف اربعة اشواط او اکثر فعلیه شاة ولا تفسد عمرته	کذا فی الهدایة
	واذا جامع المعتمر مرة بعد اخری فی مجلسین فعلیه بالثانی شاة	
	وکذلك لو جامع بعد ما فرغ من السعی	کذا فی الایضاح
	هذا اذا کان قبل الحلق وان کان بعد الحلق فلا شیئ علیه	هکذا فی شرح الطحاوی
۱۸	وان کان قارنا وجامع قبل ان یطوف لعمرته فسدت عمرته وحجته ویمضی فیهما وعلیه حجة وعمرة من قابل وسقط دم القران	کذا فی المحیط
	وعلیه شاتان	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	وان جامع بعد ما طاف لعمرته قبل الوقوف فسدت حجته ولم تفسد عمرته وعلیه دمان وعلیه قضاء الحج من قابل وسقط عنه دم القران	کذا فی المحیط
۲۰	وکذلك اذا جامع بعد ما طاف لعمرته اربعة اشواط	کذا فی المحیط
۲۱	وان جامع بعد ما وقف بعرفة لا تفسد عمرته ولا حجته وعلیه جزور لحجته وشاة لعمرته ولزم دم القران	کذا فی المحیط
۲۲	ولو جامعها بعد ما طاف طواف الزیارة او اکثره فلا شیئ علیه الا اذا طاف طواف الزیارة قبل الحلق او التقصیر تجب علیه شاتان لبقاء الاحرام لهما جمیعا	
	ولو جامع مرة اخری فان کان فی المجلس الاول فلا یجب علیه شیئ غیر ذلك وان کان فی مجلس آخر فعلیه دمان وتجزیه شاتان	هکذا فی شرح الطحاوی

سلہ قران کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ جس کا ذکر حکم نمبر ۱۲/۲۰۶ میں ہے (مترجم) سلہ اسکی وجہ حکم نمبر ۲۲ب/۲۱۲

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — چوتھی فصل جماع کرنے سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۲-۱۷	(ا) اگر عمرہ کرنے والے نے طواف کے اکثر پھیرے یا چار پھیرے کر لینے کے بعد جماع کر لیا تو اسپر بکری کی قربانی لازم ہے۔ اور اس کا وہ عمرہ فاسد نہیں قرار پائے گا۔	ہدایہ
	(ب) اگر عمرہ کے احرام والے نے دو بار دو مجلسوں میں جماع کیا تو اسپر دوسرے جماع کی وجہ سے (بھی) بکری کی قربانی لازم ہو گی۔	
	(ج) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر عمرہ کے احرام والے نے (صفا و مروہ کے درمیان) سعی سے فارغ ہونے کے بعد جماع کر لیا (تو اسپر بکری کی قربانی لازم ہو گی)	ایضاح
	(د) یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں کہ عمرہ کرنے والے نے (طواف کے اکثر پھیرے کر لینے یا سعی بھی کر لینے کے بعد) سر منڈانے سے پہلے جماع کیا۔ اور اگر اس نے سر منڈانے کے بعد جماع کیا تو اسپر کچھ لازم نہیں۔	شرح طحاوی
۱۸	اگر کوئی محرم قارن [1] تھا اور اس نے اپنے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کر لیا (ا) تو اس کا عمرہ اور حج دونوں فاسد ہو گئے (ب) اور وہ ان دونوں کے اعمال پورے کرے گا (ج) اور اسپر آئندہ سال حج اور عمرہ لازم ہے۔ (د) اور وہ قربانی جو قران کی وجہ سے اسپر لازم [2] تھی وہ ساقط ہو جائیگی (س) اور اسپر دو بکریوں کی قربانی لازم ہو گی۔	محیط محیط سرخسی
۱۹	اگر اس (قارن) نے اپنے عمرہ کا طواف کرنے کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کر لیا تو (ا) اسکا حج فاسد ہو جائے گا۔ (ب) اس پر دو قربانیاں [2] لازم ہوں گی۔ (ج) وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے گا۔ (د) اور وہ قربانی جو قران کی وجہ سے اسپر لازم تھی وہ ساقط ہو جائے گی۔	محیط
۲۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ قارن نے اپنے عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے کرنے کے بعد جماع کر لیا (تو اس کے لئے حکم نمبر ۱۹/۳۱۲ کی طرح احکام ہیں)	محیط
۲۱	کسی قارن نے عرفات میں وقوف کے بعد مجامعت کی تو (ا) اس کا عمرہ اور حج فاسد نہ ہو گا۔ (ب) اس پر حج کے لئے اونٹ اور عمرہ کے لئے بکری کی قربانی لازم ہو گی۔ (ج) اور اس پر قران کی وجہ سے بھی قربانی لازم ہو گی۔	محیط
۲۲	(ا) اگر کسی قارن نے طواف زیارت پورا یا اسکے اکثر پھیرے کرنے کے بعد جماع کر لیا تو اسپر کچھ لازم نہ ہو گا۔ لیکن اگر اس نے طواف زیارت سر منڈانے یا سر کے بال کترانے سے پہلے کیا [3] تھا۔ تو اسپر دو بکریوں کی قربانی لازم ہو گی۔ اس لئے کہ قارن کے لئے عمرہ اور حج دونوں کا احرام اکٹھا باقی رہتا ہے۔	
	(ب) اگر اس نے دوبارہ جماع کیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ جماع ایک ہی مجلس میں ہوئے تو اسپر مذکورہ کے علاوہ مزید کچھ واجب نہ ہو گا۔ اور اگر دوسرا جماع دوسری مجلس میں ہوا تو اس پر (مزید) دو قربانیاں لازم ہوں گی اور اسمیں دو بکریاں کفایت کر جائیں گی۔	شرح طحاوی

[1] ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۴۸/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن ۔ فی الجنایات الفصل الرابع فی الجماع	حوالہ
۲۲-۳۱۲	وان کان متمتعا فان لم یسق الهدی مع نفسه فالجواب فیه کالجواب فی المفرد بالحج والمفرد بالعمرة	
	وان ساق الهدی مع نفسه فهو والقارن سواء فی بعض الاحکام وهو سقوط دم المتعة متی جامع قبل الطواف لعمرته او قبل الوقوف بعرفة و لزوم الدمین متی جامع بعد الوقوف بعرفة	هکذا فی المحیط
۲۴	والمرأة والرجل فی ذلك سواء	
	وکذا اذا جومعت نائمة او مکرهة او جامعها صبی او مجنون	کذا فی فتاوی قاضیخان

سلہ ان احکام کا ذکر صرف حج کرنے والے کے لئے حکم نمبر $\frac{١ \text{ تا } ١٥}{٣١٢}$ میں اور صرف عمرہ کرنے والے کے لئے حکم نمبر $\frac{١٦ \text{ تا } ١٧}{٣١٢}$ میں ہے (مترجم)

سلہ قارن کے لئے ان احکام کا ذکر حکم نمبر $\frac{١٨، ١٩، ٢٠}{٣١٢}$ میں ملاحظہ ہو۔ (مترجم) سلہ قارن کے لئے اس حکم کا ذکر حکم نمبر $\frac{٢١}{٣١٢}$ میں

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب ۔ حج میں قصور ہوجانے کے احکام ۔ چوتھی فصل جماع کرنے سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۲-۲۳	اگر کوئی مُحرِم متمتع تھا (اور اس نے جماع کرلیا) تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ اپنے ساتھ قربانی کو ہانک کر نہیں لے چلا تھا تو اسکے لئے وہی جواب ہے جو صرف حج کرنے والے اور صرف عمرہ کرنے والے کے لئے (اس سے جماع ہونے کی صورت میں) مذکور ہے [1] (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) تمتع والا اپنے ساتھ قربانی ہانک لے چلا تھا تو وہ اور قارن بعض احکام میں برابر ہیں اور وہ احکام یہ ہیں۔ (۱) جب تمتع والا اپنے عمرہ کے طواف سے پہلے یا عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کرلے تو وہ قربانی جو تمتع کی وجہ سے اس پر لازم تھی اس کا ساقط ہوجانا [2] (۲) جب تمتع والا عرفات میں وقوف کے بعد جماع کرے تو اس پر دو قربانیوں کا لازم ہونا [3]	محیط
۲۴	(ا) احرام کی حالت میں جماع کے احکام مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہیں۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر سوتی ہوئی عورت سے یا عورت پر زبردستی کرکے جماع کیا گیا یا اس سے لڑکے یا مجنوں نے جماع کیا (تو بھی اس عورت کے لئے وہی حکم ہے) [4]	قاضیخان

ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] حکم نمبر ۹ب/۲۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ

الفصل الخامس فی الطواف[1] والسعی[2] والرمل[3] ورمی الجمار[4]

دفعات ۳۱۳ تا ۳۱۳ عنوان ۱ تعداد شق ۳۶

۳۱۳ - الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار — تعداد شق ۳۶

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ولو طاف طواف الزیارة[5] محدثا فعلیه شاة وان کان جنبا[6] فعلیه بدنة[7] وکذا لو طاف اکثره جنبا او محدثا والافضل ان یعید الطواف مادام بمکه ولا ذبح علیه والاصح ان یعید فی الحدث ندبا وفی الجنابة وجوبا ثم ان اعاده وقد طاف محدثا لا دم علیه وان اعاده بعد ایام النحر	
	وان اعاده وقد طاف جنبا فی ایام النحر لا شیئ علیه وان اعاده بعد ایام النحر یجب الدم عند ابی حنیفة رح بالتاخیر	کذا فی الکافی
	وتسقط عنه البدنة	کذا فی السراج الوہاج
۲	ولو رجع الی اهله وقد طاف جنبا یجب ان یعود ویعود باحرام جدید وان لم یعد وبعث بدنة اجزأه الا ان العود هو الافضل	کذا فی التبیین
۳	ولو رجع الی اهله وقد طاف محدثا ان عاد وطاف جاز وان بعث بالشاة فهو افضل	کذا فی التبیین

[1] تینوں طواف یعنی طواف قدوم۔ طواف زیارت اور طواف صدر کے احکام کا ذکر علی الترتیب حکم نمبر ۱۶/۳۰۳، ۱۴۹، ۱۸۴ سے شروع ہوتا ہے (مترجم) [2] سعی کے احکام ذکر حکم نمبر ۲۴ تا ۲۹/۳۰۳ میں ہے (مترجم) [3] رمل کے احکام کا ذکر حکم نمبر ۲۴ تا ۲۹/۳۰۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [4] کنکریاں مارنے کے احکام کا ذکر حکم نمبر ۱۲۴ تا ۱۸۱/۳۰۳ میں ہے (مترجم) [5] طواف زیارت کے احکام کا ذکر حکم نمبر ۱۴۹/۳۰۳ سے شروع ہوتا ہے۔ (مترجم) [6] جنابت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] بدنہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۳۰۰ ملاحظہ ہو

پانچویں فصل طواف ۔ سعی ۔ رمل اور کنکریاں مارنے میں قصور پر جب دم واجب ہو اس کا بیان

دفعات ۳۱۳ تا ۳۱۳ عنوان ۱ تعداد شق ۳۶

۳۱۳ ۔ طواف[۱] ۔ سعی[۲] ۔ رمل[۳] اور کنکریاں[۴] مارنے میں قصور ہو جانا اور اسمیں ۳۶ شقیں ہیں

۱ (ا) اگر کسی حاجی نے[۱] طواف زیارت [۵] بے وضو کیا تو اسپر بکری کی قربانی لازم ہے ۔ اور[۲] اگر اس نے وہ طواف جنابت [۶] کی حالت میں کیا تو اس پر بدنہ [۷] کی قربانی لازم ہے ۔ اور[۳] اسی طرح اگر اس نے طواف کے اکثر پھیرے جنابت کی حالت میں یا بے وضو کئے تو یہی حکم ہے (یعنی اس پر جنابت کی صورت میں بدنہ اور بے وضو کی صورت میں بکری کی قربانی لازم ہے)

(ب) [۱] (مذکورہ صورت میں) افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اس طواف کو لوٹا لے اور[۲] (لوٹانے کی صورت میں) اس پر قربانی لازم نہ ہوگی ۔ (ج) اور[۱] زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ بے وضو طواف کرنے کی صورت میں اس طواف کا لوٹانا مندوب ہے ۔ اور[۲] جنابت کی حالت میں طواف کرنے کی صورت میں اس طواف کا لوٹانا واجب ہے (د) پھر[۱] یہ حکم بھی ہے کہ اگر اس نے بے وضو طواف کرنے کے بعد اسے لوٹایا تو خواہ قربانی کے دنوں کے بعد لوٹایا اس پر قربانی لازم نہ ہوگی ۔ اور[۲] اگر جنابت کی حالت میں طواف کرنے کے بعد اسے قربانی کے دنوں میں لوٹایا تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور[۳] اگر (جنابت کی حالت میں طواف کرنے کے بعد) اسے قربانی کے دنوں کے بعد لوٹایا تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں تاخیر کی وجہ سے (اس پر) قربانی لازم ہوگی [۸] — کافی

اور[۴] (مذکورہ صورت میں) اس سے بدنہ کی قربانی ساقط ہو جائے گی ۔ — سراج وہاج

۲ اگر کسی حاجی نے (مذکورہ) طواف جنابت کی حالت میں کیا اور پھر اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ نیا احرام باندھ کر لوٹے (اور طواف کرے) اور اگر وہ نہ لوٹا اور اس نے بدنہ کو بھیج دیا تو اسے کفایت کر جائے گا لیکن اس کا لوٹنا افضل ہے ۔ — تبیین

۳ اگر کسی حاجی نے (مذکورہ) طواف بے وضو حالت میں کیا اور پھر اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ لوٹا اور اس نے طواف کیا تو جائز ہے ۔ اور اگر اس نے (قربانی کے لئے) بکری بھیج دی تو ایسا کرنا افضل ہے ۔ — تبیین

(متبسم) [۸] حکم نمبر ۱۳۹/۳۰۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ نیز حکم نمبر ۱۲/۳۱۳ ، ۱۵۰ تا ۱۵۴/۳۰۳ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ
۳۱۲-۴	ومن ترک من طواف الزیارۃ ثلاثۃ اشواط فما دونہا فعلیہ شاۃ فلو رجع الی اہلہ اجزأہ ان لا یعود ویبعث بشاۃ	کذا فی الھدایۃ
۵	ولو طاف الاقل من طواف الزیارۃ محدثاً ثم رجع الی اہلہ تجب علیہ الصدقۃ لکل شوط نصف صاع من حنطۃ الا اذا بلغت قیمتہا دما فانہ ینقص منہما ما شاء	ھکذا فی شرح الطحاوی فی باب الحج والعمرۃ
۶	ولو طاف اقلہ جنبا ورجع الی اہلہ یجب الدم وتجزیہ الشاۃ وان کان بمکۃ فاعادہ طاہرا سقط ما وجب علیہ وعند ابی حنیفۃؒ ان اعادہ فی ایام النحر سقط وان اعادہ بعدہا تجب علیہ الصدقۃ لکل شوط نصف صاع من حنطۃ	ھکذا فی شرح الطحاوی فی باب الحج والعمرۃ
۷	ولو طاف طواف الزیارۃ وفی ثوبہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرہم اجزأہ ولکن مع الکراھۃ ولا یلزمہ شیئ	کذا فی المحیط
۸	ومن طاف طواف الصدر محدثا فعلیہ صدقۃ وھذا ھو الاصح وان طاف اقلہ محدثا فعلیہ صدقۃ فی الروایات کلہا وتسقط بالاعادۃ بالاجماع	کذا فی السراج الوھاج
۹	ولو طاف طواف الصدر کلہ جنبا او اکثرہ یجب علیہ الدم وتجزیہ الشاۃ ان کان رجع الی اہلہ وان کان بمکۃ واعادہ سقط ولا یجب علیہ للتاخیر شیئ بالاتفاق	کذا فی شرح الطحاوی فی اباب الحج والعمرۃ

۱؎ اگر طواف زیارت کل یا اسکے اکثر پھیرے چھوڑ دئے تو بموجب حکم نمبر ۲۹۳ حج کا رکن چھوٹ گیا اسکے متعلق حکم نمبر ۱۵ تا ۲۱/۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۰۱/۹۱ اور ۱ تا ۳/۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۵۳/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ طواف صدر کے احکام کا ذکر حکم نمبر ۱۸۴/۳۰۳ سے شروع ہوتا ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب۔ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پانچویں فصل طواف، سعی، رمل، کنکریاں مارنے میں قصور پر واجب ہونے کا بیان	حوالہ
۲۱۲-۴	جس حاجی نے طواف زیارت سے تین پھیرے یا اس سے کم چھوڑ دیئے [۱] تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہے اور اگر وہ اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اسے کفایت کر جائے گا کہ وہ نہ لوٹے اور (قربانی کے لئے) بکری بھیج دے۔	ہدایہ
۵	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کے پھیرے نصف سے کم بے وضو حالت میں کئے تو اگر وہ اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اس پر (بے وضو حالت میں کئے ہوئے) ہر پھیرے کے عوض نصف صاع گندم کا صدقہ لازم ہوگا۔ لیکن اگر اس گندم کی قیمت قربانی کی قیمت تک جا پہنچے تو حسب منشا کچھ کم کر دے۔	شرح طحاوی
۶	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت نصف سے کم جنابت کی حالت میں کیا اور اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اس قربانی کے لئے بکری کفایت کر جائے گی۔ اور اگر وہ مکہ میں تھا اور اس نے طہارت کے ساتھ اس طواف کو لوٹا لیا تو اس سے واجب شدہ وہ قربانی ساقط ہو جائے گی۔ اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں حکم یہ ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے قربانی کے دنوں میں اس طواف کو لوٹا لیا تو اس سے واجب شدہ وہ قربانی ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے وہ طواف قربانی کے دنوں کے بعد لوٹایا تو اس پر (جنابت کی حالت میں کئے ہوئے) ہر پھیرے کے عوض نصف صاع گیہوں کا صدقہ لازم ہوگا۔	شرح طحاوی
۷	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کیا اور اس کے کپڑے پر قدر درہم سے زیادہ نجاست [۲] (غلیظہ) لگی ہوئی تھی تو اسے کفایت کر جائے گا لیکن مکروہ ہے البتہ اس پر کچھ لازم نہ ہوگا [۳]	محیط
۸	(ا) اگر کسی حاجی نے طواف صدر [۴] بے وضو حالت میں کیا تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ (ب) اور اگر کسی حاجی نے طواف صدر نصف سے کم بے وضو حالت میں کیا تو سب روایتوں کے بموجب اس پر صدقہ لازم ہوگا (ج) اور (بے وضو حالت میں کیا ہوا طواف صدر) لوٹا لینے سے بالاجماع وہ صدقہ ساقط ہو جائے گا۔	سراج وہاج
۹	اگر کسی حاجی نے طواف صدر کل یا اکثر جنابت کی حالت میں کیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی اور اگر وہ اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اسے بکری کی قربانی کفایت کر جائے گی۔ اور اگر وہ مکہ مکرمہ میں تھا اور اس نے وہ طواف لوٹا لیا تو اس سے واجب شدہ وہ قربانی ساقط ہو جائے گی اور تاخیر کی وجہ سے بالاتفاق اس پر کچھ لازم نہ ہوگا [۵]	شرح طحاوی

[۵] حکم $\frac{۱۸۷}{۳۰۳}$ و $\frac{۱۵}{۳۱۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ
۳۱۳-۱۰	ولو طاف اقله جنبا ثم رجع الى اهله تجب عليه صدقة لكل شوط نصف صاع من الحنطة وان كان بمكة واعاده سقط بالاجماع	كذا فی شرح الطحاوی فی باب الحج والعمرة
۱۱	ولو ترك طواف الصدر او اكثره تجب عليه شاة ولو ترك ثلثة اشواط من طواف الصدر فعليه ان يطعم ثلاثة مساكين لكل مسكين نصف صاع من بر	كذا فی الكافی
۱۲	اذا طاف للزيارة جنبا ووجبت عليه الاعادة فان طاف للصدر فی اخر ايام التشريق[1] على الطهارة وقع طواف الصدر عن طواف الزيارة وصار تاركا طواف الصدر فيجب عليه دم لتركه وهذا بلاخلاف ويجب عليه دم آخر لتأخير طواف الزيارة عند ابی حنيفة رح	كذا فی المحيط
۱۳	ولو طاف طواف الزيارة محدثا وطواف الصدر فی آخر ايام التشريق طاهرا فعليه دم	هكذا فی التبيين
۱۴	وان طاف طواف الزيارة على غير وضوء وطاف طواف الصدر جنبا فعليه دمان فی قولهم دم لطواف الزيارة و دم لطواف الصدر	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	وان ترك كلا الطوافين فهو حرام على النساء ابدا وعليه ان يرجع ويطوف طواف الزيارة وطواف الصدر وعليه دم لتأخير طواف الزيارة فی قول ابی حنيفة رح ولا شيئ عليه لتأخير طواف الصدر لانه غير موقت	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	واذا ترك طواف الزيارة خاصة وطاف طواف الصدر فطواف الصدر يكون للزيارة وعليه لتركه طواف الصدر دم	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	وان ترك من طواف الزيارة اكثره بان طاف ثلاثة اشواط وطاف طواف الصدر كانت اربعة اشواط من طواف الصدر لطواف الزيارة وعليه دم للتاخير فی قول ابی حنيفة رح ودم لترك اربعة اشواط من طواف الصدر فی قولهم	كذا فی فتاوی قاضیخان

[1] ایام تشریق کے متعلق حکم ۵/۲۱۶ ، ۳/۳۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۲۹/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم ۳۵۱/۲۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۹۳ اور ۱۵۰ج/۳۰۳ ملاحظہ ہو اور در مختار میں ہے کہ پھر جب بھی جماع کرے گا اسپر قربانی لازم ہوگی اور رد المختار میں ہے کہ اسپر

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب ـ حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پانچویں فصل ـ طواف سعی رمل اور کنکریاں مارنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۱۲ - ۱۰	اگر اسی طواف (یعنی طوافِ صدر) سے کسی حاجی نے نصف سے کم (پھیرے) جنابت کی حالت میں کئے اور اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اس پر (جنابت کی حالت میں کئے ہوئے) ہر پھیرے کے عوض نصف صاع گندم کا صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر وہ مکہ مکرمہ میں تھا اور اس نے اس طواف کو لوٹا لیا تو بالاجماع وہ صدقہ ساقط ہو جائے گا۔	شرح طحاوی
۱۱	اگر کسی حاجی نے طوافِ صدر کل یا اکثر چھوڑ دیا تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہو گی۔ اگر کسی حاجی نے طوافِ صدر کے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین مسکینوں کو کھانا دے۔ ہر مسکین کو نصف صاع گندم دے۔	کافی
۱۲	اگر کسی حاجی پر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کرنے کی وجہ سے اس کا لوٹانا واجب تھا تو اگر اس نے طوافِ صدر ایام تشریق [۱] کے آخری دن میں طہارت کے ساتھ کیا تو اس کا وہ طوافِ صدر طواف زیارت واقع ہوگا۔ اور وہ طوافِ صدر کا تارک قرار پائے گا۔ اور اس طرح طواف صدر کے ترک کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی۔ یہ حکم بلاخلاف ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس پر طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے ایک قربانی اور لازم ہوگی [۲]۔	محیط
۱۳	اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت بے وضو حالت میں کیا اور طواف صدر ایام تشریق کے آخر میں طہارت کے ساتھ کیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔	تبیین
۱۴	اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت بے وضو حالت میں کیا اور طوافِ صدر جنابت کی حالت میں کیا تو فقہاءؒ کے قول کے بموجب اس پر دو قربانیاں لازم ہوں گی ایک قربانی طوافِ زیارت کیلئے اور ایک قربانی طوافِ صدر کیلئے ہوگی۔	قاضیخان
۱۵	اگر کسی حاجی نے (طوافِ زیارت بھی اور پھر طوافِ صدر بھی) دونوں طواف چھوڑ دیئے تو اس پر عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو گی [۳] اس پر واجب ہے کہ وہ واپس آئے اور طواف زیارت اور طواف صدر کرے اور اس پر طوافِ زیارت میں تاخیر کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی لازم ہوگی۔ اور طواف صدر میں تاخیر کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا وقت مقرر نہیں [۴]۔	قاضیخان
۱۶	اگر کسی حاجی نے صرف طواف زیارت چھوڑ دیا اور طواف صدر کر دیا تو وہ طوافِ صدر طوافِ زیارت قرار پائے گا اور اس پر طوافِ صدر چھوڑ دینے [۵] کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔	قاضیخان
۱۷	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کے اکثر پھیرے چھوڑ دیئے بایں صورت کہ اس نے اسکے صرف تین پھیرے کئے۔ اور اس نے طواف صدر کیا۔ تو طواف صدر کے چار پھیرے طواف زیارت کے قرار پائیں گے اور اس پر طوافِ زیارت میں تاخیر کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور اس پر طواف صدر کے چار پھیرے چھوٹنے کی وجہ (بھی) سب فقہاءؒ کے قول کے بموجب ایک قربانی لازم ہوگی	قاضیخان

[۱] برابر (حسب صورتِ مسئلہ) بدنہ یا بکری کی قربانی لازم ہوگی ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ صـ ۲۸۳ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲ / ۳۱۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱ ب / ۳۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۲] [۳] حکم نمبر ۱۸۷ / ۳۰۳ و ۹ / ۳۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰ / ۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات، شق نمبر	الباب الثامن۔ فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ
۱۸-۲۱۳	فان ترک من طواف الزیارۃ ثلثۃ اشواط فعلیہ صدقۃ للتاخیر وصدقۃ لترک الثلث من طواف الصدر ؎۱	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	وان ترک من کل واحد منہما اربعۃ اشواط صار الکل للزیارۃ وھی ستۃ اشواط وعلیہ لترک الباقی من طواف الزیارۃ دم ولترک طواف الصدر دم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	وان طاف لکل واحد منہما اربعۃ اشواط فان نقصان طواف الزیارۃ یجبر بطواف الصدر وعلیہ لتاخیرہ صدقۃ ولنقصان طواف الصدر صدقۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۱	وان طاف للزیارۃ اربعۃ اشواط ولم یطف للصدر یجوز حجہ عندنا وعلیہ شاتان شاۃ لنقصان تمکن فی طواف الزیارۃ وشاۃ لترک طواف الصدر یبعث بہما فینحر فی العام الثانی بمنی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ومن طاف طواف القدوم محدثا فعلیہ صدقۃ وان کان جنبا فعلیہ شاۃ	کذا فی السراج الوہاج
۲۳	وذکر فی غایۃ البیان ان طاف محدثا وسعی ورمل عقیبہ فہو جائز والافضل ان یعید ہما عقیب طواف الزیارۃ	کذا فی البحر الرائق

؎۱ فتاوی قاضیخان کی یہ عبارت فتاوی ہذا کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ ومیمنیہ مصر میں یوں درج تھی "طواف الزیارۃ"، مگر اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں ہے۔ "طواف الصدر" ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۳۰۰۔ اور چونکہ مفہوم کے اعتبار سے اصل قاضیخان کی عبارت درست ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۴/۲۱۳، ۱۱/۲۱۳، ۲۱/۲۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ اس صورت میں طواف صدر میں پھیروں کی مذکورہ کمی کی وجہ سے صدقہ کا حکم لکھا ہے۔ اور اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۳۰۰ میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔ مگر مذکورہ صورت میں طواف صدر کے اکثر پھیرے ترک قرار پانے کی بنا پر قربانی لازم ہونے کا حکم ہونا چاہیئے جیسا کہ حکم نمبر ۱۱/۲۱۳ میں اور ۲۱/۲۱۳ کے حاشیہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم) ؎۴ یعنی اگر گھر لوٹ آیا تو آئندہ سال بھیجے گا چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ جس حاجی نے طواف زیارت کے تین پھیرے یا اس سے کم چھوڑ دیئے اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے کیونکہ تھوڑے پھیروں کا نقصان بے وضو طواف سے مشابہ ہے پس بکری کی قربانی لازم ہے اور پھر اگر وہ اپنے گھر لوٹ آیا تو اسے کفایت کر جائیگا کہ نہ لوٹنے اور قربانی کے لئے ایک بکری طواف زیارت میں کمی آنے کی وجہ سے اور ایک بکری طواف صدر چھوڑ دینے کی وجہ بھیجے اسلئے کہ طواف زیارت میں کچھ کمی کیوجہ بکری بھیجے۔ کا حکم اسی صورت میں منقول

دفعات دستی نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پانچویں فصل طواف، سعی، رمل اور کنکریاں مارنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۳-۱۸	اگر کسی حاجی نے (مذکورہ صورت میں) طوافِ زیارت کے تین پھیرے چھوڑ دئے تو اس پر تاخیر کی وجہ سے صدقہ لازم ہوگا - اور طوافِ صدر میں سے تین پھیرے چھوٹنے کی وجہ سے بھی صدقہ لازم ہوگا ۔	قاضیخان
۱۹	اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت اور طوافِ صدر میں سے ہر ایک میں طواف کے چار چار پھیرے چھوڑ دیئے تو (ادا کردہ) کل پھیرے طوافِ زیارت کے قرار پائیں گے جو کہ وہ چھ پھیرے ہیں - اور اس پر طوافِ زیارت میں سے باقی ماندہ رہ جانے کی وجہ سے ایک قربانی لازم ہوگی - اور طوافِ صدر چھوٹ جانے کی وجہ سے (بھی) ایک قربانی لازم ہوگی [۲]	قاضیخان
۲۰	اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت اور طوافِ صدر میں سے ہر ایک کے لئے چار چار پھیرے کئے تو طوافِ زیارت کی کمی طوافِ صدر سے پوری کی جائے گی اور اس پر طوافِ زیارت میں تاخیر کی وجہ صدقہ اور طوافِ صدر میں کمی کی وجہ سے بھی صدقہ لازم ہوگا [۳] ۔	قاضیخان
۲۱	اگر کسی حاجی نے طوافِ زیارت کے (صرف) چار پھیرے کئے اور طوافِ صدر نہ کیا تو ہمارے ہاں اس کا وہ حج جائز ہو جائے گا اور اس پر دو بکریوں کی قربانی لازم ہوگی - ایک بکری اس نقصان کی وجہ سے جو طوافِ زیارت میں واقع ہوا اور ایک بکری طوافِ صدر چھوڑنے کی وجہ سے لازم ہوگی - وہ ان دونوں قربانیوں کو بھیجے گا - اور وہ آئندہ سال منی [۴] میں ذبح کی جائیں گی ۔	قاضیخان
۲۲	اگر کسی حاجی نے طوافِ قدوم [۵] بے وضو کیا تو اس پر صدقہ لازم ہے اور اگر اس نے طوافِ قدوم جنابت کی حالت میں کیا تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہے [۶]	سراج وہاج
۲۳	غایۃ البیان میں مذکورہ ہے کہ اگر کسی حاجی نے طوافِ (قدوم) بے وضو کیا اور سعی کی اور اس کے بعد سعی و رمل کیا تو وہ جائز ہے - البتہ افضل یہ ہے کہ ان دونوں (یعنی رمل - سعی) کو طوافِ زیارت کے بعد لوٹائے ۔	بحر الرائق

ہوتا ہے جبکہ اس نے طوافِ صدر نہ کیا ہو اور اگر اس نے طوافِ صدر کیا ہو تو طوافِ صدر کے پھیروں میں سے اتنے پھیرے طوافِ زیارت میں شمار قرار پائیں گے جن سے طوافِ زیارت پورا ہو جائے اور پھر طوافِ صدر کے باقیماندہ پھیروں میں کمی تھوڑی ہو تو صدقہ لازم آئے گا - اور اگر طوافِ صدر کے پھیروں کی کمی زیادہ ہو (یعنی اس کے پھیرے چار بھی نہیں بنتے) تو بکری کی قربانی لازم آئے گی - ماخوذ از فتح قدیر ج ۱ ص ۵۳ - نیز احرام و حج میں قصور کی وجہ سے لازم شدہ قربانی کے مقام ذبح کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۶}{۳۲۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] طوافِ قدوم کے احکام کا ذکر حکم $\frac{۱۶۱}{۳۰۳}$ سے شروع ہوتا ہے (مترجم) [۶] رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے طوافِ قدوم شروع کرکے اس کے اکثر یا کم پھیرے چھوڑ دیئے تو اس کے حکم کے متعلق تصریح نہیں ہے اور بظاہر حکم یہی ہے کہ اس کے لئے حکم طوافِ صدر کے حکم کی طرح ہے - اس لئے کہ طوافِ قدوم شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۴ اور طوافِ صدر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۱}{۳۱۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ
۳۱۳-۲۴	وان طاف له جنبا وسعی ورمل عقیبه فانه لایعتد به ویجب علیه السعی عقیب طواف الزیارة ویرمل فیه	کذا فی البحر الرائق
۲۵	اذا طاف للعمرة محدثا او جنبا فما دام بمکة یعید الطواف فان رجع الی اهله ولم یعد ففی الحدث تلزمه الشاة وفی الجنب تکفیه الشاة استحسانا	هکذا فی المحیط
۲۶	ومن طاف لعمرته وسعی علی غیر وضوء فما دام بمکة یعیدهما فاذا اعادهما لا شیئ علیه فان رجع الی اهله قبل ان یعید فعلیه دم لترک الطهارة فیه ولا یؤمر بالعود لوقوع التحلل باداء الرکن ولیس علیه فی السعی شیئ وکذا اذا اعاد الطواف ولم یعد السعی فی الصحیح	کذا فی الهدایة
۲۷	وان طاف للزیارة وعورته مکشوفة اعاد مادام بمکة وان لم یعد فعلیه دم	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۸	ومن ترک السعی بین الصفا والمروة فعلیه دم وحجه تام	کذا فی القدوری
۲۹	وان سعی جنبا او حائضا او نفساء فسعیه صحیح	کذا فی السراج الوهاج
۳۰	وکذا لو سعی بعد ما حل وجامع وکذا بعد الاشهر	کذا فی السراج الوهاج
۳۱	ولو طاف راکبا او محمولا او سعی بین الصفا والمروة راکبا او محمولا ان کان ذلک من عذر یجوز ولا یلزمه شیئ وان کان من غیر عذر فما دام بمکة فانه یعید واذا رجع الی اهله فانه یریق لذلک دما عندنا	کذا فی المحیط

[1] رمل کا ذکر حکم نمبر $\frac{۲۴ \text{ تا } ۲۹}{۳۰۳}$ میں اور سعی کا ذکر حکم نمبر $\frac{۳۱ \text{ تا } ۵۶}{۳۰۳}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اسکا ذکر حکم نمبر $\frac{۴، ۱۲}{۳۰۵}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{۵۲، ۵۳}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{۱۵۳}{۳۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] سعی کا ذکر حکم نمبر $\frac{۳۱}{۳۰۳}$ سے شروع ہوتا ہے۔ اور در مختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے سعی سے تین پھیرے یا کم چھوڑ دیئے تو اسپر ہر پھیرے کے عوض صدقہ ہوگا لیکن اگر وہ مجموعہ صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت تک پہنچ جائے تو پھر اسے اختیار ہے کہ وہ قربانی دے یا صدقہ میں حسب منشا کچھ

دفعات دستی نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام — پانچویں فصل طواف سعی - رمل اور کنکریاں مارنے میں قصور پر واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۳-۲۴	نیز (مذکور ہے کہ) اگر کسی حاجی نے طواف قدوم، جنابت کی حالت میں کیا اور اس کے بعد سعی[1] اور رمل کیا تو ایسا کرنا معتبر نہیں اور اس پر واجب ہے کہ وہ طواف زیارت میں رمل کرے اور اس طواف کے بعد سعی کرے۔	بحر رائق
۲۵	اگر کسی محرم نے عمرہ کا طواف[2] بے وضو یا جنابت کی حالت میں کیا تو جب تک وہ مکہ مکرمہ میں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اس طواف کو لوٹائے اور اگر وہ اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا۔ اور اس طواف کو نہ لوٹایا تو بے وضو یہ طواف کرنے کی صورت میں اس پر بکری کی قربانی لازم ہوگی۔ اور جنابت کی حالت میں یہ طواف کرنے کی صورت میں (بھی) از روئے استحسان بکری کی قربانی کفایت کر جائے گی۔	محیط
۲۶	جس احرام والے نے عمرہ کا طواف اور سعی کو بے وضو ادا کیا تو (الف) جبتک وہ مکہ مکرمہ میں ہے وہ ان دونوں (یعنی طواف اور سعی) کو لوٹائے۔ پس جب اس نے ان دونوں کو لوٹا لیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر وہ انہیں لوٹانے سے پہلے اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو اس پر طواف میں طہارت چھوڑنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔ اور اسے (مکہ مکرمہ) لوٹنے کا حکم نہ کیا جائے گا اس لئے کہ رکن کے ادا کرنے سے وہ احرام سے باہر ہو گیا ہے۔ اور اس پر (بے وضو) سعی کرنے کی وجہ سے کچھ واجب نہیں۔ اسی طرح اگر اس نے اس طواف کو لوٹایا اور سعی کو نہ لوٹایا تو بھی صحیح قول میں یہی حکم ہے (کہ اس پر کچھ واجب نہیں)[3]۔	ہدایہ
۲۷	اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کیا اور اس کا ستر کھلا ہوا تھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) جبتک وہ مکہ مکرمہ میں ہے اسے لوٹائے اور اگر اس نے نہ لوٹایا تو اس پر قربانی لازم ہے[4]۔	اختیار شرح مختار
۲۸	اگر کسی حاجی نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دی تو اس پر قربانی لازم ہے اور اس کا حج پورا قرار پائیگا[5]	قدوری
۲۹	اگر کسی نے صفا مروہ کے درمیان سعی جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کی تو اس کی وہ سعی صحیح ہے[6]۔	سراج وہاج
۳۰	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے احرام سے باہر ہونے اور جماع کرنے کے بعد سعی کی اور اسیطرح اگر کسی نے (حج کے) مہینوں کے بعد سعی کی (تو بھی وہ سعی صحیح قرار پا جائے گی)[7]۔	سراج وہاج
۳۱	اگر کسی احرام والے نے طواف یا سعی سوار ہو کر یا اٹھائے ہونے کی حالت میں کی تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ (الف) ایسا کرنا کسی عذر کی وجہ تھا تو جائز ہے۔ اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر ایسا کرنا کسی عذر کے بغیر تھا تو جبتک وہ مکہ مکرمہ میں ہے انہیں لوٹائے اور اگر وہ اپنے اہل و عیال میں واپس چلا گیا (اور نہ لوٹایا) تو ہمارے ہاں مذکورہ (ہر ایک) کے لئے قربانی کرے گا۔	محیط

کمی کردے ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۷ (مترجم) [6] حکم نمبر ۵۲/۳۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۵۱/۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ حیض والی عورت غسل کر کے احرام باندھے وہ حج کی تمام عبادات کرے مگر طواف اور سعی نہ کرے اس لئے کہ سعی بغیر طواف صحیح نہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۶ - نیز حکم نمبر ۱۶/۳۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الجنایات — الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار	حوالہ
۳۱۳-۳۲	ومن افاض من عرفات قبل الامام وقبل الغروب فعلیه دم اما بعد الغروب فلا شیٔ علیه فان عاد قبل الغروب سقط عنه الدم علی الصحیح وان عاد بعد الغروب لایسقط فی ظاهر الروایة لافرق بین ان یفیض باختیاره او ند به بعیره	هکذا فی السراج الوهاج
۳۳	ومن ترک الوقوف بمزدلفة فعلیه دم	کذا فی الهدایة
۳۴	ولو ترک الجمار کلها اورمی واحدة اوجمرة العقبة یوم النحر فعلیه شاة وان ترک اقلها تصدق لکل حصاة نصف صاع الا ان تبلغ قیمته شاة فینقص ماشاء	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳۵	وتجب شاة بتأخیر النسک عن مکانه کما اذا خرج من الحرم وحلق رأسه سواء کان الحلق للحج او للعمرة عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	هکذا فی البحر الرائق
۳۶	ویجب دمان عند ابی حنیفة رح بتقدیم القارن والمتمتع الحلق علی الذبح وعندهما یلزمه دم واحد	هکذا فی البحر الرائق

[1] حکم نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۵/۳۰۲ ملاحظہ ہو اور ردالمحتار میں بحوالہ البحر الرائق لکھا ہے کہ امام سے پہلے جانے سے مراد یہ ہوگا کہ وہ شخص غروب سے پہلے چلا گیا اس لئے کہ امام پر واجب ہے کہ وہ غروب کے بعد روانہ ہو۔ اور اگر امام غروب سے پہلے روانہ ہوگیا اور لوگ بھی اسکے ساتھ روانہ ہوگئے تو امام پر اور لوگوں پر بھی قربانی لازم ہوگی اسلئے کہ وقوف عرفات میں واجب ہے کہ رات کے کچھ حصہ میں بھی ہو ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۲، ص ۲۸۳ (مترجم) [2] اسکا ذکر حکم ۱۱۵/۳۰۲ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس حکم کی عبارت "رمی واحدة" محل نظر ہے۔ مگر مفہوم وہی ہے جو اکثر متون میں ہے۔ چنانچہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۷۳ میں ہے کہ من ترک رمی الجمار فی الایام کلها فعلیه دم - الی قوله ثم بتاخیرها یجب الدم عند ابی حنیفة رح خلافا لهما وان ترک رمی یوم فعلیه دم الخ اور شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۶۳ میں ہے کہ (ان ترک الرمی کله اوفی یوم واحد او الرمی الاول او اکثره (فعلیه دم) الخ - اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جس حاجی نے سب رمی ترک کردی یا کسی ایک دن کی رمی ترک کردی یا پہلے دن (جمرۂ عقبہ) کی رمی ترک کردی یا کسی دن کی اکثر رمی ترک کردی تو اسپر قربانی لازم ہے۔ اور اکثر رمی سے مراد مثلاً یوم نحر کو جمرہ عقبہ کی رمی کی سات کنکریوں سے چار یا زیادہ کنکریاں ترک کردیں۔ یا دوسرے دنوں کی رمی سے گیارہ یا زیادہ کنکریاں ترک کردیں یا انکے وقت سے تاخیر کردی تو اسپر قربانی لازم ہے۔ اور اگر اقل ترک کردیں یا اقل کی رمی میں تاخیر کردی تو اسپر ہر کنکری کے عوض (نصف صاع) صدقہ لازم ہوگا۔ لیکن اگر اس صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت تک جا پہنچے تو حسب منشا کچھ کم کردے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۴ - اور رمی کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۱۷۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] (ل) ہدایہ میں ہے کہ کسی نسک کو دوسرے نسک سے مقدم کردینا (یعنی حج کی عبادت کو خلاف ترتیب کردیا) مثلاً کسی حاجی نے کنکریاں مارنے سے پہلے سرمنڈا دیا۔ یا قارن نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کردی یا اس نے قربانی سے پہلے سرمنڈا دیا تو ان صورتوں میں امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اسپر قربانی لازم ہے۔ اسلئے کہ بروایت ابن مسعود رض حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے کوئی نسک مقدم کردیا اسپر قربانی لازم ہے نیز اس لئے کہ جسطرح مکان سے مخصوص نسک مثلاً احرام سے تاخیر مکان کی وجہ سے قربانی لازم آتی ہے اسی طرح زمانہ سے مخصوص نسک میں تاخیر زمانی کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۷۴ -

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - حج میں قصور ہو جانے کے احکام پانچویں فصل طواف سعی - رمل اور کنکریاں مارنے میں قصور پر واجب ہونیکا بیان	حوالہ
۳۲-۳|۳	(الف) جو حاجی عرفات سے امام کے جانے سے پہلے [1] اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلا گیا تو اسپر قربانی لازم ہوگی اور بعد غروب جانے سے کچھ لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر (غروب سے پہلے جانے کیصورت میں) غروب سے پہلے لوٹ آیا تو صحیح قول کے بموجب واجب شدہ وہ قربانی اس سے ساقط ہو جائیگی اور غروب سے بعد لوٹنے کیصورت میں ظاہر روایت کے بموجب واجب شدہ وہ قربانی اس سے ساقط نہ ہوگی (ج) اسمیں کوئی فرق نہیں کہ وہ (عرفات سے) اپنے اختیار سے گیا یا اپنے اونٹ کے بدکنے کی وجہ سے گیا۔	سراج وہاج
۳۳	جس حاجی نے مزدلفہ میں وقوف چھوڑ دیا تو اسپر قربانی لازم ہے [2]۔	ہدایہ
۳۴	(الف) اگر کسی حاجی نے سب دنوں کی رمی کو یا کسی ایک دن کی رمی کو یا ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جمرہ عقبہ کو کنکریاں نہ ماریں تو اسپر بکری کی قربانی لازم ہوگی [3] (ب) اور اگر اس سے کم کنکریاں نہ ماریں تو ہر کنکری کے عوض نصف صاع (گیہوں) صدقہ کریگا۔ لیکن اگر (سب) صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت تک جا پہنچے تو (صدقہ میں سے) حسب منشا کچھ کم کردے۔	اختیار شرح مختار
۳۵	حج میں کسی نسک (حج کی عبادت) کو اسکے اپنے موقع سے موخر کرنے پر بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے [4] جیساکہ اگر کوئی شخص حرم سے نکل کر سر منڈائے (تو اسپر بکری کی قربانی واجب ہو جاتی ہے) خواہ وہ سر منڈانا حج (کے احرام سے باہر ہونے) کیلئے تھا یا عمرہ کیلئے تھا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	بحر الرائق
۳۶	اور اگر قارن یا متمتع نے (قران یا تمتع کی) قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے دو قربانیاں واجب ہوں گی [5] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے ایک قربانی لازم ہوگی [6]۔	بحر الرائق

(ب) اور شرح وقایہ میں ہے کہ اگر کسی نے کوئی نسک کسی دوسرے نسک سے پہلے کر دیا (اور اسکے حاشیہ میں اس کا مفہوم یہ درج ہے کہ حج میں جو عبادت کی ادائیگی بعد میں واجب تھی اسے پہلے کر دیا یا اسکا الٹ کر دیا) مثلاً کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا دیا یا قارن نے (اور بین اسطور میں ہے کہ متمتع کیلئے بھی یہی حکم ہے) کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی یا اس نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا دیا تو اسپر قربانی لازم ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع حواشیہ ج ۱ ص ۲۶۲ - اور درمختار میں ہے کہ اگر کسی نے کوئی نسک خلاف ترتیب کسی دوسرے نسک سے پہلے کر دیا تو اسپر قربانی لازم ہے۔ اور لکھا ہے کہ یوم نحر میں چار کام واجب ہیں۔ کنکریاں مارے پھر قربانی ذبح کرے بشرطیکہ وہ صرف حج کرنے والا نہ ہو (یعنی وہ قارن یا متمتع ہو) پھر سر منڈائے اور پھر طواف (زیارت) کرے۔ البتہ طواف کیلئے پہلے تین کاموں کے ساتھ ترتیب واجب نہیں پس اگر کسی نے اس دن کنکریاں مارنے یا قربانی ذبح کرنے یا سر منڈانے سے پہلے یہ طواف کر دیا تو اسپر قربانی لازم نہ ہوگی البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور باقی تینوں کاموں میں یہ ترتیب واجب ہے کہ پہلے کنکریاں مارے پھر قربانی کرے (جبکہ وہ قارن یا متمتع ہے) اور پھر سر منڈائے (یا سر کے بال کترائے) اور صرف حج کرنے والے پر چونکہ حج کی وجہ سے قربانی واجب نہیں ہوتی لہذا اس پر (مذکورہ ترتیب میں) یہی واجب ہے کہ وہ پہلے کنکریاں مارے اور پھر سر منڈائے (یا سر کے بال کترائے)۔ ماخوذ از درمختار ودرالمختار ج ۲ ص ۲۸۶ (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۲/۳۱۰ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱۸/۳۱۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حج میں شکار کے قصور کے متعلق احکام حکم ۳۱۴ میں اور درخت کاٹنے کے متعلق ۳۱۵ میں اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کے متعلق ۳۱۶ اور ایک احرام کے ساتھ دوسرا احرام جمع کرنے کے متعلق حکم نمبر ۳۱۷ اور احصار اور اسکے حکم کے متعلق حکم نمبر ۳۱۸، ۳۱۹ اور حج فوت ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۲۰ میں احکام ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب التاسع فی الصید

دفعات ۳۱۴ تا ۳۱۵ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۱۰

۳۱۴- الصید تعداد شق ۱۰۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	الصید هوالحیوان الممتنع المتوحش فی اصل الخلقة وهو نوعان بری وهو مایکون توالده وتناسله فی البر وبحری وهو مایکون توالده فی الماء لان المولد هوالاصل والتعیش بعد ذلك عارض فلا یتغیر به و یحرم الاول علی المحرم دون الثانی	کذا فی التبیین
۲	ان تتل محرم صیدا فعلیه الجزاء	کذا فی المتون
۳	ویستوی فی ذلك العامد والناسی والخاطئ والمبتدی بقتل الصید والعائد الی قتل صید آخر	هکذا فی السراج الوهاج
۴	والمبتدی فی الحج والعائد فیه سواء	کذا فی التبیین
۵	والمملوك والمباح سواء	کذا فی المحیط
۶	والجزاء قیمة الصید بان یقومه عدلان فی المکان الذی قتله فیه زمان القتل لاختلاف القیم باختلاف الاماکن والازمنة	هکذا فی التبیین
۷	وان کان فی بریة لایباع فیها الصید یعتبر اقرب المواضع منه مما یباع فیه	هکذا فی التبیین

۱ حکم نمبر $\frac{۱۷}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر سمندر کا پانی حرم کی سرزمین میں (بھی) آجائے تو اس کا شکار عموم آیت کی بنا پر حلال ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۲ (مترجم) ۲ اور اگر غیر محرم حرم شریف میں شکار مارے تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۷}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۹، ۲۰}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نواں باب (احرام میں) شکار کے احکام

دفعات ۳۱۴ تا ۳۱۵ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۱۰

۳۱۴ - (احرام میں) شکار کرنا

اور اسمیں ۱۰۰ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	شکار سے مراد وہ جانور ہے جس کا حاصل کرنا مشکل ہو اور وہ طبعی خصلت میں وحشی (یعنی غیر مانوس) ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں - ایک قسم بری شکار اور اس سے مراد وہ جانور ہے۔ جس کی پیدائش اور اس کی نسل کا بڑھنا خشکی میں ہو۔ دوسری قسم بحری شکار ہے - اور اس سے مراد وہ جانور ہے جس کی پیدائش پانی میں ہو۔ اس لئے کہ جائے پیدائش ہی اصل ہے اور اس کے بعد (خشکی یا تری میں) زندگی گذارنا عارضی امر ہے۔ پس اس کی وجہ سے اصل نہیں بدلتی - اور محرِم کے لئے شکار کی پہلی قسم حرام ہے۔ اس پر دوسری قسم حرام نہیں ہے۔ [۱]	تبیین
۲	اگر کسی محرِم [۲] نے (بری) شکار مارا تو اس پر اس کی جزا لازم ہوگی۔	متون
۳	مذکورہ حکم میں جان بوجھکر مارنے والا - بھولے سے مارنے والے - غلطی سے مارنے والا اور خواہ وہ پہلی دفعہ شکار کرنے والا ہو یا دوسرے شکار کے لئے دوبارہ کر رہا ہو۔ سب صورتوں میں حکم برابر ہے	سراج وہاج
۴	مذکورہ حکم میں پہلی بار حج کرنے والا اور دوبارہ حج کرنے والا (بھی) برابر ہے۔	تبیین
۵	وہ شکار کسی کی مِلک ہو یا مباح ہو (مذکورہ حکم میں) برابر ہے۔	محیط
۶	جزا [۳] سے مراد اس شکار کی وہ قیمت ہوگی جو قیمت اس شکار مارنے کی جگہ اور زمانہ میں دو عادل (معتبر) شخص تجویز کریں۔ اس لئے کہ جگہ اور زمانہ کے اختلاف سے قیمتیں بدل جاتی ہیں۔	تبیین
۷	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ ایسی غیر آباد جگہ ہو کہ اس میں اس شکار کی فروخت نہ ہوتی ہو تو پھر اس سے قریب ترین جگہ میں قیمت کا اعتبار ہوگا۔ جس میں وہ شکار بک سکتا ہو۔	تبیین

[۳] عادل یعنی معتبر شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۶۷/۶ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	حوالہ
۳۱۴-۸	ثم هو مخير فى القيمة ان شاء اشترى بها هديا وذبحه ان بلغت القيمة هديا وان شاء اشترى طعاما وتصدق على كل مسكين نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعير وان شاء صام	كذا فى الكافى
۹	فان اختار الصوم قوّم المقتول طعاما وصام عن كل نصف صاع يوما وان فضل من الطعام اقل من نصف صاع كان مخيرا ان شاء صام عنه يوما وان شاء اخرج طعاما	كذا فى الايضاح
۱۰	وان كان الواجب دون طعام مسكين فاما ان يطعم القدر الواجب او يصوم يوما كاملا	كذا فى الكافى
۱۱	وان اختار الذبح فعليه الذبح فى الحرم والتصدق بلحمه على الفقراء ويجوز الاطعام فى اى موضع شاء وكذا الصوم	هكذا فى التبيين
۱۲	وان ذبحه فى الحل لم يجزئه عن الهدى واجزأه عن الطعام اذا تصدق بلحمه على الفقراء على كل فقير قدر قيمة نصف صاع من حنطة اذا بلغ قيمته والا فيكمل	هكذا فى المحيط
۱۳	واذا سرق لحمه بعد الذبح وقد كان الذبح فى الحرم فليس عليه بدله وان كان الذبح خارج الحرم فعليه بدله	هكذا فى المحيط
۱۴	وان اختار الهدى وفضل منه شئ لا يبلغ الهدى فهو بالخيار فى الفضل ان شاء صام عن كل نصف صاع من بر يوما وان شاء تصدق به واذا كل	

۱؎ مکانِ صرف کے متعلق حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ صاع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۰۱ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۵۳/۲۶۱، ۹/۲۵۹ وغیرہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ البتہ بعض صورتوں میں روزہ کفایت نہیں کرتا اسکے متعلق حکم ۱۷، ۶۸/۳۱۴ ب و ۳ و/۳۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۲/۳۱۵، ۱۶/۲۳۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ حکم نمبر ۱۳/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۸	پھر (مذکورہ قیمت کے متعلق) اسے اختیار حاصل ہے کہ (ا) اگر چاہے تو اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید کر ذبح کرے [۱] جبکہ وہ قیمت قربانی کے جانور کی قیمت کو پہنچ جائے۔ (ب) اور اگر چاہے تو اس قیمت سے کھانا خریدے اور ہر مسکین پر نصف [۲] صاع گیہوں یا ایک صاع کھجوریں یا جو صدقہ کرے۔ (ج) اور اگر چاہے تو روزے رکھے [۳]۔	کافی
۹	اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) روزے رکھنا اختیار کیا تو مارے ہوئے شکار کی قیمت طعام سے مقرر کی جائے گی اور ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے گا۔ اور اگر اس طعام سے نصف صاع سے کم بچ گیا تو اسے اختیار حاصل ہے۔ چاہے تو اس کے عوض ایک پورا دن روزہ رکھے اور چاہے تو اتنا طعام صدقہ کردے۔	ایضاح
۱۰	اگر (مارے ہوئے مذکورہ شکار کی وجہ سے) واجب قیمت ایک مسکین کے طعام سے کم ہو تو وہ قدر واجب طعام صدقہ کرے یا ایک پورا دن روزہ رکھے۔	کافی
۱۱	(ا) اگر اس نے (مذکورہ شکار کے عوض واجب قیمت کی) قربانی ذبح کرنا اختیار کیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ قربانی حرم میں ذبح کرے [۴] اور اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کردے [۵] (ب) اور (مذکورہ شکار کے عوض) طعام دینے (کو اختیار کرنے کی صورت) میں جائز ہے کہ جہاں چاہے دے۔ (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ شکار کے عوض) روزے رکھے [۶]	۔ تبیین
۱۲	اگر (مذکورہ ۱۱ (ا) / ۳۱۴ کی صورت میں) اس نے اسے (حرم کے باہر) حِل میں ذبح کیا تو اسے اس قربانی کے لئے کفایت نہ کرے گا۔ البتہ اگر اس کا گوشت فقراء پر صدقہ کردیا اور ان فقراء میں سے ہر فقیر کو اتنا گوشت دے دیا جس کی قیمت نصف صاع گیہوں کے برابر ہو تو کھانا دینے کے طور پر کفایت کر جائے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ واجب شدہ جزا کی قیمت نصف صاع گیہوں کی قیمت تک پہنچے ورنہ نصف صاع گیہوں کی قیمت تک پورا کرے۔	محیط
۱۳	اگر (مذکورہ) قربانی کا گوشت ذبح کے بعد چوری ہو گیا۔ تو اس کے متعلق حکم یہ ہے۔ (ا) اگر وہ قربانی حرم شریف میں ذبح کی تھی تو اس پر اس کا بدل دینا لازم نہیں ہے (ب) اور اگر وہ قربانی حرم شریف سے باہر ذبح کی تھی تو اس پر اس کا بدل دینا لازم ہے [۷]	محیط
۱۴	اگر اس نے (یعنی محرم نے شکار کے عوض واجب قیمت کی) قربانی کرنا اختیار کیا اور کچھ رقم بچ گئی جو (دوسری) قربانی کی قیمت کو نہیں پہنچتی تو اسے اختیار حاصل ہے۔	

[۶] جیسا کہ مذکورہ حکم کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ یہ روزے غیر مکہ میں رکھنا بھی جائز ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۲۷۸ اور حکم نمبر ۱۱ / ۳۱۴ میں مندرجہ تینوں صورتوں میں اختیار کا ذکر حکم ۸ / ۳۱۴ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱۱ (ا)، ۱۲ / ۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	حوالہ
۳۱۴-	مسکین نصف صاع وان شاء تصدق بالبعض ویصوم بالبعض	کذا فی التبیین
۱۵	وعلی ھذا لو بلغت قیمتہ ھدیین کان لہ الخیار ان شاء ذبحہما او تصدق بہما او صام عنہما او ذبح احدہما وادی بالاخر ای الکفارات شاء او جمع بین الثلث	کذا فی التبیین
۱۶	ولو قتل المحرم صیدا فی الحرم فعلیہ ما علی المحرم الذی کان خارج الحرم ولا یجب علیہ شیئ لاجل الحرم	کذا فی النھایۃ
۱۷	الحلال اذا قتل صیدا فی الحرم فحکمہ علی ما ذکر الا ان الصوم لا یجوز فیہ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۸	والقارن اذا قتل صیدا فعلیہ جزآن	کذا فی شرح الطحاوی
۱۹	ومن قتل ما لا یؤکل لحمہ من الصید کالسباع ونحوھا فعلیہ الجزاء ولا یتجاوز بقیمتہ شاۃ	کذا فی السراج الوہاج

لہ جنکے متعلق احکام کا ذکر حکم ۱/۳۱۴ سے شروع ہے (مترجم) ۲ہ جیسا کہ حکم ۶۸ب/۳۱۴، ۲ ل/۳۱۵ میں ہے نیز حکم نمبر ۸/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ہ حج کی بحث میں قران کے مفہوم کے متعلق حکم ۳۰۶ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ قارن پر مفرد کی نسبت دوگنا کفارہ اس صورت میں لازم ہوتا ہے کہ وہ قصور نفس احرام کیوجہ سے ہو۔ مثلاً سلا ہوا لباس پہنے خوشبو لگائے۔ بال دور کرنے یا ناخن کاٹنے سے قارن پر دو احراموں کی وجہ سے دوگنا کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر وہ قصور نفس احرام کی وجہ سے نہیں بلکہ حج وعمرہ کی وجہ سے ہو مثلاً اس نے سعی یا رمی چھوڑدی یا امام سے پہلے یعنی غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے آگیا یا حج یا عمرہ کا طواف بے وضو یا جنابت کی حالت میں کیا تو یہ قصور حج وعمرہ کے واجبات ترک ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ان کی وجہ سے قارن پر صرف ایک کفارہ ہی لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ قصور حج وعمرہ کیوجہ سے تو نہ تھا مگر سبب غیر احرام تھا مثلاً اس نے حرم شریف کا ممنوع درخت کاٹا تو اس کی وجہ سے بھی قارن پر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا تعلق غرامات سے ہے اس کا تعلق احرام سے نہیں ہے (حکم نمبر ۲ب/۳۱۵ ملاحظہ ہو) البتہ حرم شریف کا شکار کرنے کی صورت میں قارن پر دوگنا جزا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ احرام کی حرمت حرم کی حرمت سے قوی ہے۔ حرم کی جنایت احرام کی جنایت کی ذیل میں قرار پائے گی۔ اور قارن کے احرام دو ہیں۔ پس اس پر جزا بھی دوگنا ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۷ وھکذا فی البحر الرائق ج ۳ ص ۴۳، ص ۴۵ نیز رد المحتار میں ہے کہ وہ متمتع جو ہدی ہانک لے چلا ہو یا وہ متمتع جو ہدی نہ لے چلا مگر اس نے عمرہ کے احرام سے باہر ہونے

دفعات و شق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-	(ا) چاہے تو بچی ہوئی رقم میں سے ہر نصف صاع گیہوں کے عوض ایک روزہ رکھے - (ب) یا چاہے تو بچی ہوئی رقم سے ہر مسکین پر نصف صاع گیہوں صدقہ کرے (حکم نمبر ۸/۳۱۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) (ج) اور چاہے تو بعض سے ہر مسکین پر نصف صاع گیہوں صدقہ کرے اور بعض سے ہر نصف صاع گیہوں کے عوض روزہ رکھے -	تبیین
۱۵	اس (مذکورہ) اختیار کی بنا پر اگر (مذکورہ صورت میں) واجب شدہ قیمت دو قربانیوں کی قیمت تک پہنچ گئی تو اسے اختیار حاصل ہے (ا) چاہے تو دو قربانیاں (حرم شریف میں) ذبح کرے - (ب) یا چاہے تو دونوں کی قیمت سے طعام صدقہ کرے (ج) یا چاہے تو (مذکورہ حساب سے) روزے رکھے (د) یا چاہے تو ایک قربانی ذبح کرے اور دوسری کی قیمت سے (اس کفارہ کی ادائگی کے تینوں طریقوں میں سے) جونسا کفارہ چاہے ادا کرے (س) اور یا چاہے تو کفارہ کے تینوں طریقوں کو جمع کردے (یعنی ایک قربانی ذبح کردے اور باقی میں سے کچھ کے عوض روزے رکھدے اور کچھ کا طعام صدقہ کردے)	تبیین
۱۶	اگر محرم نے حرم شریف میں شکار مارا تو اس پر وہی جزا لازم ہوگی جو حرم شریف سے باہر محرم پر لازم ہوتی ہے [۱] اور حرم شریف کی وجہ سے مزید کچھ لازم نہ ہوگا۔	نہایہ
۱۷	جو شخص احرام والا نہیں ہے اس نے اگر حرم شریف میں شکار کیا تو اس کے متعلق وہی حکم ہے جو (محرم کے شکار کی صورت میں ۱۶/۳۱۴ میں) ذکر ہوا - لیکن (اس غیر مُحرِم کو) مذکورہ کفارہ کے لئے روزے رکھنا جائز نہیں ہے [۲]	شرح طحاوی
۱۸	جو شخص قِران والا ہے اس نے اگر شکار مارا تو دوگنا جزا لازم ہوگی [۳] -	شرح طحاوی
۱۹	اگر کسی مُحرِم نے (مذکورہ شکار میں) ایسا جانور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً درندہ یا اس کی مانند کوئی شکار مارا تو اس پر جزا لازم ہوگی اور اس کی قیمت ایک بکری سے زیادہ نہ ہوگی [۴]	سراج وہاج

[۳] نیز جس کا احرام باندھ لیا یا جس نے دو حجوں یا عمروں کے احراموں کو جمع کیا تو اس پر قارن کی طرح نفس احرام کے قصور پر دوگنا جزا لازم ہوگی اور اگر کسی نے سو حج یا عمروں کا احرام باندھا ادائے چھوڑنے سے پہلے ایسا قصور کیا جسکا تعلق نفس حرام سے ہے تو اسپر سوگنا جزا لازم ہوگی - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۳۰۷ - نیز حکم نمبر ۳۴/۳۱۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو- (مترجم) [۴] اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ درندہ مملوک ہے - اس نے حملہ نہیں کیا اور محرم نے اسے مار دیا تو اسپر بطور حق اللہ ایک بکری کی قربانی اور بطور حق مالک اسکے مالک کیلئے اسکی قیمت بھی لازم ہوگی - نیز اگر کسی محرم پر اونٹ نے حملہ کیا اور اس محرم نے اسے مار دیا تو اسپر اس اونٹ کے مالک کے لئے قیمت لازم ہوگی اس لئے کہ درندوں کے لئے صاحب حق شارع ہی ہے اور اس کا اذن ہے. مگر اونٹ کے لئے صاحب حق اس کا مالک بھی ہے اور اس کے اذن کے بغیر مارا - (پس اسکی قیمت لازم ہے) ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ صـ ۳۰۱ اور ایسا درندہ اور شکار جو محرم پر حملہ کریں اور وہ انہیں مار دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰، ۹۹/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	حوالہ
۳۱۴-۲۰	وان صال السبع علی محرم فقتله فلا شیئ علیه وکذا اذا صال الصید	کذا فی السراج الوهاج
۲۱	المحرم اذا قتل بازیا معلما فانه تجب علیه قیمته بازیا معلما بالغة مابلغت لصاحبه وتجب علیه قیمته غیر معلم لله تعالی	کذا فی شرح الطحاوی
۲۲	وکذا اکل صید مملوک قد الف وعلم فقتله تجب علیه قیمته معلما لصاحبه وغیر معلم لله تعالی	کذا فی شرح الطحاوی
۲۳	وکذا لو اتلف حلال صیدا مملوکا فی الحرم معلما	هکذا فی محیط السرخسی فی باب قتل الصید
۲۴	محرم جرح صیدا فان مات منه یضمن قیمته وان برئ منه ولم یبق له اثر لا یضمن وان بقی له اثر یضمن النقصان وان لم یعلم انه مات او برئ فی الاستحسان ان یلزمه جمیع القیمة	هکذا فی محیط السرخسی فی قتل المحرم الصید
	فان وجده بعد الجرح میتا وعلم ان موته کان بسبب آخر ضمن الجرح فقط	کذا فی النهر الفائق
۲۵	ولو جرح صیدا او نتف شعره او قطع عضوا منه ضمن مانقصه	کذا فی الهدایة

[1] حکم نمبر ۱۹، ۹۹/۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر کسی محرم نے کوئی جانور اصلاح کے قصد سے مار دیا۔ مثلاً اس نے کبوتر کو بلی سے چھڑایا یا اسے جال سے چھڑایا اور ایسا کرنے سے کبوتر مرگیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۹۶ (مترجم) [2] اور اگر زخمی کیا اور اس کا کفارہ دینے سے پہلے پھر اس جانور کو مار دیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹ ب/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۷/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴ - ۲۰	اور اگر کسی درندے نے محرم پر حملہ کر دیا اس نے اسے قتل کر دیا۔ تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اسیطرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر شکار نے حملہ کر دیا (اور محرم نے اسے مار دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا) [۱]	سراج وہاج
۲۱	جو شخص احرام والا ہے اس نے اگر سکھائے ہوئے باز قتل کر دیا تو اس پر سکھائے ہوئے باز کی قیمت جو بھی ہو۔ لازم ہوگی جو اس باز کے مالک کے لئے ہوگی اور اس پر بغیر سکھائے ہوئے باز کی قیمت (بھی) اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
۲۲	اس (مذکورہ حکم کی) طرح ہر وہ شکار جو کسی کی ملک ہو جو مانوس شدہ اور سکھایا ہوا ہو۔ اسے محرم قتل کر دے تو اس محرم پر سکھائے ہوئے اس شکار کی قیمت اس کے مالک کے لئے اور غیر سکھائے ہوئے اس شکار کی قیمت اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
۲۳	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر غیر محرم شخص نے حرم شریف میں مملوک شکار کو جو سکھایا ہوا ہو ہلاک کر دیا (تو اس پر سکھائے ہوئے اس شکار کی قیمت مالک کے لئے اور غیر سکھائے اس شکار کی قیمت اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر لازم ہوگی)۔	محیط سرخسی
۲۴	کسی محرم نے کسی (ممنوع) شکار کو زخمی کر دیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر وہ شکار اس زخم [۲] سے مر گیا تو وہ محرم اسکی قیمت کا ضامن ہوگا (ب) اگر وہ شکار ٹھیک ہوگیا اور اس پر اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا تو وہ ضامن نہ ہوگا۔ (ج) اگر کچھ اثر باقی رہا تو جس قدر اسکی قیمت میں نقصان آگیا ہے اس کا ضامن ہوگا۔ (د) اور اگر یہ معلوم نہ ہوا کہ اس زخم سے وہ شکار مر گیا یا وہ ٹھیک ہوگیا تو از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے پوری قیمت لازم ہوگی۔ (س) اگر اس محرم نے وہ زخمی شکار بعد میں مردہ حالت میں پایا اور اسے یہ معلوم ہوگیا کہ اس کی موت اس زخم کے علاوہ کسی اور سبب سے ہوئی ہے تو وہ محرم صرف اس زخم سے واجب شدہ قیمت کا ضامن ہوگا۔	محیط سرخسی نہر فائق
۲۵	اگر کسی نے (ممنوع) شکار زخمی کیا۔ یا اس کا بال نوچ دیا یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا تو اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اسکی قیمت میں جو نقصان ہوا ہے اس کا ضامن ہوگا [۳]	ہدایہ

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	الصید	حوالہ
۲۶-۳/۴	ولو نتف ریش طائر او قطع قوائم صید فخرج من حیز الامتناع فعلیه قیمته کاملة		کذا فی الهدایة
۲۷	محرم کسر بیضة من بیض الصید فان کانت مذرة فلا شئ علیه وان کانت صحیحة ضمن قیمتها عندنا		کذا فی النهایة
۲۸	وکذا اذا شوی بیض صید		هکذا فی المحیط ومحیط السرخسی
۲۹	ولو جرح صیدا فکفر ثم قتله کفر اخری ولو لم یکفر حتی قتله لزمته کفارة بالقتل ونقصان بالجراحة		کذا فی المحیط
۳۰	وان قتل الصید بعد ما اخرجه من حیز الامتناع هل یجب علیه الجزاء آخر قال فی الوجیز لا یجب علیه اذا کان قبل ان یؤدی الجزاء		کذا فی السراج الوهاج
۳۱	حلال جرح صید الحرم ثم ازدادت قیمته بشعر او بدن ثم مات من الجراحة ضمن نقصان الجراحة وقیمته یوم مات وان انتقصت قیمته بشعر ثم مات ضمن قیمته یوم جرح ولو ادی الجزاء ثم ازدادت قیمته فی الحرم بشعر او بدن ثم مات من الجرح ضمن الزیادة کما قبل التکفیر		کذا فی الکافی
۳۲	محرم جرح صیدا فی الحل ثم حل من الاحرام فزاد شعرا او بدنا ضمن النقصان وقیمته کاملة یوم مات وان فدی قبل الزیادة لا یضمنها فان کان محرما بعد ضمن الزیادة بعد الفداء		

[۱] ردالمحتار میں ہے کہ حیز الامتناع سے نکل جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس قابل نہ رہا کہ وہ اپنا بچاؤ خود کر سکے ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۹۶ (مترجم) [۲] حکم نمبر ۳۲ب/۲۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] چنانچہ شرح وقایہ میں ہے کہ (ممنوع) شکار کا انڈا توڑنے میں اس انڈے کی قیمت لازم ہوگی اور اگر اسے توڑا تو اس سے مردہ بچہ نکلا تو زندہ بچہ کی قیمت لازم ہوگی۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۶۷ اور ہدایہ میں ہے کہ یہ حکم اس لئے ہے کہ

دفعات دستی نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۶-۳۱۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) کسی پرندے کے پر نوچ دیئے یا کسی شکار کے پاؤں کاٹ دیئے جس کی وجہ سے وہ جانور اپنے آپ کو بچانے [1] کے قابل نہ رہا تو اس پر اس کی پوری قیمت لازم ہوگی [2]	ہدایہ
۲۷	کسی محرم نے کسی (ممنوع) شکار کا انڈا توڑ دیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ انڈا گندا ہو گیا تھا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر وہ انڈا صحیح تھا تو ہمارے ہاں وہ اس انڈے کی قیمت کا ضامن ہوگا [3]	نہایہ
۲۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی مُحرِم نے کسی (ممنوع) شکار کا انڈا بھونا (تو ہمارے ہاں وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا) [4]	محیط و محیط سرخسی
۲۹	(ا) اگر کسی نے (ممنوع) شکار زخمی کیا۔ اسکا کفارہ ادا کر دیا اور پھر اس نے وہ جانور مار دیا تو دوسرا کفارہ دے گا۔ (ب) اور اگر اس نے (ابھی زخمی کرنے کا) کفارہ نہیں دیا تھا کہ پھر اسے مار دیا تو اس پر اس شکار کو مار دینے کا کفارہ اور اسے زخمی کرنے سے اس کی قیمت میں جو نقصان ہوا تھا وہ بھی لازم ہوگا [5]	محیط
۳۰	اگر کسی نے (ممنوع) شکار کو بچاؤ کے قابل نہ چھوڑا اس کے بعد اسے مار دیا تو کیا اس پر دوسری جزا لازم ہوگی ؟ اس کے متعلق الوجیز میں ہے کہ اگر جزا کے ادا کرنے سے پہلے اسے مار دیا تو اس پر دوسری جزا واجب نہ ہوگی [6]۔	سراج وہاج
۳۱	(ا) کوئی شخص احرام والا نہ تھا اس نے حرم شریف کا شکار زخمی کیا پھر اس کے بالوں یا اس کے بدن کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ شکار اس زخم کی وجہ سے مر گیا تو اسے زخمی کرنے کی وجہ سے اس جانور کی قیمت کے نقصان اور اس کی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو اس جانور کے مرنے کے دن تھی۔ (ب) اگر (وہ شکار زخمی کرنے سے) اس کے بالوں (یا بدن) کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ گئی پھر وہ جانور مر گیا تو (اسے زخمی کرنے کی وجہ سے) اس جانور کی قیمت کے نقصان اور اس کی اس قیمت کا ضامن ہوگا۔ جو اس کے زخمی ہونے کے دن تھی۔ (ج) اور اگر اس نے اس کی (واجب شدہ) جزا ادا کر دی پھر حرم شریف میں اس کی قیمت اس کے بالوں یا بدن کی وجہ سے بڑھ گئی پھر وہ جانور اس زخم سے مر گیا تو وہ اس اضافہ کا ضامن ہوگا۔ جیسا کہ اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مذکورہ صورت پیش آنے میں حکم ہے۔	کافی
۳۲	احرام والے شخص نے حرم شریف سے باہر (کسی ممنوع) شکار کو زخمی کیا پھر وہ احرام سے باہر ہو گیا اور اس شکار کی قیمت بالوں یا بدن کی وجہ سے بڑھ گئی تو وہ اسے زخمی کرنے کی وجہ سے نقصان کا اور اس جانور کی اس پوری قیمت کا ضامن ہوگا جو اس جانور کے مرنے کے دن تھی۔	

[1] وہ اس شکار کی اصل ہے اور اس میں شکار بننے کی صلاحیت ہے۔ [2] اور یہ حکم تب ہے کہ وہ گندہ نہ ہو چکا ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اس انڈے کو توڑنے پر اس سے مردہ بچہ نکلنے کی صورت میں اسے قبل از وقت توڑنا اس کی موت کا سبب قرار پا کر احتیاطاً قیمت لازم ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۷۹ (مترجم)

[3] حکم نمبر ۲۷/۳۱۴ کا حاشیہ و حکم نمبر ۲۷/۳۱۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۰/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۹/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید الصید	حوالہ
۳۱۴-	وان کان الصید فی یدہ ففدی ثم مات ضمن قیمتہ مستقبلۃ یوم مات	کذا فی الکافی
۳۳	حلال جرح صید الحرم ولم یخرجہ عن الصیدیۃ وجرح حلال آخر مثل ذلک ومات منھما فعلی الاول مانقصہ جرحہ وھو صحیح وعلی الثانی مانقصہ جرحہ وھو جریح ومابقی من قیمتہ فعلیھما نصفان فان قطع الاول یدہ اورجلہ واخرجہ من الصیدیۃ ثم قطع الاخر یدہ اورجلہ ضمن الاول قیمتہ کاملۃ مات اولا وضمن الثانی مانقصہ بقطعہ فان مات ضمن الثانی نصف قیمتہ وبہ الجنایتان ولوزاد بینھما ضمن الاول مانقصتہ جنایتہ غیرزائدۃ وقیمتہ زائدۃ یوم مات وبہ الجنایۃ الثانیۃ وضمن الثانی مانقصتہ جنایتہ زائدۃ ونصف قیمتہ یوم مات وبہ الجنایتان	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر $\frac{۳۱ ج}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۳۱۴}$ کا حاشیہ و حکم نمبر $\frac{۴۲}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{۲۶}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-	اور[۲] اگر اس نے اس کی قیمت میں (مذکورہ) اضافہ سے پہلے اس کا فدیہ دے دیا تو پھر اضافہ کا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر[۳] (مذکورہ صورت میں) وہ ابھی تک احرام میں رہا تھا تو فدیہ دینے کے بعد بھی اس اضافہ کا ضامن ہوگا[۱]۔ اور اگر[۴] شکار اس کے قبضہ میں تھا اور اس نے اس (کے زخمی کرنے) کا فدیہ دے دیا پھر وہ شکار مر گیا تو وہ از سر نو اس قیمت کا ضامن ہوگا۔	کافی
۲۳	(الف) کوئی شخص احرام والا تھا اس نے حرم شریف کا (ممنوع) شکار زخمی کیا البتہ اسے شکار قرار پانے سے نہ نکالا (یعنی اس میں اپنے بچاؤ کی قوت باقی تھی) پھر اس جانور کو ایک اور غیر محرم نے ایسا ہی زخمی کیا۔ اور وہ جانور ان دونوں زخموں کی وجہ سے مر گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) پہلے شخص پر اس جانور کی اس قیمت کا نقصان لازم ہوگا۔ جو تندرست شکار کی قیمت میں اس کے زخم کی وجہ سے ہوا اور اس کی کل قیمت میں سے باقی ماندہ قیمت ان دونوں پر آدھی آدھی لازم ہوگی[۲]۔ (ب) پھر اگر اس پہلے شخص نے اس کا ہاتھ یا پاؤں کاٹا اور اس جانور کو شکار قرار پانے سے نکال دیا (یعنی اس میں اپنے بچاؤ کی قوت نہ رہی) پھر اس دوسرے شخص نے اس کا ایک اور ہاتھ یا پاؤں کاٹا تو پہلا شخص اس جانور کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا[۳] خواہ وہ زخمی جانور مرا یا نہ اور دوسرا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا جو اس کے کاٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی ہونے سے ہوا اور اگر وہ جانور مر گیا تو دوسرا شخص اس جانور کی اس قیمت کے نصف کا ضامن ہوگا۔ جو قیمت اس جانور کے ساتھ دو جنایتوں کی حالت میں بنتی تھی (یعنی جو قیمت ان دونوں شخصوں کے زخمی کر دینے کی حالت میں تھی) (ج) اور اگر اس پہلے شخص کے زخمی کرنے اور اس دوسرے شخص زخمی کرنے کے درمیان اس جانور کی قیمت بڑھ گئی (اور پھر وہ جانور مر گیا) تو پہلا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا جو اس کے قصور کی وجہ سے اس کی اس قیمت میں کمی ہونے سے ہوا جبکہ اس کی قیمت نہیں بڑھی تھی۔ نیز وہ اس جانور کی اس قیمت کا بھی ضامن ہوگا جو اس کے مرنے کے دن اس کی بڑھی ہوئی قیمت اور اس کے ساتھ دوسری جنایت کی حالت میں تھی اور دوسرا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ جو اس کے قصور کی وجہ سے اسکی بڑھی ہوئی قیمت میں کمی ہونے سے ہوا۔ نیز وہ اس جانور کی اس قیمت کے نصف کا بھی ضامن ہوگا جو اس کے مرنے کے دن دو جنایتوں کی حالت میں تھی۔	کافی

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فى الصيد	حوالہ
۳۱/۳۴ -	ولو قتله الثانى او تفاعينه ضمن كل قيمته وبه جناية الاولى	
	ولو جرحه الاول غير مستهلك والثانى قطع يده او رجله ومات منهما ضمن الاول ما نقصته جنايته صحيحا ونصف قيمته وبه الجنايتان وضمن الثانى قيمته وبه جرح الاول مات اولا	
	وكذا لو كانا محرمين الا فى تنصيف القيمة	كذا فى الكافى
۳۴	المحرمان اذا قتلا صيدا فى الحل او فى الحرم فعلى كل واحد منهما جزاء كامل وكذلك لو اشترك عشرة من المحرمين فى قتل صيد فعلى كل واحد منهم جزاء كامل	كذا فى شرح الطحاوى
۳۵	ولو كان شريك المحرم صبيا او كافرا لا شئ على الصبى والكافر وعلى المحرم جزاء كامل	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۶	حلالان قتلا صيدا فى الحرم بضربة كان على كل واحد نصف قيمته وكذا لو قتله جماعة يقسم الغرم على عدد الرؤس	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۷	وان ضربه احدهما ثم ضربه الاخر كان على كل واحد منهما ما نقصه ضربه ثم على كل واحد منهما نصف قيمته مضروبا بضربتين	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۸	ولو كان شريك الحلال محرما كان على المحرم جميع القيمة وعلى الحلال نصف قيمته مضروبا بضربتين	كذا فى فتاوى قاضيخان

[۱] حکم نمبر ۳۴/۳۱۴ کا حاشیہ و حکم نمبر ۴۲/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر احرام والے دو شخصوں نے ایک (ممنوع) شکار مارا تو ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں جزا کا لازم ہونا محرم کے فعل کی وجہ سے ہے اور وہ متعدد ہے اور اگر دو غیر محرم شخصوں نے حرم شریف کا (ممنوع) ایک شکار مارا تو کل ایک ہی جزا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں جزا کا لازم ہونا

حوالہ	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	دفعات وشق نمبر
	(د) اور اگر دوسرے شخص نے اس جانور کو مار دیا یا اس کی آنکھ نکال دی تو وہ اس جانور کی اس پوری قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت اس جانور کے ساتھ پہلی جنایت کی حالت میں بنتی تھی۔	۳۱۴-
	(ر) اور اگر اس پہلے شخص نے اسے ایسا زخم کیا جو غیر مہلک تھا اور اس دوسرے شخص نے اس جانور کا ہاتھ یا پاؤں کاٹ دیا اور وہ جانور ان دونوں زخموں کی وجہ سے مرگیا تو پہلا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا جو تندرست شکار کی قیمت میں اس کے قصور کی وجہ سے ہوا نیز وہ اس جانور کی اس قیمت کے نصف کا بھی ضامن ہوگا جو قیمت اس جانور کے ساتھ دو جنایتوں کی حالت میں تھی - اور دوسرا شخص اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت اسے پہلا زخم ہونے کی حالت میں تھی خواہ وہ جانور مرا یا نہ -	
کافی	(س) اور یہی (مذکورہ) احکام اس صورت میں ہیں جبکہ (مذکورہ صورت میں) وہ دونوں احرام والے تھے لیکن ان پر نصف قیمت لازم آنے کا حکم نہیں ہے (بلکہ ان پر پوری پوری قیمت لازم ہوگی)[1]	
شرح طحاوی	(ا) اگر دو مُحرِم شخصوں نے حِل میں یا حرم شریف میں ایک (ممنوع) شکار مارا تو ان میں سے ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی۔ (ب) اسی طرح اگر دس مُحرِم ایک شکار کے قتل میں شریک ہوئے تو ان میں سے ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی۔[2]	۳۴
قاضیخان	اگر (مذکورہ صورت میں) مُحرِم (کے شکار مارنے میں اس) کے ساتھ کوئی بچہ یا کافر شریک تھا تو اس بچے یا کافر پر کچھ لازم نہ ہوگا اور مُحرِم پر پوری جزا لازم ہوگی۔	۳۵ -
قاضیخان	دو شخص غیر مُحرِم تھے ان دونوں نے حرم شریف میں (ممنوع) شکار ایک ضرب سے مارا تو ان میں سے ہر ایک پر اس جانور کی نصف قیمت لازم ہوگی - اسی طرح اگر (غیر مُحرِم) ایک جماعت نے (حرم شریف میں ممنوع) شکار (کو ایک ضرب سے) مارا تو وہ واجب شدہ جزا ان کی تعداد پر تقسیم کی جائیگی۔	۳۶
قاضیخان	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان غیر محرموں میں سے ایک نے پہلے ضرب لگائی پھر اس کے بعد دوسرے نے ضرب لگائی تو ان میں سے ہر ایک پر وہ جزا لازم ہوگی جو اس کی ضرب کی وجہ سے اس کی قیمت میں نقصان ہوا پھر ان میں سے ہر ایک پر اس جانور کی اس قیمت کا نصف لازم ہوگا - جو دو ضربوں سے مضروب حالت میں اس کی قیمت تھی -	۳۷
قاضیخان	اگر (مذکورہ صورت میں حرم شریف کا شکار دو ضربوں سے مارنے میں) غیر محرم شخص کے ساتھ مُحرِم شخص شریک تھا تو مُحرِم شخص پر اس جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی اور غیر محرم شخص پر اس جانور کی اس قیمت کا نصف لازم ہوگا - جو دو ضربوں سے مضروب حالت میں اسکی قیمت تھی -	۳۸

[1] محل کی وجہ سے ہے اور وہ ایک ہے۔ [2] مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۳۰۷ وھکذا فی الھدایۃ ج ۱ ص ۲۸۶ نیز حکم ۱۸/۳۱۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید — الصید	حوالہ
۳۱۴-۳۹	حلال اصطاد صيدا فى الحرم فقتله فى يده حلال كان على كل واحد جزاء كامل ويرجع الآخذ على القاتل بما غرم	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۰	ولو ان حلالا وقارنا قتلا صيدا فى الحرم فعلى الحلال نصف الجزاء وعلى القارن جزاآن	كذا فى شرح الطحاوى
۴۱	ولو ان حلالا ومفردا وقارنا اشتركوا فى قتل صيد الحرم فعلى الحلال ثلث جزاء وعلى المفرد جزاء كامل وعلى القارن جزاآن وعلى هذا القياس تجرى هذه المسائل	كذا فى شرح الطحاوى
۴۲	ولو بدأ الحلال وثنى المفرد وثلث القارن ومات فعلى الحلال ما نقصته جراحته صحيحا من قيمته وثلث قيمته وبه الجراحات الثلاث وعلى المفرد ما نقصته جراحته وبه الجرح الاول وقيمته وبه الجراحات الثلث وعلى القارن ما نقصته جراحته وبه الاوليان وقيمتان وبه الجراحات	
	ولو كانت الاولى قطع يد او رجل او كسر جناح والثانية فقئ العينين فعلى الاول قيمته صحيحا وعلى الثانى قيمته وبه الجرح الاول وعلى القارن قيمتان وبه الجنايتان	كذا فى غاية السروجى شرح الهداية

۱ حکم نمبر $\frac{۶۲}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ قارن کے مفہوم کے متعلق حکم ۳۰۶ ملاحظہ ہو نیز حکم $\frac{۱۸}{۳۱۴}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم $\frac{۳۴}{۳۱۴}$ کا حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۱۸}{۳۱۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۳۱۴}$ ، $\frac{۱۸}{۳۱۴}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات دستی نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۹-۳۱۴	کسی غیر محرم شخص نے حرم شریف میں شکار پکڑا پھر ایک اور غیر محرم نے اس کے پکڑے ہوئے شکار کو مار دیا۔ تو ان میں سے ہر ایک پر اس جانور کی پوری جزا لازم ہوگی۔ اور اس شکار کو پکڑنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ جو جزا اس پر لازم ہوئی ہے وہ اسے اس شکار کو مارنے والے سے لے لے[1] ۔	قاضیخان
۴۰	اگر غیر محرم شخص اور قارن[2] شخص دونوں نے (شریک ہوکر) حرم شریف میں (ممنوع) شکار مارا تو غیر محرم شخص پر اس شکار کی نصف قیمت اور قارن شخص پر اس جانور کی دگنی قیمت لازم ہوگی۔	شرح طحاوی
۴۱	اور اگر غیر محرم شخص۔ صرف حج کے احرام والے شخص اور قارن شخص تینوں نے شریک ہوکر حرم شریف کا شکار مارا تو غیر محرم پر اس جانور کی قیمت کی ایک تہائی لازم ہوگی۔ اور صرف حج کے احرام والے پر اس جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی اور قارن شخص پر اس جانور کی دگنی قیمت لازم ہوگی۔ اور اسی قیاس کے موجب ان مسائل کے احکام ہیں[3] ۔	شرح طحاوی
۴۲	اگر کسی (ممنوع) شکار کو پہلے غیر محرم نے زخم کیا پھر صرف حج کرنے والے نے اور پھر قارن نے زخم کیا اور وہ جانور مرگیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) غیر محرم[1] پر وہ نقصان لازم ہوگا جو تندرست شکار کی قیمت میں اس کے زخم کی وجہ سے ہوا۔ نیز اس پر اس جانور کی اس قیمت کا ایک تہائی بھی لازم ہوگا جو قیمت اس جانور پر تین زخموں کی حالت میں بنتی تھی۔ اور[2] صرف حج کرنے والے پر وہ نقصان لازم ہوگا جو ایک زخم والے شکار کی قیمت میں اس کے زخم کی وجہ سے ہوا نیز اس پر اس جانور کی وہ پوری قیمت لازم ہوگی جو قیمت اس جانور پر تین زخموں کی حالت میں بنتی تھی۔ اور[3] قارن پر وہ نقصان لازم ہوگا جو دو زخموں والے شکار کی قیمت میں اس کے زخم کی وجہ سے ہوا۔ نیز اس پر اس جانور کی وہ قیمت دوگنا لازم ہوگی۔ جو قیمت اس جانور پر تین زخموں کی حالت میں تھی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) پہلا زخم اس جانور کا ہاتھ یا پاؤں کاٹنے یا پر توڑنے کا تھا اور دوسرا زخم اسکی آنکھیں نکالنے کا تھا۔ تو پہلے شخص پر اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی۔ جو قیمت اس جانور کی درست حالت میں تھی۔ اور دوسرے شخص پر اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو قیمت اس کے پہلے زخم کی حالت میں تھی اور قارن پر اس جانور کی وہ قیمت دوگنا لازم ہوگی۔ جو دو جنایتوں کی حالت میں اس کی قیمت تھی (یعنی جو قیمت پہلے اور دوسرے شخص کے زخمی کردینے کی حالت میں بنتی تھی)[4] ۔	غایہ سروجی

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید — الصید	حوالہ
۳۱۴-۴۳	محرم بعمرة جرح صیدا جرحا لا یستهلکه ثم اضاف الیه حجة ثم جرحه ایضا فمات من الکل فعلیه للعمرة قیمته صحیحا و قیمته للحج وبه الجرح الاول	
	ولو حل من العمرة ثم احرم بالحجة ثم جرحه الثانیة ضمن للعمرة قیمته وبه الجرح الثانی وللحج قیمته و به الجرح الاول	
	ولو کان حین حل من العمرة قرن بحجة وعمرة ثم جرح الصید فمات ضمن للعمرة القیمة وبه الجرح الثانی وضمن للقران قیمتین وبه الجرح الاول	
	فلو کان الجرح الاول استهلاکا بان قطع یده والمسئلة بحالها غرم للاول قیمته صحیحا وغرم للقران قیمتین وبه الجرح الاول ولو کان الثانی ایضا قطع یده فهذا والجرح الاول سواء	کذا فی محیط السرخسی
۴۴	مفرد بعمرة جرح صیدا وجرحه حلال ایضا ثم اضاف المفرد الی العمرة حجة فجرحه ایضا فمات الصید من ذلک کله ضمن للعمرة قیمته وبه جرح الحلال وقیمته للحج وبه الجراحات وضمن الحلال ما نقصه جرحه وبه الجرح الاول ونصف قیمته وبه الجراحات الثلاث	

دفعات وشق نمبر	نواں باب ۔ احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۴۳	(و) کوئی شخص عمرہ کے احرام والا ہے ۔ اس نے (ممنوع) شکار کو ایسا زخم کیا جو مہلک نہیں ہے پھر اس نے عمرہ کے احرام کے ساتھ حج کا احرام بھی ملالیا اور دوبارہ اس جانور کو زخمی کیا اور وہ جانور ان سب زخموں کی وجہ سے مرگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اس پر عمرہ کی وجہ اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو اس جانور کی درست حالت میں تھی اور حج کی وجہ اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو قیمت اس کے پہلے زخم کی حالت میں تھی (ب) اور اگر اس نے اس عمرہ کے احرام سے باہر ہو کر حج کا احرام باندھا اور پھر اس جانور کو دوبارہ زخمی کیا تھا تو وہ عمرہ کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت اس کے دوسرے زخم کی حالت میں تھی اور حج کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا ۔ جو قیمت اس کے پہلے زخم کی حالت میں تھی ۔ (ج) اور اگر صورتِ حال یوں تھی کہ جب وہ اس عمرہ کے احرام سے باہر ہوا تو اس نے حج اور عمرہ کے قِران کا احرام باندھ لیا پھر اس نے اس شکار کو زخمی کیا اور وہ جانور مرگیا تو عمرہ کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا ۔ جو قیمت اس کے دوسرے زخم کی حالت میں تھی اور قِران کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کے دوگنا کا ضامن ہوگا ۔ جو قیمت اس کے پہلے زخم کی حالت میں تھی ۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اس شکار کو پہلا زخم ایسا کیا جو مہلک تھا ۔ مثلاً اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور باقی مسئلہ حسب حال (مذکورہ) ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) پہلے زخم کی وجہ سے اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو اس جانور کی درست حالت میں تھی اور قِران کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا دوگنا لازم ہوگا جو قیمت اس جانور کے پہلے زخم کی حالت میں تھی ۔ (س) اور اگر دوسرا زخم بھی اس جانور کا ہاتھ کاٹنے کا تھا تو اس کا حکم اور پہلے زخم کا حکم برابر ہے ۔	محیط سرخسی
۴۴	(و) اگر صرف عمرہ کرنے والے نے کسی (ممنوع) شکار کو زخمی کیا اور کسی غیر مُحرِم نے بھی اس (ممنوع) شکار کو زخمی کیا پھر صرف عمرہ کرنے والے اس شخص نے اپنے عمرہ کے احرام میں حج کا احرام بھی ملالیا اور اس جانور کو پھر زخمی کیا اور ان سب زخموں سے وہ جانور مرگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ عمرہ کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت غیر مُحرِم کے زخم کی حالت میں تھی ۔ نیز حج کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا (بھی) ضامن ہوگا جو قیمت اس جانور پر دو زخموں کی حالت میں تھی ۔ اور غیر محرم شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا ۔ جو اس کے زخم کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت میں ہوا جو قیمت اس جانور کی پہلے زخم کی حالت میں تھی نیز وہ اس جانور کی اس قیمت کے نصف کا (بھی) ضامن ہوگا جو قیمت اس جانور کی تینوں زخموں کی حالت میں تھی ۔	

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	حوالہ
۳۱۴ -	ولو حل من عمرة بعد ما جرحه ثم جرحه الحلال ثم قرن ثم جرحه فمات ضمن للعمرة قيمته وبه الجنايتان الاخريان وللقران قيمتين وبه الجنايتان الاوليان وحكم الحلال لا يختلف ولو كانت الجنايات مستهلكات كقطع يد ورجل وفقء العينين فعليه للعمرة قيمته صحيحا وللقران قيمتان وبه الجنايتان الاوليان وعلى الحلال ما نقصه جرحه مجروحا بالاول ونصف قيمته وبه الجراحات الثلاث	كذا في الكافي
۴۵	ثم اعلم ان الجزاء يتعدد بتعدد المقتول الا اذا قصد به التحلل ورفض احرامه كما صرح به في الاصل	كذا في البحر الرائق
۴۶	صاد المحرم صيدا كثيرا على قصد الاحلال والرفض لاحرامه فعليه لذلك كله دم لانه قاصد الى تحليل لا الى جناية على الاحرام وتعجيل الاحرام يوجب دما واحدا	كذا في البحر الرائق
۴۷	اذا قتل الصيد تسبيبا فان كان متعديا في التسبيب يضمن والا فلا فاذا نصب شبكة فتعلق بها صيد فمات او حفر حفرة للماء فوقع فيها صيد ومات لا شيء عليه	كذا في البدائع
۴۸	ولو عان المحرم محرما او حلالا على صيد ضمن	كذا في البدائع

ا؎ اسکے متعلق حکم نمبر ۴۶/۳۱۴ و ۱۰/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۵/۳۱۴ ، ۱۰/۳۱۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ یعنی شکار کے قتل میں اسکی طرف سے بھی ہانکنے یا تعاون کرنے کی تعدی ہوئی ہے تو وہ ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ حکم نمبر ۶۱، ۸۳۰ تا ۸۴/۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دستی نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-	(ب) اور اگر (صرف عمرہ کرنے والا) وہ شخص اس شکار کو زخمی کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر ہو گیا پھر غیر محرم نے اس جانور کو زخمی کیا پھر اس (پہلے) شخص نے قران کیا اور پھر اس جانور کو زخمی کیا اور وہ جانور مر گیا تو وہ عمرہ کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت اخیر کی دو جنایتوں کی حالت میں تھی اور قران کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کے دوگنا کا ضامن ہوگا۔ جو قیمت پہلی دو جنایتوں کی حالت میں تھی اور غیر محرم شخص کے لئے (سابقہ مذکورہ) حکم نہ بدلے گا۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورتوں میں مذکورہ) زخم مہلک تھے۔ مثلاً ہاتھ پاؤں کاٹنا اور آنکھیں پھوڑنا تو اس پر عمرہ کی وجہ سے اس جانور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو اس جانور کی درست حالت میں تھی اور اس پر قران کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت کا دوگنا لازم ہوگا۔ جو قیمت اس جانور کی ساتھ دو جنایتوں کی حالت میں تھی اور غیر محرم پر وہ نقصان لازم ہوگا جو اس کے زخم کی وجہ سے اس جانور کی اس قیمت میں ہوا جو قیمت اس جانور کے پہلے زخم کی حالت میں تھی۔ نیز اس پر اس جانور کی اس قیمت کا نصف (بھی) لازم ہوگا جو قیمت اس جانور کے تینوں زخموں کی حالت میں تھی۔	کافی
۴۵	پھر یہ حکم بھی جان لو کہ اگر (ممنوع شکار) مارے ہوئے جانوروں کی تعداد زیادہ ہو تو اس پر واجب شدہ جزا کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی مُحرِم نے احرام سے باہر ہونے اور احرام توڑنے کے ارادے سے متعدد ممنوع جانوروں کا شکار کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ جیسا کہ اصل میں مذکور ہے۔	بحر الرائق
۴۶	کسی مُحرِم نے احرام سے باہر ہونے اور احرام توڑنے کے ارادے سے بہت سے شکار کئے تو اس پر ان سب کی وجہ سے ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ احرام سے باہر ہو نہ یہ کہ احرام کی حالت میں قصور کرے اور احرام (سے باہر ہونے) میں قبل از وقت جلدی کرنے سے ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے ؎۲	بحر الرائق
۴۷	اگر کوئی محرم کسی (ممنوع) شکار کی موت کا سبب بنا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ سبب بننے میں زیادتی کرنے والا تھا۔ ؎۳ تو وہ اس شکار کی قیمت کا ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ پس اگر کسی مُحرِم نے جال لگایا اور اس میں ممنوع شکار پھنس کر مر گیا یا کسی محرم نے پانی کے لئے گڑھا کھودا اور اس میں وہ جانور گر کر مر گیا تو اس مُحرِم پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	بدائع
۴۸	اور (مذکورہ قاعدہ کی بنا پر) اگر کسی مُحرِم نے دوسرے مُحرِم یا غیر مُحرِم شخص کو (ممنوع) شکار مارنے میں مدد کی تو مدد کرنے والا مُحرِم (بھی اس جانور کی قیمت کا) ضامن ہوگا۔	بدائع

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	الصید	حوالہ
۳۱۴ - ۴۹	کما یحرم علی المحرم قتل الصید یحرم علیہ الدلالۃ علی الصید ویتعلق بہما من الجزاء ما یتعلق بالقتل		کذا فی المحیط
۵۰	وصفۃ الدلالۃ الموجبۃ للجزاء ان لا یکون المدلول عالما بالصید وان یصدقہ فی الدلالۃ حتی لو کذبہ وصدق غیرہ لا ضمان علی المکذب وان یبقی الدال علی احرامہ حتی یقتلہ المدلول اما لو تحلل فقتلہ المدلول بعد ذلک لا شیئ علیہ دیاً وان یأخذ المدلول الصید قبل ان ینفلت عن مکانہ حتی انہ لو انفلت عن مکانہ ثم اخذہ بعد ذلک فقتلہ لا شیئ علی الدال		کذا فی السراج الوہاج
۵۱	محرم دل محرما علی صید فعلی کل واحد منہما جزاء کامل		کذا فی المحیط
۵۲	محرم دل حلالا فقتلہ المدلول فعلی الدال قیمتہ ولا شیئ علی الحلال		کذا فی المحیط
۵۳	حلال دل محرما او حلالا علی صید الحرم فلا شیئ علی الدال وعلی القاتل الجزاء		کذا فی محیط السرخسی
۵۴	ولو اشار الیہ فان کان المشار یری الصید او یعلم بہ من غیر اشارتہ فلا شیئ علی المشیر الا انہ یکرہ ذلک		ہکذا فی البدائع
۵۵	امر المحرم محرما بقتل الصید ودلہ علیہ فامر الثانی ثالثا بقتلہ فقتلہ فعلی کل واحد منہم جزاء کامل		ہکذا فی المحیط

[1] اس دلالت کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جزا واجب کرنے والی دلالت کی شرطوں کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جزا واجب کرنے والی شرطوں کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ اور اگر وہ شکار حرم شریف کا تھا تو غیر محرم پر جزا لازم ہونے

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۴۹-۳۱۴	جس طرح احرام والے شخص پر (ممنوع) شکار کا مارنا حرام ہے اسی طرح اس پر یہ بھی حرام ہے کہ شکار پر دلالت کرے [1] (یعنی دوسرے کو بتائے) اور محرم پر شکار بتانے میں بھی وہی جزا لازم ہوتی ہے جو اس شکار کے مارنے میں لازم ہوتی ہے۔	محیط
۵۰	(مذکورہ شکار پر) وہ دلالت جس سے (محرم پر) جزا لازم ہو جاتی ہے۔ یوں ہے کہ (اس میں یہ چار شرطیں ہوں) (۱) یہ کہ اس نے جس شخص کو وہ شکار بتایا وہ شکار پہلے سے اس کے علم میں نہ ہو۔ (۲) یہ کہ وہ شخص اس کے بتانے کو سچ جانے حتی کہ اگر اس شخص نے اس کے بتانے کو جھوٹ جانا اور کسی اور کے بتانے کو سچ جانا تو اس شخص پر کچھ لازم نہ ہوگا جس کے قول کو جھوٹ جانا گیا (۳) یہ کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے۔ جب وہ شکار کو مارے تو بتانے والا اس وقت تک احرام میں ہو اور اگر بتانے والا احرام سے باہر ہوگیا اور اس کے بعد جس کو بتایا گیا تھا اس نے وہ شکار مارا تو بتانے والے پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی البتہ وہ گنہگار ہے۔ (۴) اور یہ کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے وہ شکار کو اس جگہ سے چلے جانے سے پہلے پکڑے حتی کہ اگر وہ شکار اس جگہ سے چلا گیا اس کے بعد اس نے جسکو بتایا گیا تھا وہ شکار پکڑا اور مارا تو بتانے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	سراج وہاج
۵۱	کسی مُحرِم نے مُحرِم شخص کو (ممنوع) شکار بتایا (اور بتانے کی شرطیں [2] پائی گئیں) تو (بتانے والے اور بتائے گئے) دونوں میں سے ہر ایک پر (اس جانور کی) پوری جزا لازم ہوگی۔	محیط
۵۲	کسی محرم نے غیر محرم کو شکار بتایا اور اس غیر مُحرِم نے بھی اس (ممنوع شکار) کو مار دیا (اور بتانے کی دیگر شرطیں پائی گئیں) تو بتانے والے محرم پر اس (ممنوع) شکار کی قیمت لازم ہوگی اور غیر محرم پر کچھ لازم نہ ہوگا (بشرطیکہ وہ شکار حرم شریف کا نہ تھا) [3]	محیط
۵۳	کوئی شخص احرام کے بغیر ہے اس نے کسی محرم یا غیر محرم کو حرم شریف کا شکار بتایا تو بتانے والے غیر محرم پر کچھ لازم نہ ہوگا اور شکار مارنے والے پر جزا لازم ہوگی۔	محیط سرخسی
۵۴	اگر کسی (مُحرِم) نے (ممنوع) شکار کی طرف اشارہ کیا تو جس شخص کو اشارہ سے بتایا گیا وہ شخص اگر اس شکار کو (پہلے ہی) دیکھ رہا ہے یا وہ اس کے اشارہ کے بغیر بھی اس شکار کا علم رکھتا ہے تو اشارہ کرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔	بدائع
۵۵	اگر کسی محرم نے دوسرے محرم کو (ممنوع) شکار مارنے کا حکم دیا اور اسے بتایا پھر اس دوسرے محرم نے تیسرے (محرم) کو وہ شکار مارنے کا حکم دیا اور اس تیسرے نے وہ شکار مار دیا تو ان میں سے ہر ایک پر اس جانور کی پوری جزا لازم ہوگی۔	محیط

[1] کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید — الصید	حوالہ
۳۱۴-۵۶	ولو اخبر محرم محرما بصید فلم یرہ حتی اخبرہ محرم آخر فلم یصدق الاول ولم یکذبہ ثم طلب الصید وقتلہ کان علی کل واحد الجزاء	ھکذا فی المحیط
۵۷	ولو ارسل محرم محرما الی محرم فقال قل لہ ان فلانا یقول لک فی ھذا الموضع صید فذھب فقتلہ فعلی الرسول والمرسِل والقاتل علی کل واحد قیمۃ الصید وان کان المرسَل الیہ یراہ ویعلم بہ فلا شیئ علی احد الا القاتل فان علیہ الجزاء	ھکذا فی المحیط
۵۸	ولو ان محرما اشار الی صید فقال لرجل خذ ذلک الصید من وکرہ والمشیر یری صیدا واحدا فانطلق ذلک الرجل واخذ ذلک الصید وصید آخر کان فی الوکر فان علی الآمر الجزاء فی الذی امر فیہ ولا شیئ علیہ فی الاخر	ھکذا فی المحیط
۵۹	ولو رأی محرم صیدا فی موضع لا یقدر علیہ بوجہ من الوجوہ الا ان یرمیہ فدلہ محرم علی قوس ونشاب ودفع ذلک الیہ فرماہ وقتلہ فعلی کل واحد منہما الجزاء	ھکذا فی المحیط
۶۰	وان استعار من محرم سکینا فقتل بہا صیدا فلا جزاء علی المحرم ویکرہ لہ ذلک ھذا اذا قدر علی ذبحہ بغیرہ وان لم یقدر علی ذبحہ بغیرہ فانہ یضمن	کذا فی محیط السرخسی
۶۱	محرمون نزلوا مکۃ بیتا وفیہ نواھض وحمام فامر ثلثۃ منہم رابعہم باغلاق الباب فاغلقہ وخرجوا الی منی فلما رجعوا وجدوا طیورا قد ماتت عطاشا فعلی کل واحد منہم الجزاء	کذا فی غایۃ السروجی شرح الہدایۃ

ے ۱ حکم نمبر $\frac{۵۰}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۲ حکم نمبر $\frac{۴۷}{۳۱۴}$، ۸۲ ملاحظہ ہو اور البحر الرائق میں ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب انہیں پرندوں کا علم تھا کیونکہ تعدی تب ہی قرار پائے گی ورنہ ان پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ ص ۲۷ (مترجم)

دفعات وشتی نمبر	نواں باب ۔ احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۵۶	اگر کسی محرم نے دوسرے محرِم کو شکار کی خبر دی لیکن جس شخص کو خبر دی گئی اسے وہ شکار نظر نہ آیا حتیٰ کہ ایک اور محرم نے اسے اس شکار کی خبر دی اور جس شخص کو خبر دی گئی تھی اس نے خبر دینے والے پہلے شخص کی بات کو نہ سچ جانا نہ جھوٹ۔ پھر جس شخص کو خبر دی گئی تھی اس نے اس شکار کو تلاش کیا اور اسے مار دیا تو ان میں سے ہر ایک پر جزا لازم ہوگی ۱ھ۔	محیط
۵۷	(ا) اگر کسی محرم نے کسی محرم کو کسی محرم کی طرف بھیجا اور پیغام دیا کہ فلاں شخص تجھے یہ کہتا ہے کہ اس جگہ شکار ہے۔ پس وہ گیا اور اس شخص نے شکار مارا تو قاصد ۔ اسے بھیجنے والا اور (ممنوع) شکار مارنے والا ان میں سے ہر ایک پر اس شکار کی قیمت لازم ہوگی۔ (ب) اور اگر وہ شخص جس کی طرف پیغام بھیجا گیا وہ (پہلے سے) اس شکار کو دیکھتا اور اس کا علم رکھتا تھا تو اس شکار کو مارنے والے کے سوا کسی اور پر کچھ لازم نہ ہوگا اور شکار مارنے والے اس شخص پر جزا لازم ہوگی۔	محیط
۵۸	اگر کسی محرم نے کسی (ممنوع) شکار کی طرف اشارہ کیا اور کسی آدمی سے کہا کہ وہ شکار اس گھونسلے میں سے پکڑ لے اور جس شخص نے اشارہ کیا تھا اسے ایک ہی شکار دکھائی دیا پھر وہ آدمی (جس سے کہا گیا تھا) چل پڑا اور اس نے وہ شکار پکڑ لیا اور ایک اور شکار بھی جو اس گھونسلے میں تھا پکڑ لیا تو کہنے والے پر اس شکار کی جزا لازم ہوگی جس کا اس نے حکم کیا اور دوسرے شکار کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط
۵۹	اگر کسی محرِم نے کوئی (ممنوع) شکار ایسی جگہ دیکھا کہ جہاں تیر سے مارنے کے سوا اور کسی طرح اس شکار پر قابو نہیں ہوسکتا تھا پس ایک اور محرم نے اسے کمان اور تیر بتایا اور اسے دیا چنانچہ اس نے تیر مار کر اس شکار کو مار دیا تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر جزا لازم ہوگی۔	محیط
۶۰	اگر کسی شخص نے کسی محرم سے چھری مانگ کر کسی (ممنوع) شکار کو مارا تو اس محرِم پر جزا لازم نہ ہوگی البتہ یہ اس کے لئے مکروہ ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب شکار مارنے والا شخص محرم کی چھری کے بغیر بھی اس شکار کے ذبح پر قادر ہو۔ اور اگر وہ محرِم کی چھری کے بغیر اس شکار کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر (مذکورہ صورت میں) وہ محرم (اس جانور کی قیمت کا) ضامن ہوگا۔	محیط سرخسی
۶۱	کچھ لوگ محرِم تھے وہ مکہ مکرمہ میں کسی گھر میں اترے۔ اس گھر میں اڑنے والے پرندے اور کبوتر تھے۔ پس ان میں سے تین نے چوتھے کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منیٰ چلے گئے۔ پھر جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ پرندے پیاس کی وجہ سے مر چکے ہیں تو ان میں سے ہر ایک پر (یعنی حکم دینے والوں اور دروازہ بند کرنے والے پر) جزا لازم ہوگی ۲ھ	غایہ سروجی

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع - فی الصید الصید	حوالہ
۳۱۴-۶۲	المحرم اذا اخذ الصید یجب علیه ارساله سواء کان فی یده او فی قفص معه او فی بیته فان ارسله محرم من یده فلا شیئ علی المرسل لان الصائد ما ملك الصید وان قتله فعلی کل واحد منهما جزاء وللآخر ان یرجع بما ضمن علی القاتل عند اصحابنا الثلاثة رح	کذا فی البدائع
۶۳	ولو اصاب الحلال صیدا ثم احرم ممسکا ایاه بیده فعلیه ارساله فان لم یرسله حتی هلك فی یده یضمن	کذا فی البدائع
	ولا یزول ملکه بالارسال حتی لو ارسله واخذه انسان یسترده اذا تحلل عن احرامه	کذا فی شرح المجمع لابن الملك
	وان ارسله انسان من یده ضمن له قیمته فی قول ابی حنیفة رح وعند ابی یوسف رح لا یضمن وان کان الصید فی قفص معه او فی بیته لا تجب علیه ارساله عندنا	کذا فی البدائع
۶۴	ومن دخل الحرم بصید فعلیه ان یرسله فیه اذا کان فی یده حقیقة حتی اذا کان فی رحله او قفصه لا یجب علیه الارسال	کذا فی الکفایة
۶۵	ولو احرم وفی یده صید فی قفص او احرم وفی قفصه صید ولم یدخله فی الحرم لا یجب علیه ارساله عندنا	کذا فی شرح الطحاوی
۶۶	ولو ادخل الحرم معه بازیا فارسله فقتل حمام الحرم فلا شیئ علیه	هکذا فی محیط السرخسی فی باب الدلالة

۱؎ حکم نمبر ۶۵/۳۱۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶۳ب/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۹/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶۵/۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۶۳ب/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۶۳/۳۱۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ مذکورہ صورت کے متعلق درمختار و رد المحتار میں ہے کہ جب وہ شکار کے ساتھ حرم میں داخل ہوا تو وہ جانور حرم کا ہو گیا اس پر اس کا چھوڑ دینا واجب تھا (حکم نمبر ۶۴/۳۱۴ ملاحظہ ہو) چنانچہ

دفعات دستی نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام / احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۶۲	(ا) محرم شخص[۱] نے جب کوئی (ممنوع) شکار پکڑا تو اس پر واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے خواہ وہ شکار اس کے ہاتھ میں ہو یا اس کے ساتھ پنجرہ میں ہو۔ یا اس کے گھر میں ہو۔ (ب) اور اگر کسی اور محرم نے اس کے ہاتھ سے وہ شکار چھڑا دیا تو چھڑانے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ شکار پکڑنے والا (وہ محرم) اس کا مالک نہیں ہوا تھا[۲] اور اگر دوسرے محرم نے اس شکار کو مار دیا تو ان میں سے ہر ایک پر اسکی جزا لازم ہوگی۔ اور ہمارے تینوں اماموں کے ہاں اس شکار کے پکڑنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ جس جزا کا وہ ضامن ہوا ہے وہ اسے اس شکار کو مارنے والے سے لے لے[۳]۔	بدائع
۶۳	(ا)[۴] اگر کسی غیر محرم شخص نے شکار پکڑا پھر اس نے احرام باندھا اور وہ اس (ممنوع) شکار کو اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا تو اس پر اس شکار کو چھوڑ دینا لازم ہے اور اگر نہ چھوڑا اور وہ اس کے ہاتھ میں مرگیا تو اس (جانور کی قیمت) کا ضامن ہوگا[۵]	بدائع
	(ب) اور اس جانور کے چھوڑ دینے سے اس کی ملک زائل نہ ہوگی حتی کہ اگر اس کے چھوڑنے کے بعد کسی دوسرے شخص نے اسے پکڑ لیا تو اس (پہلے مالک) کو اختیار حاصل ہے کہ جب وہ اپنے احرام سے باہر ہو تو اس سے واپس لے۔	شرح مجمع
	(ج) اگر کسی دوسرے شخص نے اس کے ہاتھ سے چھڑا دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب چھڑانے والا اس مالک کیلئے اس جانور کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ضامن نہ ہوگا (د) اور اگر (مذکورہ (ا) صورت میں) وہ شکار (اس کے ہاتھ میں ہونے کی بجائے) پنجرہ میں اسکے ساتھ یا اسکے گھر میں ہو تو ہمارے ہاں اس پر اس کا چھوڑنا واجب نہیں ہے۔	بدائع
۶۴	جو شخص حرم شریف میں (ممنوع) شکار کے جانور سمیت داخل ہوا تو اس پر لازم ہے کہ اسے حرم شریف میں چھوڑ دے۔ بشرطیکہ وہ جانور حقیقۃً اس کے ہاتھ میں ہو۔ حتی کہ اگر وہ جانور اسکے سامان میں یا اسکے پنجرے میں ہو تو اس پر اس کا چھوڑنا واجب نہیں ہے۔	کفایہ
۶۵	کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے ہاتھ میں پنجرہ کے اندر[۶] (ممنوع) شکار ہے یا اس نے احرام باندھا اور اس کے پنجرہ میں (ممنوع) شکار ہے اور اسے حرم شریف میں داخل نہ کیا تو ہمارے ہاں اس پر اس کا چھوڑنا واجب نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۶۶	اگر کسی شخص نے حرم شریف میں اپنے ساتھ باز کو داخل کیا اور اس کو چھوڑ دیا پھر اس نے حرم شریف کا کبوتر مار دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے[۷]	محیط سرخسی

اس نے ارادہ شکار کے بغیر چھوڑ دیا۔ پس اب اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار در المحتار ج ۲ ص۳۰۵ اور شکار کرنے کے ارادہ سے باز چھوڑنے کے متعلق حکم نمبر ۳۱۴/۱۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	الصید	حوالہ
۶۷-۳۱۴	حلال غصب من حلال صیدا ثم احرم الغاصب والصید فی یدہ یلزمہ ارسالہ ویضمن قیمتہ لمالکہ وان دفعہ الی المغصوب منہ برئ من الضمان وقد اساء وعلیہ الجزاء		
	کذا فی محیط السرخسی فی فصل ازالۃ الامن عن الصید		
۶۸	اذا باع الصید بعد ما دخل بہ الحرم یجب ردبیعہ ان کان باقیا فی یدہ وان کان فائتا تجب قیمتہ کبیع المحرم الصید ولا فرق فی ذلک بین ان یبیعہ فی الحرم اوبعد ما اخرجہ منہ نباعہ خارج الحرم ولو تبایع الحلالان وھما فی الحرم والصید فی الحل جاز عند ابی حنیفۃ رح وعند محمد رح لا یجوز وکذا ان ذبح الحلال صید الحرم یتصدق بقیمتہ ولا یجزیہ صوم		
	واختلفوا فی جواز الذبح عنہ فقیل لا یجزیہ وفی ظاھر الروایۃ یجزیہ		ھکذا فی التبیین
۶۹	الحلال اذا ذبح صیدا فی الحرم لم یؤکل		کذا فی السراجیۃ
۷۰	المحرم اذا ذبح صیدا فی الحل او الحرم یصیر میتۃ وعلی المحرم الجزاء		کذا فی السراجیۃ
۷۱	المحرم اذا رمی صیدا فقتلہ او ارسل کلبہ اوبازیہ المعلم فقتلہ فلا یحل اکلہ وعلیہ جزاءہ		کذا فی شرح الطحاوی
۷۲	ولو اکل من صید ذبح بنفسہ ان کان قبل ان یؤدی جزاءہ دخل ضمان ما اکل فی الجزاء وعلیہ جزاء واحد وان اکل بعد ما ادی الجزاء فعلیہ قیمتہ ما اکل فی قول ابی حنیفۃ رح		

[1] چنانچہ درمختار میں ہے کہ احرام کی حالت میں کئے ہوئے (ممنوع) شکار کو مُحرِم بیچے یا خریدے تو بیع باطل ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اس حکم سے مستفاد یہ ہے کہ اگر مذکورہ شکار خریدنے والا یا بیچنے والا دونوں محرم ہوں یا ان میں سے کوئی ایک مُحرِم ہو تو بیع باطل ہے اور جزا کا لازم ہونا صرف مُحرِم پر ہوگا۔ نیز بیع کی طرح ہر تصرف مثلا ہبہ وغیرہ بھی باطل ہوگا۔ پس اگر کسی نے احرام کی حالت میں (ممنوع) شکار کیا اور احرام کی حالت میں بیچا تو بیع باطل ہے۔ کیونکہ محرم (ممنوع) شکار کا تعرض کرے تو احرام کی وجہ سے وہ اس شکار کا مالک نہیں بنتا (اور چونکہ یہ عدم تملیک لذاتہ نہیں لغیرہ ہے) لہذا اگر کسی نے احرام کی حالت میں وہ شکار کیا اور حلال ہونے کی حالت میں بیچا تو وہ بیع جائز ہے۔ اور اگر حلال ہونے کی حالت میں کیا ہوا (جائز) شکار احرام کی حالت میں بیچا تو وہ بیع فاسد ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۳۰۸ مدنی مطا (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۶۷	کسی غیر محرم شخص نے دوسرے غیر محرم سے (ممنوع) شکار کا جانور چھین لیا پھر چھیننے والے نے احرام باندھ لیا۔ اور شکار اس کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس پر لازم ہے کہ اس شکار کو چھوڑ دے اور چھیننے والا اس جانور کے مالک کے لئے اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اس نے وہ شکار اسے دیدیا جس سے چھینا تھا تو ضمانت سے بری ہوگیا۔ البتہ اس نے برائی کی اور اس پر اس جانور کی جزا لازم ہوگی۔	محیط سرخسی
۶۸	(ا) جب کوئی شخص (ممنوع) شکار سمیت حرم شریف میں داخل ہوا اور اس کے بعد اس شکار کو بیچدیا تو اگر وہ شکار ابھی خریدار کے پاس باقی ہے تو اس سودا کا واپس کرنا واجب ہے اور اگر وہ شکار مر گیا تو اس (بیچنے والے پر) اس کی قیمت واجب ہے جیسا کہ محرم شخص شکار بیچے تو یہی حکم ہے [۱] اور (مذکورہ حکم میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس نے وہ شکار حرم شریف میں بیچا یا اسے وہاں سے باہر نکالا اور حرم شریف سے باہر بیچا۔	
	اگر دو غیر محرم شخصوں نے حرم شریف میں (ممنوع شکار) کی خرید و فروخت کی اور وہ شکار حرم شریف سے باہر ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جائز ہے اور امام محمدؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔	
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی غیر محرم شخص نے حرم شریف کا (ممنوع) شکار ذبح کیا تو وہ اس کی قیمت صدقہ کرے گا۔ اور (اس صورت) اسے روزہ رکھنا کفایت نہ کریگا [۲] اور اس (مذکورہ جانور) کی جزا میں قربانی کرنے کے جواز میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے کفایت نہ کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ اسے کفایت کر جائے گا۔	تبیین
۶۹	جو شخص احرام والا نہیں ہے۔ اگر اس نے حرم شریف میں (ممنوع) شکار ذبح کیا تو وہ نہیں کھایا جائیگا [۳]	سراجیہ
۷۰	محرم شخص نے اگر حرم شریف سے باہر یا حرم شریف میں (ممنوع) شکار ذبح کیا تو وہ مردار ہوگا [۴] اور اس محرم پر (اسکی) جزا لازم ہوگی	سراجیہ
۷۱	محرم شخص نے کسی (ممنوع) شکار کو تیر مارا پس اسے مار دیا یا اس نے اس پر اپنا (شکاری) کتا یا سکھایا ہوا باز چھوڑا۔ پس اس نے اس جانور کو مار دیا تو اس کا کھانا حلال نہ ہوگا اور اس پر اسکی جزا لازم ہوگی [۵]	شرح طحاوی
۷۲	(ا) اگر اس (محرم) نے اپنے ذبح کردہ (ممنوع) شکار سے کھایا تو اگر اس کی جزا ادا کرنے سے پہلے کھایا ہے تو جو کچھ کھایا ہے اسکی ضمانت بھی جزا میں داخل ہوجائے گی اور اس پر ایک ہی جزا لازم ہوگی۔	

[۱] جیسا کہ حکم نمبر $\frac{17}{314}$، $\frac{2}{215}$ میں ہے نیز حکم $\frac{8}{314}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] البحر الرائق میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ اگر غیر محرم نے حرم شریف کا شکار ذبح کیا تو وہ مردار ہے۔ جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ ص۳۶ (مترجم) [۳] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ۔ (لو ذبح المحرم صید احرم) ای فھو میتۃ لان الذکاۃ فعل مشروع وھذا فعل حرام فلایکون ذکاۃ کذبیحۃ المجوسی ثا نا دانہ یحرم علی المحرم والحلال۔ البحر الرائق ج ۳ ص۳۶ (مترجم) [۵] حکم $\frac{66}{314}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	حوالہ
۳۱۴	وقال ابو یوسفؒ و محمدؒ لیس علیہ الا الاستغفار والتوبۃ	
	وان اکل منہ حلال او محرم آخر فلا شیئ علیہ الا الاستغفار والتوبۃ بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی
۷۳	ولا بأس بان یاکل المحرم لحم صید اصطادہ حلال وذبحہ اذا لم یدل المحرم علیہ والا امرہ بذبحہ ولا صیدہ	کذا فی الھدایۃ
۷۴	ولو کسر المحرم بیض صید فادی جزاءہ ثم شواہ فاکلہ لا یلزمہ شیئ	کذا فی غایۃ السروجی
۷۵	ولو رمی صیدا بعضہ فی الحل وبعضہ فی الحرم فالعبرۃ لقوائمہ	کذا فی المحیط
۷۶	فان کانت قوائمہ فی الحرم ورأسہ فی الحل فہو من صید الحرم وان کانت فی الحل ورأسہ فی الحرم فہو من صید الحل ولو کان بعض قوائمہ فی الحرم وبعضہا فی الحل فہو من صید الحرم احتیاطا وھذا اذا کان قائما اما اذا کان مضطجعا علی الارض فالعبرۃ لرأسہ لا لقوائمہ حتی اذا کان رأسہ فی الحرم وقوائمہ فی الحل فہو من صید الحرم ولو کان رأسہ فی الحل وقوائمہ فی الحرم فہو من صید الحل	کذا فی السراج الوہاج
۷۷	ولو کان علی شجرۃ اصلہا فی الحرم واغصانہا فی الحل وھو علی الاغصان فالعبرۃ لمکان الصید لا للشجرۃ	کذا فی السراج الوہاج
۷۸	ولو حصل احد الطرفین فی الحرم اما الرامی واما المرمی یجب علیہ الجزاء وخلا الطرف عن الحرم من غیر ان یجری السہم فی الحرم فلا شیئ علیہ اذا قتلہ وھو	

۱؎ حکم $\frac{۷۲}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ شرح وقایہ مع حاشیہ میں ہے کہ محرم نے ممنوع شکار ذبح کیا تو وہ حرام ہے اور اس سے کھایا تو اس پر کھائے ہوئے کے بقدر قیمت لازم ہے۔ اس لئے کہ وہ ذبح اس کے احرام پر جنایت ہے۔ اور اگر کسی اور محرم نے کھایا جس نے اس ممنوع شکار کو ذبح نہیں کیا تھا تو اس پر قیمت لازم نہ ہوگی اس لئے کہ مردار کھانے سے قیمت لازم نہیں ہوتی صرف استغفار لازم ہوتا ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۶۹ (مترجم)

۲؎ دلالت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۹، ۵۰}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو نیز حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اگر (ممنوع شکار کو) محرم کی دلالت سے غیر محرم نے حرم شریف کے باہر شکار کیا اور غیر محرم نے اسے ذبح کیا تو اس کا گوشت حرام ہوگا اس کا کھانا حلال نہ ہوگا ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۸۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام / احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۲۱۴-	(ب) اور اگر اس کی جزا ادا کرنے کے بعد کھایا ہے تو جو کچھ اس نے کھایا ہے امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کی قیمت لازم ہوگی - اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر صرف استغفار اور توبہ کرنے کے علاوہ کچھ لازم نہیں ہے - (ج) اور اگر محرم کے ذبح کردہ (ممنوع) شکار سے کسی غیر محرم یا کسی اور مُحرِم نے کھایا تو بالاجماع اس (کھانے والے) پر استغفار اور توبہ کرنے کے علاوہ کچھ لازم نہیں ہے [۱] -	شرح طحاوی
۷۳	اس میں کوئی حرج نہیں کہ احرام والا شخص (احرام میں ممنوع) اس شکار کا گوشت کھائے جسے غیر محرم شخص نے شکار کیا اور غیر محرم نے اسے ذبح کیا بشرطیکہ محرم شخص نے اس شکار پر نہ دلالت [۲] کی اور نہ اسے ذبح کرنے اور شکار کرنے کا حکم کیا -	ہدایہ
۷۴	اگر محرم شخص نے (ممنوع) شکار کا انڈا توڑا اور اسکی جزا ادا کر دی پھر اس انڈے کو بھون کر کھا لیا تو اس پر کچھ لازم نہیں [۳] ہے -	غایہ سروجی
۷۵	اگر کسی نے ایسے (ممنوع) شکار کو تیر مارا جسکا بعض حصہ حرم شریف سے باہر ہے اور اس کا بعض حصہ حرم شریف کے اندر ہے تو اس میں اس کے پاؤں کا اعتبار ہوگا -	محیط
۷۶	(و) پس (مذکورہ قاعدہ کی بنا پر) اگر اس (ممنوع شکار) کے پاؤں حرم شریف میں تھے اور اس کا سر حِل (یعنی حرم شریف سے باہر) میں تھا تو وہ حرم شریف کا شکار ہے اور اگر اس کے پاؤں حِل میں تھے اور اس کا سر حرم شریف میں تھا تو وہ حِل کا شکار ہے - اور اگر اس کے بعض پاؤں حرم شریف میں اور بعض حل میں تھے تو از روئے احتیاط وہ حرم شریف کا شکار قرار پائے گا - یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ وہ شکار کھڑا ہونے کی حالت میں ہو - (ب) اور اگر وہ شکار زمین پر لیٹا ہو [۴] تو اس کے سر کا اعتبار ہوگا - اس کے پاؤں کا اعتبار نہ ہوگا - حتیٰ کہ اگر اس کا سر حرم شریف میں ہو اور اس کے پاؤں حِل میں ہوں تو وہ حرم شریف کا شکار ہے اور اگر اس کا سر حِل میں ہو اور اس کے پاؤں حرم شریف میں ہوں تو وہ حل کا شکار ہے -	سراج وہاج
۷۷	اگر (ممنوع) شکار کسی ایسے درخت پر ہو جس کی اصل (یعنی جڑ) حرم شریف میں ہو اور اس کی شاخیں حِل میں ہوں اور وہ جانور شاخوں پر ہو تو شکار کی جگہ کا اعتبار ہوگا - درخت کا اعتبار نہ ہوگا [۵] -	سراج وہاج
۷۸	(و) اگر تیر مارنے والا اور جس (ممنوع) شکار کو تیر مارا گیا ان دونوں طرفوں میں سے کوئی ایک حرم شریف میں ہو تو جزا لازم ہوگی - اور اگر مذکورہ دونوں طرفیں حرم شریف سے باہر ہوں اور تیر حرم شریف سے ہو کر جاتا ہو	

[۳] حکم نمبر ۲۸، ۲۷ / ۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ اگر شکار سویا ہوا ہو تو بھی ٹانگوں کا اعتبار نہیں ہوگا اس لئے کہ اس حالت میں اس کا قرار ٹانگوں پر نہیں ہوتا - ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ا ص ۳۱۲ (مترجم) [۵] حکم نمبر ۴ / ۳۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	الصید	حوالہ
۳۱۴-	ھو حلال و کذلک البازی والکلب اذا ارسلھما		کذا فی التتارخانیۃ
۷۹	وفی الولوالجیۃ ولورماہ وھما فی الحل فدخل الصید الحرم بعد ماجرحہ فمات فیہ لم یکن علیہ جزاء ویکرہ اکلہ		کذا فی التتارخانیۃ
۸۰	واذا ارسل الحلال کلبہ علی صید فی الحل فاتبعہ الکلب واخذہ فی الحرم لم یکن علی المرسل شیئ و لکن لا یوکل الصید		کذا فی المحیط
۸۱	ولو رمی الحلال الی الصید فی الحل فدخل الصید الحرم واصابہ السھم فی الحرم لا یلزمہ الجزاء		کذا فی المحیط
	وفی الخانیۃ قال علیہ الجزاء فی قول ابی حنیفۃ رح فیما اعلم		کذا فی التتارخانیۃ
۸۲	ولو ارسل فی الحرم کلبا علی ذئب واصاب صیدا او نصب شبکۃ للذئب ووقع فیہ صید لا شیئ علیہ		کذا فی فتاوی قاضیخان
۸۳	ولو نفر بتنفیرہ فوقع فی بئر او صدم علی شیئ فعلیہ الجزاء		کذا فی معراج الدرایۃ
۸۴	وکذا لو کان راکبا و سائقا او قائدا فاتلفت الدابۃ بیدھا او رجلھا او فمہا صیدا فعلیہ الجزاء		کذا فی معراج الدرایۃ
۸۵	ومن اخرج ظبیۃ من الحرم فولدت اولادا فماتت ھی واولادھا فعلیہ جزاؤھن		کذا فی غایۃ السروجی

[1] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ امام صاحب کے ہاں تیر مارنے والے کی اس حالت کا اعتبار ہے جب اس نے تیر مارا تیر پہنچنے کی حالت کا اعتبار نہیں۔ حتیٰ کہ اگر (شکار کرنے میں) کوئی مجوسی تیر مار کر مسلمان ہوگیا اور پھر تیر شکار کو پہنچا تو وہ شکار نہ کھایا جائیگا۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی جانور شکار کے لئے تیر مار کر مرتد ہوگیا پھر تیر پہنچا تو وہ شکار کھایا جائیگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ وھکذا فی فتاوی عالمگیریہ عربی ج ۶ ص ۲۳ (مترجم) [2] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان کی اصل عبارت یوں ہے۔ ولو رمی صیدا فی الحل فنفر الصید ووقع السھم بہ فی الحرم قال محمد علیہ الجزاء فی قول ابی حنیفۃ رح فیما اعلم۔ یعنی اگر کسی (غیر محرم) نے حرم شریف سے باہر کسی شکار کو تیر مارا وہ شکار بھاگ گیا اور وہ تیر اسے حرم شریف میں لگا تو اس کے متعلق امام محمد رح نے کہا ہے کہ جہاں تک مجھے علم ہے امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اس پر جزا لازم

دفعات دستی نمبر	نواں باب ۔ احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
-۳۱۴	اور تیر مارنے والا غیر محرم ہو تو اس شکار کے مارنے سے تیر مارنے والے پر کچھ لازم نہیں ہوتا (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر باز اور کتے کو شکار پر چھوڑے ۔	تتارخانیہ
۷۹	اور الولوالجیہ میں ہے کہ اگر کسی (غیر محرم) شخص نے شکار کو تیر مارا اور وہ شکار اور تیر مارنے والا دونوں حرم شریف سے باہر تھے پھر وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم شریف میں داخل ہو گیا اور وہاں مر گیا تو اس تیر مارنے والے پر جزا لازم ہوگی۔ البتہ اس جانور کا کھانا مکروہ ہے ۔	تتارخانیہ
۸۰	اگر کسی غیر محرم شخص نے اپنا (شکاری) کتا حرم سے باہر کسی شکار پر چھوڑا ۔ کتا اس کے پیچھے گیا اور اس شکار کو حرم شریف میں پکڑا تو کتا چھوڑنے والے شخص پر کچھ لازم نہ ہوگا ۔ لیکن اس شکار کا گوشت نہ کھایا جائیگا ۔	محیط
۸۱	(الف) اگر غیر محرم شخص ایسے (بری) شکار پر تیر مارا جو حرم شریف سے باہر تھا پھر شکار حرم شریف میں داخل ہو گیا اور اسے حرم شریف میں وہ تیر لگا تو تیر مارنے والے پر جزا لازم نہ ہوگی ۱؎	محیط
	(ب) اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جہاں تک مجھے علم ہے امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب (مذکورہ صورت میں) اس پر جزا لازم ہوگی ۲؎ ۔	تتارخانیہ
۸۲	اگر حرم شریف کے اندر کسی نے بھیڑیے پر ۳؎ کتا چھوڑا اور اس کتے نے کوئی شکار مار لیا یا بھیڑیے کے لئے شکاری جال لگایا اور اس میں کوئی شکار پھنس گیا ۔ تو کچھ لازم نہ ہوگا ۴؎ ۔	قاضیخان
۸۳	اگر کسی کے بھگانے سے کوئی جانور بھاگا ۔ پس وہ کنوئیں میں گر گیا یا کسی چیز سے ٹکرا گیا ۔ تو اس پر (زخمی ہونے کی صورت میں نقصان کی اور موت کی صورت میں پوری قیمت کی) جزا لازم ہوگی ۔	معراج الدرایہ
۸۴	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص سوار تھا ۔ یا جانور کو ہانک رہا تھا یا کھینچ کر لے جا رہا تھا اور اس جانور نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا منہ سے کسی شکار کو مار دیا تو اس پر جزا لازم ہوگی ۔	معراج الدرایہ
۸۵	جس شخص نے حرم شریف کی ہرنی کو حرم سے باہر نکالا ۵؎ پس اس نے بچے جن دیئے اور وہ اور اس کے بچے مر گئے تو اس شخص پر ان سب کی جزا لازم ہوگی ۔	غایہ سروجی

ہوگی ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۱ ص ۳۱۳ (مترجم) ۳؎ اور احرام کی حالت میں بھیڑیا مار دینے کے متعلق حکم نمبر ۹۳/۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۷/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ رد المحتار میں ہے کہ اگر حرم شریف کا شکار حرم شریف سے خود باہر آ گیا تو (غیر محرم کے لئے) اس کا پکڑنا حلال ہے ۔ اور اگر وہ کسی کے نکالنے سے نکلا تو اس کا پکڑنا حلال نہیں ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۵ ۔ نیز حکم نمبر ۸۰، ۸۱/۳۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں ۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ غیر محرم نے حرم شریف کا (ممنوع) شکار کیا تو اسکی جزا میں روزے جائز نہیں اور اگر محرم نے حرم شریف کا ممنوع شکار کیا تو اسکی جزا میں روزے رکھنا جائز ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فى الصيد — الصيد	حوالہ
۳۱۴-۸۶	حلال اخرج ظبية من الحرم وجب عليه ارسالها وتكون مضمونة عليه الى ان تصل الى الحرم فان ولدت اوزادت فى بدنها او شعرها قبل وصولها الى الحرم فماتت قبل التكفير ضمن الكل[1] وبعد التكفير يضمن الاصل دون الزيادة	كذا فى غاية السروجي
۸۷	ولو باعها فولدت فى يد المشتري او ازدادت فى بدنها او شعرها ثم مات الكل ان لم يكن البائع ادى جزاءها ضمن الكل وان كان ادى جزاءها ثم حدث الولد والزيادة ضمن الاصل دون الولد والزيادة	كذا فى غاية السروجي
۸۸	ومن قتل قملة تصدق بما شاء مثل كف من طعام وهذا اذا اخذ القملة من بدنه اوراسه او ثوبه اما اذا اخذها من الارض فقتلها فلا شئ فيه سواء قتل القملة اوالقاها على الارض	كذا فى فتاوى قاضيخان
۸۹	وان قتل قملتين او ثلاثا تصدق بكف من طعام	كذا فى فتاوى قاضيخان
۹۰	وفى الزيادة على ذلك نصف صاع من حنطة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۹۱	وكما لا يجوز ان يقتل القملة لا يجوز ان يدفعه الى غيره ليقتله فان فعل ذلك ضمن	كذا فى فتاوى قاضيخان
۹۲	وكذا لا يجوز له ان يشير الى القمل ولا ان يلقى ثيابه فى الشمس ليموت القمل ولا ان يغسل ثيابه ليموت القمل فان القى ثيابه فى شمس فمات منه القمل فعليه نصف صاع اذا كان كثيرا	

[1] چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی ہرنی حرم شریف سے نکالی گئی پھر اس نے بچہ جنا پھر ہرنی اور بچہ دونوں مرگئے تو نکالنے والے پر ہرنی اور بچہ دونوں کی جزا لازم ہوگی۔ اور اگر نکالنے والے نے ہرنی کی جزا ادا کر دی تھی پھر اس نے بچہ جنا تو نکالنے والے پر بچہ کی جزا لازم نہ ہوگی اور ردالمحتار میں ہے کہ یہ حکم اسلئے ہے کہ جب اس نے اصل کی ضمان ادا کر دی تو وہ اس کا مالک بن گیا اور وہ جانور حرم کا شکار نہ رہا پس بچہ کے لئے استحقاق نہ رہا۔ نیز لکھا ہے کہ حرم شریف کے شکار کی ضمان ادا کرنے کے باوجود اس کی ملکیت مِلکِ خبیث ہوتی ہے اس لئے اس کا کھانا مکروہ ہے اور جزا ادا کرنے کے باوجود اس پر اسے حرم شریف میں لوٹانا واجب ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صــ ۳۰۸ و صــ ۳۰۹ وھکذا فی شرح الوقایہ ج ۱ صــ ۲۶۹ اور اگر محرم شخص ایسا کرے تو اسکے حکم کے متعلق ۱۶، ۱۷ / ۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جزا کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶، ۷ / ۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ہدایہ میں ہے کہ یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ بدن کی میل سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صــ ۲۸۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-۸۶	(ا) کوئی شخص احرام والا نہ تھا وہ حرم شریف کی ہرنی کو وہاں سے باہر نکال لایا تو اس پر واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے اور جب تک وہ ہرنی حرم شریف میں نہ پہنچ جائے وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اور اگر حرم شریف میں پہنچنے سے پہلے اس ہرنی نے بچہ دیا یا اس کے بدن میں یا بالوں میں اضافہ ہوگیا اور اس کا کفارہ دینے سے پہلے وہ مرگئی تو وہ سب کا ضامن ہوگا اور اگر وہ کفارہ دینے کے بعد مری تو وہ صرف اصل کا ضامن ہے۔ اضافہ (یعنی بچہ وغیرہ) کا ضامن نہیں [1]	غایۃ سروجی
۸۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس ہرنی کو بیچ دیا اور خریدار کے ہاں اس کے بچے پیدا ہوئے۔ یا اس کے بدن یا بالوں میں اضافہ ہوا پھر وہ ہرنی اور بچے سب مرگئے تو اگر بیچنے والے نے اس کی جزا ادا نہیں کی تھی تو وہ کل کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اس نے اس کی جزا [2] ادا کردی تھی اس کے بعد اس کے بچے پیدا ہوئے اور اضافہ ہوا تو وہ اصل (ہرنی) کا ضامن ہے (اس کے) بچوں اور اضافہ کا ضامن نہ ہوگا	غایہ سروجی
۸۸	(ا) جس (محرم) شخص نے ایک جوں [3] کو مار دیا تو حسبِ منشا کچھ صدقہ کردے مثلاً مٹھی بھر طعام صدقہ کردے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے جوں کو اپنے بدن۔ سر یا کپڑے سے پکڑ کر مارا ہو [4]۔ (ب) اور اگر اس نے اس جوں کو زمین سے پکڑ کر مارا تو اس پر کچھ لازم نہیں خواہ اس نے اس جوں کو مار دیا یا اسے زمین پر پھینک دیا۔	قاضیخان
۸۹	اگر کسی (محرم) نے دو جوئیں یا تین جوئیں مار دیں تو مٹھی بھر طعام صدقہ کرے۔	قاضیخان
۹۰	(اگر کسی محرم نے) تین سے زیادہ جوئیں ماریں تو (اس پر) نصف صاع گندم لازم ہوگی۔	قاضیخان
۹۱	جس طرح (محرم کے لئے) جوں مارنا جائز نہیں اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کسی غیر کو جوں دیدے تاکہ وہ اسے مار دے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ (اسکی جزا کا) ضامن ہوگا۔	قاضیخان
۹۲	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ کوئی مُحرِم جوؤں (کو بتانے کیلئے ان) کی طرف اشارہ کرے (ب) اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ اپنے کپڑے دھوپ میں اس غرض سے ڈالے تاکہ جوئیں مرجائیں۔	

[4] حکم نمبر ۸۹ تا ۹۲ / ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ (احرام کی حالت میں) اپنے بدن پر سے جوں مار دینا یا اسے زمین پر ڈال دینا یا اپنے کپڑے کو اس لئے دھوپ میں ڈال دینا تاکہ جوں مرجائے تو (ان امور سے) حسب منشا صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ اور جوں مار دینے سے مراد اسے مار دینا۔ یا ایسا سبب بننا جس میں اس کا قصد اسے مار دینا ہو۔ نیز لکھا ہے کہ (احرام کی حالت میں) اپنے بدن سے جوں کو زائل کرنے سے اسکی جزا (یعنی صدقہ) لازم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ایک جوں کی وجہ سے کچھ صدقہ اور دو یا تین سے مٹھی بھر طعام کا صدقہ اور زیادہ سے زیادہ نصف صاع کا صدقہ لازم ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۰۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ محرم (اپنے بدن سے) جوں مارے تو صدقہ لازم ہے اس لئے کہ وہ اس میل سے پیدا ہوتی ہے جو لکے بدن پر ہے اور محرم کیلئے بدن سے میل کا دور کرنا ممنوع ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ صفحہ ۳۴ اور احرام کی حالت میں میل دور کرنے کے متعلق حکم نمبر ۶۸ / ۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید	الصید	حوالہ
۳۱۴-	فان القی ثیابه فی الشمس للتجفیف فمات منه شیئ ولم یکن ذلك من نیته لاشیئ علیه وان دفع ثوبه الی الحلال لیقتل قملہ فقتله فعلی الآمر الجزأ ولو اشار الی قملة فقتلها المدلول کان علیه جزاؤها		کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۳	ولاشیئ فی قتل الکلب العقور والذئب والحدأة		کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۴	والغراب الابقع وهو مایأکل الجیف اما ماتأکل الزرع فهو صید		کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۵	ولاشیئ فی الحیة والعقرب والفأرة والزنبور والنمل والسرطان والذباب والبق والبعوض والبرغوث والقراد والسلحفاة		کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۶	ولاشیئ فی هوام الارض کالقنفذ والخنفسأ		کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۷	وکذا الحلم والوزغ وصیاح اللیل		کذا فی السراج الوهاج
۹۸	والضبع والثعلب الذی لایبتدئ بالاذی غالبا فله قتله ولاشیئ علیه		کذا فی غایة السروجی

[1] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ احرام کی حالت میں ٹڈی مارنے کا حکم بھی جوں مارنے کے حکم کی طرح ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۳۰۰ (مترجم)

[2] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ کلب عقور (یعنی کاٹنے والا کتا) جو وحشی ہو (اس کے ماردینے سے محرم پر کچھ لازم نہیں ہوتا) اور پالتو کتا تو سرے سے شکار میں داخل ہی نہیں (حکم نمبر ۱/۳۱۴ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ عقور (یعنی کاٹنے والا ہونے) کی قید حدیث میں ذکر آنے کے اتباع کی وجہ ہے ورنہ عقور اور غیر عقور اور پالتو یا جنگلی کا حکم برابر ہے۔ (یعنی اس سے محرم پر کچھ لازم نہیں آتا) اسلئے کہ کتا علی الاطلاق شکار نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے پالتو کتے کا مارد ینا حلال نہیں ہے اس لئے کہ کتوں کو ماردینے کا حکم منسوخ ہے۔ بشرطیکہ وہ موذی نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی بستی میں کتے زیادہ ہو جائیں اور وہ بستی والوں کو ضرر دیں تو انہیں ماردینے کیلئے ان کے مالکوں کو کہا جائے گا اور اگر مالک ایسا کرنے سے انکار کردیں تو حاکم وقت سے درخواست کی جائے گی کہ وہ ایسا کرنے کا حکم دے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۳۰۰، ۳۰۱

نیز فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی کا کتا ایسا ہو کہ وہ ہر گذرنے والے کو کاٹتا ہو تو اس بستی والے اسے مار سکتے ہیں اور اگر بستی والوں نے اسے مارنے کیلئے مالک سے کہا اور اس نے اس کتے کو نہ مارا اور اس کے بعد اس کتے نے کسی کو کاٹا تو مالک ضامن ہوگا اور اگر لوگوں کے کہنے سے پہلے اس کتے نے کسی کو کاٹا تو مالک ضامن نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی کے پاس کتے ہوں جن کی اسے ضرورت نہیں اور اسکے پڑوسیوں کو ان سے ضرر ہے تو اگر اس نے ان کتوں کو اپنی ملک میں باندھ رکھا ہے تو پڑوسی اسے منع نہیں کر سکتے اور اگر

دفعات دستی نمبر	نواں باب۔ احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۴-	(ج) اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ اپنے کپڑے اس غرض سے دھوئے تاکہ جوئیں مر جائیں۔ (د) پس اگر اس نے اپنے کپڑے (مذکورہ غرض سے) دھوپ میں ڈالے تو اس سے جوئیں مرگئیں تو اگر وہ بہت تھیں تو اس پر نصف صاع لازم ہوگا۔ اور اگر اس نے اپنے کپڑے سکھانے کے لئے دھوپ میں ڈالے تو ایسا کرنے سے کچھ جوئیں مرگئیں حالانکہ اس کی نیت یہ نہ تھی تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ (س) اگر کسی محرم نے اپنا کپڑا غیر محرم کو دیا تاکہ وہ اس کی جوئیں مار دے پس اس نے مار دیا تو حکم دینے والے (محرم) پر اس کی جزا لازم ہوگی۔ (ش) اگر کسی (محرم) نے (جوں بتانے کے لئے اس) کی طرف اشارہ کیا۔ پس جس شخص کو بتایا گیا اس نے اس جوں کو مار دیا تو اس (اشارہ کرنے والے) پر اس کی جزا لازم ہوگی ۱	قاضیخان
۹۳	(محرم شخص اگر) کلب عقور (کاٹنے والا کتا [۲]) بھیڑیا اور چیل مار دے تو (اس پر) کچھ لازم نہیں ہوتا۔	قاضیخان
۹۴	(محرم شخص) ابقع کوے کو مار دے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اور ابقع کوا وہ ہے جو مردار کھاتا ہے۔ اور وہ کوا جو کھیتی کھاتا ہے [۳] وہ (ممنوع) شکار (میں شامل) ہے۔	قاضیخان
۹۵	(اگر محرم شخص) سانپ۔ بچھو۔ چوہا۔ بھڑ۔ چیونٹی [۴] کیکڑا۔ مکھی۔ بڑا مچھر۔ چھوٹا مچھر۔ پسو۔ چچڑی اور کچھوا مار دے تو کچھ لازم نہیں ہوتا [۵]۔	قاضیخان
۹۶	(محرم شخص) زمین کے زہریلے جانور [۶] مار دے تو کچھ لازم نہیں ہوتا۔ مثلاً سیہہ اور گبریلا۔	قاضیخان
۹۷	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی احرام والے نے چمڑے کا کیڑا [۷] یا چھپکلی یا جھینگر مار دیا (تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا)۔	سراج وہاج
۹۸	اور بجو اور وہ لومڑی جو ایذا دینے میں بالعموم پہل نہیں کرتی۔ احرام والے کو اسکا مار دینا جائز ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔	غایۃ سروجی

۱ انہیں گلی میں کھلا چھوڑ دے اور پڑوسیوں کو ضرر ہو تو وہ اسے منع کر سکتے ہیں اگر منع نہ ہو تو حاکم وقت کو شکایت کر سکتے ہیں تاکہ وہ اسے منع کرے نیز لکھا ہے کہ چوروں وغیرہ سے جانوروں اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا شرعاً جائز ہے اور شکار کیلئے مباح ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث $\frac{۴۸}{}$ باب $\frac{۲۱}{}$ ج ۵ عربی صفحہ ۳۶۰ (مترجم)

۳ رد المحتار میں ہے کہ کھیتی کھانے والے کوے کو غراب الزرع اور زاغ کہتے ہیں وہ چھوٹا ہوتا ہے اور دانے کھاتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۰۰ (مترجم)

۴ جیسا کہ در مختار میں ہے اور لکھا ہے کہ لیکن غیر موذی کا مارنا حلال نہیں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ یہ حکم ہر غیر موذی کیلئے عام ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۰۰ و صفحہ ۳۰۱ (مترجم) ۵ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ محرم پروانہ مار دے تو اس سے بھی کچھ لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۰۱ (مترجم) ۶ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ ھوام ھامۃ کی جمع ہے اور ھامہ ہر اس جانور کو کہتے ہیں جو زہریلا ہو اور اس کا اطلاق کبھی اس جانور پر بھی ہوتا ہے جو زہریلا نہ ہو مگر موذی ہو۔ اور احرام کی حالت میں انہیں مار دینے سے اس لئے جزا لازم نہیں آتی کہ وہ نہ تو شکار ہیں اور نہ انسان کے بدن سے پیدا شدہ ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار و درمختار ج ۲ صفحہ ۳۰۱ (مترجم) ۷ اَلْحَلَمَۃُ۔ حلم جمع الحلمۃ کی ہے چمڑے کا کیڑا۔ چھوٹی چچڑی اور بڑی چچڑی۔ ماخوذ منتہی الارب از دو ج ۱ صفحہ ۱ نیز اسکے مفہوم یہ متعلق حکم نمبر $\frac{۱۱}{۹۱}$ مع حاشیہ و حکم نمبر $\frac{۲۶}{۴۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع ـ فی الصید — الصید	حوالہ
۳۱۴-۹۹	المحرم ممنوع من قتل صید البر الا الفواسق وھی التی تبتدئی بالاذی	کذا فی الجامع الصغیر لقاضیخان
۱۰۰	وللمحرم ذبح شاۃ وبقرۃ وبعیر ودجاجۃ وبط اھلی	کذا فی الکنز
۳۱۵-	**شجر الحرم انواع اربعۃ** تعداد شق ۱۰[1]	
۱	واعلم ان شجر الحرم انواع اربعۃ [2] ثلاثۃ منھا یحل قطعھا والانتفاع بھا من غیر جزاء وھی کل شجر انبتہ الناس وھو من جنس ماینبتہ الناس وکل شجر انبتہ الناس وھو لیس من جنس ماینبتہ الناس وکل شجر ینبت بنفسہ وھو من جنس ماینبتہ الناس واحد منھا لایحل قطعہ ولا الانتفاع بہ فاذا قطعہ رجل فعلیہ الجزاء وھو کل شجر نبت بنفسہ وھو لیس من جنس ماینبتہ الناس ویستوی فی ھذا الواحد ان یکون مملوکا لانسان اولم یکن حتی قالوا فی رجل نبت فی ملکہ ام غیلان [3] فقطعھا انسان فعلیہ قیمتھا لمالکھا وعلیہ قیمۃ اخری لحق الشرع	ھکذا فی المحیط
۲	اذا قطع شجر الحرم وھو رطب فی حد النماء والزیادۃ فاذا کان القاطع مخاطبا بالشرائع ان اشتری بقیمتہ طعاما تصدق علی الفقراء علی کل مسکین نصف صاع من حنطۃ فی ای مکان شاء وان شاء اشتری بھا ھدیا ویذبح فی الحرم ولا یجوز فیہ الصوم سواء کان محرما اوحلالا اوقارنا فاذا ادی قیمتہ یکرہ لہ الانتفاع بالمقلوع ولو باع یجوز بیعہ ویتصدق بقیمتہ	کذا فی شرح الطحاوی
۳	وماکان یبس من اشجار الحرم وخرج من حد النماء والزیادۃ فلا بأس بقطعہ والانتفاع بہ	کذا فی شرح الطحاوی

[1] حرم شریف میں، حرم وغیر حرم میں قتل کے قصاص اور خانہ کعبہ کے اندر قتل کے قصاص کے متعلق مخصوص احکام ہیں جو اپنے مقام پر ہیں۔ (مترجم)
[2] مطلب شجر الحرم انواع عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی عنوان حرم شریف کے درخت کی کئی قسمیں ہیں (مترجم) [3] ام غیلان۔ ایک درخت کا نام ہے جو کانٹے دار ہوتا ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۳۸۲ ج ۱ (مترجم)، [4] اور مذکورہ سو کے درختوں کے متعلق حکم نمبر ۳/۳۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم [5] حکم نمبر ۱۱/۳۱۶، ۱۶/۳۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	نواں باب - احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	دفعات وضمنی نمبر
جامع صغیر	محرم کے لئے خشکی کا شکار مارنا منع ہے لیکن ان میں سے فواسق جانوروں کا مار دینا منع نہیں ہے اور فواسق وہ جانور وہ ہیں جو ایذا دینے میں پہل کرتے ہیں۔	۳۱۴-۹۹
کنز	محرم کیلئے جائز ہے کہ وہ بکری۔ گائے۔ اونٹ۔ مرغی اور پالتو بطخ ذبح کرے ؎۱	۱۰۰
	حرم شریف کے درخت چار قسم ہیں اور اسمیں ؎۱۰ شقیں ہیں	۳۱۵-
	جان لو کہ حرم شریف کے درخت چار قسم کے ہیں۔ ان میں سے تین قسم ایسے ہیں کہ ان کا ٹنا اور ان سے نفع اٹھانا حلال ہے اور ان سے جزا لازم نہیں آتی۔ (پہلی قسم) ہر وہ درخت ہے جو لوگوں کے بونے سے اُگے اور وہ اس جنس سے ہو۔ جنہیں لوگ بوکر اگایا کرتے ہوں (دوسری قسم) ہر وہ درخت ہے جو لوگوں کے بونے سے اُگے اور وہ اس جنس سے نہ ہو۔ جنہیں لوگ بوکر اگایا کرتے ہوں۔ (تیسری قسم) ہر وہ درخت جو (کسی آدمی کے بوئے بغیر) خود اُگے ہوں اور وہ اس جنس سے ہو۔ جنہیں لوگ بوکر اُگایا کرتے ہوں۔ اور ان میں سے (چوتھی) واحد قسم وہ ہے جسے کاٹنا اور اس سے نفع حاصل کرنا حلال نہیں اور اگر کوئی شخص اسے کاٹے تو اس پر جزا لازم آتی ہے اور وہ ہر ایسا درخت ہے جو (کسی آدمی کے بوئے بغیر) خود اگا ہو اور وہ اس جنس سے نہ ہو جسے لوگ بوکر اگایا کرتے ہیں۔ اور یہ واحد قسم خواہ کسی انسان کی ملکیت میں ہو یا نہ ہو حکم برابر ہے۔ حتیٰ کہ فقہاء نے کہا ہے کہ اگر (حرم شریف میں) کسی کی مملوکہ جگہ میں ام غیلان ؎۳ درخت اُگا اور اسے کسی شخص نے کاٹ دیا تو اس (کاٹنے والے) پر مالک کے لئے اس درخت کی قیمت لازم ہوگی۔ اور اس پر ایک اور قیمت بطور شرعی حق لازم ہوگی۔	۱
محیط	(ا) اگر کسی شخص نے حرم شریف کا ایسا (ممنوع) درخت کاٹا جو سرسبز ؎۴ ہے اور نشوونما کی حالت میں ہے تو اگر کاٹنے والا شرعی احکام کے خطاب کے لائق ہے تو اس درخت کی قیمت سے کھانا خرید کر غریبوں پر صدقہ کر دے۔ جہاں چاہے ہر مسکین کو نصف صاع گندم دے اور اگر چاہے تو اس کی قیمت سے قربانی کا جانور خرید کر حرم شریف ؎۵ میں ذبح کرے اور اس میں روزے جائز نہیں ؎۶۔ (ب) کاٹنے والا خواہ محرم ہو یا غیر محرم ہو یا قارن ہو حکم برابر ہے۔ (ج) پس جب اس نے اس درخت کی قیمت ادا کر دی تو اسے اس کٹے ہوئے درخت سے فائدہ لینا مکروہ ہے۔ اور اگر اسے بیچ دے تو بیع ؎۷ جائز ہے اور اس کی قیمت صدقہ کر دے۔	۲
شرح طحاوی		
شرح طحاوی	اور حرم شریف کے (ممنوع) درختوں میں سے جو درخت ؎۸ سوکھ گئے ہوں اور وہ نشوونما کے قابل نہ رہے ہوں تو ان کے کاٹنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔	۳

؎۶ حکم نمبر ۸۵/۳۱۴ کا حاشیہ اور ۶۸ ب/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۶/۳۱۵ نیز ۸۶/۳۱۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۸ اور مذکورہ سرسبز درختوں کے متعلق حکم نمبر ۲/۳۱۵ ملاحظہ ہو۔ نیز مکہ مکرمہ میں حرم شریف کی حدود کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۹۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع - فی الصید — الصید	حوالہ
۳۱۵-۴	ولو قطع الشجرة فالمعتبر اصلها دون اغصانها فان کان اصلها فی الحرم واغصانها فی الحل فهو من شجر الحرم وان کان بعض الاصل فی الحرم وبعضه فی الحل فهی من شجر الحرم احتیاطا	
۵	ویجوز اخذ الورق من شجر الحرم ولا ضمان فیه اذا کان لا یضر بالشجر	کذا فی السراج الوهاج
۶	ولو قلع شجرة فی الحرم فغرم قیمتها ثم غرسها مکانها ثم نبتت ثم قلعها ثانیا فلا شیئ علیه لانه ملکها بالضمان	کذا فی البحر الرائق
۷	ولو اشترک فی قطع شجرة الحرم محرمان او حلالان او محرم وحلال فعلیهما قیمة واحدة	کذا فی غایة السروجی
۸	وان احتش حشیش الحرم وهو رطب وجبت علیه قیمته ولا شیئ علیه فی اخذ الیابس	هکذا فی شرح الطحاوی
۹	ولا یرعی حشیش الحرم ولا یقطع الا الاذخر	کذا فی الکافی
۱۰	ولا بأس بأخذ الکماة فی الحرم	کذا فی الکافی

لہ حکم نمبر $\frac{۷۷}{۳۱۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ حکم نمبر $\frac{۲ ج}{۳۱۵}$ نیز حکم نمبر $\frac{۸۶}{۳۱۴}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ہ حکم نمبر $\frac{۱۰۲}{۳۱۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ہ چنانچہ بین السطور کنز میں ہے کہ حرم شریف میں اذخر گھاس کاٹنا اور چرانا جائز ہے۔ ماخوذ از بین السطور کنز ص ۸۹ (مترجم) ۵ہ حرم شریف کی مٹی اور پتھروں کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۳، ۲۶}{۲۲۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دستی نمبر	نواں باب ۔ احرام میں شکار کے احکام — احرام میں شکار سے واجب امور کا بیان	حوالہ
۳۱۵-۴	(۱) اگر کسی شخص نے حرم شریف کا (ممنوع) درخت کاٹا تو حرم شریف کا درخت ہونے میں اس کی اصل (یعنی جڑ) کا اعتبار ہے۔ شاخوں کا اعتبار نہیں ہے۔ پس اگر اس کی جڑ حرم شریف میں ہو اور اس کی شاخیں حل میں ہوں تو وہ حرم شریف کا درخت قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر اس کی بعض جڑیں حرم شریف میں ہوں اور بعض حل میں ہوں تو از روئے احتیاط وہ درخت حرم شریف کا قرار پائے گا [۱]	
۵	حرم شریف کے (ممنوع) درخت کے پتے حاصل کرنا جائز ہے۔ اس میں کچھ جزا واجب نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ وہ پتے لینے سے اس درخت کا کچھ نقصان نہ ہوتا ہو۔	سراج وہاج
۶	اگر کسی شخص نے حرم شریف کا (ممنوع) درخت اکھاڑا اور اس کا تاوان بھر دیا پھر اسے وہیں لگا دیا پھر وہ سرسبز ہو گیا پھر اس نے اسے دوبارہ اکھاڑ دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ (اسکی) ضمانت ادا کر دینے کی وجہ سے اس کا مالک ہو گیا ہے [۲]	بحرالرائق
۷	اگر حرم شریف کا (ممنوع) درخت کاٹنے میں دو محرم یا دو غیر محرم یا ایک محرم اور ایک غیر محرم شریک ہوئے تو ان دونوں پر (کل) ایک ہی قیمت لازم ہوگی۔ [۳]	غایۃ السروجی
۸	(ا) اگر کسی شخص نے حرم شریف سے ہری گھاس حاصل کی تو اس پر اسکی قیمت لازم ہوگی (ب) اور سوکھی گھاس حاصل کرنے پر اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	شرح طحاوی
۹	حرم شریف کی گھاس نہ چرائی جائے اور نہ کاٹی جائے مگر اذخر گھاس کے لئے یہ حکم نہیں ہے [۴]	کافی
۱۰	حرم شریف سے کھم (یعنی کھمبی) حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں [۵]	کافی

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اُردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام — مجاوزۃ المیقات بغیر احرام	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام	
	دفعات ۳۱۶ تا ۳۱۶ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴	
۳۱۶۔	**مجاوزۃ المیقات بغیر احرام** تعداد شق ۱۴	
۱	اذا دخل الآفاقی مکۃ بغیر احرام وھولا یرید الحج والعمرۃ فعلیہ لدخول مکۃ اما حجۃ او عمرۃ۔	
	فان احرم بالحج او العمرۃ من غیر ان یرجع الی المیقات فعلیہ دم لترک حق المیقات	کذا فی المحیط
۲۔	وان عاد الی المیقات واحرم فھذا علی وجھین فان احرم بحجۃ او عمرۃ عما لزمہ خرج من العھدۃ وان احرم بحجۃ الاسلام او عمرۃ کانت علیہ ان کان ذلک من عامہ اجزاءہ عما لزمہ لدخول مکۃ بغیر احرام استحسانا	کذا فی المحیط
	وکذا اذا حج من عامہ ذلک حجۃ نذرھا	ھکذا فی النھایۃ
	وان تحولت السنۃ وباقی المسئلۃ بحالھا لم یجزئہ عما لزمہ لدخول مکۃ بغیر احرام	کذا فی المحیط فی بیان مواقیت الاحرام

[1] میقات کے مفہوم اور متعلقہ احکام کے متعلق حکم ۵/۲۹۵ ملاحظہ ہو۔ نیز نقشہ ۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] بیرون مکہ یعنی مکہ مکرمہ مع حرم شریف۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۱۶ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۱و/۲۹۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ حکم نمبر ۲/۲۹۶ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۳۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دسواں باب۔ میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کے احکام

دفعات ۳۱۶ تا ۳۱۶ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴

۳۱۶۔ میقات سے احرام کے بغیر گذر جانا

اور اسمیں ۱۴ شقیں ہیں

۱۔ (ا) جب آفاقی شخص (یعنی میقات[۱] سے باہر رہنے والا) مکہ مکرمہ[۲] میں احرام کے بغیر داخل ہوا اور اس کا ارادہ حج یا عمرہ کا نہیں ہے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اس پر حج یا عمرہ لازم ہے[۳]۔
(ب) پس اگر اس نے (مقررہ) میقات[۴] کو لوٹے بغیر حج کا یا عمرہ کا احرام باندھا تو میقات کا حق چھوڑ دینے کی وجہ سے اس پر قربانی (کا جانور ذبح کرنا) لازم ہے۔ محیط

۲۔ (مذکورہ صورت میں) اگر وہ میقات کی طرف لوٹا اور احرام باندھا تو اس میں دو صورتیں ہیں (اوّل یہ کہ) اگر اس نے وہ احرام اس حج یا عمرہ کا باندھا جو اسپر (بغیر احرام مکہ مکرمہ داخل ہونے کی وجہ سے) لازم ہوا تھا تو وہ بری الذمہ ہو گیا۔
اور (دوم یہ کہ) اگر اس نے وہ احرام اسلام میں فرض حج کا یا اس عمرہ کا احرام باندھا جو اس پر (پہلے سے) واجب شدہ تھا تو اگر وہ اسی سال باندھا تو بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی وجہ سے جو اس پر واجب ہوا تھا اس کے لئے بھی از روئے استحسان کفایت کر جائے گا۔[۵] محیط
اسی طرح یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے اسی سال وہ حج کیا جس کی اس نے نذر مان رکھی تھی۔ نہایہ
اور اگر وہ سال بدل گیا اور مسئلہ کی باقی صورت حسب حال (مذکور) ہو تو بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی وجہ سے جو اسپر واجب ہوا تھا اس کے لئے کفایت نہ کرے گا۔ محیط

[۴] حکم $\frac{۴}{۳۱۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم)!
[۵] چنانچہ اس صورت کے متعلق در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جس سال وہ میقات سے بغیر احرام داخل ہوا اس سال میں متروک کا تدارک تو اپنے وقت میں قرار پائیگا اور سال بدل جانے سے وہ اسکے ذمہ قرض ہوگا پس وہ ایسے احرام سے ہی ادا ہوگا جس میں اسی کیلئے قصد کیا گیا ہو، ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۳ نیز حکم $\frac{۱۱}{۳۱۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی مجاوزة المیقات بغیر احرام — مجاوزة المیقات بغیر احرام	حوالہ
۳۱۶-۳	ومن جاوز المیقات وهو یرید الحج والعمرة غیر محرم فلا یخلو اما ان یکون احرم داخل المیقات او عاد الی المیقات ثم احرم فان احرم داخل المیقات ینظر ان خاف فوت الحج متی عاد فانه لا یعود ویمضی فی احرامه ولزمه دم۔ وان کان لا یخاف فوات الحج فانه یعود الی الوقت واذا عاد الی الوقت فلا یخلو اما ان یکون حلالا او محرما فان عاد حلالا ثم احرم سقط عنه الدم وان عاد الی الوقت محرما قال ابوحنیفة رح ان لبّی سقط عنه الدم وان لم یلب لا یسقط وعندهما یسقط فی الوجهین	کذا فی محیط السرخسی
۴	ومن جاوز وقته غیر محرم ثم اتی وقتا اخر اقرب منه واحرم جاز ولا شئ علیه	کذا فی محیط السرخسی
۵	ولو جاوز المیقات وهو یرید بستان بنی عامر دون مکة فلا شئ علیه	کذا فی محیط السرخسی
۶	کوفی جاوز المیقات بغیر احرام واهل بعمرة ثم اهل بحجة فهذا علی اوجه اما ان یحرم بالعمرة اوّلا ثم بالحجة او احرم بالحجة اوّلا ثم بالعمرة من الحرم او قرن بینهما فان احرم بالعمرة ثم بالحجة او قرن بینهما فعلیه دم واحد استحسانا وان احرم بالحجة اوّلا ثم بالعمرة من الحرم فعلیه دمان احدهما لترک احرام الحجة من الوقت والثانی لترک احرام العمرة من الحل	کذا فی محیط السرخسی
۷	رجل جاوز المیقات فاحرم بحجة فافسدها او فاتته الحجة فقضاها سقط عنه الدم الذی وجب للوقت	کذا فی محیط السرخسی

[1] مذکورہ صورت کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مذکورہ قربانی ساقط ہونے کے لئے میقات پر لوٹ کر آنے کے بعد تلبیہ کو از سر نو کہنا شرط ہے اور صاحبین رح کا اختلاف ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۳۱ (مترجم)

[2] حکم نمبر ۵/۲۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۱۵/۲۹۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	دسواں باب میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کے احکام — میقات سے احرام کے بغیر گذر جانیکا بیان	حوالہ
۳۱۶-۳	جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا اور وہ میقات سے بغیر احرام گذر گیا تو پھر یا تو وہ میقات کے اندر احرام باندھے گا اور یا وہ میقات کو لوٹ کر پھر احرام باندھے گا (۱) اگر اس نے میقات کے اندر احرام باندھا تو دیکھا جائیگا۔ اگر میقات کو لوٹ کر آنے سے اسے حج فوت ہونے کا خوف ہو تو وہ نہ لوٹے اور وہ اسی احرام میں اس احرام کے اعمال کرے اور اسپر (بغیر احرام میقات سے گذر جانے کیوجہ سے) قربانی لازم ہوگی۔[۱] اور اگر میقات کو لوٹ کر آنے سے اسے حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو وہ میقات کو لوٹے۔ (ب) اگر وہ میقات کو لوٹا تو پھر یا تو وہ بغیر احرام کی حالت میں ہوگا یا مُحرِم ہوگا پس اگر وہ (میقات کو) لوٹا اور وہ بغیر احرام کی حالت میں تھا اور اس نے (میقات سے) احرام باندھا تو اس سے (بغیر احرام میقات سے گذر جانے کی وجہ سے لازم شدہ) قربانی ساقط ہو جائیگی اور اگر وہ (میقات کو) لوٹا اور مُحرِم تھا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اگر اسنے (از سر نو) لبیک کہی تو اسپر (لازم شدہ) قربانی ساقط ہو جائیگی[۱] اور اگر اس نے لبیک نہ کہی تو اس سے (لازم شدہ وہ) قربانی ساقط نہ ہوگی اور صاحبین رح کے ہاں دونوں صورتوں میں اس سے وہ قربانی ساقط ہو جائیگی۔	محیط سرخسی
۴	جو شخص اپنے میقات سے بغیر احرام گذر گیا اور پھر اس میقات سے نسبتاً قریب ایک اور میقات پر آیا اور احرام باندھا تو جائز ہے اور (ایسا کرنے سے) اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔[۲]	محیط سرخسی
۵	اگر کوئی شخص میقات سے (بغیر احرام) گذر گیا اور اس کا ارادہ بستان بنی عامر[۳] جانے کا ہے مکہ مکرمہ[۴] جانے کا ارادہ نہیں ہے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۶	کوئی شخص (میقات سے باہر مثلاً) کوفہ کا رہنے والا ہے وہ میقات سے بغیر احرام گذر گیا اور عمرہ کا احرام باندھا پھر اس نے حج کا احرام باندھا تو اسمیں کئی صورتیں ہیں۔ اس نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا یا اس نے پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام حرم شریف سے باندھا اور دونوں احراموں کا قران کیا (۱) پس اگر اس نے (پہلے) عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا یا دونوں احراموں کا قران کیا تو اس پر (بغیر احرام میقات سے گذرنے کی وجہ سے) از روئے استحسان ایک قربانی لازم ہوگی (ب) اور اگر اس نے پہلے حج کا احرام باندھا پھر حرم شریف سے عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر دو قربانیاں لازم ہوں گی ایک قربانی اس لئے کہ اس نے میقات پر سے حج کا احرام باندھنا چھوڑا اور دوسری قربانی اس لئے کہ اس نے حِل[۵] سے عمرہ کا احرام باندھنا چھوڑا۔	محیط سرخسی
۷	کوئی آدمی میقات سے گذر گیا پھر اس نے حج کا احرام باندھا پھر اس حج کو فاسد کر دیا یا اس سے وہ حج فوت ہو گیا پھر اس نے اسے قضا کیا تو جو قربانی میقات (سے بغیر احرام گذرنے) کی وجہ سے واجب	

[۴] دُر مختار و رد المحتار میں ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ سے مراد خصوصیت سے مکہ مکرمہ ہی نہیں بلکہ سارا حرم شریف مراد ہے ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۹ اور جیساکہ حکم نمبر ۱۱/۲۹۹ کے پہلے حاشیہ میں ہے (مترجم)

[۵] حِل سے مراد کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۳۰۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۱/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی مجاوزة المیقات بغیر احرام مجاوزة المیقات بغیر احرام	حوالہ
۳۱۶		
۸	واذا جاوز العبد المیقات بغیر احرام ثم اذن له مولاه ان یحرم فاحرم لزمه دم الوقت اذا اعتق	کذا فی محیط السرخسی
۹	واما الکافر یدخل مکة ثم اسلم ثم یحرم فلا شئ علیه	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	وکذلک الغلام یجاوز ثم یحتلم ویحرم بمنزلة الکافر	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	ولو جاوز المیقات قاصدا مکة بغیر احرام مرارا فانه یجب علیه لکل مرة اما حجة او عمرة فان خرج من عامه ذلک الی المیقات فاحرم بحجة الاسلام اوغیرها فانه یسقط عنه ما وجب علیه لاجل المجاوزة الاخیرة ولا یسقط عنه ما وجب علیه لاجل المجاوزة قبلها لان الواجب قبل الاخیرة صار دینا فلا یسقط الابتعیین النیة	کذا فی شرح الطحاوی فی باب ذکر الحج والعمرة
۱۲	مکی خرج من الحرم یرید الحج واحرم ولم یعد الی الحرم حتی وقف بعرفة فعلیه شاة وان لم یشتغل باعمال الحج حتی عاد الی الحرم ان عاد ملبیا سقط عنه الدم بلاخلاف وان عاد غیر ملب لا یسقط عنه عند ابی حنیفة رح خلافا لهما رح	کذا فی التتارخانیة
۱۳	وان خرج المکی الی الحل لحاجة ثم احرم بالحج من الحل ووقف بعرفة فلا شئ علیه	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۴	والمتمتع اذا فرغ من عمرته ثم خرج من الحرم فاحرم بالحج من الحل ووقف بعرفة فعلیه دم فان رجع الی الحرم محرما عندهما ومحرما	

لہ اور اس صورت کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ فوت شدہ حج کے احرام سے نکلنے کے لئے عمرہ کے افعال کریگا (جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۱/۳۰۳ میں ہے) اور آئندہ سال اس کی قضا لازم ہے۔ اور ہمارے ہاں قضا کرنے سے اس پر سے وہ قربانی ساقط ہو جائیگی جو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہوئی تھی نیز لکھا ہے کہ فاسد شدہ حج کے اعمال کو پورا کرنا اور اس کی قضا کرنا واجب ہوگا (جیسا کہ حکم نمبر ۶/۳۱۳ میں ہے) اور اس پر سے (میقات کی وجہ سے) قربانی ساقط ہو جائیگی ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ا صفحہ ۲۸۸ نیز حکم نمبر ۷/۳۱۶ میں اس صورت کا ذکر ہے جس میں کوئی مسلمان میقات سے بغیر احرام گذر جائے (حکم نمبر ۵/۳۱۶ ملاحظہ ہو) اور پھر حج کا احرام باندھے

دفعات وشق نمبر	دسواں باب میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کے احکام — میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کا بیان	حوالہ
۳۱۶	ہوتی تھی وہ اس سے ساقط ہو جائے گی۔[1]	محیط سرخسی
۸	اگر غلام میقات سے بغیر احرام گذر گیا پھر اس کے آقا نے اسے احرام باندھنے کی اجازت دے دی اور اس نے احرام باندھ لیا تو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے قربانی اس پر اسوقت لازم ہوگی جب وہ آزاد ہوگا۔	محیط سرخسی
۹	اور کافر شخص جو مکہ مکرمہ میں داخل ہوا پھر وہ اسلام لے آیا پھر اس نے احرام باندھا تو اسپر (میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے) کچھ لازم نہیں۔	محیط سرخسی
۱۰	اسی طرح لڑکا جو (میقات سے بغیر احرام) گذرے پھر اسے احتلام ہو اور وہ احرام باندھے تو وہ بھی (میقات سے بغیر احرام گذرنے کے احکام میں) کافر شخص کے حکم کیطرح ہے (یعنی اسپر کچھ لازم نہیں ہے)	محیط سرخسی
۱۱	(ا) اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ (یا حرم شریف) کے ارادہ سے میقات پر سے بغیر احرام کئی بار گذرا تو اس پر ہر بار گذرنے کی وجہ سے حج یا عمرہ واجب ہوگا۔ (ب) پس اگر اس نے اسی سال[2] میقات تک آکر اسلام میں فرض حج یا اسکے علاوہ کی نیت سے احرام باندھا تو اس سے وہ قربانی ساقط ہو جائے گی جو آخری مرتبہ (میقات سے بغیر احرام گذرنے) کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی تھی اور اس سے وہ قربانی ساقط نہ ہوگی جو اس سے پہلے (میقات سے بغیر احرام گذرنے) کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی تھی اسلئے کہ آخری سے پہلے کئی بار (میقات سے بغیر احرام گذرنے) کیوجہ سے جو کچھ واجب ہوا تھا وہ اسپر اسکے ذمہ قرض ہو گیا پس وہ جب تک اس کے لئے متعین نیت نہ کرے گا وہ ساقط نہ ہوگا۔[3]	شرح طحاوی
۱۲	(ا) مکی شخص حرم شریف سے باہر حج کے ارادہ سے نکلا اور احرام باندھا اور وہ حرم شریف نہ لوٹا حتی کہ اس نے عرفہ میں وقوف کیا تو اس پر بکری کی قربانی لازم[4] ہوگی (ب) اور اگر وہ حج کے اعمال میں مشغول نہ ہوا تھا کہ حرم شریف لوٹ آیا تو اگر وہ لبیک کہتا ہوا لوٹا تو اس سے (میقات کیوجہ سے لازم شدہ) قربانی بلاخلاف ساقط ہو جائیگی اور اگر وہ لبیک کہے بغیر (حرم شریف کو) لوٹا تو امام ابوحنیفہؒ[5] کے ہاں اس سے وہ قربانی ساقط نہ ہوگی اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔	تتار خانیہ
۱۳	اگر مکی شخص کسی کام کے لئے (حرم شریف سے باہر) حِل میں گیا پھر اس نے حِل سے حج کا احرام باندھا اور اس نے عرفہ میں وقوف کیا تو اس پر (میقات کی وجہ سے) کچھ لازم نہ ہوگا۔	غایۃ سروجی
۱۴	(ا) متمتع شخص جب اپنے عمرہ سے فارغ ہوا تو وہ حرم شریف سے باہر نکلا اور اس نے حِل سے حج کا احرام باندھا اور عرفہ میں وقوف کیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔[6] (ب) اور صاحبینؒ	

اسپر قربانی لازم آئے گی۔ اور اگر وہ شخص اس حج کو فاسد کردے یا اسکا وہ حج فوت ہو جائے تو آئندہ سال قضا کرنے سے اس سے وہ قربانی ساقط ہو جائے گی او حکم نمبر ۲/۳۱۶ میں مندرجہ دوسری صورت کے سے ۳ میں اس صورت کا ذکر ہے جسمیں کوئی آفاقی بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائے تو اسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا جو کہ آئندہ سال دین قرار پاتا ہے (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲/۳۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ اسکی قضا کرنیکی صورت میں حکم نمبر ۷/۳۱۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم ۱۱ ک/۲۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۳/۳۱۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ جاننا چاہیئے کہ وہ متمتع مکی کے حکم میں تھا اور مکی کے لئے حج کا احرام حرم شریف سے ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۸۹۔ نیز حکم نمبر ۱۱ ک/۲۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام　مجاوزۃ المیقات بغیر احرام	حوالہ
۳۱۶-(۱۲)	ملبیاً عند ابی حنیفۃ رح سقط عنہ الدم وان رجع الی الحرم واھل منہ قبل الاحرام فلاشیٔ علیہ بالاتفاق	کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ

لہ حکم نمبر ۳/۳۱۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دسواں باب میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کے احکام — میقات سے احرام کے بغیر گذرجانیکا بیان	حوالہ
۳۱۶-(۱۴)	کے ہاں اگر وہ احرام کی حالت میں حرم شریف کو لوٹا اور امام ابو حنیفہ رحہ کے ہاں اگر وہ احرام کی حالت میں لبیک کہتا ہوا (حرم شریف کو) لوٹا تو اس سے (میقات کی وجہ سے لازم شدہ) قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (ج) اور اگر وہ حرم شریف کو لوٹا اور وہاں احرام سے پہلے تلبیہ پڑھا[1] تو بالاتفاق اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	غایہ سروجی

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی اضافة الاحرام الی الاحرام — اضافة الاحرام الی الاحرام	حواله

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الحادی عشر فی اضافة الاحرام الی الاحرام

دفعات ۳۱۷ تا ۳۱۷ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴

۳۱۷- اضافة الاحرام الی الاحرام

تعداد شق ۱۴

دفعات وشق نمبر		حواله
۱	يجب ان يعلم بان الجمع بين احرامی الحج او احرامی العمرة بدعة ولكن اذا جمع بينهما لزمتاه عند ابی حنيفة رح وابی يوسف رح وعند محمد رح تلزمه احداهما الا انه لابد من رفض احدهما عند ابی حنيفة رح وابی يوسف رح فاذا فرغ من الاولى فی فصل الحج يقضی الثانية فی العام الثانی وفی فصل العمرة يقضی الثانية فی ذلك العام لان تكرار العمرة فی سنة واحدة جائز بخلاف الحج	هكذا فی المحيط
۲	وكذلك بناء اعمال العمرة على اعمال الحج بدعة واما بناء احرام الحج على احرام العمرة فليس ببدعة	هكذا فی المحيط
۳	حتى ان من احرم بحجة وطاف لها شوطا ثم اهل بعمرة رفض العمرة ولزمه دم الرفض وقضاء العمرة	هكذا فی المحيط كذا فی النهاية
۴	ولو احرم بحجة ثم احرم بعمرة قبل ان يطوف للحجة شوطا فانه لا يرفض العمرة	كذا فی المحيط
۵	قال ابوحنيفة رح اذا احرم المكی بعمرة وطاف لها شوطا ثم احرم بالحج	

ۛ ۱ حکم نمبر ۴، 5/301 ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر 9/317 ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ ہدایہ میں ہے کہ اسلئے کہ مکی کیلئے حج اور عمرہ کا جمع کرنا غیر مشروع ہے نیز لکھا ہے کہ اس لئے کہ امام صاحب کے ہاں چونکہ عمرہ کا احرام اس کے کچھ اعمال کر لینے کی وجہ سے مؤکد ہو چکا ہے اور حج کا احرام مؤکد نہیں ہوا لہذا غیر متأکد کا چھوڑنا آسان ہے

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ایک احرام کے ساتھ دوسرا احرام ملانے کے احکام — ایک احرام سے دوسرا احرام ملانیکا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گیارہواں باب۔ ایک احرام کیساتھ دوسرا احرام ملانے کے احکام

دفعات ۳۱۷ تا ۳۱۷ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴

۳۱۷ - ایک احرام سے دوسرا احرام ملا دینا اور اسمیں ۱۴ شقیں ہیں

۱ (ا) اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ حج کے دو احراموں کو یا عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنا بدعت ہے۔
(ب) لیکن اگر کسی نے انہیں جمع کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ دونوں لازم ہو جائینگے اور امام محمد رح کے ہاں ان میں سے ایک لازم ہوگا[۱] -
(ج) لیکن امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں (بھی) ان دونوں میں سے ایک کا احرام چھوڑ دینا ضروری ہے۔ (د) پس حج کے دو احراموں کو جمع کرنے کی صورت میں جب وہ پہلے حج سے فارغ ہوگیا تو دوسرے حج کو دوسرے سال قضا کریگا۔ عمرہ کے دو احراموں کی صورت میں دوسرے عمرہ کو اسی سال قضا کرے گا اس لئے کہ ایک سال میں عمرہ کا تکرار جائز ہے اور حج کے لئے یہ جواز نہیں ہے۔ — محیط

۲ (ا) اسی طرح حج کے اعمال پر عمرہ کے اعمال کی بنا کرنا بدعت ہے۔
(ب) البتہ عمرہ کے احرام پر حج کے احرام کی بنا کرنا بدعت نہیں ہے۔ — محیط

۳ (ا) پس جس کسی نے حج کا احرام باندھا اور اس کے طواف کا ایک پھیرا کرلیا پھر اس نے عمرہ کا احرام باندھا تو وہ اس عمرہ کو چھوڑ دے — محیط
(ب) اور اس پر (مذکورہ) عمرہ چھوڑ دینے کیوجہ سے قربانی لازم ہو گی اور اس پر اس عمرہ کی قضا بھی لازم ہو گی[۲] — نہایہ

۴ اور اگر کسی نے حج کا احرام باندھا پھر اس نے حج کے لئے طواف کا پھیرا کرنے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا تو وہ اس عمرہ کو نہ چھوڑے — محیط

۵ امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ اگر مکی[۳] شخص نے عمرہ کا احرام باندھا اور اس کے طواف کا ایک پھیرا کیا

ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۲۸۹ - نیز حکم نمبر ۳۴، ۳۵ / ۳۰۷ ملاحظہ ہو اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ مذکورہ صورت میں آفاقی حج کے اعمال پورے کریگا کیونکہ اس کے لئے عمرہ کے افعال پر حج کے افعال کی بنا کرنا صحیح ہے۔ ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ج ا ص ۲۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی اضافة الاحرام الی الاحرام — اضافة الاحرام الی الاحرام	حواله
٣١٧	فانه یرفض الحج وعلیه لرفضه دم وعلیه حجة وعمرة	کذا فی الهدایة
٦	ولو احرم بالعمرة ثم بالحج ولم یأت بشیئ من افعال العمرة فانه یرفض العمرة اتفاقا	هکذا فی الکافی
٧	فان طاف لعمرته اربعة اشواط ثم احرم بالحج رفض الحج بلاخلاف وعلیه دم بالرفض ایهما رفضه الا ان فی رفض العمرة قضاها وفی رفض الحج قضاه وعمرة وان مضی علیهما اجزأه وعلیه دم لجمعه بینهما	کذا فی الهدایة
٨	کوفی احرم بالحج ثم احرم بعمرة لزمتاه ویصیر بذلك قارنا لکنه اساء فلو وقف بعرفات ولم یأت بافعال العمرة فهو رافض لعمرته فان توجه الیها لم ترتفض حتی یقف	کذا فی الکافی
٩	فان طاف للحج للتحیة ثم احرم لعمرة لزمتاه ولو مضی علیهما جاز وعلیه دم لجمعه بینهما وهو دم کفارة لا نسك ویستحب ان یرفض عمرته	کذا فی الکافی
١٠	واذا احرم بحج وفرغ منه ثم احرم بحج آخر یوم النحر لزمه الثانی ثم ان کان حلق فی الحج الاول قبل ان یحرم بالثانی فلا شیٔ علیه وان کان لم یحلق بینهما فعلیه دم سواء حلق بعد الاحرام الثانی او لم یحلق	کذا فی التبیین

[1] ہدایہ میں ہے کہ عمرہ کی قضا اس لئے کہ وہ فائت الحج کے معنی میں ہے اور حاشیہ میں ہے کہ فائت الحج عمرہ کے افعال کرکے احرام سے باہر ہوتا ہے البتہ وہ پہلے شروع کیا ہوا عمرہ کریگا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دوسرا عمرہ کریگا۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج۱ ص۲۸۹ نیز حکم ١٠١/٣٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ٥/٣١٧ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب ایک احرام کے ساتھ دوسرا احرام ملانے کے احکام — ایک احرام سے دوسرا احرام ملانے کا بیان	حوالہ
۳۱۷	پھر اس نے حج کا احرام باندھ لیا تو وہ حج کو چھوڑ دے اور اس پر وہ حج چھوڑ دینے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔ اور اسپر حج اور عمرہ[1] لازم ہوگا۔	ہدایہ
۶	اگر کسی (مکی) شخص نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اس نے حج کا احرام باندھا اور عمرہ کے افعال میں سے اس نے کچھ ادا نہ کیا تھا تو اس کے متعلق بالاتفاق حکم یہ ہے کہ وہ اس عمرہ کو چھوڑ دے۔	کافی
۷	اگر کسی (مکی) شخص نے عمرہ کے طواف کے چار پھیرے کر لئے تو حج کا احرام باندھا تو وہ بلا خلاف اس حج کو چھوڑ دے گا اور اس نے حج یا عمرہ جس کو بھی چھوڑ دیا اس پر قربانی لازم ہوگی۔ البتہ وہ عمرہ چھوڑ دینے کی صورت میں وہ (صرف) عمرہ کی قضا کرے گا اور وہ حج چھوڑ دینے کی صورت میں اس حج کی قضا کرے گا اور عمرہ کی بھی قضا کرے گا اور اگر اس نے (کوئی احرام نہ توڑا اور) ان دونوں کے اعمال کو پورا کیا تو اسے کفایت کر جائے گا اور (حج اور عمرہ) دونوں کو جمع کرنے کی وجہ[2] سے اس پر قربانی لازم ہوگی۔	ہدایہ
۸	(ا) کوفہ[3] کے رہنے والے نے حج کا احرام باندھا (اور اس سے فارغ ہوئے بغیر) پھر اس نے عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر دونوں لازم ہونگے اور اس سے وہ قارن قرار پائے گا لیکن ایسا کرنے میں اس نے برائی کی۔ (ب) اور اگر اس نے عرفات میں وقوف کیا اور عمرہ کے افعال نہ کئے تو وہ اس عمرہ کو چھوڑ دینے والا قرار پائے گا۔ اور اگر عرفات کی طرف (صرف) متوجہ ہوا تو جب تک وہاں وقوف نہ کرے گا (اسکا) عمرہ متروک نہ قرار پائیگا۔	کافی
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے حج کیلئے طواف تحیہ[4] کیا پھر اس نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر دونوں لازم ہونگے اور اگر دونوں کے اعمال پورے کئے تو جائز ہو جائے گا۔ اور اسپر ان دونوں کو (اس طرح) جمع کرنیکی وجہ سے قربانی لازم ہوگی اور یہ قربانی حج کی عبادت کی نہیں بلکہ کفارہ کی ہوگی اور اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے اس عمرہ کو چھوڑ دے۔[5]	کافی
۱۰	(ا) جب کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور اس سے فارغ ہو گیا پھر اس نے یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو) دوسرے حج کا احرام باندھ لیا تو اس پر دوسرا حج لازم ہو جائے گا۔ پھر اگر اس نے دوسرے حج کا احرام باندھنے سے قبل پہلے حج میں سر منڈا (یا سر کے بالوں کو کترا) دیا تھا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔[6]	

[3] کوفی کے رہنے والے سے مراد کے متعلق ۱۹۰/۳۰۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲/۳۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] طواف تحیہ کے متعلق حکم ۳۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم ۳ د/۳۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

[6] حکم نمبر ۱۲، ۱۳/۳۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی اضافة الاحرام الی الاحرام　　اضافة الاحرام الی الاحرام	حوالہ
٣١٧		
١١	ومن فرغ من عمرته الا التقصير فاحرم باخرى فعليه دم لاحرامه قبل الوقت وهو دم جبر وكفارة	كذا فى الهداية
١٢	الحاج اذا اهل بعمرة فى يوم النحر او ايام التشريق لزمته ويلزمه رفضها فان رفضها يجب دم لرفضها وعمرة مكانها وان مضى عليها جاز وعليه دم كفارة	كذا فى الكافى
١٣	واذا حلق للحج ثم احرم لا يرفضها كذا ذكر فى الاصل وقال مشائخنا يرفضها	كذا فى الكافى
١٤	وان فاته الحج ثم احرم بعمرة رفضها وان احرم بحج رفضه ايضا واذا رفض لزمه الدم وعليه فى العمرة قضاؤها وفى الحجة عمرة وحجة	كذا فى الكافى

لہ حکم $\frac{٣}{٣٠٥}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ حکم نمبر $\frac{١٠}{٣١٧}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ایک احرام کیساتھ دوسرا احرام ملانیکے احکام ایک احرام سے دوسرا احرام ملانیکا بیان	حوالہ
۳۱۷	(ب) اور اگر اس نے پہلے حج اور دوسرے حج کے احرام کے درمیان سر نہ منڈایا تھا تو اس پر قربانی لازم ہوگی خواہ اس نے دوسرے احرام کے بعد سر منڈایا یا نہ۔	تبیین
۱۱	جو شخص اپنے عمرہ سے فارغ ہوا لیکن ابھی اس نے سر کے بال نہیں کترائے تھے کہ اس نے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر وہ احرام وقت سے پہلے باندھنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی اور یہ قربانی خرابی درست کرنے اور کفارہ ادا کرنے کی قربانی ہے۔	ہدایہ
۱۲	حج کرنے والے کسی شخص نے یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) یا ایام تشریق[له] میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو وہ اس پر لازم ہو جائیگا لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ پس اگر اس نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے چھوڑ دینے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی اور (چھوڑے ہوئے) اس عمرہ کی جگہ عمرہ بھی لازم ہوگا۔ اور اگر اس نے اس عمرہ (کو نہ چھوڑا بلکہ اس) کے اعمال پورے کئے تو جائز ہو جائے گا البتہ اس پر کفارہ کی قربانی لازم ہوگی۔	کافی
۱۳	(۱) جب کسی شخص نے حج میں سر منڈا (یا سر کے بالوں کو کترا) دیا پھر اس نے دوسرا[له] احرام باندھ لیا تو اسے نہ چھوڑے اصل میں یوں ہی مذکور ہے۔	کافی
	(ب) اور ہمارے مشائخ رحنے کہا ہے تو وہ اس احرام کو چھوڑ دے گا	
۱۴	اگر کسی شخص کا حج فوت ہوگیا پھر اس نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو وہ عمرہ کے احرام کو چھوڑ دیگا۔ اور اگر کسی کا حج فوت ہوگیا اور) پھر اس نے حج کا احرام باندھ لیا تو اس کو بھی چھوڑ دے گا اور جب چھوڑے گا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔ اور اسپر عمرہ (کا احرام باندھ کر چھوڑنے) کی صورت میں اسکی قضا لازم ہوگی اور حج (کا احرام باندھ کر چھوڑنے کی صورت میں) عمرہ[له] اور حج لازم ہوگا۔	کافی

له حکم نمبر ۱۰۱/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثانی عشر فی الاحصار

دفعات ۳۱۸ تا ۳۱۹ عنوانات، ۲ تعداد شق ۲۵

۳۱۸۔ الاحصار

تعداد شق ۱۰

۱ المحصر من احرم ثم منع عن مضی فی موجب الاحرام[1] سواء کان المنع من العدو او المرض او الحبس او الکسر او القرح او غیرها من الموانع من اتمام ما احرم به حقیقة او شرعا و هذا قول اصحابنا ۔ کذا فی البدائع

۲ وحد المرض الذی یثبت به الاحصار عندنا ان یقعده عن الذهاب و الرکوب الا لزیادة مرض[2] ۔ هکذا فی السراج الوهاج

۳ والعدو ینتظم المسلم و الکافر والسبع ۔ هکذا فی السراج الوهاج

۴ لو سرقت نفقته او هلکت راحلته فان کان لا یقدر علی المشی فهو محصر وان کان یقدر علی المشی فلیس بمحصر ۔ هکذا فی البدائع

۵ واذا احرمت ولا زوج لها ومعها محرم فمات محرمها او احرمت ولا محرم معها ولکن معها زوجها فمات زوجها فانها محصرة ۔ هکذا فی البدائع

۶ و اذا مات محرم المرأة فی الطریق وبینها و بین مکة مسیرة ثلاثة

[1] یا مثلاً سفر حج میں عدت لازم ہو گئی اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۲۹۱ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ حبس (محرم) کا راستہ گم ہو گیا وہ بھی محصر ہے۔ لیکن اگر اسے ہدی لیجانے والا کوئی شخص مل گیا تو اسکا احصار ختم ہے۔ اسلئے کہ وہ اس سے راستہ پوچھ سکتا ہے بصورت دیگر ہدی پہنچانے سے عاجز رہ جانے کیوجہ سے اس کیلئے احرام سے باہر ہونا ناممکن ہے۔ اور فتح میں ہے کہ پھر وہ اس محصر کی طرح ہے جو ہدی پر قادر نہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۰۔ نیز حکم نمبر ۱/۱۶ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] بیماری بڑھ جانے کے معتبر خوف کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۱۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب حج سے روکے جانے کے احکام حج سے روکے جانیکا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارہواں باب۔ حج سے روکے جانے کے احکام

دفعات ۳۱۸ تا ۳۱۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۵

۳۱۸۔ (احرام کے بعد) حج سے روکے جانا اور اسمیں ۱۸ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا اور پھر وہ اس احرام سے واجب اعمال پورے کرنے سے روکا گیا خواہ وہ روکا جانا دشمن کی طرف سے ہو یا بیمار ہو جانے یا قید ہو جانے یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے یا زخمی ہو جانے کی وجہ سے ہو یا موانع میں سے کوئی اور ایسا[۱] امر پیش آجائے جو حقیقتاً یا شرعاً ان اعمال کو پورا کرنے میں مانع ہو جس کا اسنے احرام باندھا ہے۔ اور یہ ہمارے اصحابؒ کا قول ہے	بدائع
۲	بیماری کی وہ حد جس سے احصار (یعنی احرام کے بعد حج سے روکا ہوا ہونا) ثابت ہو جاتا ہے یہ ہے کہ وہ بیماری اسے چلنے یا سوار ہونے سے روک دے۔ لیکن (اس کا بھی اعتبار ہے کہ) اگر وہ بیماری اسے چلنے یا سوار ہونے سے نہ روکے مگر چلنے یا سوار ہونے سے اس بیماری کے بڑھ جانے کا خوف ہو[۲]	سراج وہاج
۳	اور (حج سے روکا جانا دشمن کی طرف سے ہو تو ایسا) دشمن ہونے میں مسلم۔ کافر اور درندہ بھی شامل ہیں	سراج وہاج
۴	اگر کسی (احرام والے) کا نفقہ چوری ہو گیا یا اسکی سواری کا جانور ہلاک ہو گیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ پیادہ چلنے پر قادر ہے تو وہ محصر نہیں ہے۔	بدائع
۵	اگر کسی عورت نے حج کا احرام باندھا۔ اس کا خاوند نہیں تھا البتہ اسکے ساتھ کوئی محرم[۳] آدمی تھا پھر اس کا وہ محرم شخص وفات پا گیا یا کسی عورت نے احرام باندھا اسکے ساتھ اس کا کوئی اور محرم نہیں تھا لیکن اس کا خاوند اسکے ساتھ تھا پھر اس کا خاوند وفات پا گیا تو (مذکورہ دونوں صورتوں میں) وہ عورت محصرہ (یعنی احرام کے بعد حج سے روکی ہوئی) ہے۔	بدائع
۶	جب (احرام والی) کسی عورت کا محرم (دوران سفر) راستہ میں وفات پا گیا اور اس عورت اور مکہ کرمہ میں تین دن کا سفر (یعنی شرعی[۴]	

[۳] محرم کے مفہوم۔ اس کی ضرورت اور متعلقہ احکام، حکم ۴۷ تا ۵۲ / ۲۹۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۴۷ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو اور شرعی سفر کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۳ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الاحصار — الاحصار	حوالہ
۳۱۸	ایام فصاعدا فھی بمنزلۃ المحصر	کذا فی السراج الوھاج
۷	وکذا اذا حجت تطوعا بغیر اذن زوجھا فمنعھا من الذھاب فھی بمنزلۃ المحصر	کذا فی السراج الوھاج
۸	وکذا العبد والامۃ اذا احرما جاز لمولاھما ان یحللھما و یکونان محصرین	کذا فی السراج الوھاج
۹	وان احرمت بحجۃ الاسلام ولا محرم لھا ولا زوج فھی محصرۃ وان کان لھا محرم و زوج ولھا استطاعۃ عند خروج اھل بلدھا فلیست بمحصرۃ وان کان لھا زوج ولا محرم معھا فمنعھا الزوج فھی محصرۃ و ھل للزوج ان یحللھا روی عن ابی حنیفۃ رح ان لہ ان یحللھا	کذا فی البدائع
۱۰	ثم الاحصار کما یکون عن الحج یکون عن العمرۃ عند عامۃ العلماء رح	کذا فی البدائع

۳۱۹۔ حکم الاحصار

تعداد شق ۲۵

دفعات وشق نمبر	الاحصار	حوالہ
۱	(و اما حکم الاحصار) فھو ان یبعث بالھدی او بثمنہ لیشتری بہ ھدیا و یذبح عنہ	

۱؎ حکم نمبر $\frac{۳۵۳ب}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر $\frac{۹}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو۔ نیز غلام اور باندی کے مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل کے احکام متفرق مسائل کے عنوان کے تحت حکم نمبر $\frac{۱۴،۱۸}{۳۲۹}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر $\frac{۳۵۳ج}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{۵۸}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر $\frac{۱۵۳}{۲۹۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۶؎ فرض حج کی مذکورہ صورت کے متعلق حاشیہ البحرالرائق میں ہے کہ وہ محصرہ ہے اور اگر اس کا خاوند اس کا احرام کھلوائے تو وہ بدی بھیج کر ہی احرام سے باہر ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ البحرالرائق ج ۳ صہ ۵۴ اور اگر اس کا محرم ہو تو خاوند فرض حج سے منع نہیں کر سکتا اس کے متعلق حکم

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب حج سے روکے جانے کے احکام — حج سے روکے جانے کا بیان	حوالہ
۳۱۸	سفر) یا اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو وہ عورت بمنزلہ محصر ہے (یعنی وہ احرام کے بعد حج سے روکی ہوئی قرار پائے گی)	سراج وہاج
۷	اسی طرح اگر کسی عورت نے خاوند کی اجازت کے بغیر نفل حج[۱] شروع کیا (یعنی اس کا احرام باندھا) پھر اسکے خاوند نے اسے حج پر جانے سے منع کر دیا تو وہ عورت بمنزلہ محصر ہے	سراج وہاج
۸	اسی طرح اگر غلام اور باندی نے احرام باندھا تو انکے آقا کیلئے جائز ہے کہ وہ ان کا احرام کھلوا دے اور وہ غلام اور باندی محصر قرار پائینگے[۲]	سراج وہاج
۹	(ا) اگر کسی عورت نے اسلام میں فرض حج کا احرام باندھا۔ اس کا کوئی محرم نہ تھا اس کا خاوند بھی نہ تھا تو وہ عورت محصرہ (یعنی احرام کے بعد حج سے روکی ہوئی)[۳] ہے (ب) اور اگر اس عورت کا محرم اور زوج تھا اور جس وقت اس شہر کے لوگ حج کو جاتے ہوں[۴] اسوقت اس عورت کو حج کی استطاعت (یعنی زاد راہ اور سواری وغیرہ) ہے تو وہ محصرہ نہیں ہے (ج) اور اگر اس کا خاوند تھا البتہ اسکے ساتھ کوئی اور محرم آدمی[۵] نہ تھا اور خاوند نے اسے منع کر دیا تو وہ محصرہ ہے (د) اور کیا اسکے خاوند کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اسکا احرام کھلوا دے؟ اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ اس کا احرام کھلوا دے[۶]	بدائع
۱۰	ہمارے عام علماء کے ہاں جس طرح حج سے احصار ہوتا ہے (یعنی احرام کے بعد حج سے روکا جانا ہے) اسی طرح عمرہ میں بھی احصار ہوتا ہے	بدائع
۳۱۹	**احرام کے بعد حج سے روکے جانے کا حکم** اور اسمیں ۲۵ شقیں ہیں	
۱	احصار کا (یعنی احرام کے بعد حج سے روکے جانے کی صورت میں) حکم یہ ہے کہ قربانی کا جانور[۷] یا اس کی قیمت (مکہ مکرمہ) بھیجدے تاکہ اس کی قربانی خرید کر (حرم[۸] شریف میں) اسکی طرف سے ذبح کی جائے۔	

نمبر ۳ ۵ و/۲۹۱ ملاحظہ ہو۔ اور عورت کے نفل حج کی صورت میں حکم نمبر ۳ ۵ ب/۲۹۱، ۷/۳۱۸، ۹/۳۲۹ ملاحظہ ہو۔ اور مذکور مسائل سے ملتے جلتے مزید احکام متفرق مسائل کے عنوان کے تحت حکم نمبر ۷، ۸، ۱۰ تا ۱۳/۳۲۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۷] کسی کے حکم سے حج کرنیوالا محصر ہو جائے تو احصار کی ہدی کی ذمہداری کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۳۲۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۸] حکم نمبر ۲۵/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الاحصار — الاحصار	حوالہ
۳۱۹	وما لم یذبح لا یحل وهو قول عامة العلماء رح سواء شرط عند الاحرام الاحلال[1] بغیر ذبح عند الاحصار او لم یشترط	کذا فی البدائع
۲	ویجب ان یواعد یوما معلوما یذبح عنه فیحل بعد الذبح ولا یحل قبله حتی لو فعل شیئا من محظورات الاحرام قبل ذبح الهدی یجب علیه ما یجب علی المُحْرِمِ اذا لم یکن محصرا	کذا فی البدائع
۳	واما الحلق فلیس بشرط للتحلل فی قول ابی حنیفة رح ومحمد رح وان حلق فحسن	کذا فی البدائع
۴	المحصر اذا کان لا یجد الهدی ولا ثمنه لا یحل بالصوم عندنا	کذا فی السراج الوهاج
۵	ان حل فی یوم وعده علی ظن انه ذبح هدیه عنه فی ذلك الیوم ثم علم انه لم یذبحه کان محرما وعلیه دم لاحلاله قبل وقته	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة

[1] یعنی اس صورت میں چاہے تو کوئی دوسرا راستہ اختیار کر سکے تو کرلے اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر محصر احرام کھولے بغیر لوٹ آئے اور احصار دور ہونے کا انتظار کرلے تو یہ بھی جائز ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ صفحہ ۵۶ اور جب وہ احصار دور ہو تو عمرہ کے احرام کی صورت میں عمرہ کرلے اور حج کے احرام کی صورت اگر وہ حج پا سکے تو ادا کرے ورنہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو اور آئندہ سال بموجب حکم نمبر ۱/۳۱۴ حج کی قضا کرلے گا اور چاہے تو قربانی کا جانور یا اس کی قیمت بھیجے (خواہ کسی غیر ملک کے ذریعہ ہو) تاکہ اس کی طرف سے حرم شریف میں قربانی کا جانور ذبح ہو جیسا کہ حکم ۲۵/۳۱۹، ۴/۳۱۹ کے حاشیہ میں ہے لیکن اگر احصار ایسا ہو کہ نہ انتظار سے جلد رفع ہونے کی امید ہو اور نہ قربانی کا جانور یا اسکی قیمت حرم شریف میں بھیج سکتا ہو تو اسے حالت احرام میں لوٹنا اور احرام پر ہی صبر کرنا لازم آتا ہے۔ بعض اہل علم مثلاً صاحب عین الہدایہ کے ہاں اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ حِل میں ہی یا مقام احصار میں ہی قربانی کا جانور ذبح کرکے احرام سے باہر ہونے کی گنجائش پائے جیسا کہ امام شافعیؒ کے ہاں حکم ہے۔ اھ۔ چنانچہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ امام شافعیؒ کے ہاں حصار صرف دشمن کیوجہ سے ہوگا۔ نیز ان کے ہاں محصر کے لئے مقام احصار پر ہی قربانی کا جانور ذبح کرکے احرام سے باہر ہونا جائز ہے۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۵۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس گنجائش کی دلیل کیلئے واقعہ حدیبیہ محل نظر ہے کیونکہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم شریف میں ہے اور کچھ حصہ حِل میں ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ قربانیاں حرم شریف میں ذبح کی ہوں۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۹۲ اور حدیبیہ کے ذکر کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۹۹ کے پانچویں حاشیہ کا - ج - ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱/۳۱۹ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ۔ پس بنا بر ضرورت شدیدہ حکم نمبر ۱/۳۱۹ کے تیسرے حاشیہ میں درج امام شافعیؒ کے قول پر اور حکم نمبر ۴/۳۱۹ کے دوسرے حاشیہ میں درج امام ابو یوسفؒ کے قول پر اور حکم نمبر ۱/۳۱۹ کے پانچویں حاشیہ میں درج امام محمدؒ کے قول پر عمل کرکے امتدادِ احرام کی حرج کو دور کرنے کے لئے کفایت کر جانے کی گنجائش قابل غور ہونی چاہیے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب ۔ حج سے روکے جانیکے احکام ۔ حج سے روکے جانے کا بیان	حوالہ
۳۱۹	اور جب تک وہ قربانی ذبح نہ ہو وہ احرام سے باہر نہ ہوگا۔[1] عام علماء کا یہی قول ہے۔ خواہ احرام باندھتے وقت اس نے یہ شرط کی کہ اس کا یہ احرام احصار (یعنی حج سے روکے جانے) کی صورت میں قربانی ذبح کرنے کے بغیر ہے یا اس نے یہ شرط نہ کی حکم برابر ہے[2]	بدائع
۲	اور یہ واجب ہے کہ (جسکے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے) ایک دن مقرر کرکے وعدہ لے لے جس میں اس کی طرف سے قربانی ذبح کی جائے گی پس وہ اس قربانی کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہو جائیگا اور ذبح سے پہلے احرام سے باہر نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر اس نے اس قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے کوئی ایسا فعل کیا جو احرام کی حالت میں منع ہے تو اسپر وہی کچھ واجب ہوگا جو مُحرِم پر مُحصَر نہ ہونے کی حالت میں واجب ہوتا ہے۔	بدائع
۳	(۱) مُحصَر (یعنی احرام کے بعد حج سے روکے جانے والے) کیلئے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں احرام کھولنے کے لئے سر منڈانا (یا سر کے بال کتروانا) شرط نہیں ہے (ب) اور اگر سر منڈا لے تو اچھا ہے[4]	بدائع
۴	مُحصَر شخص اگر قربانی کا جانور نہ پائے اور نہ اسکی قیمت[5] پائے تو ہمارے ہاں وہ روزے رکھ کر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا[6]	سراج وہاج
۵	اگر کوئی مُحصَر شخص وعدہ کے دن اس گمان پر احرام سے باہر ہو گیا کہ اس دن اس کی طرف سے قربانی ذبح ہو چکی ہوگی پھر اسے معلوم ہوا کہ (اس دن) قربانی ذبح نہیں ہوئی تو وہ احرام والا ہی رہے گا اور اسپر قبل از وقت احرام سے باہر ہو جانے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔	غایہ سروجی

[1] بدائع کی یہ عبارت فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ و میمنیہ مصر میں یوں درج تھی "الاھلال بغیر ذبح" اور اصل ماخذ بدائع میں یوں درج ہے: "الاحلال بغیر ذبح"۔ ماخوذ از بدائع الصنائع لعلاء الدین ابوبکر الکاسانی المتوفی ۵۸۷ھ مطبوعہ شرکۃ المطبوعات العلمیہ القاہرہ بالمصر ۱۳۲۷ھ اور چونکہ بدائع کی عبارت درست ہے۔ لہٰذا یہی درج ہے (مترجم)

[2] رد المحتار میں ہے کہ لباب میں احرام کے وقت حلال ہونے کے متعلق شرط رکھنا غیر مفید بتایا اور شرح لباب میں ہے کہ کتب المذہب میں یہی حکم مذکور ہے البتہ الکرمانی اور السروجی نے امام محمدؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس نے احرام باندھتے وقت یہ شرط رکھی کہ اگر حج سے روکا گیا تو وہ (بغیر ہدی) احرام سے باہر ہوگا تو اس کیلئے جائز ہے کہ حج سے روکے جانے کی صورت میں بغیر ہدی بھیجے اس احرام سے باہر ہو جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۲۱ (مترجم) [4] جیسا کہ در مختار میں محصر کے متعلق لکھا ہے کہ وہ (اپنی طرف سے حرم میں) ہدی ذبح ہونے سے حلال ہو جائیگا خواہ وہ حلق (یا قصر) کرائے یا نہ اور رد المحتار میں ہے کہ اللباب میں ہے کہ وہ تب حلال ہوگا کہ وہ کوئی فعل منافی احرام کرے خواہ حلق کے علاوہ ہو لیکن یہ حکم مصنف اور دوسرے فقہاء کے کلام کے خلاف ہے اور اسکا کچھ ثمرہ بھی نہیں نیز لکھا ہے کہ اگر وہ حلق (یا قصر) کرائے تو اچھا ہے نیز لکھا ہے کہ نہ کرائے تو اسپر کچھ لازم نہیں یہ حکم ظاہر روایت کا ہے جیسا کہ الحقائق میں بحوالہ مبسوط خواہر زادہ ہے اور جامع المحبوبی میں ہے۔ البتہ السراج میں ہے کہ جب حل میں محصر ہو تو اسکے حکم میں اختلاف ہے اور اگر حرم میں محصر ہو تو اسپر حلق (یا قصر) واجب ہے۔ الشرنبلالیہ میں ہے کہ الجوہرہ اور الکافی میں بھی یونہی حکم ہے اور البرجندی نے مصفی سے قیل سے ذکر کیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۲۱ اور فتح القدیر میں ہے کہ حلق یا قصر حج کے افعال پر مرتب ہوتا ہے پہلے نہیں ہوتا اور حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کا حلق یا قصر اسلئے تھا کہ انکے عزم محکم کی پختگی ظاہر ہو۔ ماخوذ از فتح القدیر ج ۱ صفحہ ۵۶۱ وھکذا فی الہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۹۳۔ نیز

[5] رد المحتار میں ہے کہ قیمت سے مراد قربانی کے جانور کی قیمت ہے تاکہ اسکی طرف سے قربانی کا جانور خرید کر حرم شریف میں ذبح ہو اور اسمیں اشارہ ہے کہ اس قیمت کا صدقہ کرنا جائز نہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۲۰ (مترجم)

[6] جیسا کہ رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۲۰ میں بحوالہ فتح لکھا ہے کہ معروف مذہب یہی ہے کہ محصر احرام سے باہر تب ہوگا کہ وہ ہدی بھیجے یا طواف وسعی کر کے حلق کرلے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۲۰ اور الجوہرۃ النیرہ میں ہے کہ محصر احرام سے باہر تب ہوگا کہ وہ ہدی بھیجے یا طواف اور سعی کر کے حلق (یا قصر) کرلے البتہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں اگر محصر ہدی نہ پائے تو اسکی قیمت کا طعام صدقہ کرے اور یہ بھی نہ کر سکے تو اسکی قیمت کے طعام کے ہر نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے اور روزوں کے بعد احرام سے باہر ہو جائے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ج ۱ صفحہ ۲۱۹۔ وہکذا فی الدر المختار ج ۲ صفحہ ۳۲۰ وشرح اللباب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الاحصار — الاحصار	حواله
۳۱۹-۶	ولو ذبح الهدی قبل یوم الوعد جاز استحسانا	كذا فی غاية السروجی شرح الهداية
۷	ثم اذا تحلل المحصر بالهدی وکان مفردا بالحج فعلیه حجة و عمرة من قابل وان کان مفردا بالعمرة فعلیه عمرة مکانها وان کان قارنا فانما یتحلل بذابح هدیین و علیه عمرتان وحجة	كذا فی المحيط
۸	ولو بعث هدیین وهو مفرد فانه یحل من احرامه بذبح الاول منها ویکون الاخر تطوعا وان کان قارنا لا یحل الا بذبحهما	كذا فی البدائع
۹	ولو بعث بهدی واحد لیتحلل عن الحج ویبقی فی احرام العمرة لم یتحلل عن واحد منهما	كذا فی التبيين
۱۰	ولو بعث بهدیین ولم یعین احدهما للحج او للعمرة لم یضره	كذا فی محيط السرخسی
۱۱	وان دخل قارنا فطاف لعمرته وحجته فخرج فاحصر قبل ان یقف بعرفة فانه یبعث الهدی ویحل به وعلیه حجة وعمرة مکان حجة ولیس علیه عمرة مکان عمرة و علیه دم لتقصیره فی غیر الحرم عند ابی حنیفةؒ و محمدؒ	كذا فی غاية السروجی شرح الهداية
۱۲	والمحصر اذا قضی حجته فی عامه فلا عمرة	كذا فی غاية السروجی شرح الهداية
۱۳	ولو احرم بشئ لا ینوی حجة ولا عمرة ثم احصر یحل بهدی واحد وعلیه عمرة استحسانا	كذا فی البدائع
۱۴	ولو احرم بشئ وسماه فنسیه و احصر یحل بهدی واحد و علیه حجة و	

ل حکم نمبر ۹ ج ۲، ۱۲/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب حج سے روکے جانے کے احکام — حج سے رو کے جانے کا بیان	حوالہ
۳۱۹-۶	اگر کسی نے (محصر سے کئے ہوئے) وعدہ کے دن سے پہلے وہ قربانی ذبح کردی تو از روئے استحسان جائز ہے	غایۃ السروجی
۷	(ا) پھر (حکم یہ ہے کہ) جب محصر شخص (مذکورہ) قربانی ذبح ہو جانے سے احرام سے باہر ہو گیا اور اس کا وہ احرام صرف حج کا تھا تو اس پر آئندہ سال حج اور عمرہ لازم ہوگا[۱] (ب) اور اگر اس کا احرام صرف عمرہ کا تھا تو اس پر اسکے بدلے عمرہ کرنا لازم ہوگا (ج) اور اس کا احرام قران کا تھا تو وہ دو قربانیوں کے ذبح ہونے سے احرام سے باہر ہوگا اور اسپر دو عمرے اور ایک حج لازم ہوگا۔	محیط
۸	(ا) اگر کسی (محصر) نے (حرم شریف میں ذبح کرنے کیلئے) قربانی کے دو جانور بھیجے اور اس کا وہ احرام صرف حج کا تھا تو وہ ان میں سے پہلی قربانی ذبح ہونے پر احرام سے باہر ہو جائے گا اور دوسری قربانی نفل قرار پائے گی (ب) اور اگر اس کا وہ احرام قران کا تھا تو وہ دونوں قربانیوں کے ذبح ہونے سے ہی احرام سے باہر ہوگا۔	بدائع
۹	اگر مذکورہ محصر نے (یعنی اس محصر نے جو قران کے احرام والا تھا) ایک قربانی بھیجی تاکہ وہ حج کے احرام سے باہر ہو جائے اور اس کے عمرہ کا احرام باقی رہے تو وہ دونوں احراموں میں سے کسی ایک سے بھی باہر نہ قرار پائے گا۔	تبیین
۱۰	اگر اس (مذکورہ محصر) نے دو قربانیاں بھیجیں اور حج یا عمرہ کے لئے ان میں سے کسی کی تعیینؔ کی تو اس میں کچھ ضرر نہیں۔	محیط سرخسی
۱۱	اگر کوئی قران کے احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ داخل ہوا۔ اس نے اپنے حج اور عمرہ کے لئے طواف کیا پھر وہ (مکہ مکرمہ اور حرم شریف سے) نکل گیا اور عرفہ میں وقوف سے پہلے مُحْصَر ہو گیا تو وہ ایک قربانی بھیجے گا اور (اسکے ذبح ہونے کے بعد) احرام سے باہر ہو جائے گا اور اس پر اس حج کے عوض حج اور عمرہ لازم ہوگا۔ البتہ اس عمرہ کے عوض اس پر عمرہ لازم نہ ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر حرم شریف سے باہر بال کترانے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی۔	غایۃ السروجی
۱۲	(صرف حج کے احرام والا) محصر شخص اگر اسی سال اپنا حج ادا کرلے تو اس پر عمرہ لازم نہیں۔[۲]	غایۃ السروجی
۱۳	اگر کسی شخص نے احرام باندھا۔ تو نہ اس نے حج کی نیّت کی نہ عمرہ کی پھر وہ محصر ہو گیا تو وہ ایک قربانی سے احرام سے باہر ہو جائے گا اور اس پر از روئے استحسان عمرہ لازم ہوگا[۳]	بدائع
۱۴	اگر کسی شخص کسی امر کا احرام باندھا اسکا نام لیا پھر بھول گیا اور مُحْصَر ہو گیا تو اس کی طرف سے	

۲؎ حکم نمبر ۱۹/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶،۲/۳۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الاحصار — الاحصار	حواله
۳۱۹	عمرة [illegible]	كذا في البدائع
۱۵	ولو احرم بحجتين او عمرتين ثم احصر يتحلل بدمين عند ابي حنيفة رح وعندهما رح بهدي واحد	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۱۶	ومن اهل بعمرتين وسار الى مكة ليؤديهما فان احصر يلزمه هدي واحد من عمرة واحدة ولو لم يسر حتى احصر لزمه هديان عند ابي حنيفة رح و عليه عمرتان عندهما رح خلافا لمحمد	كذا في محيط السرخسي
۱۷	محصر بعث بالهدي ثم زال الاحصار فان علم انه يدرك الهدي والحج لزمه الذهاب وان علم انه لم يدركهما لا يلزمه وان علم انه يدرك احدهما فان كان يدرك الهدي دون الحج لا يلزمه الذهاب وان كان يدرك الحج دون الهدي يلزمه الذهاب قياسا ولا يلزمه استحسانا	كذا في محيط السرخسي
۱۸	واذا ادرك هديه صنع به ما شاء	كذا في المحيط
۱۹	المفرد بالحج اذا تحلل ثم زال الاحصار عنه فاحرم وحج من عامه فليس عليه نية القضاء ولا عمرة عليه	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۲۰	رجل احصر بحجة او عمرة فبعث بهدي الاحصار ثم زال الاحصار وحدث احصار آخر فان علم انه يدرك الهدي ونوى ان يكون للاحصار الثاني جاز وحل به وان لم ينو حتى نحر لم يجزئه	كذا في محيط السرخسي

۱؎ حکم نمبر ۹/۳۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۵،۴/۳۰۱ ، ۱/۳۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر	بارھواں باب حج سے روکے جانے کے احکام — حج سے روکے جانے کا بیان	حوالہ
۳۱۹	حرم شریف میں) ایک قربانی ذبح ہونے سے اس احرام سے باہر ہو جائیگا۔ اور اس پر حج اور عمرہ لازم ہوگا۔[1]	بدائع
۱۵	اگر کسی شخص نے دو حج یا دو عمروں کا احرام باندھا پھر وہ محصر ہو گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (اسکی طرف سے حرم شریف میں) دو قربانیاں ذبح ہونے سے وہ اس احرام سے باہر ہوگا۔[2] اور صاحبینؒ کے ہاں ایک قربانی سے ہی اس احرام سے باہر ہو جائیگا۔	غایۃ السروجی
۱۶	جس شخص نے دو عمروں کا احرام باندھا اور انھیں ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف چلا پھر اگر محصر ہو گیا تو اس پر ایک عمرہ کے عوض ایک قربانی لازم ہو گی۔ اور اگر ابھی چلا نہیں تھا کہ محصر ہو گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر دو قربانیاں لازم ہونگی اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس پر دو عمرے لازم ہونگے اور امام محمدؒ کا اسمیں اختلاف ہے۔[3]	محیط سرخسی
۱۷	کسی محصر شخص نے قربانی کا جانور (حرم شریف میں ذبح کے لئے) بھیجا پھر اس سے احصار دور ہو گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ یہ جانے کہ وہ قربانی اور حج کو پالے گا تو اس پر جانا لازم ہے۔ (ب) اگر وہ یہ جانے کہ وہ قربانی اور حج دونوں کو نہ پا سکے گا تو اسپر جانا لازم نہیں (ج) اگر یہ جانے کہ وہ قربانی اور حج میں سے کسی ایک کو پا سکے گا تو اگر قربانی کو پا سکتا ہو۔ حج کو نہ پا سکتا ہو تو اس پر جانا لازم نہیں (د) اور اگر حج کو پا سکتا ہو۔ قربانی کو نہ پا سکتا ہو تو از روئے قیاس سے جانا لازم ہے اور از روئے استحسان اسے جانا لازم نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۸	اور اگر (احصار دور ہونے پر) محصر نے اپنی طرف سے بھیجے ہوئے قربانی کے جانور کو پا لیا تو اسے جو چاہے کرے	محیط
۱۹	اگر صرف حج کا احرام باندھنے والا (محصر ہو گیا تو وہ قربانی کا جانور بھیجکر) احرام سے باہر ہو گیا پھر اس سے احصار دور ہو گیا اور اس نے احرام باندھا اور اس سال حج کیا تو اس پر نہ قضا کی نیت لازم ہے اور نہ اس پر عمرہ لازم ہے۔[4]	غایۃ السروجی
۲۰	کسی شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا وہ محصر ہو گیا اور اس نے محصر ہونے کی وجہ سے قربانی کا جانور بھیجا پھر وہ احصار زائل ہو گیا اور ایک اور احصار پیدا ہو گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ یہ جانتا ہے کہ وہ قربانی کے اس جانور کو پا سکتا ہے اور اس نے قربانی کے اس جانور کو دوسرے احصار کے لئے نیت کر لی تو جائز ہے اور ایسا کرنے سے وہ اس احرام سے باہر ہو جائے گا اور اگر اس نے (دوسرے احصار کے لئے) نیت نہ کی حتی کہ وہ قربانی ذبح ہو گئی تو وہ قربانی (دوسرے احصار کے لئے کفایت نہ کریگی۔	محیط سرخسی

[3] حکم نمبر ۱/۲۱۷ ملاحظہ ہو۔ جیسا کہ البحر الرائق ج ۳ ص۵۲ میں ہے۔ (مترجم)

[4] حکم نمبر ۱۳/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الاحصار — الاحصار	حواله
٣١٩-٢١	ومن وقف بعرفة ثم احصر لا یکون محصرا	هكذا فی التبيين
٢٢	ومن احصر بمكة وهو ممنوع عن الطواف والوقوف فهو محصر قال الجصاص[١] هو الصحيح	هكذا فی التبيين هكذا فی البدائع
٢٣	وان قدر على احدهما فليس بمحصر لانه اذا قدر على الوقوف امن من الفوات واما اذا قدر على الطواف فلان[٢] فائت الحج يتحلل به	هكذا فی التبيين
٢٤	ومن احصر بعد الوقوف حتى مضت ايام التشريق[٣] فعليه لترك الوقوف بمزدلفة دم ولترك الرمی دم ويطوف طواف الزيارة وعليه لتأخيره دم ولتأخير الحلق دم فی قول ابی حنيفة[٤] وعندهما[٥] ليس لتأخير الحلق والطواف شیئ	كذا فی المحيط
٢٥	هدی الاحصار لا يجوز ذبحه الا فی الحرم عندنا ويجوز ذبحه قبل يوم النحر وبعده عند ابی حنيفة رح وعندهما لا يجوز واجمعوا ان هدی الاحصار عن العمرة[٦] يجوز ذبحه فی ای وقت كان بعد ان كان فی الحرم	هكذا فی السراج الوهاج

[١] حکم نمبر ٢٣،٢٤/٣١٩ ، ١٥/٣١٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[٢] حکم نمبر حکم نمبر ١/٣٢ و ١٠١/٣٠٣ و ٢٨ تا ٣٠/٣١٢ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[٣] ایام تشریق کے متعلق نمبر ٣/٣٠٥ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[٤] حکم نمبر ١٣٩/٣٠٣ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [٥] حکم نمبر ١/١٦٩ کا تیسرا حاشیہ، ٣١١، ١٦، ٢٢/٣٢٦ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[٦] حکم ١٦/٣٢٦ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب حج سے روکے جانے کے احکام — حج سے روکے جانے کا بیان	حوالہ
۱۹-۲۱	(حج کے احرام والے) جس شخص نے عرفہ میں وقوف کر لیا پھر وہ حج کے (بقیہ اعمال) سے روک دیا گیا تو وہ مُحصر نہ کہلائے گا ؎	تبیین
۲۲	(۱) جو (محرم) شخص مکہ مکرمہ میں محصر ہو گیا اور وہ طواف اور وقوف سے روک دیا گیا تو وہ مُحصر قرار پائے گا۔	تبیین
	(ب) جصاصؒ نے کہا ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	بدائع
۲۳	جو (مُحرم) شخص مذکورہ دونوں (یعنی وقوف اور طواف) میں سے کسی ایک پر قادر ہو گیا تو وہ مُحصر نہیں ہے اس لئے کہ جب وہ وقوف پر قادر ہو گیا تو اس لئے کہ وہ حج فوت ہونے سے امن میں ہو گیا۔ اور اگر وہ طواف پر قادر ہو گیا تو اس لئے کہ جس شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے وہ طواف کرنے سے اس احرام سے باہر ہو سکتا ہے ؎	تبیین
۲۴	جو شخص (عرفات میں) وقوف کے بعد روک دیا گیا حتیٰ کہ ایام تشریق گذر گئے تو اس پر مزدلفہ کا وقوف چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی اور جمروں پر کنکریاں مارنا چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی لازم ہو گی۔ وہ طواف زیارت کرے گا اور اس پر اس کی تاخیر کی وجہ سے ایک قربانی لازم ہو گی۔ اور سر منڈانے میں تاخیر کی وجہ سے ایک قربانی لازم ہو گی۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے ؎۱ اور صاحبینؒ کے ہاں سر منڈانے میں تاخیر اور طواف کی تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہو گا	محیط
۲۵	(۱) جو قربانی (حج سے) احصار کی وجہ سے ذبح کرنی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں اس کا ذبح کرنا حرم شریف کے علاوہ کہیں اور جائز نہیں ہے ؎	
	(ب) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مذکورہ قربانی کا ذبح کرنا یوم نحر سے پہلے جائز ہے اور بعد میں بھی جائز ہے۔ اور صاحبینؒ کے ہاں (بعد میں) جائز نہیں ہے ؎	
	(ج) اس پر اجماع ہے کہ عمرہ سے احصار کی وجہ سے جو قربانی ذبح کرنا ہوتی ہے اس کے بعد کہ وہ حرم شریف میں ہو اس کا ذبح کرنا کسی وقت بھی ہو جائز ہے ؎	سراج وہاج

؎ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں احصار کی ہدی صرف یوم نحر کو ہی جائز ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۹۲ اور البحر الرائق میں ہے کہ صاحبینؒ یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں احصار کی قربانی کے صرف پہلے دن میں ہی نہیں بلکہ قربانی کے (تینوں) دنوں میں جائز ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ ص ۵۵۔ یوم نحر کے مذکورہ مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۳۰۶، ۱۴/۳۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎ مامور بالحج محصر ہو جائے تو ہدی احصار آمر کے ذمہ ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۳۲۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث عشر فی فوات الحج

دفعات ۳۲۰ تا ۳۲۰ عنوان ۱ تعداد شق ۶

۳۲۰- فوات الحج تعداد شق ۶

۱ من احرم بالحج فرضا کان او منذورا او تطوعا صحیحا کان او فاسدا سواء طرأ فساده او انعقد فاسدا کما اذا احرم مجامعا وفاته الوقوف بعرفة حتی طلع الفجر من یوم النحر فقد فاته الحج و علیه ان یطوف و یسعی و یتحلل و یقضی من قابل ولا دم علیه — کذا فی الهدایة

۲ و ان کان فاتت الحج قارنا فانه یطوف للعمرة و یسعی لها ثم یطوف طوافا آخر لفوات الحج و یسعی له و یحلق او یقصر وقد بطل عنه دم القران و یقطع التلبیة اذا اخذ فی الطواف الذی یتحلل به — کذا فی البدائع

۳ و ان کان فاتت الحج متمتعا قد ساق الهدی بطل تمتعه و یصنع بهدیه ما شاء — کذا فی المحیط

۴ اختلف اصحابنا فیما یتحلل به فائت الحج من الطواف انه یلزم ذلک باحرام الحج او باحرام العمرة قال ابوحنیفة رح ومحمد رح باحرام الحج وقال ابویوسف رح باحرام العمرة وینقلب احرامه احرام العمرة — کذا فی البدائع

ـــــــــــــــــــ

له حکم نمبر ۱۰۰/۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرہواں باب حج فوت ہو جانے کے احکام حج فوت ہو جانے کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

تیرہواں باب۔ حج فوت ہو جانے کے احکام

دفعات ۳۲۰ تا ۳۲۰	عنوان ۱	تعداد شق ۶

۳۲۰- حج فوت ہو جانا

اور اسمیں ۶ شقیں ہیں

۱	جس شخص نے حج کا احرام باندھا۔ وہ فرض ہو یا منت مانا ہوا ہو یا نفل حج ہو صحیح حج ہو یا وہ فاسد شدہ ہو۔ خواہ اس حج کے درمیان فساد آگیا ہو یا ابتدا ہی سے فاسد ہو مثلاً کسی نے دوران مجامعت احرام باندھا اور (حج کی مذکورہ قسموں میں) اس سے عرفہ کا وقوف (یعنی ۹ ذوالحجہ کی نویں تاریخ میں سورج کے زوال کے بعد[1] عرفات کا وقوف) فوت ہو گیا حتیٰ کہ یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کی صبح طلوع ہو گئی تو اس کا حج فوت ہو گیا اور (اس صورت میں) اس پر لازم ہے کہ وہ طواف اور سعی کر کے احرام کھولدے اور آئندہ سال قضا کرے[2] اور اس پر قربانی لازم نہیں ہے۔	ہدایہ
۲	اور اگر وہ شخص جس کا حج فوت ہو گیا قران (کے احرام) والا تھا تو وہ عمرہ کے عوض طواف اور سعی کریگا پھر حج فوت ہو جانے کی وجہ سے طواف اور سعی کریگا پھر سر منڈائے یا سر کے بال کتروائے گا اور اس سے قران کی وجہ سے لازم شدہ قربانی باطل ہو جائیگی اور جب اس طواف کو شروع کرے جس سے وہ اپنے احرام سے باہر ہوگا تو تلبیہ کہنا ختم کر دیگا۔	بدائع
۳	اور اگر وہ شخص جس کا حج فوت ہو گیا تمتع (کے احرام) والا تھا اور وہ قربانی کا جانور ہانک لے چلا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا اور وہ اس جانور کو جو چاہے کرے۔	محیط
۴	ہمارے اصحاب رح کا اسمیں اختلاف ہے کہ حج فوت کرنے والا شخص جس طواف کو کر کے احرام کھولتا ہے وہ طواف (حج فوت ہونے کے بعد) اس پر حج کے احرام سے لازم ہوتا ہے یا عمرہ کے احرام سے۔ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ وہ طواف حج کے احرام سے لازم ہوتا ہے اور امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ وہ عمرہ کے احرام سے لازم ہوتا ہے۔ اور اس کے اس حج کا احرام عمرہ کے احرام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔	بدائع

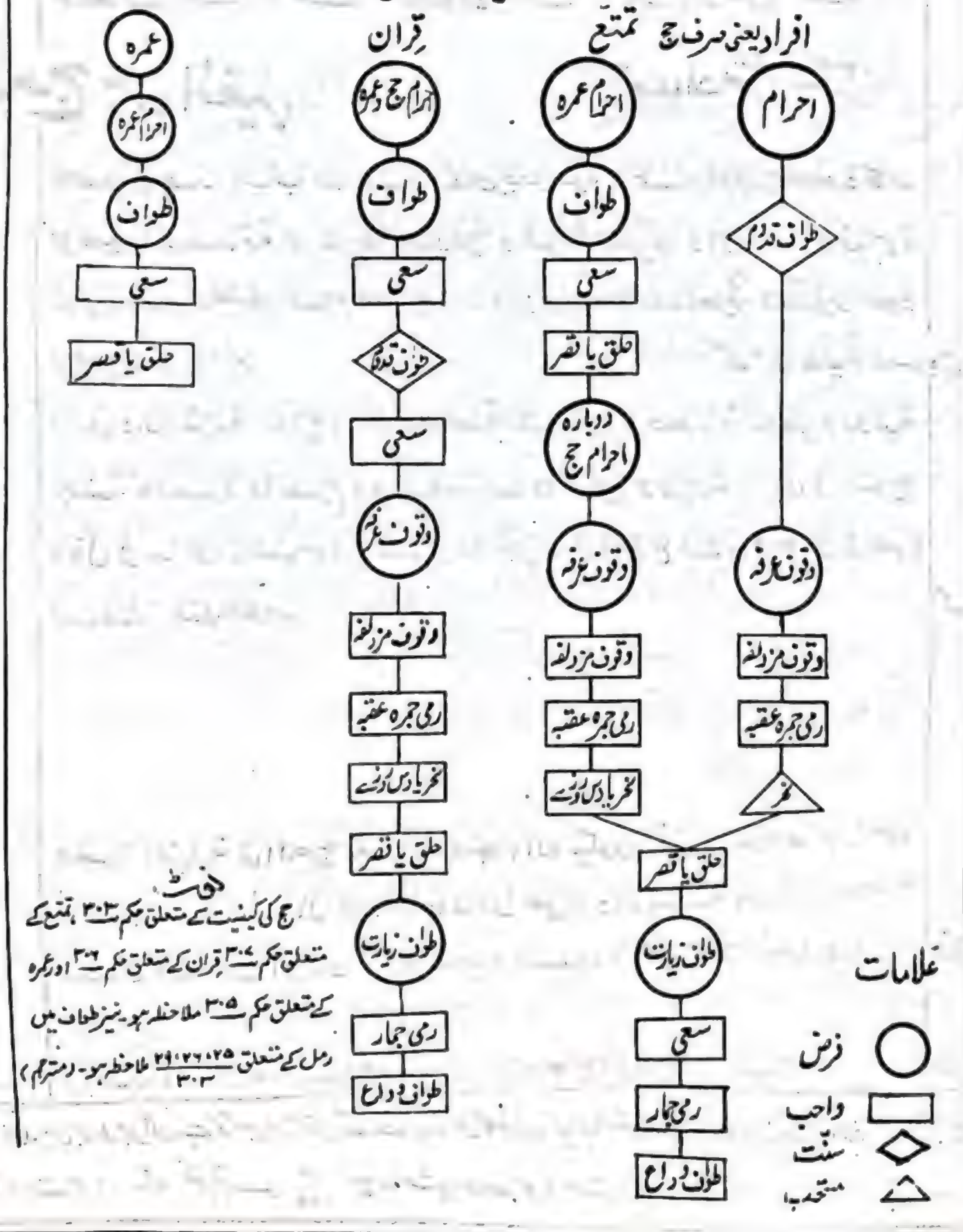
[1] جیسا کہ حکم ۱۰۱/۳۰۳ میں ہے اور حج فاسد ہو جانے کی صورت میں حکم نمبر ۵/۳۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی فوت الحج — فوات الحج	حوالہ
۳۲۰-۵	وفائدة هذا الاختلاف تظهر فيما اذا احرم بحجة اخرى على قول ابي حنيفةؒ يرفضها حتى لا يصير محرما بحجتين و عند ابي يوسفؒ لا يرفضها بل يمضي فيها	كذا في المحيط
۶	و ليس على فائت الحج طواف الصدر	كذا في فتاوى قاضي خان

ؒ حکم نمبر $\frac{1}{317}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ؒ طوافِ صدر کے احکام $\frac{184}{303}$ سے شروع ہوتے ہیں۔ نیز حکم نمبر $\frac{189}{303}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دستی نمبر	تیرھواں باب۔ حج فوت ہو جانے کے احکام — حج فوت ہو جانے کا بیان	حوالہ
۳۲۰-۵	اور مذکورہ اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اس (فائت الحج) شخص نے (اس احرام پر) ایک اور حج کا احرام باندھ لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بوجب وہ (دوسرے حج کے احرام کو) چھوڑ دے گا تاکہ دو حجوں کے احرام جمع نہ ہوں[۱] اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بوجب وہ اسے نہ چھوڑے گا بلکہ اسے باقی رکھے گا۔	محیط
۶	جس شخص کا حج فوت ہو جائے تو اس پر طواف صدر[۱] لازم نہیں ہے۔	قاضیخان

خاکہ اعمال حج وترتیب ادائیگی



نوٹ: حج کی کیفیت کے متعلق حکم ۳۰۳، تمتع کے متعلق حکم ۳۰۴ قران کے متعلق حکم ۳۰۶ اور عمرہ کے متعلق حکم ۳۰۵ ملاحظہ ہو۔ نیز طواف میں رمل کے متعلق ۲۹، ۲۶، ۲۵ / ۳۰۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حواله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر

دفعات ۳۲۱ تا ۳۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۳۲۱- الحج عن الغیر تعداد شق ۳۳

دفعات وشق نمبر	متن	حواله
۱	الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره[1] صلوة کان اوصوما اوصدقة او غیرها کالحج و قراءة القرآن والاذکار و زیارة قبور الانبیاء علیهم السلام والشهداء والاولیاء والصالحین و تکفین الموتی وجمیع انواع البر	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۲	(العبادات ثلاثة انواع) مالیة محضة کالزکوة وصدقة الفطر و بدانیة محضة کالصلوة والصوم ومرکبة منهما کالحج والانابة تجری فی النوع الاول فی حالتی الاختیار والاضطرار ولا تجری فی النوع الثانی وتجری فی النوع الثالث عند العجز	کذا فی الکافی
۳	ولجواز النیابة فی الحج شرائط (منها) ان یکون المحجوج عنه عاجزا عن الاداء بنفسه وله مال فان کان قادرا علی الاداء بنفسه بان کان صحیح البدن وله مال اوکان فقیرا صحیح البدن لا یجوز حج غیره عنه	هکذا فی البدائع
۴	(ومنها) استدامة العجز من وقت الاحجاج الی وقت الموت[2]	هکذا فی البدائع

[1] ردالمحتار میں بحوالہ بحر لکھا ہے کہ کسی اور شخص کے لئے اپنے عمل کا ثواب کیا جا سکتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا وہ وفات پا چکا ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج۲ صفحہ ۳۲۴ (مترجم)
[2] حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودہواں باب۔ دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنیکے احکام — دوسرے شخص کیطرف سے حج کرنے کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہواں باب۔ دوسرے شخص کیطرف سے حج کرنیکے احکام

دفعات ۳۲۱ تا ۳۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۳۲۱۔ دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنا اور اسمیں ۳۳ شقیں ہیں [1]

۱ اس باب میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی اور شخص کیلئے کردے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اسکے علاوہ کوئی اور عمل ہو مثلاً حج۔ قرآن مجید کی قراءت اذکار۔ انبیاء علیہم السلام شہیدوں ولیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت۔ مُردوں کے لئے کفن دینا اور دیگر تمام نیک کاموں کے لئے یہی حکم ہے [2] — غایۃ السروجی

۲ (و) عبادتوں کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جو محض مالی عبادت ہو مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ فطر۔ دوسری قسم وہ ہے جو محض بدنی عبادت ہو مثلاً نماز اور روزہ اور تیسری قسم وہ ہے جو مالی اور بدنی عبادت دونوں سے مرکب ہو مثلاً حج۔ (ب) پہلی قسم کی عبادتوں میں اختیار اور اضطرار کی دونوں حالتوں میں (یعنی خواہ خود ادا کرنے میں کوئی عذر نہ ہو یا ہو) نیابت جاری ہوسکتی ہے (یعنی اس کی طرف سے دوسرا شخص وہ عبادت ادا کرسکتا ہے) دوسری قسم کی عبادتوں میں (کسی حالت میں) نیابت جاری نہیں ہوسکتی اور تیسری قسم کی عبادتوں میں تب نیابت جاری ہوسکتی ہے کہ وہ خود اس عبادت کے ادا کرنے سے عاجز ہو سکے — کافی

۳ (فرض) حج میں نیابت جائز ہونے کے لئے کئی شرطیں ہیں (جو چھ ہیں) ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ بذاتِ خود حج ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس کے پاس مال ہو۔ پس اگر وہ خود حج ادا کرنے پر قادر ہو مثلاً وہ تندرست اور صاحب مال ہو یا نادار اور تندرست ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج کرے تو یہ جائز نہ ہوگا۔ — بدائع

۴ (فرض) حج میں نیابت جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ حج کرانے کے وقت سے

---

[1] حکم ۱۲/۱۸۹ مع حاشیہ و حکم نمبر ش/۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ش/۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حوالہ
۳۲۱- د	حتی لو احج عن نفسه وهو مریض یکون مراعی فان مات اجزأه وان تعافی بطل	کذا فی التبیین
۶	وکذا لو احج عن نفسه وهو محبوس	کذا فی التبیین
۷	فان احج الرجل الصحیح عن نفسه رجلا ثم عجز لم تجزئه الحجة	کذا فی سراج الوهاج
۸	وانما شرط عجز المنوب للحج الفرض لا للنفل	کذا فی الکنز
۹	ففی الحج النفل تجوز النیابة حالة القدرة لان باب النفل اوسع	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	(ومنها) الامر بالحج فلا یجوز حج الغیر عنه بغیر امره الا الوارث یحج عن مورثه بغیر امره فانه یجزیه	کذا فی البدائع
۱۱	(ومنها) نیة المحجوج عنه عند الاحرام والافضل ان یقول بلسانه لبیک عن فلان[۲]	کذا فی البدائع
۱۲	(ومنها) ان یکون حج المامور بمال المحجوج عنه فان تطوع الحاج عنه بمال نفسه لم یجز عنه حتی یحج بماله	کذا فی البدائع
۱۳	وکذا اذا اوصی ان یحج بماله ومات فتطوع عنه وارثه بمال نفسه	کذا فی البدائع

[۱] حکم نمبر ۱۳/۱۸۹ کا پہلا حاشیہ وحکم نمبر ۱/۳۲۲، ۱۲/۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۲] یعنی میں فلاں شخص کی طرف سے لبیک کہتا ہوں (مترجم)

-۳۲

دفعات دش نمبر	چودھواں باب: دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کے احکام — دوسرے شخص کیطرف سے حج کرنے کا بیان	حوالہ
	(حج کرانے والے کی) موت تک وہ عجز قائم رہے۔	بدائع
۵	حتیٰ کہ (مذکورہ نیابت میں مذکورہ شرط کی بنا پر) اگر کسی مریض نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرایا تو اسکا انجام دیکھا جائیگا اگر وہ مریض (صحتیاب ہوئے بغیر) وفات پاگیا تو وہ حج اسے کفایت کرجائیگا اور اگر وہ تندرست ہوگیا تو اس کا وہ حج (جو اس نے اپنی طرف سے کسی کو کرایا تھا) باطل ہو جائے گا۔	تبیین
۶	اسی طرح (مذکورہ نیابت میں مذکورہ شرط کی بنا پر) یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی قیدی نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرایا (یعنی اگر وہ قید میں ہی وفات پاگیا تو وہ حج اسے کفایت کر جائے گا اور اگر وہ قید سے آزاد ہوگیا تو اسکا وہ حج باطل ہوجائے گا)	تبیین
۷	پس (مذکورہ نیابت میں مذکورہ شرط کی بنا پر) اگر کسی تندرست آدمی نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرایا پھر حج کرانے والا وہ آدمی (حج سے) عاجز ہوگیا تو اسے وہ حج کفایت نہ کرے گا۔	سراج وہاج
۸	(مذکورہ شرط یعنی) جس کی طرف سے حج کیا جائے اسکا خود عاجز ہونا فرض حج کے لئے ہے نفل حج (کی نیابت) میں یہ شرط نہیں ہے	کنز
۹	پس نفل حج میں خود قادر ہونے کے باوجود نیابت جائز ہے اس لئے کہ نفل میں زیادہ وسعت ہوتی ہے	سراج وہاج
۱۰	(ا) حج میں نیابت جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک[3] شرط یہ ہے کہ (جس کی طرف سے حج کیا جائے) اس نے حج کرنے کا حکم کیا ہو۔ پس دوسرے کی طرف سے اس کے حکم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں (ب) لیکن وارث اگر اپنے مورث کی طرف سے اسکے حکم کے بغیر حج کردے تو اس کے لئے کفایت کر جاتا ہے[1]	بدائع
۱۱	حج میں نیابت جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک[4] شرط یہ ہے کہ احرام کے وقت اس شخص کے حج کی نیت کرے جس کی طرف سے حج کر رہا ہو۔ اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی یوں کہدے کہ لَبَّیْكَ عَنْ فُلَانٍ[2]	بدائع
۱۲	حج میں نیابت جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک[5] شرط یہ ہے کہ جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا ہو وہ حج کرانے والے کے مال سے حج کرے۔ پس اگر اس کی طرف سے حج کرنے والا اپنا مال بطور احسان خرچ کرے تو وہ حج اس کی طرف سے جائز نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کے مال سے حج نہ کرے۔	بدائع
۱۳	اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے وصیت کی کہ اس مال سے حج کرایا جائے اور پھر وہ	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حوالہ
۳۲۱		
۱۴	واذا دفع الی رجل مالا للحج عن میت فانفق المأمور شیئاً من مال نفسه فان کان فی ماله وفاء بالنفقة لا یصیر مخالفا و یرجع بما انفق من مال المیت استحسانا ولا یرجع قیاسا وان لم یکن فی مال المیت وفاء بالنفقة فانفق شیأ من ماله ینظر ان کان اکثر النفقة من مال المیت جاز و وقع الحج من المیت والا فلا ۔ وهذا استحسان والقیاس ان لا یجوز	هكذا فی محیط السرخسی
۱۵	(ومنها) ان یحج راکبا حتی لو امره بالحج فحج ماشیا یضمن النفقة و یحج عنه راکبا	كذا فی البدائع
۱۶	ثم الصحیح من المذهب فیمن حج عن غیره ان اصل الحج یقع عن المحجوج عنه ولهذا لا یسقط به الفرض عن المامور و هو الحاج	كذا فی التبیین
۱۷	والافضل للانسان اذا اراد ان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلا قد حج عن نفسه ومع هذا لو احج رجلا لم یحج عن نفسه حجة حجة الاسلام یجوز عندنا و سقط الحج عن الآمر	كذا فی المحیط
۱۸	وفی الکرمانی الافضل ان یکون عالما بطریق الحج و افعاله و یکون حرا عاقلا بالغا كذا فی غایة السروجی شرح الهدایة ولو احج عنه امرأة او عبدا او امة باذن السید جاز و یکره	هكذا فی محیط السرخسی
۱۹	واذا امره رجلان کل واحد منهما ان یحج عنه حجة فاهل بحجة واحدة	

۱؎ حکم نمبر ۱۷/۳۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اگر وصیت میں اسکے مال سے اسکی طرف سے حج کرنے کی بجائے صرف اسکی طرف سے حج کرنے کا ذکر ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲؎ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

وفات وشق نمبر	چودہواں باب، دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کے احکام — دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنیکا بیان	حوالہ
۳۲۱	وفات پاگیا۔ اور اسکے وارث نے اسکی طرف سے اپنے مال سے ازراہ احسان حج کیا (تو ایسا کرنا اس کے فرض حج سے جائز نہ ہوگا) سلہ	بدائع
۱۴	(ا) جب کسی شخص نے کسی کو کسی وفات یافتہ کی طرف سے حج کرنے کے لئے مال دیا اور حج کرنے والے نے اس حج میں اپنی طرف سے بھی کچھ مال خرچ کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر حج کا جو خرچ دیا گیا تھا وہ حج کے خرچ کے لئے کافی تھا تو مخالفت نہ قرار پائے گی جو اس نے خرچ کیا ہے۔ وہ از روئے استحسان میت کے مال سے لے لے۔ اور از روئے قیاس نہ لے۔ (ب) اور اگر میت کا وہ مال جو اسے حج کے لئے دیا گیا تھا وہ حج کے خرچ کے لئے پورا نہ تھا پھر حج کرنیوالے نے اس حج میں کچھ مال اپنی طرف سے خرچ کیا تو دیکھا جائے گا اگر اس حج کا اکثر خرچ میت کے مال سے ہوا تو جائز ہو کر وہ حج میت کی طرف سے قرار پائے گا۔ ورنہ نہیں اور یہ حکم از روئے استحسان ہے اور از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ (وہ حج میت کی طرف سے جائز نہ ہوگا	محیط سرخسی
۱۵	حج میں نیابت جائز ہونے کی شرطوں میں ایک شرط یہ ہے کہ حج کرنے والا (حج کا سفر) سوار ہوکر کرے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے یہ حکم کیا کہ (اس کی طرف سے) پیدل حج کرے تو (حکم کرنے والا) خرچہ کا ضامن ہوگا اور اسکی طرف سے (حج کا سفر) سوار ہو کر کیا جائے گا	بدائع
۱۶	پھر مذہب میں صحیح حکم یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرتا ہے اسکا اصل حج اسکی طرف سے واقع ہوتا ہے جسکی طرف سے اس نے حج کیا اور اسی لئے حج کرنیوالے کا فرض حج اس سے ساقط نہیں ہوتا حالانکہ وہ حاجی ہے۔	تبیین
۱۷	افضل یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کیلئے بھیجے تو ایسے شخص کو حج کے لئے بھیجے جو اپنا حج کر چکا ہو۔ اور اس کے باوجود اگر اس نے کسی ایسے آدمی کو حج کے لئے بھیجا جس نے اپنا فرض حج نہیں کیا تو ہمارے ہاں جائز ہے۔ اور حج کرنے والے سے حج ساقط ہو جائیگا	محیط
۱۸	(ا) کرمانی میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ (اپنی طرف سے حج کے لئے کسی ایسے شخص کو بھیجے کہ) وہ حج کا راستہ اور حج کے اعمال کو جانتا ہو اور وہ آزاد ہو عاقل ہو اور بالغ ہو۔	غایۃ سروجی
	(ب) اگر کسی نے اپنی طرف سے حج کیلئے عورت کو یا غلام کو یا باندی کو انکے آقا کی اجازت سے بھیجا تو جائز ہے البتہ مکروہ ہے	محیط سرخسی
۱۹	ہر ایک نے کسی شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اسکی طرف سے ایک حج کرلے۔ پس اس نے ان	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حوالہ
۳۲۱	عنهما جميعا فهذه الحجة عن نفسه ولا يقع لواحد منهما ويضمن النفقة ولا يمكنه بعد ذلك جعله عن احدهما بخلاف ما اذا حج عن ابويه فان له ان يجعله عن ايهما شاء	هكذا فی شرح المجمع للمصنف
۲۰	واذا ابهم الاحرام فجعله عن احدهما ولم يعين فان مضى على ذلك الابهام صار مخالفا وان عين احدهما قبل المضى قال ابويوسف رح هو مخالف ويقع الحج عن نفسه وقال ابوحنيفة رح ومحمد يقع عمن عينه وهذا بخلاف ما اذا ابهم الاحرام فلم يعين حجة او عمرة فان له ان يعين ما شاء	هكذا فی شرح المجمع للمصنف
۲۱	وان اطلق بان سكت عن ذكر المحجوج عنه معينا ومبهما قال فی الكافی لا نص فيه وينبغی ان يصح التعيين هنا اجماعا لعدم المخالفة	كذا فی التبيين
۲۲	واذا امر غيره بالافراد بحجة او عمرة فقرن فهو مخالف ضامن فی قول ابی حنيفة رح وقال ابويوسف رح ومحمد يجزى عن الآمر استحسانا وهذا الخلاف فيما اذا قرن عن الآمر واما لو نوى باحدهما عن شخص آخر او عن نفسه فهو مخالف ضامن بلا خلاف	كذا فی المحيط
۲۳	ولو امره بالحج فاعتمر ثم حج من مكة فهو مخالف فی قولهم جميعا	كذا فی المحيط

لہ حکم نمبر ۱۰ ب / ۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کے احکام — دوسرے شخص کیطرف سے حج کرنیکا بیان	حوالہ
۳۲۱	دونوں کی طرف سے ایک حج کا احرام باندھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ حج اس کی اپنی طرف سے قرار پائیگا اور حج کرانے والوں میں سے کسی ایک کی طرف سے کبھی نہ ہوگا۔ اور وہ خرچ کا ضامن ہوگا اور اس کے بعد وہ اس حج کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے قرار نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر کسی نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا[1] تو اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس کی طرف سے چاہے قرار دے۔	شرح مجمع
۲۰	جب (مذکورہ صورت میں) حج کرنیوالے نے احرام باندھنے میں ابہام کیا۔ کسی کو معیّن نہیں کیا اور بغیر تعیین کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے قرار دیا پس اگر اس نے اس طرح کی نیّت سے حج تمام کیا تو وہ (حج کرانے والے سے) مخالفت کرنیوالا ہے اور اگر حج کے اعمال پورے کرنے سے پہلے اس نے کسی ایک کے لئے وہ حج معیّن کردیا تو اسکے حکم کے متعلق امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ وہ مخالفت کرنے والا ہے اور اس کا وہ حج اسکی اپنی طرف سے قرار پائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہے کہ پھر وہ حج اس کی طرف سے قرار پا جائیگا۔ جس کے لئے اس نے معیّن کیا۔ اور مذکورہ حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جب کسی نے احرام کی نیت میں یہ تعیّن نہ کیا کہ وہ احرام حج کا ہے یا عمرہ کا ہے تو اسے اختیار حاصل ہے کہ جس کے لئے چاہے (حج یا عمرہ کے لئے) معیّن کرے۔	شرح مجمع
۲۱	اگر (مذکورہ صورت میں) اس حج کرنے والے نے مطلق احرام باندھا اس نے حج کرانے والے کے لئے معیّن یا مبہم کچھ ذکر نہ کیا تو اس کے حکم کے متعلق کافی میں ہے کہ اس مسئلہ میں مجتہدین کی طرف سے کوئی تصریح نہیں ہے اور چاہیے کہ اس صورت میں بالاجماع اس کا معیّن کرنا صحیح ہو۔ اس لئے کہ اس میں حج کرانے والے کے حکم کی مخالفت نہیں۔	تبیین
۲۲	جب کسی شخص نے کسی کو (اس کی طرف سے) صرف حج کرنے یا صرف عمرہ کرنے کا حکم دیا اور اس نے قران کیا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب وہ (حکم دینے والے سے) مخالفت کرنے والا پائے گا اور (خرچ کا) ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رح امام محمد رح کے قول کے بموجب ازروئے استحسان وہ قران حکم دینے والے کی طرف سے کفایت کرجائیگا اور یہ مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب اس نے مذکورہ حکم دینے والے کی طرف سے قران کیا اور اگر اس نے قران میں حج یا عمرہ میں سے کسی ایک میں کسی اور شخص کی طرف سے یا اپنی طرف سے نیت کرلی تو وہ بلا خلاف مخالفت کرنیوالا قرار پائے گا اور وہ (خرچ کا) ضامن ہوگا	محیط
۲۳	(۵) اور اگر کسی شخص نے کسی کو حج کا حکم دیا تو اس نے عمرہ کیا پھر مکہ مکرمہ سے حج کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب (حکم دینے والے سے) مخالفت کرنیوالا ہے	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حوالہ
۱۲۳-	وَ فی الخانیۃ ولا یجوز ذلک عن حجۃ الاسلام [1]	کذا فی التتارخانیۃ
۲۴	ولو امرہ بالعمرۃ فاعتمر اوّلا ثم حج عن نفسہ لم یکن مخالفا و ان کان حج اوّلا ثم اعتمر فھو مخالف فی قولھم جمیعا	کذا فی المحیط
۲۵	ولو امرہ احدھما بالحج والآخر بالعمرۃ ولم یأمراہ بالجمع فجمع یرد مالھما و ان امراہ بالجمع جاز۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۶	المأمور بالحج ینفق من مال الآمر ذاھبا وجائیا	کذا فی السراجیۃ
۲۷	ولو احج رجلا یؤدی الحج ویقیم بمکۃ جاز والافضل ان یحج و یرجع	کذا فی البدائع
۲۸	واذا فرغ المامور بالحج من الحج و نوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما فما عدا انفق من مال نفسہ ولو انفق من مال الآمر یضمن فان اقام بھا ایاما من غیر نیۃ الاقامۃ قال اصحابنا [2] انہ ان اقام اقامۃ معتادۃ مقدار ما یقیم الناس بھا عادۃ فالنفقۃ فی مال المحجوج عنہ و ان اقام اکثر من ذلک فالنفقۃ فی مالہ ۔ وھذا کان فی زمانھم فأما فی زماننا فلا یمکن الخروج للافراد والاحاد ولا لجماعۃ قلیلۃ من مکۃ الامع القافلۃ فما دام منتظر خروج القافلۃ فنفقتہ فی مال المحجوج عنہ وکذا فی اقامتہ ببغداد والتحویل فی الذھاب والایاب علی ذھاب القافلۃ و ایابھم	کذا فی البدائع

[1] چنانچہ فتاوی قاضیخان میں "عن حجۃ الاسلام" کے بعد مزید عبارت یوں ہے "عن نفسہ" یعنی اس کے اس حج سے اس کا اپنا فرض حج بھی ادا نہ قرار پائے گا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۱ (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳۲۷/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] نیز شرح وقایہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی اور کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا گیا اور حج کرنے والا محصر ہو گیا یعنی احرام کے بعد

دفعات وشق نمبر	چودہواں باب دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنیکے احکام — دوسرے شخص کیطرف سے حج کرنے کا بیان	حوالہ
۳۲۱	(ب) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) خانیہ میں ہے کہ اس حج سے اس کا (اپنا) فرض حج بھی ادا نہ ہوگا [1]	تتارخانیہ
۲۴	(ا) اگر کسی شخص نے کسی کو (اس کی طرف سے) عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ پس اس نے پہلے (اس کی طرف سے) عمرہ کیا پھر اپنی طرف سے حج کرلیا تو وہ (حکم کرنے والے کا) مخالف نہ قرار پائے گا [2] (ب) اور اگر اس شخص نے پہلے (اپنی طرف سے) حج کیا پھر (اس کی طرف سے) عمرہ کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب (حکم کرنیوالے کا) مخالف قرار پائے گا۔	محیط
۲۵	(ا) اگر دو شخصوں میں سے ایک نے کسی کو (اس کی طرف سے) حج کرنے کا حکم دیا اور دوسرے نے اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا اور ان دونوں نے اسے حج اور عمرہ کو جمع کرنے کا حکم نہیں کیا تھا پھر اس نے اس حج اور عمرہ کو جمع کردیا تو وہ ان دونوں کا مال واپس کریگا۔ (ب) اور اگر ان دونوں نے اسے جمع کرلینے کا حکم کیا تو (پھر جمع کرنا) جائز ہے	محیط سرخسی
۲۶	جس شخص کو کسی نے (اس کی طرف سے) حج کرنے کا حکم کیا تو وہ آمد و رفت کا خرچ حکم دینے والے کے مال سے کریگا [3]	سراجیہ
۲۷	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو (اپنی طرف سے) حج پر بھیجا تاکہ حج کرے اور مکہ مکرمہ میں مقیم ہوجائے تو جائز ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ وہ حج کرے اور واپس لوٹے۔	بدائع
۲۸	(ا) جس شخص کو (کسی کی طرف سے) حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب وہ حج سے فارغ ہوا تو اس نے (ازخود) وہاں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلی تو وہ (ان دنوں کے لئے) اپنے مال سے خرچ کرے اور اگر اس نے (ان دنوں کے لئے) حج کا حکم دینے والے کے مال سے خرچ کیا تو ضامن ہوگا۔ (ب) اور اگر حج کرنیوالا مذکورہ شخص مقیم ہونے کی نیت کے بغیر کئی دن ٹھہرا تو اسکے متعلق ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ اگر معتاد دنوں تک ٹھہرا جتنے دن عام لوگوں کے ٹھہرنے کی عادت ہے تو جس کی طرف سے حج کیا ہے اس کے مال سے خرچ کرے گا۔ اور اگر اس سے زیادہ ٹھہرا تو (ان دنوں کے لئے) اپنے مال سے خرچ کرے گا۔ (ج) یہ مذکورہ حکم اسلاف کے زمانہ میں تھا اور ہمارے زمانہ میں تو افراد اور تنہا شخص کو اور چھوٹی جماعتوں کو بھی مکہ مکرمہ سے نکلنا قافلہ کے ساتھ ہی ممکن ہوتا ہے پس جب تک وہ قافلہ کے نکلنے کے انتظار میں ہوگا اس کا خرچ اس کے مال سے ہوگا جس کی طرف سے حج کیا ہے۔ اسی	

حج سے روک دیا گیا تو احصار کی وجہ سے لازم شدہ ہدی بھی حج کا حکم دینے والے کے ذمہ ہوگی اور اگر حج میت کی طرف سے تھا تو احصار کی ہدی میت کے مال سے ہوگی۔ البتہ اگر کسی نے قران کا حکم دیا تو قران کی وجہ سے لازم شدہ قربانی یا کسی قصور سے لازم شدہ قربانی خود حج کرنے والے کے ذمہ ہوگی۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۷۴ - وھکذا فی البحرالرائق ج ۳ ص ۶۵ نیز حکم ۳۲،۳۱ / ۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر — الحج عن الغیر	حوالہ
۳۲۱		
۲۹	فان نوی الاقامة خمسة عشر یوما فصاعدا حتی سقطت نفقته من مال الآمر ثم رجع بعد ذلک هل تعود نفقته فی مال الامر ذکر القدوری فی شرح مختصر الطحاوی ان علی قول محمدؒ تعود وهو ظاهر الروایة و عند ابی یوسفؒ لا تعود هذا اذا لم یکن اتخذ مکة دارا و ان اتخذ مکة دارا ثم عاد لا تعود النفقة فی مال الآمر بلاخلاف	کذا فی البدائع
۳۰	ولو خرج المامور بالحج قبل ایام الحج ینبغی ان ینفق من مال الآمر الی بغداد او الی الکوفة ثم یقیم بها وینفق من مال نفسه حتی جاء اوان الحج ثم یرتحل وینفق من مال المیت حتی یتحقق السبب وهو الانفاق فی الطریق من مال المیت	کذا فی محیط السرخسی
۳۱	ولو ان الحاج عن الغیر تشاغل بحوائج نفسه حتی فاته الحج ضمن المال فان حج بمال نفسه عن المیت من عام قابل اجزاءه	کذا فی السراج الوهاج
۳۲	وان فاته الحج بآفة سماویة او سقط من البعیر قال محمدؒ لا یضمن النفقة الماضیة و نفقته فی رجوعه فی ماله خاصة	کذا فی السراج الوهاج
۳۳	والمامور بالحج اذا اخذ طریقا آخر ابعد و اکثر نفقة فان کان الحاج یسلکه فله ذلک	کذا فی محیط السرخسی

لہ حج فوت ہونے کے متعلق احکام حکم نمبر ۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چودھواں باب دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنیکے احکام — دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنیکا بیان	حوالہ
۳۲۱	طرح بغداد میں ٹھہرنے کا خرچ بھی حج کرانے والے کے مال سے ہوگا اور آنے اور جانے (کی مدت) میں اعتماد قافلہ کے آنے اور جانے پر ہے	بدائع
۲۹	(و) اگر اس شخص (نے جسے کسی طرف سے حج کرنے کے لئے بھیجا گیا اور اس نے وہاں از خود) پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی حتیٰ کہ حج کے لئے اسے حکم دینے والے کے مال سے اسکا وہ خرچ ساقط ہو گیا۔ پھر وہ اس کے بعد واپس ہوا تو کیا اب حج کے لئے حکم دینے والے کے مال سے خرچ کریگا ؟ اس کے متعلق قدوری نے شرح طحاوی میں ذکر کیا ہے کہ امام محمدؒ کے قول کے بموجب وہ پھر حج کا حکم دینے والے کے مال سے خرچ کریگا اور یہی ظاہر روایت ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ پھر حج کا حکم دینے والے کے مال سے خرچ نہ کریگا (ب) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی طرف سے حج کرنیوالے نے مکہ مکرمہ میں گھر نہ بنا لیا ہو (یعنی وہاں ہی رہائش نہ رکھ لی ہو) اور اگر اس نے مکہ مکرمہ میں ہی گھر بنا لیا ہو پھر لوٹا ہو تو بلا خلاف حکم یہ ہے کہ پھر وہ اس حج کا حکم دینے والے کے مال سے خرچ نہ کرے گا	بدائع
۳۰	اگر وہ شخص جسے کسی کی طرف سے حج کرنیکا حکم دیا گیا وہ ایام حج سے پہلے چل پڑا تو اسے چاہیے کہ وہ (مثلاً) بغداد یا کوفہ تک حج کا حکم دینے والے کے مال سے خرچ کرے پھر وہاں مقیم ہو جائے اور وہاں اپنے مال سے خرچ کرے حتیٰ کہ حج کا زمانہ آجائے۔ پھر وہاں سے کوچ کرے تو میت (یعنی جس کی طرف سے حج کر رہا ہے) کے مال سے خرچ کرے تاکہ وہ سبب متحقق ہو جائے کہ (حج کیلئے راستہ کا) خرچ میت کے مال سے ہو۔	محیط سرخسی
۳۱	اگر وہ شخص جسے کسی کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا گیا وہ اپنے کاموں میں ایسا مشغول ہو گیا کہ اس کا وہ حج[1] فوت ہو گیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر اس نے اپنے مال سے اس میت کی طرف سے (جس کی طرف سے وہ حج کرنے گیا تھا اور اس کا حج فوت ہو گیا تھا) آئندہ سال حج کیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج
۳۲	اگر (وہ شخص جسے کسی کی طرف سے حج کرنیکا حکم دیا گیا) اسکا حج کسی آسمانی آفت کیوجہ سے فوت ہو گیا[2]۔ یا وہ شخص اونٹ سے گر گیا تو اس کے متعلق امام محمدؒ نے کہا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کر چکا ہے اسکا ضامن نہ ہوگا۔ اور واپسی پر وہ خاص اپنے مال سے ہی خرچ کریگا۔	سراج وہاج
۳۳	جس شخص کو کسی کی طرف سے حج کرنیکا حکم دیا گیا اگر اس نے حج کا کوئی اور راستہ اختیار کیا جسکا فاصلہ دور اور اسمیں خرچ زیادہ ہے تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس راستہ سے حج کرنے والا جاتا ہو تو اسے اس راستہ سے جانے کا اختیار ہے۔	محیط سرخسی

[2] حج فوت ہونے کے متعلق احکام حکم نمبر ۳۲۰ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج

دفعات ۳۲۲ تا ۳۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۳۷

۳۲۲ - الوصیة بالحج تعداد شق ۳۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	من علیه الحج اذا مات قبل ادائه فان مات من غیر وصیة یاثم بلا خلاف وان احب الوارث ان یحج عنه حج وارجو ان یجزئه ذلك ان شاء الله تعالیٰ کذا ذکر ابوحنیفة رح	هکذا فی البدائع
۲	وان مات عن وصیة لا یسقط الحج عنه واذا حج عنه یجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز وهی نیة الحج وان یکون الحج بمال الموصی اوباکثره لا تطوعا وان یکون راکبا لا ماشیا ویحج عنه من ثلث ماله سواء قید الوصیة بالثلث بان اوصی ان یحج عنه بثلث ماله او اطلق بان اوصی بان یحج عنه	هکذا فی البدائع
۳	فان لم یبین مکانا یحج عنه من وطنه عند علمائنا[۱] وهذا اذا کان ثلث ماله یکفی للحج من وطنه واما اذا کان لا یکفی لذلك فانه یحج عنه من حیث یمکن الاحجاج عنه بثلث ماله	کذا فی المحیط

[۱] حکم نمبر ۱۳/۱۸۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرہواں باب۔ حج کی وصیّت کے احکام — حج کی وصیّت کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہواں باب۔ حج کی وصیّت کے احکام

دفعات ۳۲۲ تا ۳۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۳۷

۳۲۲- حج کی وصیّت

اور اسمیں ۳۷ شقیں ہیں

۱ جس شخص پر حج واجب ہو اور وہ حج ادا کئے بغیر وفات پا جائے تو اگر وہ (حج کے متعلق) وصیت کئے بغیر وفات پاگیا تو بلا خلاف حکم یہ ہے کہ وہ گنہگار ہوگا [۱]
(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اگر اسکا وارث چاہے کہ اسکی طرف سے حج کرے تو وہ حج کر سکتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے ذکر کیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ حج اس میّت کیلئے کفایت کر جائے گا۔ — بدائع

۲ (ا) اور اگر (کسی شخص پر حج واجب ہو اور وہ اسے ادا کئے بغیر وفات پا جائے اور) وہ حج کے متعلق وصیّت کر جائے تو اس سے حج ساقط نہ ہوگا۔ (ب) اور جب اسکی طرف سے حج کیا جائے گا تو اگر (دوسرے کی طرف سے حج کرنے کے) جواز کی شرطیں جمع ہو گئیں تو ہمارے ہاں جائز ہوگا (ج) اور وہ شرطیں[۲] یہ ہیں کہ (۱) حج کرنے والا اسکی طرف سے حج کی نیت کرے (۲) کل خرچ یا اکثر خرچ وصیّت کرنے والے کے مال سے ہو اور اسمیں کسی کا مال ازراہ احسان شامل نہ ہو (۳) اور اس حج کا سفر سواری سے ہو پیدل نہ ہو (۴) اور وہ حج وصیّت کرنے والے کے مال کی ایک تہائی سے ہو خواہ اس نے وصیّت میں ایک تہائی کی قید لگائی ہو مثلاً اس نے وصیّت کی کہ اسکے مال کے ایک تہائی سے اسکی طرف سے حج کیا جائے یا اس نے کوئی قید نہ لگائی مثلاً اس نے وصیّت کی کہ اس کیطرف سے حج کیا جائے۔ — بدائع

۳ (ا) اگر حج کے لئے وصیّت کرنیوالے نے وہ مقام بیان نہیں کیا (جہاں سے حج کرایا جائے) تو ہمارے علماءؒ کے ہاں اس کے وطن سے حج کرایا جائیگا بشرطیکہ اس کا تہائی مال اس کے وطن سے حج کرانے کے لئے کافی ہو۔ (ب) اور اگر اسکا تہائی مال اس کے وطن سے حج کرانے کے لئے کافی نہ ہو

[۱] جیسا کہ ایسی شرطوں کا کچھ ذکر حکم نمبر ۳۲۱ میں ہے (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج — الوصیة بالحج	دفعات وشق نمبر
		۳۲۲
کذا فی شرح الطحاوی	ولو لم یکن له وطن فانه یحج عنه من الموضع الذی مات فیه	۴
هکذا فی التتارخانیة	واذا کان له اوطان شتی یحج عنه من اقرب اوطانه الی مکة بلا خلاف لا من ابعد اوطانه	۵
هکذا فی البدائع	وان اوصی ان یحج عنه من موضع کذا من غیر بلده یحج عنه من ثلث ماله من ذلک الموضع الذی بیّن قرب من مکة او بعد عنها	۶
هکذا فی البدائع	وما فضل فی ید الحاج عن المیت بعد النفقة فی ذهابه ورجوعه فانه یرده علی الورثة لا یسعه ان یأخذ شیئا مما فضل	۷
	ولو احج عنه من غیر وطنه مع امکان الاحجاج من وطنه من ثلث ماله فان الوصی یکون ضامنا و یکون الحج له ویحج عن المیت ثانیا الا اذا کان المکان الذی احج عنه قریبا الی وطنه من حیث یبلغ الیه ویرجع الی وطنه قبل اللیل فحینئذ لا یکون ضامنا	۸

[1] ردالمحتار میں بحوالہ اللباب لکھا ہے کہ جب اس نے مال اور جگہ متعین نہیں کی تو اسکے تہائی ترکہ سے اسکے شہر سے حج کرایا جائیگا اور اگر تہائی ترکہ اس کے شہر سے حج کے لئے کافی نہ ہو تو جہاں سے وہ مال کافی ہو وہاں سے حج کرایا جائیگا اور اگر وہ مال کسی جگہ سے حج کے لئے کافی نہ ہو تو پھر وصیت باطل قرار پائے گی اور اللباب کے شارح نے لکھا ہے۔ کہ کسی جگہ سے بھی کافی نہ ہونے سے مراد میقات سے پہلے سے کافی نہ ہونا ہے ورنہ مکہ مکرمہ سے تو ادنی مال سے بھی حج کرایا جاسکتا ہے اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے حج کی وصیت میں مال کی مقدار متعین کی تو اگر وہ اسکے شہر سے حج کے لئے کافی ہے تو وہاں سے حج کرایا جائیگا ورنہ وہاں سے حج کرایا جائے گا جہاں سے کافی ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۳۲ نیز حکم نمبر ۲۰/۳۲۲، ۶ تا ۹/۳۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳/۳۲۲ کا حاشیہ اور ۲۰/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و تسلسل نمبر	پندرہواں باب - حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲	تو پھر (اسکی طرف سے) وہاں سے حج کرایا جائیگا جہاں سے اسکا تہائی مال حج کرانے کیلئے کافی ہو[1]	محیط
۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا کوئی وطن نہ ہو تو (اس کی طرف سے) وہاں سے حج کرایا جائیگا جہاں اسکی وفات ہوئی ہے۔	شرح طحاوی
۵	اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے کئی وطن مختلف جگہوں پر ہوں تو بلا اختلاف حکم یہ ہے کہ اس کے وطنوں میں سے جو وطن مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہے وہاں سے (اس کی طرف سے) حج کرایا جائے گا اور دُور کے وطن سے نہ کرایا جائے گا	تتارخانیہ
۶	اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اسکے شہر کے علاوہ فلاں جگہ سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے تو اس کے تہائی مال سے اسکی بیان کردہ جگہ سے حج کرایا جائے گا خواہ وہ جگہ مکہ مکرمہ سے قریب ہو یا دُور ہو[2] ۹	بدائع
۷	جو شخص میت کی طرف سے حج کرے اگر اسکے پاس میّت کے مال میں سے اس حج کے لئے آمد و رفت کے خرچ کے بعد کچھ مال بچ جائے تو وہ میّت کے وارثوں کو واپس کر دے اسے بچے ہوئے مال میں سے کچھ لینا جائز نہیں ہے۔	بدائع
۸	(۱) اگر (میّت کی وصیت کی صورت یوں تھی کہ اس میں میّت کی طرف سے حج کرانا اس کے وطن[3] سے واجب تھا اور) میّت کے تہائی مال میں سے اس کے وطن سے حج ہو سکتا تھا[4] اور وصی (یعنی وصیت یافتہ) شخص نے (اس میّت کی طرف سے) اس کے وطن کے علاوہ جگہ سے حج کرایا تو وصی شخص اس مال کا ضامن ہوگا اور وہ حج اس (وصی) کی طرف سے قرار پائے گا اور اس میّت کی طرف سے دوبارہ حج کرایا جائیگا۔ لیکن اگر میت کے وطن کے علاوہ وہ جگہ جہاں سے وہ حج کرایا گیا میّت کے وطن سے اتنی قریب ہو کہ رات سے پہلے جا کر واپس آیا جا سکتا ہو تو پھر وہ وصی ضامن نہ ہوگا۔	

[3] چنانچہ اس صورت کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جس صورت میں میت کی طرف سے میت کے وطن سے حج کرانا واجب تھا اور وصی نے میت کے وطن کے علاوہ جگہ سے حج کرایا تو یہ صحیح نہ ہوگا وصی اس مال کا ضامن ہوگا۔ وہ حج اس وصی کی طرف سے قرار پائے گا اور میت کی طرف سے دوبارہ حج کرائے گا اس لئے کہ اس نے وصیت پوری کرنے میں مخالفت کی۔ لیکن اگر وہ جگہ میت کے وطن سے اتنی قریب تھی کہ رات سے پہلے وہاں جا کر واپس آیا جا سکتا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وصی ضامن نہ ہوگا) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۳۳۳۔ اور میّت کی طرف سے میت کے وطن سے حج کرانا واجب ہونے کے متعلق حکم ۳/۳۲۲ ملاحظہ ہو۔ اور اگر میّت نے مقررہ جگہ بیان کی تھی تو حکم نمبر ۶/۳۲۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۹/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] چنانچہ اس صورت کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت کا تہائی مال اس کے وطن سے حج کرانے کے لئے کافی نہ تھا تو پھر وہ مال جہاں سے پورا ہو سکتا ہو وہاں سے اس میت کی طرف سے حج کرایا جائے گا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۳۳۳ نیز حکم نمبر ۳/۳۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج — الوصية بالحج	حوالہ
۳۲۲	ولو احج عنه من موضع و فضل عنه من ثلث ماله وتبين انه كان يبلغ ابعد منه فان الوصى يكون ضامنا و يحج عنه من حيث يبلغ الا اذا كان الفضل يسيرا من زاد وكسوة فلا يكون مخالفا و يرد الفضل على الورثة	كذا فى الظهيرية
۹	فان خرج من بلده الى بلد اقرب من مكة فان خرج لغير الحج حج عنه من بلده فى قولهم جميعا	كذا فى البدائع
۱۰	وان خرج للحج فمات فى بعض الطريق واوصى ان يحج عنه فكذلك فى قول ابى حنيفة رح وقال ابويوسف رح و محمد رح يحج عنه من حيث بلغ ؔ فى الزاد والصحيح قول ابى حنيفة رح	كذا فى البدائع كذا فى المضمرات
۱۱	واذا خرج للحج واقام فى بعض البلاد حتى تحولت السنة فمات به واوصى بان يحج عنه يحج عنه من بلده فى قولهم جميعا	كذا فى غاية السروجى شرح الهداية
۱۲	واذا اوصى بان يحج عنه فمات الحاج فى طريق الحج يحج عنه من منزله بثلث ما بقى من ماله وهذا عند ابى حنيفة رح	كذا فى التبيين

لہ چنانچہ اس صورت کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ جب میت کی طرف حج کرانا اسکے وطن سے واجب تھا اور میت کا تہائی ترکہ اس کے وطن سے حج کیلئے کافی نہ تھا اور وصی نے میت کی طرف سے وہاں سے حج کرایا جہاں سے تہائی ترکہ حج کے لئے کافی دکھائی دیا۔ لیکن وہاں سے حج کرانے پر اس میت کے تہائی ترکہ سے مال بچ گیا اور واضح ہوگیا کہ وہ تہائی ترکہ اس سے دور جگہ سے حج کرانے کے لئے کافی ہوسکتا تھا تو وہ وصی اس مال کا ضامن ہوگا اور وہاں سے میت کی طرف سے حج کرائیگا۔ جہاں سے اس میت کا تہائی ترکہ کافی ہوسکتا تھا۔ لیکن اگر خرچ اور لباس سے بچا ہوا وہ مال معمولی تھا تو پھر وہ وصی ضامن نہ ہوگا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۳۳ ۔ فتاوی عالمگیری بحث ۵۶ باب ۹ میں ہے کہ وصیت کا قبول کرنا ایک پرخطر امر ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرہواں باب۔ حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲	(ب) اگر میت کی طرف سے (مذکورہ صورت میں یعنی جبکہ میت کی طرف سے حج کرانا میت کے وطن سے واجب تھا اور وطن[1] کے علاوہ) کسی جگہ سے وصی نے حج کرایا۔ اور میت کے تہائی مال میں سے مال بچ گیا اور واضح ہو گیا کہ میت کا تہائی مال اس سے دور جگہ سے حج کے لئے بھی پورا ہو سکتا تھا تو وصی اس مال کا ضامن ہوگا اور وہ میت کی طرف سے وہاں سے حج کرائے گا جہاں سے وہ مال پورا ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر خرچہ اور لباس سے بچا ہوا وہ مال معمولی تھا تو وہ وصی (میت کی وصیت کا) مخالف نہ قرار پائے گا (اور پھر ضامن نہ ہوگا) اور وہ بچا ہوا وہ مال وارثوں کو واپس کریگا[1]	ظہیریہ
۹	اگر کوئی شخص اپنے شہر سے نکلا اور کسی ایسے شہر کو گیا جو اسکے اپنے شہر کی نسبت مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہے (اور پھر وہاں وفات پا گیا) تو اگر وہ حج کے علاوہ کے لئے نکلا تھا (اور اس نے حج کی وصیت کی) تو سب کے قول کے بموجب اسکی طرف سے حج اسکے (اپنے) شہر سے کیا جائے گا	بدائع
۱۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص حج کے لئے نکلا تھا پھر راستہ میں وفات پا گیا اور اس نے وصیت[2] کی کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے تو (ا) امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی اس کی طرف سے اس کے اپنے شہر سے حج کرایا جائیگا) (ب) اور امام ابویوسف رح اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب اس کی طرف سے وہاں سے حج کرایا جائیگا جہاں وہ پہنچ چکا تھا۔ (ج) الزاد میں ہے کہ صحیح حکم وہ ہے جو امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے	بدائع مضمرات
۱۱	اگر کوئی شخص حج کے لئے نکلا اور راستہ میں کسی شہر میں ٹھہر گیا حتیٰ کہ (اس سال کے حج کا موسم گذر گیا اور) سال بدل گیا اور وہ شخص اس شہر میں وفات پا گیا اور اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے تو سب کے قول کے بموجب (اس کی طرف سے) اس کے اپنے شہر سے حج کرایا جائیگا۔	غایہ سروجی
۱۲	(ا) اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے اور (اس کی طرف سے) حج کرنیوالا حج کے راستہ میں وفات پا گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ جس میت نے حج کی وصیت کی تھی) اس کے باقیماندہ مال کے ایک تہائی سے اس کے گھر سے حج کرایا جائے گا[3] اور یہ حکم امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ہے۔	تبیین

[2] درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ کسی شخص پر حج فرض ہوا۔ وہ اس سال حج کے لئے نہ گیا بعد میں حج کے لئے گیا اور راستہ میں وفات پا گیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ حج کے لئے وصیت کرے اور اگر کسی شخص پر حج فرض ہوا اور وہ اسی سال حج کے لئے چلا گیا اور راستہ میں وفات پا گیا تو اس پر حج کے لئے وصیت کرنا واجب نہیں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۳۳۲ نیز حکم نمبر ۱۴/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مذکورہ صورت میں سفر کا قدر موجود احکام دنیا کے حق میں باطل ہو گیا اور وصیت کا نفاذ احکام دنیا سے ہے تو گویا کہ اس سفر کا خروج پایا ہی نہیں گیا۔ پس اسکے گھر سے حج کرانے کی وصیت باقی رہے گی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۹۹ نیز حکم نمبر ۱۳/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج — الوصیة بالحج	حواله
۳۲۲	هذا اذا کان الثلث یکفی للحج من منزله فان لم یکف حج عنه من حیث بلغ استحسانا	کذا فی النهر الفائق
۱۳	اوصی بحج فاحج الوصی عنه رجلا و هلکت النفقة او سرقت قبل الخروج او فی الطریق او فی ید الوصی قبل ان یدفع الیه قال ابوحنیفة رح یحج من ثلث ما بقی من المال	کذا فی التمرتاشی وهکذا فی التتارخانیة
۱۴	وان اوصی بحجج وماله یکفی لحجة واحدة ولا یکفی للثانیة یحج عنه واحدة وترد الزیادة الی الورثة	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۱۵	اذا اوصی ان یحج عنه بثلث ماله وثلثه یبلغ حججا فان قال احجوا عنی بثلث مالی حجة واحدة او قال حجة ولم یقل واحدة یحج عنه حجة واحدة وان قال احجوا عنی بثلث مالی لم یزد علی هذا یحج عنه حججا الی ان لا یبقی من ثلث ماله شیئ والوصی بالخیار ان شاء احج عنه حججا فی سنة واحدة وان شاء احج رجلا فی کل سنة مرة والاول افضل فان احج الوصی بالثلث حججا و بقی شیئ قلیل لا یفی للحج من وطنه ویفی للحج من اقرب المواقیت او من مکة او ما اشبه ذلک یاتی بذلک ولا یرد الباقی علی الورثة	هکذا فی المحیط
	وان اوصی ان یحج عنه بثلث ماله فی کل سنة حجة لم یذکره فی الاصل روی عن محمد رح انه کالثانی	هکذا فی غایة السروجی شرح الهدایة

ؐ۱ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اس صورت میں امام ابوحنیفہ رح کے ہاں گویا وہ مال حج کے لئے علیحدہ کرنے سے پہلے ہی ہلاک ہوگیا۔ یعنی باقی مال کی تہائی سے حج کرایا جائیگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۲۹۹ نیز حکم نمبر ۱۲/۳۲۲ ، ۳۲/۳۲۲ ، ۳۳/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

ؐ۲ حکم ۱۵ ج ا ملاحظہ ہو (مترجم)

ؐ۳ ترجمہ: میرے تہائی مال سے میری طرف سے حج کرادو ایک عدد حج یا یوں کہا کہ میرے تہائی مال سے میری طرف سے حج کرادو حج کرانا اور ایک عدد کا لفظ نہ کہا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب - حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲	(ب) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ مذکورہ تہائی مال اس کے گھر سے حج کیلئے کافی ہو اور اگر وہ کافی نہ ہو تو ازروئے استحسان حکم یہ ہے کہ جہاں تک وہ شخص پہنچ چکا تھا (جو میت کی طرف سے حج کو گیا تھا اور راستہ میں وفات پا گیا) وہاں سے حج کرایا جائے گا۔	نہرفائق
۱۳	کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے پس اسکی طرف سے حج کرنے کیلئے وصیت یافتہ شخص نے کسی شخص کو حج کے لئے بھیجا اور اس شخص کے حج کے لئے نکلنے سے پہلے یا راستہ میں یا اسے (مال) دینے سے پہلے وصی کے ہاں سے (اس حج کے لئے مقرر شدہ) وہ مال ضائع ہو گیا یا چوری ہو گیا تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ میت کے باقی مال کی ایک تہائی سے حج کرایا جائے گا [1]	تمرتاشی - تتارخانیہ
۱۴	اگر کسی شخص نے کئی حجوں کی وصیت کی اور اسکا (تہائی) مال صرف ایک حج کیلئے کفایت کرتا ہے دوسرے حج کیلئے کافی نہیں ہوتا تو اسکی طرف سے ایک حج کرایا جائے گا اور جو بچ رہے وہ وارثوں کو لوٹا دیا جائے گا [2]	غایۃ السروجی
۱۵	اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کے تہائی مال سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے اور اس کے تہائی مال سے کئی حج ہو سکتے ہوں تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اس نے یوں کہا:- أَحِجُّوا عَنِّي بِثُلُثِ مَالِي حَجَّةً وَاحِدَةً أَوْ قَالَ حَجَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدَةً [3] تو اس کی طرف سے ایک حج کرایا جائیگا (ب) اور اگر اس نے یوں کہا أَحِجُّوا عَنِّي بِثُلُثِ مَالِي وَلَمْ يَزِدْ عَلَى هٰذَا [4] تو اس کی طرف سے اتنے حج کرائے جائینگے کہ اس کے تہائی مال سے کچھ باقی نہ رہے۔ اور اس کے وصی کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ چاہے تو ایک سال میں ہی اس کی طرف سے کئی حج کرادے اور چاہے تو ہر سال ایک حج کے لئے کسی آدمی کو بھیجدے اور پہلی صورت افضل ہے۔ (ج) اور جب وصی نے اسکے تہائی مال سے کئی حج کرادیئے اور کچھ مال بچ گیا جو میت کے وطن سے حج کیلئے کافی نہیں ہوتا البتہ وہ مال قریب کے میقات سے یا مکہ مکرمہ سے یا اس طرح کی کسی قریب جگہ سے حج کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو (پھر اسکی طرف سے) وہاں سے حج کرادے اور بچا ہوا وہ مال وارثوں کو نہ لوٹائے [5]	محیط
	(د) اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اسکے تہائی مال سے اس کی طرف سے ہر سال حج کرایا جائے تو اصل میں اس صورت کا حکم مذکور نہیں۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اس کا حکم دوسری	

[4] ترجمہ:- میرے تہائی مال سے میری طرف سے حج کرا دو اور اس سے زائد کچھ نہ کہا (مترجم)

[5] حکم نمبر ۱۴/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصیہ بالحج — الوصیة بالحج	حوالہ
۳۲۲		
۱۶	ولوقال المیت للوصی ادفع المال الی من یحج عنی لم یکن للوصی ان یحج بنفسه	
	ولو اوصی المیت ان یحج عنه ولم یزد کان للوصی ان یحج بنفسه فان کان الوصی وارث المیت او دفع المال الی وارث المیت لیحج عن المیت فان اجازت الورثة وهم کبار جاز وان لم یجیزوا لایجوز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	واذا اوصی بان یحج عنه بماله فتبرع عنه الوارث اوالاجنبی لا یجوز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	واذا اوصی الرجل بان یحج عنه فان احج الوارث رجلا من مال نفسه لیرجع فی مال المیت جاز وله ان یرجع فی مال المیت وکذا الزکوة و الکفارة ولو فعل ذلك اجنبی لایجوز ولو اوصی بان یحج عنه فاحج الوارث من مال نفسه لا لیرجع علیه جاز للمیت عن حجة الاسلام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	واذا اوصی المیت للحاج بما فضل فی یده بعد الرجوع تجوز وصیته له و یحل له الفضل بالوصیة وهو الاصح	هکذا فی شرح الطحاوی
۲۰	ولو اوصی بان یحج عنه بمائة درهم فانه یحج عنه من حیث یبلغ ولوکانت المائة لا تخرج من ثلث ماله فانه یحج عنه بقدر ثلث ماله من حیث یبلغ ولا تبطل الوصیة	هکذا فی شرح الطحاوی

ؒ ترجمہ: یہ مال اس شخص کو دیدو جو میری طرف سے حج کرے (مترجم)

ؓ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ صورت بمنزلہ تبرع بالمال (یعنی بطور احسان۔ صدقہ اور نفل ہے) ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۱ ص۳۰۷ وھکذا فی رد المحتار ج ۲ ص۳۴۱ اور البحر الرائق میں اس حکم کی عبارت تقدیم و تاخیر کے ساتھ یوں مذکور ہے۔ و فی فتح القدیر لو اوصی ان یحج عنه ولم یزد علی ذلك کان للوصی ان یحج بنفسه الا ان یکون وارثا وان دفعه الی الوارث لیحج فانه لایجوز الا ان تجیزهم الورثة وهم کبار لان هذا کالتبرع بالمال فلا یصح للوارث الا باجازة الباقین ولوقال المیت للوصی ادفع المال لمن یحج

دفعات وشق نمبر	پندرہواں باب۔ حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲	صورت کی مانند ہے (جسکا ذکر ۱۵ب/۳۲۲ میں ہے)	غایۃ سروجی
۱۶	(و) اگر میت نے وصی سے کہا کہ اِدْفَعِ الْمَالَ اِلٰی مَنْ یَّحُجُّ عَنِّیْ [1] تو وصی کے لیئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خود اس میت کی طرف سے حج کرے۔ (ب) اور اگر اس میت نے یہ وصیت کی "اسکی طرف سے حج کیا جائے" اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہا تو وصی کے لیئے جائز ہے کہ وہ خود (میت کی طرف سے) حج کرے۔ پس اگر وہ وصیت یافتہ شخص میت کا وارث تھا یا وصیت یافتہ شخص نے وہ مال میت کی طرف سے حج کرنے کے لئیے میت کے وارث کو دے دیا تو اگر میت کے سب وارثوں نے اجازت دے دی اور وہ وارث بالغ ہیں تو جائز ہوگا اور اگر انہوں نے اجازت نہ دی تو جائز نہ ہوگا [2]	قاضیخان
۱۷	اور جب کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے اس کے مال سے حج کرایا جائے پس اسکی طرف سے اس کے وارث نے یا کسی اجنبی شخص نے ازراہ احسان حج کیا تو یہ جائز نہ ہوگا [3]	قاضیخان
۱۸	(و) جب کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے پس اگر وارث نے کسی شخص کو اپنے مال سے حج پر بھیجدیا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ میت کے مال سے اس کا عوض حاصل کرلیگا تو جائز ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ (خرچ) میت کے مال سے لے لے۔ (ب) اور زکوۃ اور کفارہ کے متعلق بھی یہی حکم ہے [4] (ج) اور کسی اجنبی نے ایسا کیا تو جائز نہیں ہے (د) اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے پس وارث نے (میت کی طرف سے) اپنے مال سے حج کرایا اور اس کا ارادہ یہ نہ تھا کہ وہ میت کے مال سے اپنا عوض لے لیگا تو (وہ حج) میت کے فرض حج کے لئیے جائز ہو جائیگا [5]	قاضیخان
۱۹	جب کسی میت نے (اسکی طرف سے) حج کرنیوالے کیلئے وصیت کی کہ اس کے پاس (میت کا) جو مال حج سے لوٹنے کے بعد اسکے پاس بچ رہے وہ اسکا ہے تو یہ وصیت جائز ہے۔ اور حج کرنے والے کے لئے وہ بچا ہوا مال وصیت کی وجہ سے لینا حلال ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	شرح طحاوی
۲۰	(و) اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ سو درہم میں اسکی طرف سے حج کرایا جائے تو جہاں سے سو درہم میں حج ہوسکتا ہے وہاں سے کرایا جائیگا۔ (ب) اور اگر اس کا تہائی ترکہ سو درہم کا نہیں بنتا تو اسکے تہائی ترکہ سے جہاں سے حج ہوسکتا ہے وہاں سے کرایا جائیگا [6] اور وصیت باطل نہ ہوگی	شرح طحاوی

[1] عنی لم یجز لہ ان یحج بنفسہ مطلقاً۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ صـ۶۷ (مترجم)

[2] جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۳۲۱ میں ہے اس لئے کہ اس نے وصیت یہ کی تھی کہ اس کی طرف سے اسکے مال سے حج کرایا جائے۔ اس کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ جائز نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ حج میت کے فرض حج کیلئے کفایت نہ کریگا ورنہ دوسرے کو حج کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ۲۳۴ حکم نمبر ۱/۳۲۲ ملاحظہ ہو نیز اگر اس نے وصیت یہ کی تھی کہ اسکی طرف سے حج کیا جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸ب/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۵/۱۸۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اس لئے کہ وارث میت کا خلیفہ قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ۲۳۴ نیز حکم ۱۷/۳۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳/۳۲۲

[4] ... ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج — الوصیة بالحج	حواله
٣٢٢ - ٢١	وکذلك اذا اوصی بان یحج عنه بهذه المائة بعینها و قد هلك منها درهم او اکثر فانه یحج عنه بالباقی ولا تبطل الوصیة	هکذا فی شرح الطحاوی
٢٢	ولو اوصی لرجل بالف و اوصی بالف للمساکین واوصی بان یحج عنه بالف حجة الاسلام وثلثه یبلغ الفی درهم یقسم الثلث بینهم اثلاثا ثم ینظر الی حصة المساکین فیضاف الی حجته حتی یکمل فما فضل فهو للمساکین	کذا فی محیط السرخسی
٢٣	ولو اوصی بان یحج عنه بالف درهم و ذلك النقد لا یروج فی الحج فللوصی ان یصرفها الی الدراهم التی تروج فی الحج وان شاء یدفع الدنانیر بقیمتها	کذا فی محیط السرخسی
٢٤	لو امر الوصی رجلا ان یحج عن المیت فی هذه السنة و اعطاه النفقة فلم یحج حتی مضت السنة وحج من قابل جاز عن المیت ولا یضمن النفقة	کذا فی محیط السرخسی
٢٥	الحاج عن المیت اذا مات بعد الوقوف بعرفة اجزأه عن المیت	کذا فی الذخیرة فی فصل المامور بالحج
٢٦	ولو لم یمت ورجع قبل طواف الزیارة فهو حرام علی النساء فیرجع بغیر احرام بنفقته و یقضی ما بقی	کذا فی الذخیرة فی فصل المامور بالحج
٢٧	وان افسد حجه بجماع قبل الوقوف رد ما بقی فی یده من المال وضمن ما انفق فی الطریق و یقضی الحاج من مال نفسه حجة وعمرة و اما اذا جامع بعد الوقوف لا یفسد حجه	

ل حکم نمبر ٢٩٣ و حکم ٢/٣٢٢ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

٢ حکم نمبر ١٤٥، ١٤٦، ١٥٠/٣٠٣ و ١٥/٣١٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)

٣ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ جب مامور نے عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کر کے حج فاسد کردیا تو وہ نفقہ کا ضامن ہوگا اس لئے کہ اسے صحیح حج کا حکم دیا گیا تھا اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ جب اس نے حج فاسد کردیا تو آمر کے حکم کی مخالفت کی۔ فاسد حج مامور کا قرار پایا (اور چونکہ

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب - حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲ - ۲۱	اسی طرح اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ ان خاص سو درہموں میں اس کی طرف سے حج کرایا جائے اور ان میں سے ایک درہم یا ایک سے زیادہ ضائع ہو گیا تو جو درہم باقی ہیں ان سے حج کرایا جائیگا اور وصیت باطل نہ ہو گی۔	شرح طحاوی
۲۲	اگر کسی شخص نے ایک آدمی کیلئے ایک ہزار دینے کی وصیت کی اور مسکینوں کے لئے بھی ایک ہزار کی وصیت کی اور اس نے یہ بھی وصیت کی اسکی طرف سے اسکا فرض حج ایک ہزار میں کیا جائے اور اسکا تہائی ترکہ کل دو ہزار بنتا ہے۔ تو اسکے تہائی ترکہ کے تین حصے کرکے ان میں تقسیم ہو گا پھر مسکینوں کا حصہ اس کے حج کے حصہ میں ملایا جائیگا تاکہ حج کا حصہ پورا ہو جائے اور (حج کے حصہ سے) جو بچے گا وہ مسکینوں کیلئے ہوگا	محیط سرخسی
۲۳	اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ہزار درہموں میں حج کرایا جائے اور وہ نقدی حج میں مروج نہیں تو وصیت یافتہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس نقدی کو ان درہموں سے بدل لے جو حج میں مروج ہیں۔ اور اگر چاہے تو اس نقدی کی قیمت میں دینار دیدے۔	محیط سرخسی
۲۴	اگر (حج کیلئے) وصیت یافتہ شخص نے کسی آدمی کو حکم دیا کہ وہ میت کی طرف سے اس سال حج کرے اور اسے خرچ دے دیا پھر اس نے حج نہ کیا حتی کہ وہ سال گذر گیا اور اس نے آئندہ سال حج کیا تو وہ حج میت کی طرف سے جائز قرار پائے گا اور وہ اس خرچ کا ضامن نہ ہو گا	محیط سرخسی
۲۵	میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر عرفہ میں وقوف کے بعد[1] وفات پا گیا تو اس کا وہ حج اس میت کی طرف سے کفایت کر جائے گا۔	ذخیرہ
۲۶	اگر میت کی طرف سے حج کرنے والے اس حاجی نے وفات نہیں پائی اور وہ طواف زیارت کرنے سے پہلے لوٹ آیا تو اس شخص پر بیویوں سے صحبت حرام رہے گی[2] اسے چاہیے کہ وہ بغیر احرام کے اپنے خرچ پر مکہ مکرمہ جائے اور جو اعمال باقی رہ گئے ہیں انکی قضا کرے	ذخیرہ
۲۷	(ا) اگر (میت کی طرف سے حج کرنے والے) اس حاجی نے عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کرکے اپنے اس حج کو فاسد کر دیا تو (میت کا) جو مال اسکے پاس باقی ہے وہ واپس کرے گا اور (میت کے مال سے) جو کچھ اس حج کے سفر میں خرچ کر چکا ہے اس کا ضامن ہو گا۔ اور وہ آئندہ سال اپنے مال سے حج اور عمرہ کی قضا کریگا[3] (ب) لیکن اگر اس نے عرفات میں وقوف کے بعد جماع کیا تو اسکا وہ حج فاسد قرار پائیگا	

فاسد حج کی قضا ضروری ہے جیسا کہ حکم $\frac{۸}{۳۱۲}$ میں ہے) پس دوسرے سال قضا حج بھی مامور کا قرار پائیگا آمر کا نہیں ہوگا۔ جامع صغیر لقاضیخان میں یوں ہی ہے ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ا ص ۲۹۸ اور معلم الحجاج ص ۲۹۲ کے حاشیہ میں ہے کہ مامور پر دونوں باتوں میں سے ایک لازم ہے۔ اس حج کی قضا کے بعد آمر کی طرف سے حج کریگا یا اس کا روپیہ واپس کریگا۔ نیز اگر مامور کی اپنی مشغولیت کی وجہ سے یا آفت آسمانی کی وجہ سے اس کا حج فوت ہو جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۰۱}{۳۱۲}$ ، ۳۱ ، $\frac{۳۲}{۳۲۱}$ ملاحظہ ہوا۔ (مت۔رجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج الوصية بالحج	حوالہ
۳۲۲	ولا يضمن النفقة وعليه الدم فی ماله	كذا فی السراج الوهاج
۲۸	اوصی ان يحج عنه فلان فمات فلان فعن محمدؒ يحج عنه غيره الا ان يقول لا يحج الا فلان اولا يحج غيره	هكذا فی السراج الوهاج فی فصل الحج عن الغير
۲۹	ولو مرض المامور فی الطريق فدفع النفقة الى غيره ليحج عن الميت لم يجز الا ان انيكون الآمر اذن له فی ذلك وينبغی للوصی ان ياذن له فی ان يحج غيره اذا مرض	هكذا فی السراج الوهاج فی فصل الحج عن الغير
۳۰	الحاج عن الميت اذا مرض وانفق المال كله فليس على الوصی ان يبعث بالنفقة اليه ليرجع	كذا فی المحيط
۳۱	اذا قال الوصی للحاج ان فنی المال فاستقرض وعلى قضاء الدين فهو جائز	كذا فی المحيط
۳۲	ولو احرم من الميقات او دونه فضاع المال فانفق من مال نفسه حتى قضى المناسك ورجع الى اهله لم يرجع به على الوصی الا بامر القاضی فی نفقته	كذا فی غاية السروجی شرح الهداية
۳۳	ولوضاع مال النفقة بمكة او بقرب منها او لم يبق من مال النفقة فانفق المامور من مال نفسه كان له ان يرجع فی مال الميت	كذا فی التاتارخانية
۳۴	اذا استاجر المامور بالحج خادما ليخدمه ان كان مثله يخدم نفسه فهو فی	

له حکم $\frac{2}{322}$ کا حاشیہ و مزید احکام $\frac{11 \text{ تا } 22}{312}$ بھی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ له حکم $\frac{33}{322}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳۲۲

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
	اور وہ اس خرچ کا ضامن نہ ہوگا اور اسپر اس کے اپنے مال سے قربانی لازم ہوگی [1]	سراج وہاج
۲۸	(ا) کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے فلاں شخص حج کرے پھر وہ فلاں شخص وفات پاگیا تو اسکے متعلق امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی اور شخص اسکی طرف سے حج کرے گا (ب) لیکن اگر اس نے وصیت یوں کی تھی کہ (اسکی طرف سے) کوئی شخص حج نہ کرے مگر فلاں شخص حج کرے یا اس نے وصیت یوں کی تھی (اسکی طرف سے) فلاں شخص کے سوا اور کوئی حج نہ کرے تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسکی طرف سے کوئی اور شخص حج نہ کرے گا)	سراج وہاج
۲۹	(ا) اگر وہ شخص جسے میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ حج کے راستہ میں بیمار پڑ گیا اور اس نے کسی اور شخص کو خرچ دیا تاکہ وہ میت کی طرف سے حج کرے تو وہ (حج میت کی طرف سے) جائز نہ قرار پائے گا لیکن اگر اس حج کا حکم دینے والے نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دی تھی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ حج میت کی طرف سے جائز قرار پائے گا) (ب) اور میت کی طرف سے وصیت یافتہ شخص کو چاہیے کہ وہ میت کی طرف سے حج کرنیوالے کو یہ اجازت دیدے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو وہ حج کسی اور سے کرا دے	سراج وہاج
۳۰	میت کی طرف سے حج کرنے والا شخص اگر بیمار پڑ گیا اور اس نے (میت کا) وہ کل مال خرچ کر دیا تو وصی پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اسکی واپسی کے لئے اور خرچ بھیجے۔	محیط
۳۱	جب (میت کی طرف سے حج کرانے کے لئے) وصیت یافتہ شخص نے (میت کی طرف سے) حج کرنے والے سے کہا کہ اگر مال ختم ہو جائے تو قرض لے لینا اور اس قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے تو یہ جائز ہے۔	محیط
۳۲	اگر (میت کی طرف سے حج کرنیوالے) اس شخص نے میقات سے یا اس سے ورے سے احرام باندھا پھر اسکا وہ مال ضائع ہو گیا اور اس نے اپنے مال سے خرچ کرکے حج کے ارکان ادا کئے اور واپس اپنے اہل و عیال میں آگیا تو وہ وصی سے وہ خرچ نہ لے گا۔ لیکن اگر اس خرچ کے متعلق قاضی نے حکم کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ خرچ وصی سے لے سکے گا) [2]	غایۃ سروجی
۳۳	اگر (میت کی طرف سے) حج کرنے والے کا نفقہ حج مکہ مکرمہ میں یا اس کے قریب ضائع ہو گیا یا اس میں سے کچھ باقی نہ رہا اور جسے (میت کی طرف سے) حج کا حکم دیا گیا تھا اس نے اپنے مال سے خرچ کیا تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ خرچ اس میت کے مال سے لے لے [3]	تتارخانیہ
۳۴	جس شخص کو (میت کی طرف سے) حج کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس نے اپنی خدمت کے لئے اجرت پر خادم رکھا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس جیسا شخص اپنے کام خود کر لیتا ہے تو اس	

[2] حکم نمبر ۳۲/۳۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج — الوصیة بالحج	حواله
۳۲۲	مال نفسه وان كان مثله لا يخدم نفسه فهو فى مال الميت	هكذا فى المحيط
۳۵	وللمامور بالحج ان يدخل الحمام و يعطى اجر الحارس و غير ذلك مما يفعله الحاج	هكذا فى المحيط
۳۶	الوصى اذا دفع الدراهم الى رجل ليحج بها عن الميت ثم اراد ان يسترد المال عنه كان له ذلك ما لم يحرم فاذا استرد و طلب المامور نفقة الرجوع الى بلده ينظر ان استرد المال لخيانة ظهرت منه فالنفقة فى ماله خاصة وان استرد لضعف رأيه او لجهله بامور المناسك فالنفقة فى مال الميت وان استرد لا لخيانة ولا لتهمة فالنفقة فى مال الوصى	هكذا فى المحيط
۳۷	لو حج عن الميت ثم اعتمر لنفسه لا يضمن النفقة وما دام مشغولا بالعمرة فنفقته فى مال نفسه فاذا فرغ منها فنفقته فى مال الميت	كذا فى غاية السروجى شرح الهداية

له مکرر نمبر ۳۲۳ و / ۳۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب حج کی وصیت کے احکام — حج کی وصیت کا بیان	حوالہ
۳۲۲	خادم کی اجرت اس کے اپنے مال سے ہوگی اور اس جیسا شخص اپنا کام خود نہیں کرتا تو اس خادم کی اجرت میت کے مال سے ادا ہوگی۔	محیط
۳۵	جس شخص کو (میت کی طرف سے) حج کرنے کا حکم دیا گیا اسے حق حاصل ہے کہ حمام میں داخل ہو۔ چوکیدار کی اجرت دے اور اسکے علاوہ جو اخراجات حاجی لوگ کرتے ہیں وہ کرے۔	محیط
۳۶	(ا) میت کی طرف سے حج کرانے کے لئے وصیت یافتہ شخص نے جب کسی کو درہم دیئے تاکہ وہ ان سے میت کی طرف سے حج کرے پھر اس وصیت یافتہ شخص نے ارادہ کیا کہ وہ مال اس سے واپس لے لے تو جب تک اس نے احرام نہیں باندھا اسے مال واپس لینے کا اختیار حاصل ہے۔ (ب) پھر جب وصیت یافتہ شخص نے مال واپس لینا چاہا اور جسے (میت کی طرف سے) حج کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس نے اپنے شہر لوٹنے کا خرچ مانگا تو (دیکھا جائے گا) (۱) اگر وصیت یافتہ نے اسکی ظاہر شدہ خیانت کی وجہ سے وہ مال واپس لیا تو (اسکی واپسی کا) خرچ اسکے اپنے مال سے ہوگا (۲) اور اگر وصیت یافتہ شخص نے اسکی رائے کے ضعف اور احکام حج سے ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ مال واپس لیا تو اسکی واپسی کا خرچ میت کے مال سے ہوگا۔ (۳) اور وصیت یافتہ شخص نے کسی خیانت یا عیب کے بغیر وہ مال واپس لیا تو اسکی واپسی کا خرچ وصیت یافتہ شخص کے مال سے ہوگا۔	محیط
۳۷	اگر کسی شخص نے میت کی طرف سے حج کیا پھر اپنی طرف سے عمرہ کرلیا تو وہ خرچ کا ضامن نہ ہوگا[1] اور جب تک وہ عمرہ میں مشغول رہے گا اس کا خرچ اپنے مال سے ہوگا اور جب عمرہ سے فارغ ہو جائیگا تو اس کا خرچ میت کے مال سے ہوگا[2]	غایہ سروجی

[2] میت کی طرف سے حج کرنے کے مزید مسائل کے احکام متفرقات کے عنوان کے تحت حکم نمبر ۱۹ تا ۲۲ / ۳۲۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی — الہدی	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب السادس عشر فی الهدی

دفعات ۳۲۳ تا ۳۲۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۲۶

وهو مشتمل علے امور

۳۲۳ - معرفة الهدی تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(الاول) معرفة الهدی وهو ما یهدی من النعم الی الحرم[1]	هکذا فی التبیین
۲	ویکون هدیا بجعله هدیا صریحا او دلالة وهی اما بالنیة او بسوق بدنة الی مکة وان لم ینو استحسانا	کذا فی البحر الرائق
۳	وهو من ثلاثة انواع الابل والبقر والغنم	کذا فی الهدایة
۴	وعندنا الافضل الابل ثم البقر ثم الغنم	کذا فی فتح القدیر
۵	والبدن من الابل والبقر خاصة	کذا فی محیط السرخسی

۳۲۴ - ما یجوز من الهدی وما لا یجوز تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(والثانی) ما یجوز فیه وما لا یجوز - لا یجوز فی الهدایا الا ما جاز فی الضحایا	کذا فی الهدایة
۲	والشاة جائزة فی کل شیٔ الا فی موضعین من طاف طواف الزیارة جنبا و	

[1] یعنی قربانی کا وہ جانور جو احرام والا شخص اپنے ساتھ حرم شریف میں ذبح کرنے کیلئے لے چلے۔ مگر آجکل ہمارے ملک سے ہدی ساتھ نہیں لیجاتے۔ منی میں مذبح کے قریب ایام نحر میں ہر قسم کے جانور قربانی کیلئے فروخت ہوتے ہیں۔ حجاج وہیں سے لے لیتے ہیں (مترجم)

دفعات دشق نمبر	سولہواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سولہواں باب - ہدی کے احکام

دفعات ۳۲۳ تا ۳۲۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۲۶

ہدی کے احکام میں کئی امور کا بیان ہے

۳۲۳ - ہدی کی پہچان
اور اسمیں ۵ شقیں ہیں

دفعات دشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ہدی کے احکام میں سے پہلی قسم ہدی کی پہچان ہے۔ ہدی سے مراد وہ حلال جانور ہے جو حرم شریف کو (قربانی کیلئے) لایا جاتا ہے [۱]	تبیین
۲	اور وہ جانور ہدی تب قرار پاتا ہے کہ اسے صراحتاً یا دلالتاً ہدی قرار دے۔ اور دلالتاً ہدی قرار دینا یا تو نیت کر لینے سے وہ جانور ہدی قرار پاتا ہے یا بغیر نیت کے بدنہ [۲] (یعنی اونٹ یا گائے، نر یا مادہ) کو مکہ مکرمہ کی طرف ہانک کر لے چلنے سے از روئے استحسان وہ جانور ہدی قرار پاتا ہے۔	بحر رائق
۳	ہدی کے جانور تین قسم ہیں۔ اونٹ۔ گائے اور بھیڑ بکری۔	ہدایہ
۴	ہمارے ہاں ہدی کے جانوروں میں سے اونٹ افضل ہے پھر گائے اور پھر بھیڑ بکری ہے۔	فتح قدیر
۵	بُدن سے مراد خصوصیت سے اونٹ یا بیل ہے۔ [۳]	محیط سرخسی

۳۲۴ - ہدی میں جائز اور ناجائز جانور
اور اسمیں ۲ شقیں ہیں

دفعات دشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ہدی کے احکام میں دوسری قسم یہ ہے کہ ہدی میں کیسا جانور جائز ہے اور کیسا جائز نہیں ہے ہدی میں وہی جانور جائز ہیں جو جانور قربانی میں جائز ہیں [۴]	ہدایہ
۲	ہدی میں بھیڑ بکری دو موقعوں کے علاوہ باقی سب مواقع میں جائز ہے ان دو موقعوں میں سے	

[۱] بدنہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۳۰، ۵/۳۲۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۱/۳۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
[۲] حکم نمبر ۳/۱۳ ملاحظہ ہو نیز قربانی کے جانور کے اوصاف کے متعلق احکام فتاوی ھذا کی بحث ۲۷ میں ہیں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی — الهدی	حواله
	ومن جامع بعد الوقوف	کذا فی الهدایة
۳۲۵ -	**مایسن ومایکره فی الهدی** تعداد شق ۱ [1]	
۱	(والثالث) مایسن ومایکره - تقلید الهدی مسنون یقلد هدی التطوع والمتعة والقران وکذا الهدی الذی اوجبه علی نفسه بالنذر ولا یقلد دم الاحصار ولا دم الجنایات فلو قلد دم الاحصار و دم الجنایات جاز ولا بأس به	کذا فی محیط السرخسی / کذا فی السراج الوهاج
	ولا یسن تقلید الشاة عندنا	هکذا فی الهدایة
۳۲۶ -	**مایفعل بالهدی ومالا یفعل** تعداد شق ۳	
۱	(الرابع) مایفعل بالهدی ومالا یفعل - ولا یرکب الهدی الا فی حال ضرورة وکذا الحمل لان تعظیم الهدی واجب و فی الحمل والرکوب استذلاله و ابتذاله فینا فی التعظیم فیحرم	کذا فی محیط السرخسی
۲	ولو رکبها او حمل علیها فنقصت فعلیه ضمان ما نقص ویتصدق به علی الفقراء دون الاغنیاء	کذا فی البحرالرائق
۳	وان کان لها لبن لم یحلبها و ینضح ضرعها بالماء البارد حتی ینقطع لبنها	

[1] جیسا کہ در مختار و رد المختار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ حیض کی حالت میں حج کا طواف رکن (یعنی طواف زیارت جسکا ذکر حکم نمبر $\frac{۱۵۵}{۳۰۳}$ میں ہے) کرنے سے بھی بھیڑ بکری کی بجائے بدنہ لازم ہے۔ اور جو شخص وقوف عرفات کے بعد وفات پا جائے اور حج مکمل کرنے کی وصیت کر جائے تو اسکے طواف زیارت کیلئے بھی بدنہ لازم ہے اور اسکا حج جائز ہے۔ اور امام محمدؒ کے ہاں نعامہ (یعنی شتر مرغ) کی جزاء میں بھی بدنہ لازم ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے عمرہ کے طواف رکن سے پہلے جماع کر لیا یا وہ طواف جنابت یا حیض کی حالت میں کیا تو اس میں بدنہ لازم نہیں (اسمیں بھیڑ بکری کا بھی جائز ہے جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۳۱۲}$ میں ہے) ماخوذ از در مختار و رد المختار ج ۲ ص ۲۳۰ ۔ نیز وقوف عرفات کے بعد جماع کے متعلق

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
	ایک یہ ہے کہ جس حاجی نے طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور دوسرا موقع یہ کہ جس حاجی نے عرفات میں وقوف کے بعد (اور دیگر اعمال حج سے قبل) جماع کر لیا (کیونکہ ان دو موقعوں میں بدنہ کا حکم ہے) لہ	ہدایہ
۳۲۵ -	**ہدی میں مسنون و مکروہ امر** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	ہدی کے احکام میں تیسری قسم یہ ہے کہ ہدی میں مسنون اور مکروہ امر کیا ہے۔ ہدی کے جانور کے گلے میں پٹہ ^٢ ڈالنا مسنون ہے	محیط سرخسی
	(ب) نفل۔ تمتع اور ^٣ قران کی ہدی کو پٹہ ڈالا جائے گا اسی طرح وہ ہدی جو کسی شخص نے منت مان کر اپنے اوپر واجب کر لی ہو اسے بھی پٹہ ڈالا جائے گا	
	(ج) احصار ^٤ اور حج کے اعمال میں قصور ہو جانے سے لازم شدہ قربانی کو پٹہ نہیں ڈالا جائیگا اگر کسی نے احصار اور حج کے اعمال میں قصور ہو جانے سے لازم شدہ قربانی کو پٹہ ڈالا تو جائز قرار پائے گا اور اس میں کچھ حرج نہ ہوگا۔	سراج وہاج
	(د) ہمارے ہاں بھیڑ بکری کو پٹہ ڈالنا مسنون نہیں ہے	ہدایہ
۳۲۶ -	**ہدی سے جائز کام اور ناجائز کام** اور اسمیں ۳۰ شقیں ہیں	
۱ -	ہدی کے احکام میں چوتھی قسم یہ ہے کہ ہدی سے کیا کام لینا جائز ہے اور کیا جائز نہیں ہے۔ ہدی کے جانور پر سواری نہ کرے۔ لیکن ضرورت کی حالت میں اس پر سواری جائز ہے۔ اسیطرح ہدی کے جانور پر بوجھ نہ لادے۔ اس لئے کہ ہدی کے جانور کی تعظیم واجب ہے اور بوجھ لادنے اور سواری کرنے میں اسے ذلیل اور بے وقار کرنا ہے۔ چنانچہ یہ اسکی تعظیم کے خلاف ہے پس حرام ہے	محیط سرخسی
۲	اگر کسی نے ہدی پر سواری کی یا اس پر بوجھ لادا اور اس سے اس میں کچھ نقصان آگیا تو جسقدر اس (کی قیمت) میں کمی آگئی ہے وہ اسکے ذمہ لازم ہے۔ اور وہ اس کمی کے عوض قیمت کو ناداروں پر صدقہ کرے گا۔ غنی ^٥ لوگوں (یعنی امیروں) کو نہ دے گا۔	بحر رائق
۳	اگر ہدی کا جانور دودھ والا ہو تو اسکا دودھ نہ دوہے اور اسکے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے	

لہ حکم ۳۱۲ اور طواف زیارت جنابت کی حالت میں کرنے کے متعلق حکم ۳۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

٢ ہدی کو پٹہ ڈالنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

٣ تمتع اور قران کے متعلق حکم نمبر ۳۰۶، ۳۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

٤ احصار کے متعلق حکم نمبر ۳۱۸، ۳۱۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

٥ غنی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۸۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی	حوالہ
۳۲۶-	ان کان قریبا من وقت الذبح فان کان بعیدا منه و یضر ذلك بالبدنة یحلبها و یتصدق بلبنها و ان کان صرفه الی حاجته تصدق بمثله او بقیمته	کذا فی الکافی
۴-	و کذا اذا صرفه الی غنی	هکذا فی البحرالرائق
۵	ان ولدت تصدق به او ذبحه معها	کذا فی التبیین
۶	و ان باعه تصدق بثمنه	کذا فی التبیین
۷	فان استهلك الولد ضمن قیمته و ان اشتری بها هدیا فحسن	کذا فی البحرالرائق
۸	ومن ساق هدیا فعطب فان کان تطوعا فلیس علیه غیره و ان کان واجبا اقام غیره مقامه و ان اصابه عیب کثیر یقیم غیره مقامه و صنع بالمعیب ما شاء	کذا فی الکافی
	هذا اذا کان موسرا اما اذا کان معسرا اجزأه ذلك المعیب	کذا فی السراج الوهاج
۹	واذا عطبت البدنة فی الطریق فان کان تطوعا نحرها وصبغ نعلها بدمها وضرب صفحة سنامها ولم یأکل هو منها شیئا ولا غیره من الاغنیاء بل یتصدق به وذلك افضل من ان یترك جزرا للسباع	
	و ان کانت واجبة اقام غیرها مقامها و صنع بها ما شاء	کذا فی الکافی

[1] چنانچہ نفل ہدی کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ اسکے ہلاک ہونیکی صورت میں اس پر اسکے علاوہ کچھ لازم نہیں اسلیے کہ وہ اسکے ذمہ تو تھی نہیں نفل تھی اور وہ ایسے ہی قرار پائیگی جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ میں یہ درہمیں صدقہ کرونگا اور پھر وہ مخصوص درہمیں ضائع ہوگئیں تو اس سے وہ وجوب ساقط ہو جائیگا اور اس پر اسکے علاوہ اور دراہم صدقہ کرنا لازم نہ ہونگے، ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲۵ (مترجم)

[2] اسکے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ جو چاہے کرے مثلاً فروخت کردے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲۵ (مترجم)

[3] مالدار یعنی غنی کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۴/۱۸۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] ردالمحتار میں ہے کہ تنگدست پر ہدی واجب نہ تھی۔ اس پر وہی لازم تھی جو اس نے مقرر کی تھی پس اسے وہ عیب والی ہدی ہی کفایت کریگی

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
۳۲۶-	تاکہ دودھ اترنا موقوف ہو جائے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس ہدی کے ذبح کا وقت قریب ہو لیکن اگر ذبح کا وقت دور ہو اور اس سے بدنہ کو ضرر ہو تو اس کا دودھ دوھ لے اور اسے صدقہ کر دے - اور اگر اس دودھ کو اپنی ضرورت میں صرف کیا تو اتنا دودھ یا اسکی قیمت صدقہ کر دے -	کافی
-۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے ہدی کے دودھ کو کسی غنی شخص پر صرف کیا (یعنی پھر اتنا دودھ صدقہ کرے یا اسکی قیمت صدقہ کرے)	بحرالرائق
-۵	اگر ہدی کے جانور کے بچہ پیدا ہوا تو اسے صدقہ کر دے یا اسے بھی اسکے ساتھ ذبح کر دے۔	تبیین
-۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نے ہدی کے جانور کے اس بچہ کو بیچ دیا تو اسکی قیمت صدقہ کر دے۔	تبیین
۷	اگر کسی نے ہدی کا پیدا شدہ بچہ ہلاک کر دیا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اسکی قیمت کے عوض کوئی اور ہدی خرید ے تو اچھا ہے۔	بحرالرائق
۸	اگر کوئی شخص ہدی کو ہانک کر لے چلا اور وہ ہدی ہلاک ہوگئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ ہدی نفل تھی تو اس پر اسکے علاوہ اور لازم نہ ہو گی [۱] اور اگر وہ ہدی واجب تھی تو اس کی جگہ کوئی اور ہدی دے۔ (ب) اور اگر ہدی میں کثیر عیب آگیا تو اسکی جگہ اور ہدی دے اور عیب والی کو جو چاہے کرے [۲]	کافی
	یہ مذکورہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو مالدار ہو [۳] اور اگر وہ تنگدست ہو تو اسے وہی کثیر عیب والی ہدی کفایت کر جائیگی [۴]	سراج وہاج
۹	اگر بدنہ راستہ میں تھک [۵] ہار گئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر) (۱) وہ نفل تھی تو اسے نحر (یا ذبح) کرے اور اسکے نعل (یعنی پٹہ) [۶] کو اس کے خون سے رنگ دے اور اسکے کوہان کے سامنے کی ایک طرف کو اس کے خون سے رنگ دے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ علاوہ ازیں غنی لوگوں میں بھی کوئی نہ کھائے بلکہ اسے صدقہ کر دے [۷] - اور صدقہ کرنا اس سے افضل ہے کہ قربانی کے اونٹ درندوں کے لئے چھوڑ دے - (ب) اور اگر وہ بدنہ واجب تھی تو اس بدنہ کی جگہ کوئی اور بدنہ دے اور اس تھکی ہاری بدنہ کو جو چاہے کرے -	کافی

ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۵ (مترجم)

[۵] رد المحتار میں ہے کہ العطب سے مراد حقیقۃً ہلاک ہونا اور ہلاک ہونیکے قریب ہونا بھی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۵ (مترجم)

[۶] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ یہاں نعل سے مراد اسکا پٹہ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۳۰۲ (مترجم)

[۷] اسکے متعلق درمختار و رد المحتار میں ہے کہ چونکہ مذکورہ ہدی اپنے محل (یعنی حرم شریف) میں نہیں پہنچی لہٰذا اس سے نہ خود کھائے نہ غنی شخص کو کھلائے (حکم نمبر ۲۳/۳۲۶ ملاحظہ ہو) اور اگر خود کھایا یا غنی کو کھلایا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسکے قلادہ اور اسکے کوہان کو خون لگا دے تاکہ معلوم رہے کہ وہ ہدی مسکینوں اور فقراء کے لئے ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۵ نیز حکم نمبر ۳۲۶ کا حاشیہ [۸] ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی — الهدی	حوالہ
۳۲۶-۱۰	اذا بلغ هدی التطوع الحرم و عطب فيه قبل يوم النحر فان كان قد تمكن فيها نقصان يمنع اداء الواجب ذبحه و تصدق بلحمه ولا يأكل منه و ان كان النقصان المتمكن يسيرا بحيث لا يمنع اداء الواجب ذبحه و تصدق بلحمه واكل	كذا فی المحيط
-۱۱	وهذا بخلاف هدی المتعة فانه لو عطب فی الحرم قبل يوم النحر فذبحه لا يجزيه	كذا فی المحيط
-۱۲	واذا سرق هدی رجل فاشتری مكانه اخری فقلدها و وجهها ثم وجد الاول فان نحرهما فهو افضل وان نحر الاول و باع الاخر اجزأه وان نحر الاخر و باع الاول فان كان قيمة الاخر مثل قيمة الاول او اكثر فلا شئ عليه وان كان اقل يتصدق بفضل ما بينهما	كذا فی المحيط
-۱۳	ويجوز ذبح دم التطوع قبل يوم النحر فی الصحيح	كذا فی الكافی
	وذبحه يوم النحر افضل	كذا فی التبيين
-۱۴	ولا يجوز ذبح هدی المتعة والقران الا فی يوم النحر	كذا فی الهداية
-۱۵	حتی لو ذبح قبله لا يجوز اجماعا و بعده كان تاركا للواجب عند الامام فيلزمه دم	هكذا فی البحر الرائق
-۱۶	ويجوز ذبح بقية الهدايا فی ای وقت شاء ولا يجوز ذبح الهدايا الا فی الحرم	كذا فی الهداية

[1] مثلاً وہ اندھی یا واضح لنگڑی ہوگئی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۵ نیز حکم ۱۴ / ۳۲۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۳، ۱۶ / ۳۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۴، ۱۵ / ۳۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۰، ۱۶ / ۳۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۱، ۱۵ / ۳۲۶ ملاحظہ ہو۔ نیز در مختار و رد المحتار میں ہے تمتع اور قران کی قربانی یوم نحر ہی میں ہوسکتی ہے۔ اس میں یوم نحر سے مراد قربانی کا وقت ہے اور وہ تین دن ہیں۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۴ و حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۷۵ نیز حکم ۱۲ / ۳۰۶، ۲۵ / ۳۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ در قربانی کے تین دن کے وقت کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ وہ تین دن ذوالحجہ کی دسویں گیارہویں اور بارہویں تاریخ سورج غروب ہونے تک وقت ہے اور اہل مصر کی قربانی عید کی نماز کے بعد خطبہ کے بعد ہے۔ ماخوذ

دفعات دش نمبر	سولھواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
۳۲۶-۱۰	جب نفل ہدی حرم شریف میں پہنچ جائے اور یوم نحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) سے پہلے تھک ہار جائے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (و) اگر وہ نقصان جو اسمیں آگیا ہے وہ ایسا ہے کہ وہ واجب ہدی کی ادائیگی کے لئے مانع[۱] ہے تو اسے ذبح کرے۔ اسکا گوشت صدقہ کردے اور اسے خود نہ کھائے (ب) اور اگر وہ نقصان جو اسمیں آگیا ہے ایسا معمولی ہے کہ وہ واجب ہدی کی ادائیگی کے لئے مانع نہیں ہے، تو اسے ذبح کردے۔ اس کا گوشت صدقہ کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے[۲]۔	محیط
۱۱	(نفل ہدی کا) یہ مذکورہ حکم اس حکم کے خلاف ہے جو تمتع کی (واجب) ہدی کے لئے ہے اسلئے کہ اگر تمتع کی ہدی یوم نحر (یعنی دس ذوالحجہ) سے پہلے حرم شریف میں تھک ہار جائے اور اسے ذبح کردے تو وہ کفایت نہ کرے گی[۳]۔	محیط
۱۲	جب کسی شخص کی ہدی چوری ہوگئی اور اس نے اسکی جگہ دوسری ہدی خرید کر اسے پٹہ ڈالا اور اسے حرم شریف کی طرف متوجہ کیا پھر اسے پہلی (چوری شدہ) ہدی بھی مل گئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (و) اگر وہ ان دونوں کو ذبح کردے تو افضل ہے۔ (ب) اور اگر اس نے پہلی ہدی کو ذبح کیا اور دوسری کو فروخت کردیا تو اسے کفایت کرجائے گا۔ (ج) اور اگر اس نے دوسری ہدی کو ذبح کیا اور پہلی کو فروخت کیا تو اگر دوسری کی قیمت پہلی سے کم ہے تو اس زیادتی کے بقدر صدقہ کردے جو ان دونوں میں (سے دوسری کی نسبت پہلی میں) ہے	محیط
۱۳	(و) صحیح قول کے بموجب نفل ہدی کو یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) سے پہلے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔	کافی
	(ب) اور اسے یوم نحر کو ذبح کرنا افضل ہے[۴]	تبیین
۱۴	اور تمتع اور قران کی ہدی یوم نحر کے علاوہ[۵] ذبح کرنا جائز نہیں ہے	ہدایہ
۱۵	(و) حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) اگر کسی نے تمتع یا قران کی ہدی یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) سے پہلے ذبح کی تو بالاجماع جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر یوم نحر کے بعد[۶] ذبح کی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس نے واجب ترک کیا پس اس پر (جنایت کی) قربانی لازم ہوگی۔	بحرالرائق
۱۶	(تمتع اور قران کے سوا) باقی ہر قسم کی ہدی کے جانور جس وقت چاہے انھیں ذبح کرنا جائز ہے[۷] (ب) البتہ ہدی کے جانوروں کو حرم شریف کے علاوہ میں ذبح کرنا جائز نہیں ہے[۸]	ہدایہ

از فتاوی عالمگیری بحث ۳۴ باب ۳ ۔ (مترجم)

[۶] یوم نحر سے بعد یعنی قربانی کے تین دنوں کے بعد ذبح کیا۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۳۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] حکم ۲۵/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] چنانچہ درمختار میں ہے کہ حرم شریف میں ہدی ذبح ہونا متعین ہے اور رد المحتار میں بحوالہ مبسوط لکھا ہے کہ ایام نحر (ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں) میں ہدی کے جانوروں کا ذبح کرنا منیٰ میں مسنون ہے اور علاوہ ازیں دنوں میں مکہ مکرمہ میں اولیٰ ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۴ اور ہدایہ میں ہے کہ منیٰ اور مکہ سب ہی ہدی ذبح کرنے کی جگہ ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۳۰۱ اور منیٰ حرم میں ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۶۶/۳۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۳۱۴، ۲/۳۱۵، ۲۲/۳۲۶، ۱/۳۱۱، ۴۱، ۲۵/۳۱۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی — الہدی	حوالہ
۳۲۶-۱۷	ویجوز ان یتصدق بها علی مساکین الحرم وغیرهم الا ان مساکین الحرم افضل الا ان یکون غیرهم احوج منهم	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۸	کل دم یجوز له اکله لا یجب علیه التصدق به بعد الذبح بل یستحب ان یتصدق بالثلث وما لا یجوز له اکله یجب علیه التصدق به	کذا فی السراج الوهاج
۱۹	فلو هلک بعد الذبح لا ضمان علیه فی الکل	کذا فی السراج الوهاج
۲۰	وان استهلکه بعد الذبح ان کان مما یجب علیه الصدقة به یغرم قیمته ویتصدق بها وان کان مما لا یجب علیه الصدقة به لا یغرم شیئاً	کذا فی السراج الوهاج
۲۱	ویجوز بیعه سواء کان مما یجوز اکله او لا یجوز وتجب علیه صدقته	کذا فی السراج الوهاج
۲۲	ویستحب لصاحبه ان یأکل من هدی التطوع اذا بلغ الحرم ومن هدی المتعة والقران	هکذا فی التبیین
	ویجوز له ان یطعم الغنی	
	ولا یجوز الاکل من بقیة الهدایا کدماء الکفارات والنذور وهدی الاحصار والتطوع اذا لم یبلغ محله	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ مالک کیلئے ہدی کے گوشت کے جواز اور عدم جواز کے متعلق حکم $\frac{۲۲}{۳۲۶}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۲؎ مالک کے لئے ہدی کے گوشت کے جواز و عدم جواز کے متعلق حکم $\frac{۲۲}{۳۲۶}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{۱۰}{۳۲۶}$ ملاحظہ ہو۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ چونکہ حرم شریف میں ہدی کا ذبح ہونا قربت ہے اور وہ حاصل ہوگئی۔ پس حرم میں ذبح ہونے سے غنی کھا سکتا ہے اور غیر حرم میں ہدی کے ذبح ہونے میں قربت یہ ہے کہ اسکا گوشت صدقہ ہو پس اسے غنی نہیں کھا سکتا۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۳۴۳ (مترجم) ۴؎ چنانچہ در مختار و ردالمحتار میں ہے کہ انکا حکم عیدالاضحی کی قربانی کی طرح ہے۔ پس مستحب یہ ہے کہ اس کا ایک تہائی گوشت صدقہ کرے ایک تہائی غنی لوگوں کو کھلائے اور ایک تہائی خود کھائے اور ذخیرہ کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۳۴۳ (مترجم) ۵؎ ہدی کی منت کے متعلق حکم نمبر ۳۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ احصار کے متعلق حکم ۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
۳۲۶۔ ۱۷	(ا) اور ان (یعنی تمتع اور قرآن کے سوا باقی ہر قسم کی ہدی کے جانوروں کا گوشت) کو حرم شریف کے مسکینوں پر اور حرم شریف کے علاوہ کے مسکینوں پر صدقہ کرنا جائز ہے (ب) لیکن حرم شریف کے مسکینوں پر صدقہ کرنا افضل ہے۔ (ج) البتہ اگر حرم شریف کے علاوہ کے مسکین انکی نسبت زیادہ محتاج ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ
۔۱۸	ہر وہ ہدی جس کا گوشت کھانا مالک کے لئے جائز ہے[۱] اسے ذبح کرنے کے بعد صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ ایک تہائی کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (ب) اور وہ ہدی جس کا گوشت کھانا مالک کے لئے جائز نہیں اسے (ذبح کرنے کے) بعد صدقہ کر دینا واجب ہے۔	سراج وہاج
۔۱۹	ہر قسم کی ہدی اگر ذبح کرنے کے بعد (از خود ضائع کئے بغیر) ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی عوض لازم نہیں۔	سراج وہاج
۲۰	اگر کسی نے ذبح کے بعد ہدی کو خود ضائع کر دیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ ہدی اس قسم سے تھی جسکا صدقہ کرنا اس پر واجب ہوتا ہے تو اسکی قیمت اسکے ذمہ ہوگی اور وہ اس قیمت کو صدقہ کرے گا۔ (ب) اور اگر وہ ہدی اس قسم سے تھی جسکا صدقہ کرنا اسپر واجب نہیں ہوتا تو اسکے ذمہ کچھ نہیں۔	سراج وہاج
۲۱	ہدی کے گوشت کو فروخت کر دینا جائز ہے۔ خواہ وہ اس قسم سے ہو جسکا گوشت کھانا مالک کو جائز ہوتا ہے یا وہ ہدی اس قسم سے تھی جس کا گوشت کھانا مالک کو جائز نہیں ہوتا۔[۲] البتہ اسپر اس (کی قیمت) کا صدقہ کرنا واجب ہے۔	سراج وہاج
۔۲۲	(ا) ہدی والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ نفل ہدی سے بشرطیکہ وہ حرم شریف[۳] میں پہنچی ہو اور تمتع اور قران کی ہدی سے گوشت کھائے[۴] (ب) اور غنی کو بھی ان کا گوشت کھلانا جائز ہے۔	تبیین
	(ج) مالک اور غنی کے لئے مذکورہ کے علاوہ ہدی کے جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کفارہ[۵] اور منتوں[۶] کی ہدی۔ احصار کی ہدی[۷] اور نفل ہدی[۸] جبکہ وہ اپنے محل (یعنی حرم شریف) میں نہ پہنچی ہو۔[۹]	سراج وہاج

[۳] نفل ہدی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸ \text{ تا } ۱۰،}{۳۲۶}$ ۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۹] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر نفل۔ تمتع اور قران کی ہدی کے علاوہ ہدی مثلاً کفاروں۔ منتوں۔ احصار کی ہدی اور نفل ہدی جو حرم شریف میں نہیں پہنچی ان سے ہدی والے یا غنی نے کھایا یا بیچ کر ضائع کیا یا غنی کو ہبہ کیا یا محض ضائع کیا تو اس کی قیمت مسکینوں پر صدقہ کرے گا۔ بشرطیکہ وہ ہدی اس قسم سے تھی جس کا صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ہدی اس قسم سے تھی جس کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہ تھا تو پھر اس پر کچھ لازم نہیں ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص $\frac{۳۲۳}{}$، ص $\frac{۳۲۴}{}$۔ نیز حکم نمبر $\frac{۸ \text{ تا } ۱۰، ۱۶}{۳۲۶}$، $\frac{۳، ۴}{۳۱۱}$، $\frac{۲۵}{۳۱۹}$ ملاحظہ ہو۔ اور غنی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۱۸۹}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فى الهدى — الهدى	حواله
٣٢٦-٢٣-	ولا يجب تعريف الهدى وهو ان يذهب به الى عرفات ولو عرف بهدى المتعة والقران فحسن	كذا فى التبيين
-٢٤	والافضل فى الجزور النحر وفى البقر والغنم الذبح	كذا فى التبيين
-٢٥	وينحر الابل قياما وله ان يضجعها والاول افضل	كذا فى التبيين
-٢٦	ولا يذبح البقر والغنم قائمين و يضجعهما	كذا فى التبيين
-٢٧	واستحب الجمهور استقبال القبلة	كذا فى التبيين
-٢٨	والاولى ان يتولى ذبحها بنفسه اذا كان يحسن ذلك	كذا فى التبيين
-٢٩	ويتصدق بجلالها وخطامها	كذا فى الكنز
-٣٠	ولم يعط اجرة الجزار منه	كذا فى الكنز
	ويجوز ان يتصدق على الجزار منها سوى اجرته عند الاكثر وان اعطاه شيئا منها لجزارته ضمنه	كذا فى غاية السروجى شرح الهداية

٣٢٧- نذر الهدى

تعداد شق ٣

دفعات وشق نمبر	نذر الهدى	حواله
-١	(والخامس) النذر بالهدى - ان قال لله علىّ هدى فان نوى شيئا من انواع الثلاثة فهو على ما نوى وان لم ينو شيئا ينصرف الى الشاة عندنا	كذا فى المحيط
	وان قال لله على بدنة فان نوى شيئا من نوعين فهو على ما نوى وان لم ينو شيئا فله ان يختار اى النوعين شاء	كذا فى المحيط
-٣	البدنة اذا اوجبها بالنذر فانه ينحرها حيث شاء الا اذا نوى	

ل حکم نمبر ۲۵/۳۲۶ ملاحظہ ہو۔ نیز اونٹ کی قربانی کھڑا کرکے کرنیکی صورت میں اسکا ایک پاؤں باندھ دیا جاتا ہے۔ پھر اسکے حلقوم میں زور سے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے خون کا ایک فوارہ نکل پڑتا ہے۔ پھر کافی خون نکل جانے سے اونٹ زمین پر گر پڑتا ہے۔ اور شرح الصحیح لمسلم للنواوی میں ہے کہ نحر میں اونٹ کو کھڑا کرکے اسکا اگلا بایاں پاؤں باندھ دیا جاتا ہے اور گائے اور بھیڑ بکری کو بائیں پہلو کے بل لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے اسکا دایاں پچھلا پاؤں چھوڑ کر باقی تینوں پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ ماخوذ از شرح الصحیح لمسلم للنواوی ج ۹ ص ۴۲۲

رفعات وشق نمبر	سولھواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
۳۲۶-۲۳-	(ا) تعریف الہدی واجب نہیں ہے۔ تعریف الہدی اسے کہتے ہیں کہ ہدی کے جانور سمیت عرفات جائے (ب) اور اگر کوئی شخص تمتع یا قران کی ہدی سمیت عرفات گیا تو اچھا ہے۔	تبیین
-۲۴	قربانی کے اونٹوں میں (ذبح کی بجائے) نحر کرنا[۲] افضل ہے۔ اور (گائے) بیل اور بھیڑ بکری میں ذبح افضل ہے۔	تبیین
-۲۵	(ا) اونٹوں کو کھڑے کرکے نحر کیا جائے (ب) اور انہیں پہلو کے بل لٹا کر نحر کرنا بھی جائز ہے۔ (ج) اور پہلی صورت (یعنی اونٹوں کو کھڑے کرکے نحر کرنا) افضل ہے۔	تبیین
-۲۶	(گائے اور) بیل اور بھیڑ بکری کو کھڑا کرکے ذبح نہ کرے۔ بلکہ انہیں پہلو کے بل لٹا کر ذبح کرے۔	تبیین
-۲۷	جمہور فقہاءؒ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ ذبح کے وقت قربانی کے جانور کو قبلہ رو کریں۔	تبیین
-۲۸	اور یہ اولیٰ ہے کہ اگر ہدی والا خود اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو خود ذبح کرے۔	تبیین
-۲۹	ہدی کی جھول اور مہار صدقہ کردے۔	کنز
-۳۰	(ا) قصاب کی اجرت ہدی میں سے نہ دے۔ (ب) اکثر فقہاءؒ کے ہاں قصاب کو اس کی اجرت کے علاوہ اس ہدی کے گوشت سے کچھ صدقہ کردینا جائز ہے۔ (ج) اور اگر کسی نے قصاب کو اس کی اجرت میں ہدی سے کچھ دے دیا تو وہ اسکا ضامن ہوگا۔	کنز، غایۃ السروجی
۳۲۷-	**ہدی کی منت ماننا** — اور اسمیں کل ۳ شقیں ہیں	
-۱	ہدی کے احکام میں پانچویں قسم ھدی[۱] کی منت کا بیان ہے۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا "لِلّٰہِ عَلَیَّ ھَدْیٌ" (یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے مجھ پر ہدی لازم ہے) تو (ا) اگر اس نے ایسا کہنے میں ہدی کی تینوں قسموں (یعنی اونٹ۔ گائے۔ بکری) میں سے کسی کی نیت کی تو وہ حسب نیت (لازم) قرار پائے گی۔ (ب) اور اگر اس نے ایسا کہنے میں (مذکورہ میں سے) کسی قسم کی نیت نہیں کی تو ہمارے ہاں وہ بکری کی منت قرار پائے گی۔	محیط
-۲	اگر کسی نے یوں کہا "لِلّٰہِ عَلَیَّ بَدَنَۃٌ" (یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے مجھ پر بدنہ لازم ہے) تو (ا) اگر اس نے ایسا کہنے میں بدنہ کی دونوں قسموں (یعنی اونٹ یا گائے) میں سے کسی کی نیت کی تو وہ حسب نیت قرار پائے گی۔ (ب) اور اگر اس نے ایسا کہنے میں (مذکورہ میں سے) کسی قسم کی نیت نہ کی تو اسے اختیار حاصل ہے کہ دونوں قسموں میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔	محیط
-۳	(ا) کسی شخص نے منت مان کر اپنے اوپر بدنہ کی قربانی واجب کی تو اسے جہاں[۳] چاہے نحر کرے	

[۱] حکم نمبر ۲۱۲، ۲۱۳، ۸۷ / ۳۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۲] حکم نمبر ۵ / ۳۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] نحر کے مفہوم کے متعلق حکم ۲۴ / ۳۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی الهدی الهدی	حواله
۳۲۷-	ان ینحر بمکة فلا یجوز نحرها الا بمکة وهذا قول ابی حنیفة رح ومحمد رح وقال ابو یوسف رح اری ان ینحر البدن بمکة	کذا فی البدائع
۴	ولو اوجب جزورا فهو من الابل خاصة	کذا فی البدائع
۵	ولو نذر هدیا یختص ذبحه بالحرم اتفاقا	کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک رح
۶	ولو نذر جزورا یجوز فی غیر الحرم اتفاقا	کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک رح
۷	ولو قال لله علی ان اهدی شاة فاهدی جزورا جاز	هکذا فی المبسوط للامام السرخسی
۸	واذا ادی مثل ما عینه فی نذره او افضل منه او اهدی قیمته اجزاه	هکذا فی المبسوط للامام السرخسی رح

ـه حکم نمبر ۱،۲،۸ / ۳۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ـه[۲] ۱،۳،۶ / ۳۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ـه[۳] حکم نمبر ۳۲۷/۱،۳،۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	سولہواں باب ہدی کے احکام — ہدی کا بیان	حوالہ
۳۲۷-	لیکن اگر اس نے منت میں یہ نیت کی کہ وہ اس بدنہ کو مکہ مکرمہ میں نحر کریگا تو اسے مکہ مکرمہ میں ہی نحر کرنا جائز ہوگا یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ منت مان کر اپنے اوپر بدنہ کی قربانی واجب کرنیکی صورت میں اسے مکہ مکرمہ میں ہی نحر کرے۔	بدائع
۴-	اگر کسی شخص نے منت ماننے میں اپنے اوپر جزور واجب کیا تو اسمیں صرف اونٹ (نر یا مادہ) ہی لازم ہوگا۔ (بکری و گائے بیل نہیں)	بدائع
۵-	اگر کسی نے ہدی کی منت مانی تو بالاتفاق اسکا ذبح کرنا حرم شریف سے مخصوص ہوگا	شرح المجمع
۶-	اگر کسی جزور کی منت مانی تو بالاتفاق اسکا نحر کرنا غیر حرم میں جائز ہوگا	شرح المجمع
۷-	اگر کسی نے یوں کہا "لِلّٰہِ تعالیٰ علی ان أھدی شاۃ" (یعنی اللہ کے لئے مجھ پر بکری کی ہدی لازم ہے) پھر اس نے اونٹ کی ہدی دیدی تو جائز ہو جائیگی [4]	مبسوط
۸	اور جب کسی شخص نے منت میں کوئی ہدی متعین کی پھر اس کی مثل یا اس سے افضل دیدی یا اسکی قیمت (حرم شریف میں ہدی کے لئے) بھیج دی تو اسے کفایت کر جائے گا [5]	مبسوط

[4] حکم نمبر ۴/۳۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[5] حکم نمبر ۴/۳۱۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — النذر بالحج	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع عشر فی النذر بالحج

دفعات ۳۲۸ تا ۳۳۰ عنوانات ۳ تعداد شق ۴۸

۳۲۸- النذر بالحج تعداد شق ۱۸

دفعات وشق نمبر	النذر بالحج	حوالہ
۱	الحج کما ھو واجب بایجاب اللہ تعالیٰ ابتداء علی من استجمع شرائط الوجوب وھو حجۃ الاسلام فقد یجب بایجاب اللہ تعالیٰ بناء علی وجود[1] سبب الوجوب من العبد وھو بان یقول للہ علی حجۃ وکذا لو قال علی حجۃ سواء کان النذر مطلقا او معلقا بشرط بان قال ان فعلت کذا فللہ علی ان احج حتی یلزمہ الوفاء اذا وجد الشرط ولا یخرج بالکفارۃ فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رح	کذا فی البدائع
۲	و اذا علق الحج بشرط ثم علقہ بشرط آخر و وجد الشرطان یکفیہ حجۃ واحدۃ اذا قال فی الیمین الثانیۃ فعلی ذلک الحج	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	ولو قال للہ تعالیٰ علیّ احرام او قال علیّ احرام حج فعلیہ حجۃ او عمرۃ والتعیین الیہ	کذا فی البدائع

[1] فتاوی عالمگیری کے نسخہ عربی مطبوعہ مطبع امیریہ مصر میں یہ عبارت یوں تھی بناء علی وجوب سبب الوجوب الخ اور فتاوی عالمگیری کے نسخہ عربی مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر میں یہ عبارت یوں ہے۔ بناء علی وجود سبب الوجوب الخ اور چونکہ مطبع میمنہ کی عبارت درست ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستر ہواں باب- حج کی منت ماننے کے احکام — حج کی منت ماننے کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستر ہواں باب- حج کی منت ماننے کے احکام

دفعات ۳۲۸ تا ۳۳۳ عنوانات ۳ تعداد شق ۵۵

۳۲۸- حج کی منت ماننا اور اسمیں ۱۸ شقیں ہیں

۱- (۱) حج جسطرح ابتداءً اللہ تعالےٰ کے واجب کرنے سے اس شخص پر واجب ہو جاتا ہے جس میں حج واجب ہونے کی شرطیں جمع ہوں اور وہ اسلام میں فرض حج ہے۔ اسی طرح کبھی اس بنا پر اللہ تعالےٰ کے واجب کرنے سے حج واجب ہو جاتا ہے کہ اس وجوب کا سبب بندے کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ اور وہ یوں کہ مثلاً کسی شخص نے کہا "لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ حَجَّۃٌ"[1] (یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے میرے ذمہ حج لازم ہے) اور اسی طرح اگر کسی نے یوں کہا "عَلَیَّ حَجَّۃٌ" (یعنی میرے ذمہ حج لازم ہے تو اس پر حج لازم ہو جائے گا) خواہ حج کی وہ منت مطلق (یعنی کسی شرط کے بغیر ہو) یا وہ منت شرط سے معلق ہو مثلاً کسی نے یوں کہا "اِنْ فَعَلْتُ کَذَا فَلِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ اَنْ اَحُجَّ"، (یعنی اگر یہ کام کروں تو اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ حج کروں) تو جب وہ شرط پائی جائیگی اس منت کا پورا کرنا لازم ہوگا۔ (ب) اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہؒ سے یہ حکم مروی ہے کہ کفارہ ادا کرکے (مذکورہ منت سے) نہیں نکل سکے گا۔ — بدائع

۲- جب کسی شخص نے حج کی منت کو کسی شرط سے معلق کیا پھر اس حج کی منت کو کسی دوسری شرط سے معلق کیا اور پھر دونوں شرطیں پائی گئیں تو اسے ایک حج کفایت کر جائے گا بشرطیکہ اس نے دوسری قسم میں یوں کہا کہ "فَعَلَیَّ ذٰلِکَ الْحَجُّ" (یعنی پھر دوسری شرط کے ساتھ یوں کہا کہ پھر میرے ذمہ وہ حج لازم ہے) — قاضیخان

۳- اگر کسی شخص نے یوں کہا "لِلّٰہِ عَلَیَّ اِحْرَامٌ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ احرام ہے) یا اس نے یوں کہا کہ "عَلَیَّ اِحْرَامُ حَجٍّ" (یعنی میرے ذمہ حج کا احرام ہے) تو اس پر حج یا عمرہ

---

[1] چونکہ منت میں مندرجہ کئی احکام کا تعلق عربی الفاظ و محاورات سے ہے لہذا منت کے ان احکام کے اردو ترجمہ کے ساتھ متعلقہ عربی کلمات بھی درج کر دیئے گئے ہیں (مترجم)۔ [2] حکم نمبر ۳۳/۳۲۸، ۱۷/۳۲۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — النذر بالحج	حواله
۳۲۸-		
۴	وکذا اذا قال لفظا یدل علی التزام الاحرام بان قال للّٰہ تع علیّ المشی الی بیت اللّٰہ او الی الکعبۃ او الی مکۃ جاز و علیہ حجۃ او عمرۃ	کذا فی البدائع
۵	وهو الاستحسان	هکذا فی محیط السرخسی
۶	فان عین حجۃ او عمرۃ کان علیہ ان یحج او یعتمر ماشیا	
	ثم اذا حج او عتمر ماشیا متی یبداء بالمشی ومتی یترک المشی ففی الحج یترک المشی متی طاف للزیارۃ وفی العمرۃ متی طاف وسعی وفی البداءۃ اختلف المشائخ بعضهم قالوا یمشی من حیث یحرم ومنهم من قال یمشی حین یخرج من بیته	کذا فی المحیط
	وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۷	فلو رکب اراق دما وکذا اذا رکب فی اکثرہ وان رکب الاقل یجب علیہ بحسابه من الدم وفی الاصل خیرہ بین الرکوب والمشی	
	قالوا والصحیح هو الاول	کذا فی التبیین

لہ حکم نمبر ۳/۳۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ البحر الرائق میں ہے کہ صحت نذر کے لئے منذور کی جنس سے واجب ہونا شرط ہے (حکم نمبر ۱/۲۴ ملاحظہ ہو) اور پیدل حج واجب ہونے کی نظیر یہ ہے کہ اگر مکی سواری نہ پائے اور پیدل چلنے پر قادر ہو تو اس پر پیدل حج فرض ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۳ ص ۷۵ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰/۲۹۱ میں ہے نیز حکم نمبر ۷/۳۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان کی پوری عبارت یوں ہے کہ "ثم اختلفوا انه من ای موضع یلزمه المشی قال بعضهم من

دفعات وشقی نمبر	سترہواں باب. حج کی منت ماننے کے احکام — حج کی منت ماننے کا بیان	حوالہ
۳۲۸-	لازم ہوگا۔ اور (اس صورت میں) اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ حج یا عمرہ میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔	بدائع
۴-	اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسا لفظ کہا جو احرام لازم ہونے پر دلالت کرتا ہے مثلاً کسی نے یوں کہا لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلَیَّ الْمَشْیُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ اَوْ اِلَی الْکَعْبَةِ اَوْ اِلٰی مَکَّةَ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا خانہ کعبہ تک یا مکہ مکرمہ تک پیدل چلنا لازم ہے) تو یہ منت جائز ہے اور اس پر حج یا عمرہ لازم ہوگا[1] (اور اسے تعین کا اختیار ہے)	بدائع
۵-	اور یہی (مذکورہ) حکم از روئے استحسان ہے۔	محیط سرخسی
۶-	(ا) پس اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے حج یا عمرہ متعین کیا تو اس پر وہ حج یا عمرہ پیادہ[2] ادا کرنا لازم ہوگا۔	
	(ب) پھر جب اس نے وہ حج یا عمرہ پیادہ ادا کیا تو وہ پیدل چلنا کب شروع کرے اور کب چھوڑے پس (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ پیدل چلنا ترک کرنے کے لئے) وہ حج کرنے کی صورت میں جب طواف زیارت کر چکے تو پیدل چلنا ترک کرسکتا ہے۔ اور عمرہ کی صورت میں جب طواف اور سعی کرلے تو پیدل چلنا چھوڑ سکتا ہے	
	(ج) اور (پیدل چلنا) شروع کرنے کے لئے مشائخ کا اختلاف ہے۔ (۱) بعض کا قول ہے کہ جب احرام باندھے تو پیدل چلنا شروع کردے (۲) بعض کا قول یہ ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلے تو پیدل چلنا شروع کرے۔	محیط
	(۳) اور یہی (مذکورہ $\frac{۲ د ۶}{۳۲۸}$) حکم صحیح ہے[3]	قاضیخان
۷-	(ا) پس (مذکورہ صورت میں) اگر اس نے وہ سفر سوار ہو کر طے کیا تو اس پر قربانی لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر اس نے اس سفر کا اکثر حصہ سوار ہو کر طے کیا تو بھی اس پر قربانی لازم ہے اور اگر اس نے اس سفر کا تھوڑا سا حصہ سوار ہو کر طے کیا تو اس پر اسی حساب سے قربانی کا حصہ لازم ہوگا۔ (ب) اور اصل میں مذکور ہے کہ (مذکورہ منت میں) اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سفر کو سوار ہو کر طے کرلے یا پیادہ طے کرے۔	
	(ج) فقہاء نے کہا ہے کہ صحیح قول پہلا ہے۔[4]	تبیین

المیقات والصحیح انه یمشی من بیته الخ - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ عربی ج ۱ ص ۳۰۳ (مترجم)

[2] چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جس شخص نے اپنے آپ پر پیدل حج واجب کیا تو وہ چاہے تو پیدل حج کرے اور چاہے تو حج کا سفر سواری سے طے کرے اور قربانی دے۔ اور جامع صغیر میں ہے کہ اس پر پیدل حج لازم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی نے پیدل حج کی منت مانی اور پھر حج کا سفر سواری سے کیا تو حسنؒ کی روایت کے بموجب وہ اپنی منت سے عہدہ برآ ہوگیا اور ظاہر روایت کے بموجب اس پر پیدل حج لازم ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ عربی ج ۱ ص ۳۰۳ اور حسنؒ کی روایت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۰}{}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ حکم نمبر $\frac{۶}{۳۲۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — النذر بالحج	حوالہ
۳۲۸۔ ۸۔	ولو قال للہ تعالیٰ علی المشی الی الحرم او الی المسجد الحرام لم یصح و لم یلزمہ شیئ فی قول ابی حنیفۃ رح وعندھما یصح و تلزمہ حجۃ او عمرۃ	کذا فی البدائع
۹۔	ولو قال الی الصفا والمروہ لا یصح فی قولھم جمیعا	کذا فی البدائع
۱۰۔	ولو قال علی الذھاب الی بیت اللہ او الخروج او السفر او الاتیان لا یصح فی قولھم جمیعا	کذا فی البدائع
۱۱۔	ولو قال ھذہ الشاۃ ھدی الی بیت اللہ تعالیٰ اوالکعبۃ او الی مکۃ او الی الحرم او الی المسجد الحرام او الی الصفا والمروۃ فالجواب فیہ کالجواب فی قولہ للہ تعالیٰ علی المشی الی بیت اللہ او الی کذا وکذا علی الاتفاق والاختلاف	کذا فی البدائع
۱۲۔	ولو قال للہ علی حجۃ الاسلام مرتین لا یلزمہ شیئ	کذا فی المحیط
۱۳۔	ولو قال للہ علی حجتان فی ھذہ السنۃ کان علیہ حجتان وکذا لو قال علی عشر حجج فی ھذہ السنۃ کان علیہ عشر حجج فی عشر سنین وکذا لو اوجب علی نفسہ مائۃ حجۃ لزمتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴۔	ولو قال للہ تعالیٰ علی نصف حجۃ قال محمد رح تلزمہ حجۃ کاملۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵۔	وکذا لو قال لبیک بحجۃ لا اطوف فیھا طواف الزیارۃ ولا اقف بعرفۃ	

[1] درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر مسجد حرام یا مسجد نبوی یا انکے علاوہ پیدل جانے کی منت مانی تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اس لئے کہ عرف عام میں اس طرح عبادت کا التزام نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۳۴۶ نیز حکم نمبر ۳۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

احکامات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — حج کی منت ماننے کا بیان	حوالہ
۳۲۸-۸-	اگر کسی شخص نے یوں کہا "لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ الْمَشْیُ اِلَی الْحَرَمِ اَوْ اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ حرم شریف تک یا کہا کہ مسجد حرام تک پیدل چلنا لازم ہے) تو (ا) امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب یہ منت صحیح نہ ہوگی اور اس پر کچھ لازم نہیں (ب) اور صاحبینؒ کے ہاں یہ منت صحیح ہوگی اور اسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا۔	بدائع
۹-	اگر یوں کہا کہ (لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ الْمَشْیُ اِلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ صفا اور مروہ تک پیدل چلنا لازم ہے۔) تو سب کے قول کے بموجب یہ منت صحیح نہ ہوگی [2]	بدائع
۱۰-	اگر کسی نے یوں کہا کہ عَلَیَّ الذِّہَابُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ اَوِ الْخُرُوْجُ اَوِ السَّفَرُ اَوِ الْاِیْتَانُ (یعنی میرے ذمہ بیت اللہ کو جانا یا یہ کہا کہ بیت اللہ کی طرف نکلنا یا یہ کہا کہ بیت اللہ کی طرف سفر کرنا یا یہ کہا کہ بیت اللہ کی طرف آنا لازم ہے) تو سب کے قول کے بموجب یہ منت صحیح نہ ہوگی۔	بدائع
۱۱-	اگر کسی نے یوں کہا کہ ھٰذِہِ الشَّاۃُ ھَدْیٌ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ اِلَی الْکَعْبَۃِ اَوْ اِلٰی مَکَّۃَ اَوْ اِلَی الْحَرَمِ اَوْ اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَوْ اِلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ (یعنی یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ مکرمہ یا حرم شریف یا مسجد حرام یا صفا اور مروہ کی طرف ہدی ہے) تو اسکے متعلق وہی جواب ہے جو جواب اس صورت میں ہے جبکہ اس نے یوں کہا لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ الْمَشْیُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ اَوْ اِلٰی کَذَا وَکَذَا (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا فلاں فلاں جگہ تک پیدل چلنا لازم ہے) اس کے حکم میں جو اتفاق اور اختلاف وہاں تھا (جس کا ذکر حکم ۴/۳۲۸ میں ہے) وہ یہاں بھی جاری ہوگا۔	بدائع
۱۲-	اگر کسی نے یوں کہا کہ لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ حَجَّۃُ الْاِسْلَامِ مَرَّتَیْنِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ فرض حج دو بار لازم ہے) تو اس پر سے کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط
۱۳-	(ا) اگر کسی نے یوں کہا کہ لِلّٰہِ عَلَیَّ حَجَّتَانِ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ اس سال دو حج لازم ہیں) تو اس پر دو حج لازم ہونگے۔ (ب) اسی طرح اگر اس نے یوں کہا کہ (لِلّٰہِ) عَلَیَّ عَشْرُ حِجَجٍ فِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ اس سال دس حج لازم ہیں) تو اس پر دس حج دس سالوں میں لازم ہونگے۔ (ج) اسی طرح اگر اس نے اپنے اوپر سو حج واجب کئے تو اسپر سو حج لازم ہونگے [3]	قاضیخان
۱۴-	اگر کسی نے یوں کہا کہ لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ نِصْفُ حَجَّۃٍ (یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے میرے ذمہ آدھا حج لازم ہے) تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ اس پر پورا حج لازم ہوگا۔	قاضیخان
۱۵-	ا۔ اسی طرح اگر کسی نے یوں کہا لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ لَا اَطُوْفُ فِیْہَا طَوَافَ الزِّیَارَۃِ وَلَا اَقِفُ بِعَرَفَۃَ	

[2] حکم ۸/۳۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۱۳-ب/۳۲۸، ۱۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — النذر بالحج	حوالہ
۳۲۸-	تلزمه حجة كاملة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۶-	اذا قال لله تعالى على ثلاثون حجة فاحج ثلاثين نفسا فى سنة واحدة فان مات قبل ان يجئ وقت الحج جاز الكل وان جاء وقت الحج وهو حى قادر على الحج بطلت حجة واحدة وعلى هذا كل سنة تجئ	كذا فى المحيط
۱۷-	ولو قال المريض ان عافانى الله تعالى من مرضى هذا فعلى حجة فبرأ لزمته حجة وان لم يقل على حجة لله تعالى لان الحجة لا تكون الا لله	هكذا فى الخلاصة
۱۸-	ولو قال ان برأت فعلى حجة فبرأ وحج جاز ذلك عن حجة الاسلام ولو نوى غير حجة الاسلام صحت نيته	هكذا فى الخلاصة

۳۲۹- مسائل شتی — تعداد شق ۲۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	اهل عرفة وقفوا فى يوم وشهد قوم انهم وقفوا قبل يوم الوقوف ان شهدوا انهم وقفوا يوم التروية تقبل وعليهم الاعادة	كذا فى التبيين
۲-	ولو شهدوا بانهم وقفوا بعد يوم الوقوف بان شهدوا انهم وقفوا يوم النحر لا تقبل وتجزيهم حجتهم وهذا استحسان	كذا فى التبيين

[1] حکم نمبر ۲۴۳/۳۲۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] اگر کسی نے حج کرانے کی منت مانی تو اس پر لازم ہے کہ حج کے زادراہ کے بقدر مال کسی ایسے شخص کو دے جو صدقہ واجبہ کا مصرف قرار پا سکتا ہو یعنی صاحب نصاب غنی نہ ہو (حکم نمبر ۱۴/۱۰۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور بعض اہل علم کا فتوی ہے کہ مذکورہ صورت میں اگر جائز مصرف قرار پانے والے شخص نے وہ مال لے لیا اور پھر حج نہ کیا تو منت والے کی منت ادا ہو گئی۔ نیز اگر یوں کہا کہ اگر میں صحتیاب ہو گیا تو اتنے روزے رکھونگا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۴۳/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ حکم نمبر ۱/۳۰۳ میں ہے اور جیسا کہ در مختار میں ہے اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ اس صورت کا پورا بیان اللباب میں یوں ہے کہ ذوالحج کا چاند مشتبہ ہو گیا اور لوگوں نے ذوالقعدہ کے تیس دن پورے کرنے کے حساب سے ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو عرفات میں وقوف کیا پھر

۳۲۸ (یعنی اس نے حج کی لبیک میں یہ شرط لگائی کہ میں ایسا حج کرونگا کہ اس میں نہ طوافِ زیارت کرونگا اور نہ عرفات میں وقوف کرونگا) تو اس پر کامل حج لازم ہوگا۔ — قاضیخان

۱۶- جب کسی نے یوں کہا کہ "لِلّٰہِ تعالیٰ عَلَیَّ ثَلَاثُوْنَ حَجَّۃً" (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ تیس حج لازم ہیں) پھر اس نے ایک سال میں تیس آدمیوں کو حج کرادیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ (پھر) حج کا وقت آنے سے پہلے وفات پاگیا تو وہ سب حج جائز ہوگئے اور اگر (پھر) حج کا وقت آیا تو وہ زندہ تھا۔ حج کرسکتا تھا تو (ان میں سے) ایک حج باطل ہوجائے گا۔ اور اسیطرح ہر جو سال بھی آئیگا یہی حکم ہوگا (یعنی ہر وہ سال جسمیں زندہ رہا اور حج کرسکتا تھا تو ایک اور حج باطل ہوتا جائے گا ۔ حکم نمبر $\frac{۳}{۳۲۱}$ ملاحظہ ہو) — محیط

۱۷- اگر کسی مریض نے یوں کہا کہ "اِنْ عَافَانِیَ اللّٰہُ تعالیٰ مِنْ مَرَضِیْ ھٰذَا فَعَلَیَّ حَجَّۃٌ" (یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے صحت دیدی تو میرے ذمہ حج لازم ہے) پھر وہ اس مرض سے صحتیاب ہوگیا تو اسکے ذمہ حج لازم ہے۔ اگرچہ اس نے یوں نہ کہا کہ "عَلَیَّ حَجَّۃٌ لِلّٰہِ تعالیٰ" (یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے میرے ذمہ حج لازم ہے) اس لئے کہ حج اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے [۱] — خلاصہ

۱۸- اگر کسی نے یوں کہا کہ اِنْ بَرَأْتُ فَعَلَیَّ حَجَّۃٌ (یعنی اگر میں صحتیاب ہوگیا تو میرے ذمہ حج ہے) پھر وہ صحتیاب ہوگیا اور اس نے حج کیا تو وہ حج اسلام میں فرض حج کے لئے جائز قرار پائے گا اور اگر اس نے اسلام میں فرض حج کے علاوہ کی نیت کی تو پھر وہ نیت صحیح قرار پائے گی [۲] — خلاصہ

۳۲۹- متفرق مسائل اور اسمیں ۲۷ شقیں ہیں

۱- عرفات میں وقوف کرنے والوں نے کسی دن وقوف کیا اور کئی لوگوں نے یہ گواہی دی کہ وقوف کرنے والوں نے یوم وقوف سے پہلے وقوف کیا ہے۔ یعنی انہوں نے یہ گواہی دی کہ وقوف کرنے والوں نے یوم ترویہ (یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) کو وقوف کیا ہے۔ تو انکی گواہی قبول کیجائیگی اور ان پر اس وقوف کا لوٹانا لازم ہے۔ — تبیین

۲- اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ عرفات میں وقوف کرنیوالوں نے یوم وقوف کے بعد وقوف کیا۔ یعنی انہوں نے یہ گواہی دی کہ وقوف کرنیوالوں نے یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کو وقوف کیا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور انکا وہ وقوف کفایت کرجائیگا اور یہ حکم از روئے استحسان ہے [۳] — تبیین

شہادت مذکورہ سے یہ واضح ہوا کہ وقوف کا وہ دن ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہے تو وہ مذکورہ وقوف صحیح قرار پائے گا۔ ان لوگوں کا حج مکمل ہو گا اور وہ شہادت قبول نہ کیجائیگی۔ حتیٰ کہ ان گواہوں کا حج بھی مذکورہ وقوف کے دن ہی صحیح ہوگا۔ اور انہیں امام وقت کیساتھ ہی وقوف کرنا ہوگا اگرچہ ان کے حساب میں وہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہو۔ اور اگر انہوں نے اپنے حساب سے وقوف کیا تو انہیں امام وقت کے ساتھ وقوف کا اعادہ کرنا ہوگا ورنہ ان کا حج فوت قرار پائے گا اور پھر وہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہونگے اور آئندہ سال اس فوت شدہ حج کی قضا کرینگے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۲۲۵ حکم نمبر $\frac{۳۰-۵۳}{۳۲۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — مسائل شتی	حوالہ
۳۲۹۔ ۳۔	وان شهدوا یوم الترویة ان هذا الیوم یوم عرفة فان امکن للامام ان یقف مع الناس او اکثرهم نهارا قبلت شهادتهم قیاسا و استحسانا وان لم یقفوا عشیة فاتهم الحج فان امکنه ان یقف معهم لیلا لا نهارا فکذلك استحسانا حتی اذا لم یقفوا فاتهم الحج وان لم یمکنه ان یقف لیلا مع اکثرهم لا تقبل شهادتهم و یأمرهم ان یقفوا من الغد استحسانا والشهود فی هذا کواحد من الناس حتی لو وقفوا بما رأو ولم یقفوا مع الناس فاتهم الحج	کذا فی التبیین
۴۔	وعلیهم ان یحلوا بعمرة و علیهم الحج من قابل	کذا فی المحیط
۵۔	الشهود اذا شهدوا فی زمان یمکنهم الوقوف بعرفة نهارا تقبل شهادة شاهدین عدلین و اذا شهدوا فی زمان لا یمکنهم الوقوف بعرفة نهارا و یحتاجون الی الوقوف بها لیلا لا تقبل فیه شهادة عدلین لان الوقوف یتحول بشهادتهم حتی یوقت باللیل مکان النهار فلا یقبل فیه الا الامر المتواتر	کذا فی المحیط
۶۔	والحاصل ان فی کل موضع لو قبلت الشهادة لفات الحج علی الکل لا یقبل الامام الشهادة وان کثر الشهود و فی کل موضع لو قبلت الشهادة لفات الحج علی	

سے ۔ اگر تین لوگوں کی بجائے صرف دو عینی گواہوں نے گواہی دی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۳۲۹ ملاحظہ ہو نیز حج میں اختلاف مطالع کے اعتبار سے متعلق حکم نمبر ۲۵/۲۶۲ کے حاشیہ کا مطالعہ ملاحظہ ہو۔ در مختار ج ۲ ص ۲۳۲ میں بھی ہے کہ فقہاء کے ظاہر کلام سے حج میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے ۱۲ مترجم

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — متفرق مسائل	حوالہ
۳۲۹-۳-	(و) اگر مذکورہ کئی لوگوں[۱] نے ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ یہ گواہی دی کہ آج کا یہ دن ذوالحجہ کی نویں تاریخ ہے۔ تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر امامِ وقت (متعلقہ) سب لوگوں یا اکثر لوگوں کے ساتھ (اوقاتِ وقوف میں سے) دن کے وقت وقوف کر سکتا ہو تو گواہی دینے والوں کی گواہی از روئے قیاس اور از روئے استحسان قبول کی جائے گی۔ اور اگر انہوں نے عشا (یعنی رات) کے وقت میں (بھی) وقوف نہ کیا تو انکا وہ حج فوت قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر امامِ وقت (مذکورۂ متعلقہ) لوگوں کے ساتھ (اوقاتِ وقوف میں سے) رات کے وقت وقوف کر سکتا ہے دن کے وقت وقوف نہیں کر سکتا تو بھی از روئے استحسان یہی حکم ہے (کہ ان کی گواہی قبول کی جائیگی) حتیٰ کہ اگر انہوں نے وقوف نہ کیا تو انکا وہ حج فوت قرار پائے گا (ج) اور اگر امامِ وقت ان (متعلقہ) لوگوں میں سے اکثر کے ساتھ (وقوف کے اوقات میں سے) رات کے وقت بھی وقوف نہ کر سکتا ہو تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور از روئے استحسان امامِ وقت ان لوگوں کو حکم دے گا کہ وہ آنے والے کل وقوف کریں (د) اور اس (مذکورہ) حکم میں گواہی دینے والے بھی دوسرے لوگوں کی طرح قرار پائینگے حتیٰ کہ اگر انہوں نے اپنی رائے کے مطابق (قرار پائے ہوئے یوم عرفہ میں) وقوف کیا ان دوسرے لوگوں کے ساتھ وقوف نہ کیا تو ان کا وہ حج فوت قرار پائے گا۔	تبیین
-۴	اور (پھر حج فوت ہونے کی مذکورہ صورت میں) ان پر لازم ہوگا کہ وہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہوں اور ان پر آئندہ سال اس حج کی قضا لازم ہو گی۔[۲]	محیط
-۵	(الف) (یوم عرفہ کے متعلق) گواہوں نے جب ایسے وقت گواہی دی کہ لوگوں کے لئے عرفات میں (اوقات وقوف میں سے) دن کے وقت وقوف کرنا ممکن ہے تو دو عادل[۳] (یعنی معتبر) گواہوں کی گواہی قبول کر لی جائیگی۔ (ب) اور اگر ان گواہوں نے ایسے وقت میں گواہی دی کہ لوگوں کے لئے عرفہ میں دن کے وقت وقوف ممکن نہیں بلکہ انہیں عرفات میں رات کے وقت وقوف کرنا پڑتا ہے تو پھر دو معتبر گواہوں کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی۔ اس لئے کہ ان کی گواہی (کو قبول کرنے) کی وجہ سے عرفات میں وقوف بدل جاتا ہے حتیٰ کہ وقوف دن کی بجائے رات کو کرنا پڑتا ہے پس اس میں وہی امر قبول کیا جائے گا جسکا ثبوت ظاہر ہو[۴]	محیط
-۶	(الف) (یوم عرفہ کے متعلق ان احکام کا) حاصل یہ ہے کہ ہر وہ موقع جو ایسا ہو کہ اگر وہ گواہی قبول کر لی جائے تو سب کا وہ حج فوت قرار پاتا ہے تو امامِ وقت وہ گواہی قبول نہ کرے گا۔ اگرچہ گواہ بہت سے ہوں (ب) اور ہر وہ موقع جو ایسا ہو کہ اگر وہ گواہی قبول کی جائے تو بعض	

[۲] حکم نمبر ۱۰۱/۳۰۳، ۱۲۹ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲/۳۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۳] گواہی اور معتبر شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۳/۳۲۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — مسائل شتی	حواله
۳۲۹-	البعض دون البعض قبلت الشهادة	کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة
۷-	اذا احرمت بغیر حجة الاسلام وکان معها محرم فان لم یکن لها زوج فانها تمضی علی ذلک	هکذا فی شرح الطحاوی فی باب الفدیة
۸-	وان کان لها زوج فاذن لها فی الحج فاحرمت بالحج قبل اشهر الحج فله ان یحللها وان احرمت فی اشهر الحج فلیس له ان یحللها وان کانت فی بلاد بعیدة ویخرجون منها قبل اشهر الحج فاحرمت فی وقت خروج اهل بلدها لم یکن له ان یحللها وان احرمت قبل ذلک کان له ان یحللها الا ان یکون احرامها قبل ذلک بایام یسیرة	هکذا فی المحیط
۹-	وان احرمت بغیر اذنه فلزوجها ان یمنعها ویحللها بغیر هدی ولا یثبت التحلیل بقول الزوج حللتک بل یفعل بها ادنی ما هو من محظورات الاحرام من قص ظفر او تقصیر شعر او تطییبها بطیب او تقبیلها او تعانقها فتحل بذلک وعلیها هدی الاحصار و قضاء حجة و عمرة فاذا اذن لها زوجها بالاحرام فی عامها ذلک فاحرمت ونوت القضاء او لم تنو یکون قضاء و سقطت عنها تلک الحجة ولا تجب علیها عمرة ویجب علیها دم لرفض الاول وان تحولت السنة فلا بد منه و علیها حجة و عمرة و دم	هکذا فی شرح الطحاوی فی باب الفدیة

ے آجکل حج کی تاریخ کی تعیین کے لئے سعودی عرب کی حکومت خود انتظام کرتی ہے اور حج کے دن کا اعلان کرتی ہے لہذا حاجی حضرات تاریخ کی تحقیق میں مصروف ہونے کی بجائے اطمینان سے عبادات میں مشغول رہ سکتے ہیں۔ (مترجم) [۲] حکم نمبر ۹ / ۳۲۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	ستّرھواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام متفرق مسائل	دفعات وشق نمبر
غایۃ سروجی	کا حج قرار پاتا ہے اور بعض کا حج فوت قرار پاتا ہے تو وہ شہادت قبول کر لی جائیگی۔ [۱]	۳۲۹-
شرح طحاوی	جب کسی عورت نے فرض حج کے سوا احرام باندھا اور اس کے ساتھ محرم تھا تو اگر اس کا خاوند نہ تھا تو وہ اس احرام کے اعمال پورے کریگی۔	۷-
محیط	(ا) اگر اس مذکورہ عورت (یعنی جس عورت نے فرض حج کے سوا احرام باندھا اسکے ساتھ محرم تھا۔ اور اس) کا خاوند تھا اور اس نے اسے حج کی اجازت دی تو اس عورت نے حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھ لیا تو اس کے خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ اس کا احرام توڑا دے [۲] (ب) اور اگر اس عورت نے حج کے مہینوں میں وہ احرام باندھا تو اسکے خاوند کو اس کا وہ احرام توڑانے کا اختیار نہیں ہے۔ (ج) اور اگر وہ عورت دُور کے شہر کی ہو اور وہاں کے لوگ (حج کیلئے) حج کے مہینوں سے پہلے نکلا کرتے ہوں پس اس عورت نے اپنے شہر کے لوگوں کے نکلنے کے وقت احرام باندھا تو اسکے خاوند کو اس کا احرام توڑانے کا اختیار نہیں اور اگر اس عورت نے مذکورہ وقت سے پہلے احرام باندھ لیا تو اسکے خاوند کو اس کا احرام توڑانے کا اختیار حاصل ہے لیکن اگر اس عورت کا وہ احرام مذکورہ وقت سے کچھ دن پہلے تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس کا خاوند اس کا وہ احرام نہیں توڑا سکتا)	۸-
شرح طحاوی	(ا) اگر مذکورہ عورت (یعنی جس نے فرض حج کے سوا احرام باندھا اور اسکے ساتھ محرم تھا) نے خاوند کی اجازت کے بغیر احرام باندھا تو اسکے خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے منع کر دے اور اس کا احرام ہدی (بھیجنے) کے بغیر توڑا دے۔ اور اس کا احرام توڑانا اسکے خاوند کے صرف بول کہنے سے نہ ہوگا کہ میں نے تیرا احرام توڑا دیا بلکہ کم سے کم جو کام احرام میں منع ہے اس کے ساتھ کرے مثلاً اسکے ناخن تراشنے یا اسکے بال کترانے یا اسے خوشبو لگانے یا اسکا بوسہ لینے یا اس سے بغلگیر ہونے کا فعل کرے پس ایسے فعل سے وہ احرام سے باہر ہو جائے گی اور اس عورت پر احصار کی ہدی اور حج اور عمرہ کی قضا لازم ہے [۳] - (ب) پس اگر اس کے خاوند نے اسی سال اس عورت کو احرام کی اجازت دیدی اور پھر اس نے احرام باندھ لیا اور قضا کی نیت کی یا نہ کی وہ حج قضا ہو کر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ اور اس پر عمرہ بھی واجب نہ ہوگا البتہ اس پر پہلا احرام چھوڑ دینے کی وجہ سے قربانی لازم ہو گی۔ (ج) اور اگر سال بدل گیا تو پھر قضا کی نیت سے ہی وہ حج (قضا ہو کر) اس کے ذمہ سے ساقط ہو گا اور اس پر حج اور عمرہ اور قربانی بھی لازم ہوگی [۴]	۹-

[۲] حکم نمبر ۷، ۱/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۱۳، ۱۹/۳۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۷، ۱/۳۱۹ ، ۱۲/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فى النذر بالحج — مسائل شتى	حوالہ
٣٢٩-١٠	ولو احرمت بحج نفل ثم تزوجت فللزوج ان يحللها عندنا بخلاف ما اذا احرمت [1] بفرض فليس له ان يحللها ان كان لها محرم وان لم يكن لها فان له منعها	كذا فى البحرالرائق
١١	ولوجامع زوجته او امته المحرمة ولا يعلم باحرامها لم يكن تحليلا وفسد حجها وان علمه كان تحليلا	كذا فى فتح القدير
١٢	ولو حللها ثم بدأ له ان يأذن لها بعد مضى السنة كان عليها عمرة مع الحج	كذا فى فتح القدير
١٣	ولو حللها فاحرمت فحللها فاحرمت هكذا مرارا ثم حجت من عامها اجزأها عن كل التحليلات تلك الحجة الواحدة ولو لم تحج بعد التحليلات الا من قابل كان عليها لكل تحليل عمرة	كذا فى فتح القدير
١٤	العبد والامة اذا احرما بغير اذن السيد له ان يمنعهما ويحللهما بغير هدى وعلى كل واحد منهما هدى الاحصار وقضاء حجة وعمرة بعد العتق	هكذا فى شرح الطحاوى فى باب الفدية
١٥	ولو احصرا العبد والامة بعد ما اذن السيد لهما كان للمولى ان يبعث عنه هديا فيذبح عنه فى الحرم فيحل	هكذا فى شرح الطحاوى فى باب الفدية
١٦	ولو اذن لعبده او امته جاز له ان يحللهما مع الكراهة	هكذا فى السراج الوهاج
١٧	واذا اراد المولى ان يحلل عبده صنع به ادنى ما يحظره الاحرام من قص ظفر او تقصير شعر او تطييبه او غير ذلك ولا	

[1] حج فاسد ہو جانے کی صورت میں حکم نمبر ٨/٣١٢ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] احرام ٹوٹنے کی صورت میں حکم نمبر ٩/٣٢٩ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — متفرق مسائل	حوالہ
۳۲۹ - ۱۰	(و) اگر کسی عورت نے نفل حج کا احرام باندھا پھر اس نے نکاح کر لیا تو ہمارے ہاں اسکے خاوند کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کا احرام تڑوا دے (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب اس عورت نے فرض حج کا احرام باندھا تو اس کے خاوند کے لئے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس کا احرام تڑوا دے بشرطیکہ اسکے ساتھ محرم ہو۔ اور اگر اس کے ساتھ محرم نہ ہو تو پھر اس کے خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ منع کر دے۔	بحرالرائق
۱۱	(ا) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی یا اپنی باندی سے جو احرام کی حالت میں تھی مجامعت کی اور اس شخص کو اسکے احرام کا علم نہ تھا تو اس سے اس عورت کے احرام کا ٹوٹنا نہ قرار پائے گا۔ اور اسکا حج فاسد ہو جائے گا۔ (ب) اور اگر اسے اسکے احرام کا علم تھا تو اس سے اس کے احرام کا ٹوٹنا قرار پائے گا	فتح قدیر
۱۲	اگر خاوند نے بیوی کا یا آقا نے باندی کا احرام (توڑنے کا اختیار رکھنے کی صورت میں) توڑا دیا پھر وہ سال گذرنے کے بعد اسے اجازت دیدی تو اس عورت پر حج اور عمرہ لازم ہے [۳]	فتح قدیر
۱۳	اگر خاوند نے بیوی کا یا آقا نے باندی کا احرام (توڑنے کا اختیار رکھنے کی صورت میں) توڑا دیا تو اس نے پھر احرام باندھ لیا اس نے پھر توڑا دیا اسی طرح کئی بار ہوا پھر اس عورت نے اسی سال حج کیا تو ان سبھی احرام توڑنے کے عوض وہ ایک ہی حج کفایت کر جائیگا۔ اور اگر اس عورت نے ان سب احراموں کے ٹوٹنے کے بعد آئندہ سال ہی (قضا) حج کیا تو اس پر ہر احرام توڑنے کے عوض ایک عمرہ لازم ہوگا [۴]	فتح قدیر
۱۴	غلام اور باندی نے جب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر احرام باندھا تو آقا کو اختیار حاصل ہے کہ انکا احرام ہدی بھیجے بغیر توڑا دے۔ اور اس باندی اور غلام میں سے ہر ایک پر احصار کی ہدی اور حج اور عمرہ کی قضا آزاد ہونے کے بعد لازم ہے۔	شرح طحاوی
۱۵	اگر غلام یا باندی کو انکے آقا نے (احرام کی) اجازت دی تھی اور پھر وہ مُحصَر ہو گئے تو آقا کو انکی کیطرف سے ہدی بھیجنی چاہیے تاکہ اس مُحرِم کی طرف سے حرم شریف میں ذبح ہو اور پھر وہ احرام سے باہر ہو جائے۔	شرح طحاوی
۱۶	اگر آقا نے اپنے غلام یا اپنی باندی کو (احرام کی) اجازت دیدی تو پھر (بھی) اس کے لئے جائز ہے کہ انکا احرام توڑا دے۔ مگر مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۱۷	جب آقا اپنے غلام کا احرام توڑانا چاہے تو اس کے ساتھ کم از کم کوئی ایسا فعل کرے جو احرام میں ممنوع ہے۔ مثلاً اس کے ناخن تراشنے۔ اسکے بال کٹوانے۔ اسے خوشبو لگانے وغیرہ سے کوئی	

[۳] حکم نمبر ۶/۳۱۹ ، ۹/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۹/۳۱۹ و حکم ۱۴/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — مسائل شتی	حوالہ
۳۲۹-	یکون محلا له بالنهی فقط ولا بقوله حللتك	هكذا فی السراج الوهاج
۱۸-	اذا احرم العبد والامة باذن السيد ثم باعهما يجوز البيع وللمشترى ان يمنعهما ويحللهما عندنا	كذا فی شرح الطحاوی فی باب الفدية
۱۹-	ذكر الاسبيجابی انه لا يجوز الاستيجار على الحج ولا على شئ من الطاعات والمعاصی	هكذا فی شرح الطحاوی فی اوائل كتاب الحج
۲۰-	ولو استوجر على الحج ودفع اليه الاجرة فحج عن الميت فانه يجوز عن الميت وله من الاجر مقدار نفقة الطريق فی الذهاب والمجیٔ فی طعامه وشرابه وثيابه ومركوبه وما لابد منه نفقة وسط من غير اسراف ولا تقتير فما فضل فی يده بعد رجوعه يرد الى الورثة ولا يحل له ان ياخذ الفضل لنفسه الا اذا تبرع الورثة بترك الفضل للحاج وهم من اهل التبرع حل له بتمليك الورثة اياه	هكذا فی شرح الطحاوی فی اوائل كتاب الحج
۲۱-	المامور بالحج عن الميت اذا رجع من الطريق وقال منعت وقد انفقت من مال الميت فی الرجوع لم يصدق وهو ضامن لجميع النفقة الا ان يكون امرا ظاهرا يدل على صدق مقالته	كذا فی المحيط
۲۲-	المامور بالحج اذا قال حججت عن الميت وانكر الورثة او الوصی فالقول قوله مع يمينه الا ان يكون للميت على المامور دين فقال حج عنی	

ـه حکم نمبر ۱۸/۱۰۲ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۲۰/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـه وارثوں کی معتبر اجازت کے متعلق حکم ۱۳/۱۰۹ کے پہلے حاشیہ کا (۳) ملاحظہ ہو (مترجم)

ـه چنانچہ فتاوی قاضیخان میں اس حکم کے متعلق لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ میت کے مال امانت سے عہدہ برآ ہونے کا مدعی ہے پس حج کرنے والے کا (الخ) قول قبول ہوگا اور وارث یا وصی کی طرف سے یہ گواہی قبول نہ ہوگی کہ (مثلاً) وہ یوم نحر کو کوفہ میں تھا۔ البتہ حج کرنیوالے کے اس اقرار پر ان کی قائم کردہ یہ

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — متفرق مسائل	حوالہ
۳۲۹:-	کام کرے۔ اور اگر آقا نے صرف منع کردیا یا یوں کہا میں نے تیرا احرام توڑ دیا تو اس سے وہ غلام حرام سے باہر نہ ہوگا	سراج وہاج
۱۸۔	جب غلام یا باندی نے اپنے آقا کی اجازت سے احرام باندھا پھر آقا نے انہیں فروخت کردیا تو یہ بیع جائز قرار پائے گی اور ہمارے ہاں خریدنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے احرام باقی رکھنے سے منع کردے اور انکا احرام توڑا دے۔	شرح طحاوی
۱۹۔	اسبیجابی نے ذکر کیا ہے کہ حج کرنے پر یا عبادتوں پر یا گناہ کے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں ہوتا ہے۔	شرح طحاوی
۲۰۔	اگر کوئی شخص (میت کی طرف سے) حج کرنے کے لئے مزدوری پر لیا گیا اور اُسے اجرت دیدی گئی پس اس نے میت کی طرف سے حج کیا تو وہ حج میت کی طرف سے جائز قرار پائے گا اور اجرت پر حج کرنے والے کو اسی قدر جائز ہوگی جو اس حج کے سفر کے آنے جانے میں اس کے کھانے پینے۔ اس کے کپڑے اسکی سواری اور دیگر ضروری اخراجات کیلئے فضول خرچی اور کنجوسی کے بغیر میانہ روی سے خرچ ہو پس اس حج کرنیوالے کے پاس اسکی واپسی کے بعد جو مال بچ گیا وہ اس میت کے وارثوں کو واپس کرے گا اور اسے بچے ہوئے اس مال سے اپنے لئے لینا حلال نہیں ہے۔ لیکن اگر سبھی وارث بچے ہوئے اس مال کو ازراہِ احسان حج کرنے والے کے لئے رہنے دیں اور وہ وارث ایسا کرنیکے اہل بھی ہوں تو پھر وہ مال وارثوں کی طرف سے اسے مالک کردینے کی وجہ سے اس کے لئے حلال قرار پائے گا۔	شرح طحاوی
۲۱۔	جس شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا گیا مگر وہ راستے میں سے واپس لوٹ آئے اور یوں کہے کہ مجھے مانع پیش آگیا ہے اور میں نے واپسی کے سفر میں میت کے مال سے خرچ کیا ہے تو اسکے اس قول کی تصدیق نہ کی جائے گی اور وہ میت کے مال سے خرچ کردہ تمام مال کا ضامن ہوگا لیکن اگر کوئی ایسا امر ظاہر ہو جو اسکے قول کی سچائی پر دلالت کرتا ہو تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے۔	محیط
۲۲۔	(ا) جس شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا جب اس نے کہا کہ میں نے میت کی طرف سے حج کردیا ہے اور وارثوں نے یا وصی نے انکار کیا تو حج کرنے والے کا وہ قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا۔ ؏ (ب) لیکن جب شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا گیا	

گواہی قبول ہوگی کہ اس نے وہ حج نہیں کیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخاں ملی : شرح عالمگیری عربی ج ا صفحہ ۲۱ : مترجم

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — مسائل شتیٰ	حوالہ
۳۲۹-	بهذا المال حجة فحج عنه بعد موته فعليه ان يقيم البينة على انه حج لها	كذا في المحيط
۲۳-	ولا بأس باخراج حجارة الحرم وترابه الى الحل عندنا وكذا تراب الحل الى الحرم	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۲۴-	واجمعوا على اباحة اخرج ماء زمزم	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۲۵-	ولا يأخذ شيئاً من ستر الكعبة وما سقط منها يصرف الى الفقراء ثم لا بأس بان يشترى منهم	كذا في غاية السروجي شرح الهداية
۲۶-	ولا يجوز اتخاذ مساويك من اراك الحرم وسائر الشجرة	كذا في السراج الوهاج
۲۷-	ولا يجوز اخذ شيء من طيب الكعبة لا للتبرك ولا لغيره ومن اخذ شيئاً منه رده لبهاء ان اراد التبرك اتى بطيب من عنده فمسحه بها ثم اخذه	كذا في السراج الوهاج

لے چنانچہ فتاوی قاضیخان میں اس حکم کے متعلق لکھا ہے کہ اسلئے کہ وہ میت کے قرض ادا کرنے کا مدعی ہے پس اسکے اس دعوی کی تصدیق گواہی سے ہوگی ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج اصنا ۳۱۰ - نیز میت کی طرف سے حج کرنے کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۳۲۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

ﻪ حرم شریف کے شکار کے احکام حکم ۳۱۴ میں اور حرم شریف کے درختوں کے احکام حکم ۳۱۵ میں ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۶/۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — متفرق مسائل	حوالہ
۳۲۹-	تھا اگر اس پر میت کا قرض تھا اور اس میت نے اسے یوں کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے حج کر دینا پس اس نے اس میت کی طرف سے اس کی موت کے بعد حج کیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ میت کے قرض کے عوض اس کی طرف سے حج کرنے پر گواہ پیش کرے۔ [1]	محیط
۲۳-	(ا) حرم شریف کے پتھر اور مٹی کو وہاں سے نکال کر حل میں لانے میں ہمارے ہاں کوئی حرج نہیں (ب) اسی طرح حل کی مٹی حرم شریف میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں [2]	غایۃ السروجی
۲۴-	فقہاءؒ کا اس پر اجماع ہے کہ زمزم کا پانی باہر لے جانا مباح ہے [3]	غایۃ السروجی
۲۵-	(ا) کعبہ شریف کے پردوں میں سے کچھ نہ لے (ب) اور جو کچھ ان میں سے خود گر جائے وہ مسکینوں پر خرچ کرے۔ (ج) اور پھر اگر مسکینوں سے خرید لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔	غایۃ السروجی
۲۶-	حرم شریف کے درخت اراک اور دوسرے درختوں سے مسواک بنانا جائز نہیں [4]	سراج وہاج
۲۷-	(ا) کعبہ شریف کی خوشبو میں سے تبرک کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔ (ب) اگر کسی نے اسمیں سے کچھ لے لیا تو وہ اسے کعبہ شریف میں لوٹا دے۔ (ج) اور اگر کوئی شخص تبرکاً (خوشبو) لینے کا ارادہ کرے تو وہ اپنی طرف سے خوشبو لائے۔ اسے کعبہ شریف میں لگائے اور پھر اسے لے لے۔ [6]	سراج وہاج

[3] زمزم کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۳۸، ۱۹۴، ۱۹۵ / ۳۰۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] خانہ کعبہ کے پردوں کے متعلق حکم نمبر ۱۹۸ / ۳۰۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۷ / ۳۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم نمبر ۲۳ / ۳۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[6] حکم نمبر ۲۵ / ۳۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۰-	**زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم** تعداد شق ۴	
۱-	(خاتمة فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)[1] قال مشائخنا رح انها افضل المندوبات و فی مناسک الفارسی و شرح المختار انها قریبة من الوجوب لمن له سعة[2]	کذا فی فتح القدیر
۲-	والحج ان کان فرضا فالاحسن ان یبدء به ثم یثنی بالزیارة[3]	کذا فی فتح القدیر
۳-	و ان کان نفلا کان بالخیار	کذا فی فتح القدیر
۴-	فاذا نوی زیارة القبر فلینو معه زیارة مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانه احد المساجد الثلاثة التی تشد الیها الرحال و فی الحدیث لا تشد الرحال الا لثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی هذا و المسجد الاقصی	کذا فی فتح القدیر

[1] مطلب زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حاشیہ عربی فتاوی ہذا)۔ یعنی یہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے احکام شروع ہوتے ہیں۔ (مترجم)

[2] چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ نیز ارشاد ہے کہ جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر زیادتی کی۔ نیز ارشاد ہے کہ میری امت کا جو شخص میری زیارت کریگا۔ وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ نیز ارشاد ہے کہ جس مسلمان نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ ماخوذ از مشکوۃ ج۲ مترجم ص۲۸۹ و شرح اللباب و فتح القدیر۔ اور رد المحتار میں روایت مروی ہے کہ جو شخص صرف میری زیارت کے لئے آیا اور اسے کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں۔ نیز لکھا ہے کہ ہمارے ہاں زیادہ صحیح حکم میں اور امام کرخی رح کے قول میں بھی یہ حکم ہے کہ زیارت قبور کی رخصت مردوں اور عورتوں سب کے لئے ثابت ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۲۵۳ (مترجم)

[3] اگر کسی شخص کو مدینہ منورہ حاضری کے اخراجات کی استطاعت نہ ہو۔ البتہ مکہ مکرمہ کے لئے زاد راہ اور دیگر شرائط حج موجود ہوں۔ تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[4] حکم نمبر ۲۳/۲۹۶ ملاحظہ ہو۔ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جس شخص کو سفر حج کے راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا ہو۔ مثلاً علاقہ شام کی

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-	**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بیان** اور اسمیں ۴۳ شقیں ہیں	
۱-	اس بحث کے آخری عنوان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان ہے۔ ہمارے مشائخ رح کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت مندوب میں سب سے افضل ہے۔[۲] (ب) مناسک فارسی اور شرح مختار میں ہے کہ جس شخص کو استطاعت ہو[۳] اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب کے قریب ہے۔	فتح قدیر
۲-	اگر کسی شخص پر حج فرض ہو تو احسن یہ ہے کہ وہ پہلے[۴] حج کرے۔ پھر ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرے۔	فتح قدیر
۳-	اگر (کسی شخص کا حج) نفل ہو۔ تو اسے اختیار ہے کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرے)۔	فتح قدیر
۴-	جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے تو اسے چاہیے کہ ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (یعنی مسجد نبوی[۵]) کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ اس لئے کہ یہ مسجد ان تین مسجدوں میں سے ایک ہے۔ جن کی طرف سامانِ سفر باندھا جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ (مسجدوں کی زیارت کے لئے) تین مسجدوں کی طرف ہی سامانِ سفر باندھا جائے ان میں سے ایک المسجد الحرام (یعنی مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ والی مسجد) ہے۔ دوسری میری مسجد (یعنی مدینہ منورہ میں مسجد نبوی) ہے۔ اور تیسری مسجدِ اقصیٰ (یعنی بیت المقدس کی مسجد) ہے۔	فتح قدیر

طرف سے آنے والا ہو۔ تو اسے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کر لینی چاہیے۔ اور یہ زیارت یوں قرار پائے گی۔ جیسا کہ فرض نماز سے پہلے سنتیں ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے میں فرض فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۳ (مترجم)۔

[۵] مسجد نبوی کی بڑی فضیلت ہے۔ اسمیں نماز کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ در مختار و رد المحتار میں بحوالہ روایت احمد رح و ابن حبان رح لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب المسجد الحرام کو چھوڑ کر باقی مسجدوں میں نماز کے ثواب سے ایک ہزار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ ابن عبدالعزیز رح نے اسے صحیح کہا ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۳ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ پچاس ہزار گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں ادا کرے تو اس کے لیے دوزخ اور آخرت کے عذاب سے برأت اور نفاق سے دوری لکھی جائیگی۔ مسجد نبوی کے متعلق عکس نمبر ۱۷، نقشہ نمبر ۱۸ اور عکس نمبر ۱۹ ملاحظہ ہو۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداءً مدینہ منورہ کے قریب ہی قبا میں قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران آپ نے وہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ مسجد قبا کے متعلق حکم ۲۴۰ کا حاشیہ نمبر ۱ و عکس نمبر ۲۲ ملاحظہ ہو۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ شہر تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ تاریخ الحرمین طبع ۵ کے

ص۱۷۱، ص۱۷۲ میں ہے کہ جب حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ (یعنی حضرت خالدؓ بن زید) کے گھر کے قریب بیٹھی۔ تو حضورؐ وہاں فروکش ہوئے۔ آپؐ نے سامنے کی جگہ میں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا۔ یہ جگہ حضرت سہلؓ اور سہیلؓ دو یتیموں کی تھی یہ دونوں ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہؓ کی تحویل میں (اور بموجب تاریخ ابن ہشام مترجم ص۲۴۵ معاذؓ بن عفراء کی تحویل میں) تھے۔ اور اسعد بن زرارہؓ اس جگہ اپنے ساتھیوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں یتیموں سے اس جگہ کا سودا کرنا چاہا گو انہوں نے یہ پیشکش کی کہ ہم بطور ہبہ دیدیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور ہبہ لینے کی بجائے یہ جگہ دس دینار میں خریدی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو قیمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس جگہ سے کھجور اور غرقد کے درخت کٹوا دیئے گئے وہاں زمانہ جاہلیت کی قبریں بھی تھیں وہ اکھڑوا دی گئیں۔ ہڈیاں دفن کردی گئیں۔ اور اس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ جو کہ ۷۰ × ۶۰ شرعی گز تھی۔ بنیادیں تقریباً تین شرعی گز تھیں جن میں پتھر لگائے گئے اور اوپر کچی اینٹیں لگائی گئیں۔ اس وقت قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا (جو مدینہ منورہ سے شمال کی سمت میں ہے)۔ چنانچہ قبلہ کی طرف تین کھڑکیاں اور مسجد کے تین دروازے اور ایک صحن تھا۔ جب سنہ ۲ھ میں بیت اللہ شریف قبلہ مقرر ہوا (جو مدینہ منورہ سے جنوب کی سمت میں ہے)۔ تو مسجد کا جنوبی دروازہ بند کر کے شمالی جانب دروازہ بنایا گیا۔ دوسرا دروازہ مغرب کی طرف تھا۔ جسے باب عاتکہ اور باب الرحمت بھی کہتے ہیں۔ تیسرا دروازہ مشرقی جانب تھا جسے باب آل عثمانؓ اور باب جبریلؑ بھی کہتے ہیں (دیکھو نمبر ۱۵/۳۲ مع حواشی اور حاشیہ ہذا کا ص۱۱ ملاحظہ ہو)۔ پھر ازواج مطہرات کے حجرے بنائے گئے۔ پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ اور حضرت سودہ بنت زمعہؓ کا حجرہ بنا۔ بعد میں حجروں کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔ جو بالعموم تقریباً ۷ × ۶ شرعی گز تھے۔ اور کچی اینٹوں کے تھے۔ نیز لکھا ہے کہ سنہ ۷ھ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے تو مسجد نبویؐ میں مشرق۔ مغرب اور شمال کی طرف اضافہ کیا۔ اور مسجد تقریباً ۱۰۰ × ۱۰۰ شرعی گز ہوگئی۔ (آجکل سنہ ۷ھ کی مسجد کی حدود ستونوں پر بھی لکھی ہوئی ہے) ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵۔ ملخصاً۔

(۲) تاریخ ابن ہشام میں ہے کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کا یہ کلام منقول ہے۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ۔ يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَمَنْ يَّرٰى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

(یعنی جو شخص مساجد کی تعمیر میں حصہ لیتا۔ اور وہاں نماز پڑھتا ہے اور وہ شخص جو اس کی گرد و غبار سے بچنا چاہتا ہے۔ قیامت کے دن یہ دونوں برابر نہ ہونگے)۔ اور سب مسلمان یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور تعمیر کرتے جاتے تھے۔ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ۔ (یعنی زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ تعالیٰ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما) ماخوذ از تاریخ ابن ہشام مترجم ص۲۴۵۔ پرانی مسجد نبوی کے باب جبریلؑ اور باب النساء کے درمیان ایک بلند قطعہ ہے۔ اس جگہ پر درویشانہ زندگی بسر کرنے والے نادار صحابہ موجود رہتے تھے۔ جنہیں اصحاب صُفّہ کہتے ہیں۔ جن کی تعداد ستر تک آتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔ حضرت انسؓ انہی اصحاب میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکی خبر گیری فرماتے اور یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و تعلیمات کا قیمتی ذخیرہ جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اصحاب صفہ کا چبوترا کہتے ہیں (یہ تقریباً ۴۰ × ۴۰ فٹ اور ۲ فٹ اونچا ہے۔ تین طرف پیتل کا [illegible]

(۳) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۲۰۱، ۲۰۲ میں ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسجد نبویؐ کی توسیع کی گئی۔ جنوب کی طرف تقریباً ۵ میٹر مغرب کی طرف تقریباً دس میٹر، اور شمال کی طرف تقریباً ۱۵ میٹر کا اضافہ کیا گیا۔ جنوب کی طرف سے دار ابن عباس بن عبد المطلب مسجد نبوی میں شامل کی گئی۔ اور دروازے چھ ہوگئے۔

(۴) نیز لکھا ہے کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبویؐ پتھروں سے تعمیر کرائی اور امام کے لئے مقصورہ بنوایا۔

(۵) نیز لکھا ہے کہ ۸۸ھ تا ۹۱ھ بعہد خلیفہ ولید بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مسجد نبوی میں مغرب۔ شمال اور مشرق کی طرف توسیع کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرے بھی مسجد نبویؐ میں شامل کر دیئے گئے۔ مدا تا ۱۲ میں ہے کہ جب مسجد نبویؐ کے لئے حجرات کا گرانا طے ہوا تو کئی لوگ رو دیئے۔ حضرت سعید ابن المسیبؓ اور حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا کاش یہ حجرے باقی رہتے تاکہ بعد میں آنیوالی نسلیں مشاہدہ کرتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنے رہنے کے لئے کیسے گھروں پر اکتفاء فرمایا حالانکہ آپؐ کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی تھیں۔ نیز لکھا ہے کہ ۸۸ھ میں جب مسجد نبویؐ کی تجدید و توسیع کی گئی تو تعمیر میں پتھر۔ چونا۔ رخام۔ ساج اور ستونوں میں لوہا اور سیسہ استعمال کیا گیا اور سونے کا پانی بھی چڑھایا گیا اور مختلف رنگوں کے ٹکڑے جوڑے گئے۔ اس توسیع میں ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبویؐ میں شامل کئے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف سے روضۃ الجنہ کی طرف کا کچھ حصہ مسجد نبوی میں شامل کیا گیا۔ نقرئی زنجیروں کے ساتھ خوبصورت قندیلیں آویزاں کی گئیں۔ اور پہلی بار چار گوشوں میں چار مینار بنوائے گئے۔

(۶) نیز صہ ۱۷۴ میں لکھا ہے کہ عباسیوں میں سے ۱۶۲ھ میں مہدیؒ نے مسجد نبوی کی شمالی طرف اضافہ کیا۔ اور مقصورہ کی تجدید کی۔ پھر ۲۰۲ھ میں خلیفہ مامون الرشید نے مقصورہ کی تجدید کی۔ ۵۷۶ھ میں الناصر لدین اللہ کے حکم سے مسجد کے ذخائر اور اہم آثار کی حفاظت کے لئے مسجد کے صحن میں ایک قبہ بنوایا گیا۔ اسمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی محفوظ داشتہ اُونی چادر اور حضورؐ کا تہبند تھا۔ یہ وہ کپڑے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ نیز اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جبہ طیالسیہ بھی تھا جس کے کنارے دیباج سے کاڑھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ اسے بیماروں کی شفا کے لئے استعمال فرماتی تھیں۔ نیز اس قبہ میں غلافِ کعبہ۔ مصلیٰ۔ جھنڈے۔ بعض ہتھیاروں کے دستے۔ اور کئی صحابہؓ و آل بیت کی محفوظ شدہ چیزیں تھیں۔ اور اس میں مصحف عثمانی بھی تھا۔ پھر جب یکم رمضان المبارک ۶۵۴ھ کو مسجد نبوی میں چراغ جلانے والے کے چھوڑے ہوئے شعلہ سے آگ لگی تو صرف یہی قبہ بچا۔ چنانچہ خلیفہ معتصم باللہؒ کو لکھا گیا اور ۶۵۵ھ میں خلیفہ مستعصم باللہ نے ملک یمن المظفر یوسف ابو عمرؒ اور ملکِ مصر نور الدین علی بن المعزؒ کے اشتراک سے مسجد نبوی۔ حجرہ شریف اور اردگرد کی مرمت و تعمیر کا کام ازسرِنو کرایا۔

(۷) نیز لکھا ہے کہ پھر ۶۸۵ھ میں الملک الظاہر بیبرسؒ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی تکمیل کرائی۔ اور ۷۰۵ھ میں الملک الناصر محمد بن قلاوون صالحیؒ نے مسجد کی چھت بدلی۔ ۷۲۹ھ میں دو برآمدوں کا اضافہ کیا گیا۔ ۸۳۱ھ میں الملک الاشرف بارسبائی نے تجدید کی۔ ۸۵۳ھ میں الملک الظاہر ابو سعید جقمق نے روضۃ الجنہ کی چھت نئی ڈالی۔ ۸۷۹ھ میں الملک الاشرف قائت بائیؒ نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ بعض ستونوں۔ دیواروں۔ چھت اور اذان کی جگہوں کی اصلاح و مرمت کرائی۔ ۱۳ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو اذان کی جگہ پر بجلی گری تو مسجد نبوی کی چھت کو آگ لگ گئی۔ دیواریں گر گئیں۔ اکثر ستون بھی گر گئے۔ مقصورہ۔ منبر۔ کتب اور مصاحف جل گئے۔ صرف حجرہ شریف اور صحن والا قبہ بچا۔ چنانچہ الملک قائت بائیؒ نے سنقر جمالی کی امارت میں تعمیراتی سامان اور ۱۰۰ انجنیئر جدید تعمیر کے لئے بھیجے مشرقی دیوار اور قبلہ کی طرف کی دیوار جو باب جبریلؑ کی طرف ہے۔ ان میں کچھ اضافہ کیا۔ محراب عثمانی کو وسیع کیا۔ اور اذان کے لئے بھی جگہ بنوائی۔

(۸) صہ ۱۷۵، ۱۷۶ میں ہے کہ سلاطین آل عثمان نے حرمین شریفین کی خدمت والیانِ مصر کے سپرد کر دی تھیں نیز سلاطین آل عثمان میں سے ۹۸۰ھ میں السلطان سلیم الثانی نے مسجد نبوی کی عمارات بنوائیں۔ ۱۲۳۳ھ میں السلطان محمود نے قبہ نبویہ کی تجدید کی اور ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبد المجید عثمانی نے مسجد نبوی کی تجدید شروع کی۔ وادیٔ عقیق سے پتھر لائے گئے۔ مسجد نبوی کو تھوڑا تھوڑا شہید کر کے بنایا گیا۔

سنہ ۱۲۷۷ھ میں تعمیر مکمل ہوئی۔ اور عہد عثمانی کی یہ آخری تعمیر ہے۔ محرابوں کے گنبدوں کے اندر عمدہ خط سے قرآن کریم لکھا گیا! ور قبلہ کی سمت میں لکھائی پیتل کے الفاظ کی گئی

(۹) نیز لکھا ہے کہ سلاطین علویہ نے بھی حرمین شریفین کی تعمیرات میں خاصا حصّہ لیا ہے۔ محمد علی پاشاؒ نے سونے چاندی کے شمعدان بنوائے۔ اور ابراہیم پاشاؒ نے بھی خدمات سر انجام دیں۔

(۱۰) پھر سعودی حکومت نے مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ سنہ ۱۳۷۳ھ میں سلطان ابن سعودؒ نے توسیع شروع کرائی۔ چنانچہ صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۰ میں ہے کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع کے لئے ملکی انجنیروں کے علاوہ مصری اور پاکستانی انجنیروں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ تعمیراتی سامان کے لئے ینبوع بندرگاہ کو استعمال کیا گیا۔ مسجد کی توسیع کے لئے تقریباً ۱۰۰ دکانیں اور ۲۰۰ مکانات خرید کر مسجد نبویؐ میں شامل کئے گئے۔ چنانچہ بستان فاطمہ بھی مسجد نبویؐ کے اندر آگیا تقریباً ۲۵۰ ٹن چیپس۔ ۱۵۰۰ ٹن لوہا ۱۵۰۰۰ پتھر لگائے گئے۔ اردگرد سڑکیں اور پارک بنوائے گئے۔ دروازوں میں بھی اضافہ ہوا۔ چنانچہ اس تعمیر کے بعد مسجد نبویؐ کے دروازوں کی فہرست درج ذیل ہوگئی۔

مغربی سمت میں قبلہ کے رخ کی طرف سے پہلا دروازہ باب السلام ہے۔ پھر باب الصدیق ہے جہاں پہلے خوخہ تھا۔ پھر باب الرحمت اور پھر باب السعود ہے۔ مشرقی سمت میں قبلہ کے رخ کی طرف سے پہلا دروازہ باب جبریلؑ۔ پھر باب النساء اور پھر باب عبد العزیزؒ ہے۔ شمالی سمت میں درمیان میں باب عبد المجیدؒ اس کے دائیں جانب باب عمر بن الخطابؓ اور بائیں جانب باب عثمان بن عفانؓ ہے۔

پہلے مسجد نبویؐ کا صحن ایک ہی تھا جو چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ اب دو صحن ہیں۔ بیچ میں نیا مسقف حصّہ ہے مسقف حصوں میں نمازی دھوپ اور بارش میں بچاؤ حاصل کرتے ہیں۔ سقفِ مسجد میں عمدہ رخام لگا ہے۔ صحن سرخی مائل سیمنٹ کا ہے اس تعمیر میں سعودی حکومت نے تقریباً ۳۰ ملین ریال دکانوں اور مکان کی قیمت پر اور تقریباً ۲۵ ملین ریال تعمیر و تجدید پر کل تقریباً ۵۵ ملین ریال سے زیادہ مصارف اٹھا کر مسجد کی توسیع کی ہے۔ عہد نبویؐ میں مسجد نبویؐ کا رقبہ تقریباً ۲۴۷۵ مربع میٹر تھا۔ پھر عہد عمرؓ میں تقریباً ۱۱۰۰ مربع میٹر اور عہد عثمانی میں تقریباً ۴۹۶ مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ پھر ولید بن عبد الملکؒ کے عہد میں تقریباً ۲۳۶۹ مربع میٹر اور خلیفہ مہدیؒ کے عہد میں تقریباً ۲۴۵۰ مربع میٹر۔ اشرف قائت بائی کے عہد میں تقریباً ۱۲۵ مربع میٹر عبد المجید عثمانی کے عہد میں تقریباً ۱۲۹۳ مربع میٹر اور سعودی حکومت کے عہد میں تقریباً ۶۰۲۴ مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ اور اب مسجد نبوی کی کل وسعت تقریباً ۱۶۳۲۷ مربع میٹر ہے (جو کہ تقریباً ۳۰۰ فٹ × ۶۰۰ فٹ کے رقبہ میں ہے۔ جس میں ۵۰۰۰۰ نمازی سما جاتے ہیں) اذان کے مینار تقریباً ۷۰ میٹر بلند ہیں۔ اور اذان کی جگہوں کے نام یہ ہیں:۔

مأذنہ رئیسیہ۔ مأذنہ باب السلام۔ مأذنہ باب الرحمت۔ مأذنہ مجیدیہ اور مأذنہ سلیمانیہ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(۱۱) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۱۴۴ میں ہے کہ باب جبریلؑ کو باب البقیع بھی کہا جاتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مسجد نبوی کے دروازے نماز عشاء کے بعد سے لیکر طلوع فجر سے کچھ دیر پہلے تک بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے عہد سے سنت چلی آرہی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مسجد نبویؐ کی خوبصورت قالینیں خصوصاً ریاض الجنہ کی نظافت و لطافت اپنی مثال آپ ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی طبع ۴ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۰ء ملخصاً عکس ۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳۰ / ۳۴۰	
	۱۲۰) مسجدِ نبوی ﷺ کی مزید توسیع کا کام مرحلہ وار جاری ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۳۰-۵-	اذا توجہ الی الزیارۃ یکثر من الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدۃ الطریق	کذا فی فتح القدیر
-۶	ویصلی فی طریقہ فی المساجد التی بین مکۃ والمدینۃ وھی عشرون مسجداً[1] ذکرہ ذلک الکرمانیؒ فی مناسکہ	کذا فی غایۃ السروجی شرح الہدایۃ

[1] حکم نمبر ۷/۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] آجکل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین سفر، قدیم ذرائع سفر کی بجائے جدید ذرائع سفر یعنی بسوں، کاروں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہے۔ اس لئے اب راستہ کی مذکورہ مساجد میں سے صرف بعض میں نماز کا موقع مل سکتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ شمال کی طرف ہے۔ ایک سڑک براستہ جدہ مدینہ منورہ جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ سے جدہ تقریباً ۴۵ میل اور جدہ سے مدینہ منورہ تقریباً ۲۶۴ میل یعنی کل تقریباً ۳۰۹ میل کے قریب فاصلہ ہے۔ نقشہ نمبر ۱۶ ملاحظہ ہو۔ دوسری سڑک مکہ مکرمہ سے براستہ وادی فاطمہ مدینہ منورہ کو جاتی ہے۔ اس راستہ میں جدہ نہیں آتا۔ بلکہ یہ سڑک مکہ مکرمہ سے ۶۷ میل پر جدہ والی سڑک سے مل جاتی ہے۔ اس راستہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تقریباً ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔ مکہ مکرمہ سے براستہ جدہ مدینہ منورہ چند منزلوں کے نام درج ذیل ہیں۔ مثلاً ذہبان۔ تول۔ رابغ وغیرہ۔ ان منزلوں میں قہوہ خانے اور بعض میں پولیس کی چوکیاں بھی قائم ہیں جدہ سے بدر کے مقام تک سڑک سمندر کے کنارے کنارے جاتی ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً ۹۳ میل ورے بدر کا مقام آتا ہے۔ یہاں بسیں ٹھہرتی ہیں۔ اور یہاں سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر وہ تاریخی مقام ہے۔ جہاں ۲ھ کو ۳۱۳ قدوسیوں نے حق و باطل کے فیصلہ کن معرکہ میں حصہ لیا تھا۔ یہیں غزوہ بدر کے چودہ شہیدوں کے مزار ہیں۔ اس کے آگے اس کنوئیں کے آثار ہیں۔ جس میں قریش کے ستر سرداروں کی لاشیں ڈالی گئی تھیں۔ بدر سے آگے مسیجد کی منزل ہے۔ جہاں پولیس کی چوکی بھی ہے اس سے آگے فریس کی منزل ہے۔ پھر بیر علیؓ کی منزل ہے۔ جسے ذوالحلیفہ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ جگہ اہل مدینہ کے لئے میقات بھی ہے۔ (حکم نمبر ۱/۲۹۹ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ تقریباً چار میل ہے۔ اور یہیں سے آبادی شروع ہو جاتی ہے۔ مدینہ منورہ کا شہر نسبتاً نشیبی جگہ ہے۔ تاہم تقریباً دس میل سے ہی مسجد نبویؐ کے خوبصورت مینار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ عکس نمبر ۱۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[3] مذکورہ بیس مسجدوں میں سے بعض کی فہرست درج ذیل ہے:۔

(۱) مسجد ذوالحلیفہ۔ اس جگہ کو بیر علیؓ بھی کہتے ہیں۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے اسکے متعلق حکم ۱/۲۹۹ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (۲) مسجد معرس۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر ہے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آخر شب میں آرام فرمایا تھا۔ (۳) مسجد عرق الظبیہ۔ یہ مسجد روحاء سے دو میل آگے ہے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔ (۴) مسجد الغزالہ۔ یہ مسجد وادی روحاء کے آخر میں ہے۔ یہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۲۰۔ ۵	جب کوئی زائر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور مسجد نبوی کی) زیارت کی طرف متوجہ ہو۔ تو راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود اور سلام پڑھے۔ ؎۱	فتح قدیر
۶۔	اور وہ (یعنی قبر اطہر و مسجد نبوی کا) زائر راستہ میں ؎۲ ان مسجدوں میں نماز پڑھے۔ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہیں اور وہ بیس ہیں۔ ؎۳ یہ کرمانی رح نے اپنے مناسک میں ذکر کیا ہے۔	؍؍ غایۃ السروجی

پڑھی تھی۔ (۵) مسجد الصفراء۔ یہ مسجد مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ بن الحارث کی قبر یہیں ہے۔ آپ رضؓ غزوہ بدر میں زخمی ہو گئے تھے۔ راستہ میں الصفراء کے مقام پر انتقال فرمایا۔ اور یہیں مدفون ہوئے۔ (۶) مسجد بدر:۔ یہاں مشہور غزوۂ بدر ہوا تھا۔ یہاں بسیں کافی دیر رکتی ہیں اور شہداء بدر کی قبور کی زیارت کا موقع مل جاتا ہے۔ (۷ تا ۹) مساجد جحفہ۔ یہ تین مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد جحفہ کے شروع میں ہے۔ دوسری آخر میں، میقات کے نشانوں کے پاس، اور تیسری تین میل بعد راستہ کے بائیں جانب ہے۔
(۱۰) مسجد مر الظہران یا مسجد فتح۔ یہ مسجد مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے۔ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے راستہ سے بائیں جانب ہے۔
(۱۱) مسجد سرف:۔ یہ مسجد وادی فاطمہ سے تین میل شمال کی طرف ہے۔ پختہ سڑک کے بائیں طرف پندرہ بیس قدم پر پہاڑ کے دامن میں ہے۔ یہاں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۷ھ میں ہوا تھا۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ واپسی پر شب زفاف بھی یہیں آئی اور پھر ۵۱ھ میں حضرت میمونہ کا انتقال اور انکی تدفین بھی یہیں ہوئی۔ اور تقریباً ۸۴ سال کی عمر پائی۔ انکی تاریخ وفات ۵۰ھ، ۵۹، ۶۱، ۶۳ھ بھی بیان کی جاتی ہے۔
(۱۲) مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ رضؓ:۔ یہ مسجد مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل شمال کی طرف ہے اہل مکہ عمرہ کے احرام کے لئے بالعموم یہیں جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ جگہ حِل کا قریب ترین مقام ہے۔ (اسکے متعلق حکم نمبر ۱۱ ج / ۲۹۹ ملاحظہ ہو)
(۱۳) مسجد ذی طوی۔ یہ مسجد طوی کے کنوئیں کے قریب ہے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لاتے وقت قیام فرمایا تھا۔
(۱۴) شمیسیہ بستی جسکا ذکر حکم نمبر ۲۹۹ کے حاشیہ میں ہے۔ اس بستی کے قریب راستہ سے جنوب کی طرف تھوڑے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے موت پر بیعت لی تھی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ اور جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ فتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے۔ موقع ملے تو اس مسجد میں بھی دوگانہ پڑھ کر دعا مانگی جائے۔ نیز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مشہور تاریخی کنوئیں مندرجہ ذیل ہیں:۔
(۱) بیر خلیص (۲) بیر قضیمہ (۳) بیر مستورہ (۴) بیر شیخ (۵) بیر غار (۶) بیر روحاء (۷) بیر حسانی (۸) بیر الاشعب (۹) بیر ماشی (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج　　زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۰۳۳-۷	فاذا وقع بصرہ علی اشجار المدینۃ زاد فی الصلوٰۃ والتسلیم	کذا فی غایۃ السروجی شرح الہدایۃ

لہ مدینہ منورہ کے درخت بالعموم بیر علی رض کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں - (مترجم)

ٹہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے متعلق حدیث و فقہ کے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:-

(ا) حاشیہ طحطاوی میں بحوالہ طبرانی روایت ہے کہ جو شخص ہر دن میں تین بار اور ہر رات میں تین بار شوق و محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کے اس دن اور اس رات کے (صغیرہ) گناہ معاف فرمائے - ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص۳۰۵ -

(ب) رد المحتار میں بحوالہ النسائی روایت ہے کہ جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجا - اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتے ہیں - اس کے دس گناہ معاف فرماتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتے ہیں - ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۳۸۰ -

(ج) حاشیہ طحطاوی میں بحوالہ طبرانی روایت ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر سو بار رحمت بھیجتے ہیں - اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو بار درود شریف بھیجے تو اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق سے اور دوزخ کی آگ سے برأت لکھ دی جاتی ہے - اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی جگہ شہید والوں کے ساتھ کرے گا - اور جو شخص ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود شریف بھیجے تو وہ مرنے سے پہلے اپنی جگہ جنت میں دیکھ لے گا - ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص۲۰۵ -

(د) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے الفاظ مختلف منقول ہیں - تاہم بخاری و مسلم شریف کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے (پسندیدہ) درود شریف کے متعلق آتا ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رح سے فرمایا کہ میں تجھے ایسا تحفہ نہ دوں جسے میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے - حضرت عبدالرحمٰن رح نے عرض کیا - وہ تحفہ ضرور عطا فرمائیے - تو حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام پڑھنا تو سکھا دیا (یعنی "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ" ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں) کی تعلیم دے دی) مگر ہم درود کیسے پڑھیں - تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہو:- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (اے اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما - جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی - بے شک

دفعات وشق نمبر	سترھواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰ - ۷	جب (مذکورہ) زائر کی نظر مدینہ منورہ کے درختوں پر پڑنے لگے[1] تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود[2] اور سلام میں اضافہ کرے۔	غایہ سروجی

تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ اے اللہ تعالےٰ ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور انکی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے)۔ ماخوذ از مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۲۳، ص ۲۲۴ بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف۔ چنانچہ نماز میں اسی سلام اور درود شریف کا حکم ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۱۱۹، ۳/۱۳۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۴) امام نوویؒ اور ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ بعض اکابر صحابہؓ مثلاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قبر اطہر پر سلام پیش کرنے میں:-

" اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ " پر اکتفا کرتے تھے اور بعض طویل سلام کو اختیار کرتے تھے۔ احادیث و آثار میں مزید مختلف عبارات میں سلام اور درود شریف وارد ہیں۔ نیز سلام و درود کے متعلق حکم نمبر ۲۲ تا ۳۰/۳۳۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۲۳۰-۸-	واذا عاین حیطان المدینۃ یصلی علیہ ویقول اللھم ھٰذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ لی من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب	کذا فی الاختیار شرح المختار
۹-	ویغتسل قبل الدخول او بعدہ ان امکنہ ویتطیب ویلبس احسن ثیابہ	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۰-	ویدخلھا متواضعا علیہ السکینۃ والوقار	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۱-	وما یفعلہ بعض الناس من النزول بقرب المدینۃ والمشی الی ان یدخلھا حسن وکل ما کان أدخل فی الادب والاجلال کان حسنا	کذا فی فتح القدیر

[1] مدینہ منورہ کا سابقہ نام یثرب تھا۔ بعض روایات کے بموجب اب یثرب نہیں کہنا چاہیئے۔ بلکہ اس شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اس کا نام مدینۃ النبی ؐ پڑ گیا اور پھر مدینہ کہا جانے لگا۔ نیز اسے طیبہ۔ طآ دارالہجرۃ۔ بیت الرسول۔ ذات النخل۔ دارالایمان اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۰ء کے ص ۲۳۴ میں مدینہ منورہ کے ۹۴ نام درج ہیں۔ اس شہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ نبوی کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر تشریف لائے۔ اور پھر تقریبا دس سال تک یہیں سکونت فرمائی۔ اور آپ ؐ کی قبر اطہر بھی اسی مقدس شہر میں ہے۔ یہ شہر مکہ مکرمہ کے بعد دنیا بھر کے شہروں سے افضل ہے۔ بلکہ اس کی فضیلت کی اہمیت کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز بعض روایات میں ہے کہ مدینہ منورہ کا بھی حرم شریف ہے جو جبل عیر سے لے کر جبل ثور تک (یہ جبل ثور جبل احد کی پشت پر چھوٹی سی پہاڑی ہے)۔ کے درمیان تقریبا ۱۲ میل حرم شریف ہے۔ اس کی حرمت اور تعظیم خصوصی ہے۔ وہاں کے جانوروں کو پکڑنا اور درختوں کو کاٹنا آداب کے خلاف ہے۔ البتہ حنفی تحقیق میں اس حرم شریف میں قصور کی وجہ سے کچھ (کفارہ) لازم نہیں آتا جیسا کہ معلم الحجاج ص ۳۱۷ و رہنمائے حجاج ص ۲۵ میں ہے۔ نیز مدینہ منورہ کے متعلق عکس ۱۷ و نقشہ ۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] ترجمہ:- اے اللہ! یہ جگہ تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور تعظیم کی جگہ ہے۔ تو اسے میرے لئے آگ سے بچاؤ کا باعث بنا دے۔ تو اسے میرے لئے عذاب سے اور حساب کی برائی سے امن کا ذریعہ بنا دے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترھواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۲۰-۸	جب (مذکورہ) زائر کو مدینہ منورہ (کے مکانات) کی دیواریں دکھائی دینے لگیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْهُ وِقَایَةً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ[۲]۔	اختیار شرح مختار
۹	(ا) (مذکورہ) زائر اگر کر سکے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے یا داخلہ کے بعد (اور زیارت سے پہلے) غسل کرے۔ (ب) خوشبو لگائے (ج) اور اچھے کپڑے پہنے۔	اختیار شرح مختار
۱۰	(مذکورہ) زائر مدینہ منورہ میں انکساری کے ساتھ اور تسلی اور وقار کے ساتھ داخل ہو[۳]	اختیار شرح مختار
۱۱	(ا) (زائرین میں سے) بعض لوگ جو یوں کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے قریب (سواریوں) سے اتر پڑتے ہیں۔ اور پیدل چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں تو ایسا کرنا اچھا ہے۔[۴]	
	(ب) اور ہر وہ امر جو ادب اور اکرام میں داخل ہو (اور شرعاً ممنوع نہ ہو) اچھا ہے	فتح قدیر

۳ھ پہلے مدینہ منورہ کے ارد گرد فصیل تھی اور شہر میں داخلہ کیلئے مختلف سمت مختلف دروازے تھے۔ اب کھلا شہر ہے نہ فصیل ہے نہ دروازے مکہ مکرمہ کیطرف سے جو سڑک آتی ہے۔ وہ باب عنبریہ کی طرف ہے (مترجم)

۴ھ بعض امراء کے متعلق آتا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ جو مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر ہے وہاں سے ہی پیدل چلنے لگتے تھے۔ نیز اس مقام کی عظمت و جلالت کے متعلق حکم ۲۰/۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۳۰-۱۲	واذا دخل المدینۃ یقول اللھم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الریاح وما ذرین اسئلك خیر ھذہ البلدۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا واعوذ بك من شرھا وشر ما فیھا وشر اھلھا۔ اللھم ھذا حرم رسولك فاجعل دخولی فیہ وقایۃ لی من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	واذا دخل المسجد فعل ما ھو السنۃ فی دخول المساجد من تقدیم الیمنی	کذا فی فتح القدیر
۱۴	ویقول اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اللھم اجعلنی الیوم من اوجہ من توجہ الیک واقرب من تقرب الیك وانجح من دعاك وابتغی مرضاتك	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ۔ اے آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ ڈال رکھا ہے۔ اے زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جنہیں زمینوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اے ہواؤں کے رب اور ان چیزوں کے رب جنہیں ہوائیں اڑاتی ہیں۔ میں تجھ سے اس شہر کی خیر کا سوال کرتا ہوں۔ میں اس شہر والوں کی خیر کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو اس شہر میں ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! میں اس شہر کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس میں ہے۔ میں اس شہر والوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ یہ جگہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت والی جگہ ہے۔ اس میں میرا داخل ہونا میرے لئے دوزخ سے بچاؤ کا باعث بنا دے اور عذاب سے اور حساب کی برائی سے امن کا ذریعہ بنا دے۔ (مترجم)

۲؎ مراقی الفلاح میں ہے کہ زائر سامان وغیرہ ٹھکانے لگا کر وہاں کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تواضع و انکساری کے ساتھ دعا پڑھتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہو (دعا کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۳۳۰ و ۴۵ب/۳۰۳ ملاحظہ ہو)۔ اور حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ ٹھکانہ معلوم ہونے سے واپسی پر جگہ پہچاننے میں سہولت ہوگی۔ نیز یہ کہ اہل وعیال یا نوکر چاکر وغیرہ خصوصاً جنہیں غصہ جلد آتا ہو ان کی طرف سے مطمئن ہو کر مسجد نبوی میں حاضری دے ماخوذ از مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی ص۴۰۵، ص۴۰۶۔ ملخصاً۔ مسجد نبوی کے متعلق حکم نمبر ۲/۳۳۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳؎ ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر رحمت بھیج اے اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو بخش دے۔ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ تعالیٰ آج مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو تیری طرف متوجہ ہونے والوں میں سے سب سے زیادہ متوجہ ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۰-۳-۱۲	جب وہ (زائر) مدینہ منورہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے ؎ ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِيْ فِيْهِ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔ [1]	قاضیخان
-۱۳	اور جب مسجد نبوی میں داخل ہو [2] تو وہ اعمال کرے جو مسجدوں میں داخلہ کے لئے مسنون ہیں مثلاً دایاں پاؤں پہلے داخل کرنا (وغیرہ)	فتح قدیر
-۱۴	اور پھر (مذکورہ شخص) یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتَكَ۔ [3]	قاضیخان

مجھے ان لوگوں سے بنا دے جو تیرا قرب حاصل کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اور اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو تجھے پکارنے والوں میں سے سب سے زیادہ کامیاب ہوں۔ (مترجم)

حوالہ	الباب السابع عشر فی النذر بالحج زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	دفعات وشق نمبر
کذا فی غایۃ السروجی شرح الھدایۃ	و یکون دخولہ المسجد من باب جبریل او غیرہ	۳۳۰۔ ۱۵۔
کذا فی الاختیار شرح المختار	و یصلی عند منبرہ رکعتین یقف بحیث یکون عمود المنبر بحذاء منکبہ الایمن و ھو موقفہ علیہ السلام و ھو بین قبرہ و منبرہ	۱۶۔

۱؎ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ تر معمول باب جبریلؑ سے داخلہ کا تھا۔ غالباً اس لئے کہ ازواج مطہرات کے حجرے اس طرف تھے یہ شرح مناسک نووی میں ہے۔ اور باب جبریلؑ سے داخلہ کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ تحیۃ المسجد کے لئے حجرہ شریف کے پیچھے سے گذرے۔ تاکہ حجرہ شریف کے سامنے کی طرف سے بغیر سلام پیش کئے آگے بڑھنا لازم نہ آئے۔ نیز باب جبریلؑ کے متعلق حکم ۴/۳۳ کے حاشیہ کا ۱، ۱۰، ۱۱ اور نقشہ ۱۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۲؎ یعنی باب جبریلؑ سے داخل ہونا ضروری نہیں۔ چاہے تو کسی اور دروازے سے داخل ہو۔ جیسا کہ شرح اللباب میں ہے۔ اور مسجد نبویؐ کے دیگر دروازوں کے متعلق حکم ۴/۳۳۰ کے حاشیہ کا ۱، ۱۰، ۱۱ اور نقشہ ۱۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳؎ (ا) مسجد نبویؐ کے منبر کے متعلق تاریخ الحرمین عربی طبع ۴ کے ص۱۴۴ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں پہلے کھجور کے تنے سے سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپؐ کے لئے اَثَل (یعنی جھاؤ) کی لکڑی سے منبر بنایا گیا۔ جس کے تین یا چار درجے تھے۔ یہ منبر اس تنے کی جگہ رکھ دیا گیا اور تنے کو اس جگہ سے مشرق میں دفن کر دیا گیا۔ جو جگہ قبلہ غربی کے ستون کے سامنے تھی (تاریخ الحرمین اردو مولفہ مولانا محمد مالک کے ص۱۰۲ میں ہے کہ ایک نو وارد نے ایک جمعہ میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے سہارا لئے خطبہ دے رہے ہیں۔ تو آپ کی سہولت کیلئے آپ کی اجازت سے مدینہ منورہ کے قریب غابہ کے درخت اثل (یعنی جھاؤ) کی لکڑی سے منبر بنا لایا۔ نیز مذکورہ تنے کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۳۰۲ کا حاشیہ ا اور دیگر اسطوانوں کے متعلق ۲۱/۳۳۰ کے حاشیہ و نقشہ ۱۸ و عکس ۱۹ ملاحظہ ہو) پھر حضرت معاویہؓ کے عہد میں اس منبر میں دو درجوں کا اضافہ کیا گیا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً (ب) نزہۃ الناظرین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کی تین سیڑھیاں تھیں۔ دو سیڑھیاں اور ایک بیٹھنے کی جگہ تھی۔ حضرت معاویہ رضؓ کے عہد میں امیر مدینہ مروان نے منبر شریف اٹھوایا۔ اور خطبہ میں اعلان کیا کہ منبر شریف کو شام لے جانے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ دیمک لگ جانے کے اندیشہ سے ایسا کیا گیا۔ چنانچہ اس نے چھ سیڑھیاں بنوائیں اور ان کے اوپر منبر شریف رکھا جس کی وجہ سے منبر شریف کی کل نو سیڑھیاں ہو گئیں۔ نزہۃ الناظرین ملخصاً۔ یہ واقعہ ۵۰ھ کا ہے۔

(ج) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۱۴۴ میں ہے کہ جب مسجد نبویؐ میں پہلی دفعہ آگ لگی تو وہ منبر جل گیا اور جو کچھ اس سے باقی بچا وہ ایک صندوق میں رکھ کر مذکورہ تنے (مندرجہ ا) کے پڑوس میں دفن کر دیا گیا۔ اور اس منبر کی جگہ الملک المظفر والی یمن نے خوبصورت منبر بنوا کر رکھا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔

(د) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۱۴۷ تا ص۱۸۱ میں ہے کہ ۶۸۵ھ میں الملک الظاہر بیبرس نے مسجد نبوی کا کام کرایا تو الملک المظفر کا بنوایا ہوا منبر چھوٹا قرار دیکر اٹھوا دیا اور اسکی جگہ ایک خوبصورت منبر مصر سے بنوا کر بھیجا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

دفعات وشق نمبر	ستر ہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰۔ ۱۵۔ ۱۶۔	اور اس (زائر) کا داخلہ باب جبریلؑ سے[۳] یا کسی اور دروازے سے ہو[۴] پھر (زائر مسجد نبویؐ کے) منبر شریف کے پاس دو رکعتیں[۵] (تحیۃ المسجد) پڑھے۔ اور وہاں اس طرح کھڑا ہو کہ منبر کا عمود اپنے دائیں کندھے کے سامنے کرے۔ یہی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے وقوف ہے[۵] اور یہ جگہ آپ کی قبر اطہر اور منبر شریف کے مابین ہے۔[۶]	غایۃ سروجی اختیار شرح مختار

(۴) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۱۲۴ میں ہے کہ الملک الظاہر بیبرس کے بنوائے ہوئے منبر کے بعد الملک المؤید نے منبر تبدیل کیا۔ مگر ۸۸۶ھ میں جب مسجد نبوی میں دوبارہ آگ لگی تو وہ منبر بھی جل گیا۔ اس کے بعد الملک قائتبائی کا بنوایا ہوا منبر رکھا گیا۔ پھر یہ منبر مسجد قبا منتقل کیا گیا اور اسکی جگہ ۹۹۸ھ میں السلطان مراد الثالث عثمانی کا بنوایا ہوا منبر رکھا گیا جو ابتک موجود ہے۔ اور یہ منبر عین اسی جگہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تھا۔ یہ منبر پھولدار رخام کا بنا ہوا ہے۔ جس میں سنہری بیل ہے۔ یہ منبر کاریگری کا نادر نمونہ اور خوبصورتی میں بے مثال ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔ نیز اس منبر کے متعلق عکس ۱۹ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم $\frac{۳۳،۳۴}{۳۳۰}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

[۵] یعنی اگر نفل پڑھنے کے لئے مکروہ وقت نہ ہو اور نوافل کے لئے مکروہ اوقات کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۱}$ ملاحظہ ہو۔ نیز تحیۃ المسجد کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۹}{۱۴۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۵] مسجد نبویؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے متعلق زبدہ میں ہے کہ نمازی اس طرح کھڑا ہو کہ منبر شریف دائیں مونڈھے کی سیدھ پر رہے (منبر شریف کے متعلق حکم $\frac{۱۶}{۳۳۰}$ مع پہلا حاشیہ، حکم نمبر $\frac{۳۳،۳۴}{۳۳۰}$ مع حواشی اور عکس ۱۹ ملاحظہ ہوں) اور وہ ستون جس کے سامنے صندوق ہے (یعنی جہاں پہلے صندوق ہوتا تھا) سامنے رہے۔ اور امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے کہ وہ ستون جس کے پاس صندوق ہے، چہرے کے سامنے رہے۔ اور وہ دائرہ جو مسجد میں قبلہ کی دیوار میں ہے، سامنے رہے۔ اور ابن حجرؒ نے شرح مناسک میں لکھا ہے کہ اب وہاں صندوق نہیں رہا وہ جل گیا۔ اب اسکی جگہ ایک محراب بنا دی گئی ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جسے محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ نزہۃ الناظرین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں محراب نہ تھی۔ جب ولید بن عبدالملک کے عہد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ امیر مدینہ تھے اور انہوں نے مسجد نبویؐ کی تعمیر کرائی۔ تو اس وقت محراب بنی اھ۔ نیز محراب النبیؐ سے آگے کی جانب محراب عثمان بن عفانؓ ہے۔ اور محراب النبیؐ سے مغربی جانب محراب السلطان سلیمان رومی ہے جو کہ ۹۳۸ھ میں سلطان سلیمان نے سنگ موسوی سے تعمیر کرایا تھا۔ یہ محراب مسجد نبویؐ کے قدرے وسط میں ہے۔ نیز یہ محراب، محراب النبیؐ کی سیدھ میں اور ریاض الجنۃ کے اس حصے کی تقریباً سیدھ میں ہے جو قبلہ کی طرف ہے نیز اگر زائر کو مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ نہ ملے تو وہ مسجد نبوی میں کسی جگہ تحیۃ المسجد پڑھ لے اور پھر قبر اطہر کی طرف چلدے۔ (مترجم)

[۶] رہنمائے حجاج کے ص۲۵۸، ص۲۵۹ میں ہے کہ جس محراب پر محراب النبیؐ لکھا ہے، اسکے دائیں طرف ستون پر لکھا ہے ھذا مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی جگہ حضورؐ کے امامت فرمانے کی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی جائے نماز میں قدمین شریفین کی جگہ کے سوا باقی جگہ پر دیوار بنوادی تھی تاکہ حضورؐ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ بعد میں ترکوں نے بھی اس دیوار کی حد تک محراب بنوادی تھی چنانچہ اب اگر کوئی شخص مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اسکا سجدہ حضورؐ کے قدموں کی جگہ پڑتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ موجودہ منبر کے سامنے اونچائی پر مسند (یعنی اذان کی جگہ) بنا دی گئی ہے جہاں اذان و تکبیر کہی جاتی ہے کہتے ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے (یعنی اس جگہ کی سیدھ میں نیچے وہی جگہ ہے) جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے وقت حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج مولفہ مولانا خلیل الرحمن نعمانی طبع ۳ ملخصاً۔ نیز منبر شریف اور حجرہ شریف کے درمیان کی جگہ کو ریاض الجنۃ یا روضہ شریف کہا جاتا ہے۔ اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۲}{۳۳۰}$ مع حاشیہ، نقشہ ۱۸ اور عکس ۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	دفعات وشق نمبر
	ثم یسجد شکرا للہ تعالیٰ علی ما وفقہ	۳۳۰ ۔ ۱۷
کذا فی الاختیار شرح المختار		
کذا فی الاختیار شرح المختار	ویدعوا بما یحب	۱۸

۱؎ اور نور الایضاح میں ہے کہ وہ شکرانہ کا دوگانہ پڑھے اور یہ دوگانہ تحیۃ المسجد کے علاوہ ہے۔ ماخوذ از نور الایضاح ص۹۲ نیز احناف کی تحقیق میں مشہور قول کے بموجب سجدہ شکر سے مراد شکرانہ کا دوگانہ ہوتا ہے لیکن اس موقعہ پر احنافؒ کے ہاں بھی سجدہ شکر کا جواز ہے۔ جیسا کہ شرح اللباب میں تصریح ہے۔ البتہ شوافع کے ہاں اس موقع پر سجدۂ شکر مشروع نہیں۔ جیسا کہ شرح مناسک نووی میں ابن حجرؒ نے تصریح کی ہے۔ (مترجم)

۲؎ دعا کے متعلق حکم ۳۴۵/۳۰۳ ب کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۱۷-	پھر وہ (زائر) سجدۂ شکر ادا کرے[1] کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہاں حاضری کی توفیق عطاء فرمائی۔	اختیار شرح مختار
-۱۸-	پھر وہ (زائر) اپنی پسندیدہ دعا مانگے۔[2]	اختیار شرح مختار

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زيارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۳۰۔ ۱۹۔	ثم ينهض فيتوجه الى قبره صلى الله عليه وسلم فيقف عند رأسه مستقبل القبلة ثم يدنو منه ثلاثة اذرع او اربعة ولا يدنو منه اكثر من ذلك	كذا فی الاختيار شرح المختار
۲۰۔	ولا يضع يده على جدار التربة فهو اهيب واعظم للحرمة	كذا فی الاختيار شرح المختار

۱؎ حاشیہ طحطاوی میں ہے کہ پورے ادب کے ساتھ اٹھے۔ یعنی دیری اور سستی نہ کرے البتہ انکساری اور آہستگی کو ملحوظ رکھے۔ ماخوذ از حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح صفحہ ۴۰۶ (مترجم)

۲؎ زیارت قبور کے آداب میں بالعموم حکم یہ ہے کہ زائر صاحب قبر کی پائنتی سے آئے۔ جیساکہ حکم نمبر ۳۸/۲۲۶ کے حاشیہ میں ہے۔ مگر بعض اہل علم نے عام ضابطہ کے خلاف اس جگہ پر سرہانے کی طرف سے حاضری کو ترجیح دی ہے۔ جیساکہ حکم ۱۹/۳۳۰ اور اسکے تیسرے حاشیہ کے نمبر "ب" میں ہے۔ غالبًا اس لئے کہ یہاں زائر تحیۃ المسجد روضۃ الجنہ میں پڑھتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کی جانب ہے۔ پھر وہاں سے اگر زائر چل کر اور گھوم کر، پاؤں مبارک کی طرف سے چہرہ انور کے سامنے آئیگا تو بظاہر صورت قبر اطہر کے طواف کی سی بن جائیگی اور قبر کا طواف بالکل جائز نہیں۔ چنانچہ اس سے بچاؤ کی رعایت سے اس جگہ سرہانے کی طرف سے حاضری کو بعض اہل علم نے گوارہ کیا ورنہ عام آداب زیارت وہی ہیں جو ۳۸/۲۲۶ کے حاشیہ میں مذکور ہیں۔ نیز حکم ۱۹/۳۳۰ کے تیسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳؎ (ا) فتاوی عالمگیری کے حکم ہذا بحوالہ اختیار شرح المختار میں زائر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیارت میں تین بار درود سلام پیش کرنا مذکور ہے۔ جیساکہ حکم نمبر ۱۹، ۲۵، ۳۰/۳۳۰ میں ہے۔ پہلا اور تیسرا سلام سر مبارک کے سامنے ہے۔ جسمیں زائر کا رخ قبلہ رو رہنے کا ذکر ہے۔ دوسرا سلام چہرہ انور کے سامنے ہے جسمیں زائر کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہونے کا ذکر ہے۔

(ب) نورالایضاح مع حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے کہ زائر روضۃ الجنہ میں تحیۃ المسجد اور شکرانہ کا دوگانہ ادا کرنے کے بعد دعا مانگے اور پھر اٹھے اور قبر اطہر کی طرف متوجہ ہو۔ اور پورے ادب کے ساتھ مقصورہ شریف سے باندازہ فاصلہ چار شرعی گز قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو۔ جیساکہ زیارت قبور میں مسنون ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہوکر ھدیہ سلام پیش کرے پھر اس شخص کا سلام پہنچائے جس نے اسے سلام پہنچانے کی وصیت کی ہو۔ پھر حسب حال قبلہ شریف کی طرف پیٹھ کئے ہوئے چہرۂ انور کے سامنے درود بھیجے اور دعا مانگے پھر ایک شرعی گز کے بقدر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رض پر ان کے سر مبارک کے سامنے سلام پڑھے۔ پھر ایک شرعی گز کے بقدر ہٹ کر حضرت عمر رض پر ان کے سر مبارک کے سامنے سلام پڑھے پھر دونوں خلفاء رض پر سلام پڑھے اور دعا مانگے پھر پہلے کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے درود و سلام پڑھے اور دعا مانگے اور پھر اسطوانہ ابو لبابہ رض کی طرف آئے۔ ماخوذ از نورالایضاح مع حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح صفحہ ۴۰۶۔ صفحہ ۴۰۷ ملخصًا۔

(ج) اور فتح القدیر میں ہے کہ زائر قبر شریف کے پاس سرہانے کی دیوار کا کونے کے ستون سے (اس ستون کے متعلق حکم

دفعات دشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳- ۱۹-	پھر وہ (زائر) اس جگہ سے اٹھے[۱]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف متوجہ ہو پس آپ کے سر مبارک کے[۲] پاس قبلہ رو[۳] کھڑا ہو۔ اور تین یا چار شرعی گز کا فاصلہ چھوڑ کر قبر اطہر کے قریب ہو اور اس سے زیادہ قریب نہ ہو۔	اختیار شرح مختار
-۲۰	زائر اپنا ہاتھ قبر اطہر[۴] کی دیوار پر نہ رکھے۔ اس لئے کہ وہ ہیبت کی جگہ ہے اور اس کی عظمت بہت زیادہ ہے۔ [۵]	اختیار شرح مختار

۱۹/۳۳ کے تیسرے حاشیے کا "د" ملاحظہ ہو) باندازِ چار شرعی گز فاصلہ پر دیوار کی طرف رُخ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کھڑا ہو۔ اور اس میں فقیہ ابو اللیث رح سے قبلہ رو کھڑا ہونے کا جو حکم منقول ہے۔ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ مسند امام ابو حنیفہ رح میں حضرت ابن عمر رض سے منقول ہے کہ قبر اطہر کی زیارت میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ زائر قبلہ شریف کی طرف سے آئے وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور قبر اطہر کی طرف چہرہ کر کے سلام پڑھے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر فقیہ ابو اللیث رح سے منقول حکم اس پر محمول کیا جائے کہ زائر زیارت کیوقت ایک نوع کا تھوڑا سا استقبال قبلہ کرے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں دائیں کروٹ پر قبلہ رو ہیں۔ اور زیارت قبور کے عام آداب میں آتا ہے کہ زائر صاحبِ قبر کے پاؤں کی جانب سے حاضری دے۔ اس کے سر کی جانب سے نہیں۔ کیونکہ صاحب قبر دائیں کروٹ پر ہو تو اس کی نگاہ پاؤں کی جانب کو سامنے پڑتی ہے۔ پس اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی جانب سے حاضری دینے والے زائر کے لئے قبلہ شریف بائیں جانب ہوگا۔ اور جب وہ زائر چہرہ انور کا پورا استقبال کرنے کی بجائے اکثر استقبال کرے گا تو قبلہ شریف کی طرف پوری طرح پیٹھ ہونے کی بجائے اکثر پیٹھ ہوگی اور پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ زائر قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے بھی ہے اور ایک قسم کا کچھ قبلہ رو بھی ہے۔ اور زائر کو چاہیئے کہ وہ یونہی کھڑا ہو۔ کیونکہ اس طریق سے زائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور نگاہ مبارک کے سامنے رہتا ہے۔ پس یہ اولیٰ ہے۔ ماخوذ از فتح القدیر مطبع نولکشور لکھنؤ ج ۱ صفحہ ۵۹۰ - ملخصاً۔

(د) زبدہ میں ہے کہ مواجہ شریف (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے سامنے) میں حاضر ہو تو سرہانے کی دیوار کے کونہ میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ پشت قبلہ کی طرف کرے اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو تاکہ چہرۂ انور کے بالکل سامنے ہو جائے۔ صاحبِ اتحاف نے لکھا ہے کہ یہ ستون اب پیتل کی دیوار (یعنی جالی) کے اندر آگیا ہے۔ ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ چاندی کی کیل جو اس دیوار میں ہے اس کے مقابل کھڑا ہو۔ یہ شرح لباب میں ہے کہ اب تین جھروکے سامنے کی پیتل کی دیوار میں کر دیئے گئے ہیں (جو تقریباً سات انچ قطر کے ہیں) جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی مبارک قبروں کی مواجہت ہوتی ہے۔ ابن حجر رح فرماتے ہیں کہ چاندی کی میخ جس پر سونے کا جھول ہے وہ چہرۂ انور کی محاذات میں ہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ اس اکیلی کھڑکی کے بالمقابل ہے جو قبلہ والی دیوار میں لگی ہوئی ہے اور دیگر دروازوں کی طرح بند رہتی ہے۔ اس دیوار کے مغربی جانب سے پہلے سوراخ کا چکر پڑا ہے بس اسی کے سامنے بجلی کے جھاڑ کے نیچے کھڑے ہو کر سید الاولین والآخرین کے حضور درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ نقشہ ۱۸، عکس ۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف۔ مقصورہ شریف اور مواجہہ شریف کے متعلق نقشہ ۱۸، عکس ۲۰، ۲۱ نیز

ان کے متعلق درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۱-

(۱) تاریخ الحرمین عربی طبع ۵ کے ص۱۷۰ تا ص۱۷۱ میں ہے کہ جب عہد نبوی میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو مشرقی جانب قبلہ کی طرف کی انتہا میں حضرت عائشہ رضی و سودہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تعمیر ہوئے۔ بعد میں ان حجروں کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔ یہ حجرے کچی اینٹوں اور کھجوروں کی شاخوں سے بنائے گئے تھے۔ اور بالعموم ۶ × ۷ شرعی گز تھے۔ (شرعی گز کے متعلق حکم نمبر ۳/۹۴ ، ۱۱/۳۹ ملاحظہ ہو) اور ص۲۰۰ میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف کا دروازہ شام کی طرف تھا۔ اس کا ایک ہی کواڑ تھا جو کہ عرعر یا ساج کی لکڑی کا تھا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۳۹۱ھ ملخصاً۔

(۲) ترمذی شریف میں اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرت سالم بن عبید اللہ رضی کی روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے لئے طیب مکان اسکی جائے وفات ہی ہوتی ہے۔ ماخوذ از ترمذی شریف ص۵۳۲ مطبوعہ نولکشور۔

(۳) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے ص۱۴۱ میں ہے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں دفن کیا گیا۔ آپکا سر مبارک مغرب کی طرف ہے۔ پھر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو حضرت ابو بکر رضی کی وفات ہوئی تو انہیں بھی اسی حجرہ شریفہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کا سر حضور کے قدموں کے برابر میں ہے۔ پھر بروز بدھ ۲۷ ذوالحجہ ۲۳ھ میں حضرت عمر رضی شہید ہوئے تو اسی حجرہ شریفہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کا سر حضرت ابو بکر رضی کے کندھوں کی سیدھ میں ہے ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۵ء ملخصاً۔

(۴) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص۲۰۵ میں ان قبروں کے متعلق بحوالہ ابن عساکر مختلف روایات سات تک ہیں۔ تاہم ترجیحی روایت نافع بن نعیم کی روایت ہے کہ حجرہ شریفہ میں قبلہ کی طرف سب سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر ہے۔ پھر آپ کے کندھوں کے برابر حضرت ابو بکر صدیق رضی کی قبر اور انکے کندھوں کے برابر حضرت عمر رضی کی قبر ہے۔ اکثر اہل علم اسی پر ہیں۔ ص۲۰۹ میں ہے کہ حضرت عمر رضی کی قبر کیلئے پاؤں کی طرف جگہ کم ہونے کی وجہ سے ملحقہ دیوار کی بنیاد کھود کر جگہ بنائی گئی تھی (منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اپنے حجرہ میں ہی رہتی تھیں اور بعد میں زائرین کے ہجوم کی وجہ سے درمیان میں ایک دیوار کھنچوا دی گئی تھی) ص۲۰۶ میں ہے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اماں جان مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو آپ نے مجھے دکھائیں۔ تینوں قبریں تھیں نہ اونچی اور نہ زمین سے چپٹی ہوئی۔ ان پر چھوٹی چھوٹی سرخ کنکریاں تھیں۔ ص۲۰۷ میں ہے کہ عثمان بن فسطاس فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے دور میں حجرات شریفہ مسجد نبوی میں شامل کرنے کے لئے گرائے گئے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی تھی وہ تقریباً چار انگل زمین سے اونچی تھی اور اس پر سرخ سنگریزے تھے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔

(۵) رہنمائے حجاج ص۲۶۱ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی کا حجرہ مبارکہ مسجد نبوی سے متصل تھا اسکے بیچ ایک دیوار کھڑی کر کے دو حصے کر دیئے گئے تھے۔ جہاں آپ وفود سے ملاقات فرماتے اور ص۲۶۲ میں ہے کہ عہد فاروقی میں حجرہ شریف کی دیواریں اصل بنیادوں پر ہی کچی اینٹوں سے پھر تیار کی گئیں تھیں۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج مولفہ مولانا خلیل الرحمن نعمانی طبع ۳ ملخصاً۔

(۶) تاریخ الحرمین اردو کے ص۱۰۹ ، ص۱۱۰ میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف کے دو حصے کر دئے تھے۔ درمیان میں ایک دیوار قائم کر کے اس میں راستہ اور روزن بھی رکھا تھا تاکہ زیارت کرتی رہا کریں اور گاہ بگاہ وہاں جاکر کچھ دیر بیٹھا بھی کرتیں۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین اردو مولفہ مولانا محمد مالک کاندہلوی۔

ص۱۱۰ . ص۱۱۱ میں ہے کہ علامہ سمہودیؒ نے بروایت عبداللہؒ بن محمد بن عقیل نقل کیا ہے کہ میں بارش والی ایک رات میں حسب معمول سحری کو مسجد نبویؐ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو جب مغیرہ بن شعبہؓ کے مکان کے قریب پہنچا تو ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔ جب مسجد نبویؐ میں داخل ہو کر حجرہ شریف کے سامنے پہنچا تو دیکھا کہ اسی ایک دیوار گر گئی ہے۔ میں نے فوراً حاضری دی۔ سلام پڑھا اور کچھ دیر وہاں ٹھہرا (آپ نے قبور شریفہ کی کیفیت تقریباً وہی بیان کی جو حکم نمبر ۲۰/۳۳ کے پہلے حاشیہ کے ۴ میں درج ہے) تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آرہے ہیں۔ جنہیں اس امر کی اطلاع ہو گئی تھی۔ آپ نے فوراً اس جگہ کو قباطی چادر سے پردہ میں کر دیا۔ صبح کی نماز کے بعد وردانؒ نامی معمار کو بلایا اس کی مدد کے لئے بہت لوگ تیار ہوئے۔ مگر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مزاحمؒ نامی شخص کو اجازت دی۔ اس نے اندر جا کر قبر مبارک پر دیوار گرنے سے جو گڑھا سا پڑ گیا تھا ہاتھ سے درست کیا اور صفائی کی۔ ص۱۱۱ ، ص۱۱۲ میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے حجرہ شریف کے چاروں طرف پنجگوشہ دیوار کا احاطہ بنوا دیا تھا۔ جس کا فصل اصل حجرہ مبارک سے مشرقی جانب میں دو ذراع۔ مغربی طرف میں ایک ذراع۔ قبلہ کی سمت ایک بالشت اور شامی سمت میں خالی جگہ چھوڑ کر زاویہ کی شکل میں ایک کونہ پر دونوں دیواریں ملا دیں تھیں۔ اس دیوار پر کوئی چھت نہ تھی۔ اصل حجرہ شریفہ کے چھت میں ایک روشن دان ایسا رکھا گیا تھا کہ قبر اطہر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے زمانہ میں بارش نہ ہوئی تو آپ نے مذکورہ روشندان کھلوایا تو خوب بارش ہوئی۔ بعد میں بھی وہ روشندان کھلا رہنے دیا گیا حتیٰ کہ قبۃ الخضراء کے نیچے حصہ میں قبلہ کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی محاذات میں شمعدان کی طرح کا نشان ہے۔ گو درمیان میں چھت حائل ہے مگر اصل حجرہ شریف کی محاذات ہی باعث تبرک ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین اردو مولفہ مولانا محمد عاشق کاندھلوی ملخصاً۔

(۷) تاریخ الحرمین عربی طبع ۴ کے ص۱۴۱ میں ہے کہ حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر کی گنجائش موجود ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آخری زمانہ میں جب حضرت عیسٰی علیہ السلام اتریں گے تو انکی قبر یہاں ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعُزیز کے عہد میں ان قبروں پر پانچ ضلعوں پر مشتمل مقصورہ تقریباً ۶ میٹر اونچا بنایا گیا۔ بنیادیں بہت گہری کھودی گئیں۔ اور خانہ کعبہ کی عمارت سے امتیاز کے لئے چوکور عمارت کی بجائے خماسی عمارت بنائی۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۰ء ملخصاً۔ نیز کہا جاتا ہے کہ بنیاد کھودتے وقت حضرت عمر رضؓ کا پاؤں ظاہر ہوا تھا۔

(۸) تاریخ الحرمین عربی طبع ۵ کے ص۱۷۴ میں ہے کہ ۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک کے عہد میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد نبویؐ کی تجدید و توسیع کرائی تو تعمیر میں پتھر۔ چونا۔ رخام۔ ساج اور ستونوں میں لوہا اور سیسہ استعمال کیا اور سونے کا پانی چڑھایا۔ اس توسیع میں جب ازواج مطہرات کے حجرے گرا کر مسجد نبوی میں شامل کئے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے حجرہ شریف سے روضۃ الجنۃ کی طرف سے تھوڑا سا حصہ مسجد نبوی میں شامل کیا گیا۔ اور حجرہ شریف پر پانچ ضلعوں کی عمارت بنوائی۔ جو اب بھی قبہ شریفہ کے نیچے موجود ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ نیز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی تعمیر میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا گیا تھا۔

(۹) تاریخ الحرمین اردو کے ص۱۱۷ میں ہے کہ بعض اہل بیت حجرہ مبارکہ کی مٹی تبرکاً لیتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل مسند امارت پر فائز ہوا۔ اس نے اپنے عہد میں اسحاق بن سلمہ نگران عمارات حرمین شریفین کو مامور کیا کہ حجرہ مبارکہ کی دیواروں کو پتھروں سے مضبوط کر دیا جائے گویا دیوار کے ساتھ پتھروں کی دوسری دیوار قائم کر دی جائے۔

ص۱۱۶ تا ص۱۱۸ میں ہے کہ ۵۴۸ھ میں بعہد امیر قاسم ابن مہنی الحسینیؒ حجرہ مبارکہ سے کسی شئی کے گرنے کا دھماکہ سنا گیا تو علماءؒ و صلحاءؒ نے مشورہ کے بعد طے کیا کہ کسی کو اس احاطہ مبارکہ میں اتارا جائے جو اصل حجرہ شریف کے ارد گرد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنوایا تھا۔ چنانچہ شیخ المشائخ عمر النسائیؒ کو رسیوں

کے ذریعہ اتار اگیا۔ آپ اصل حجرہ شریف کے اس حصہ کی طرف پہنچے جس طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہیں تو دیکھا کہ مشرقی دیوار کا ایک حصہ گرنے سے چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے روشن شمع لی اور ایک ایک ریزہ صاف کیا۔ نیز لکھا ہے کہ ۵۴۸ھ میں ہی جمال الدینؒ وزیر نے حجرہ شریف کی تجدید و مرمت کی تھی جو بظاہر مذکورہ دھماکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین اردو مولفہ مولنا محمد مالک کاندہلوی ملخصاً۔

(۱۰) وفاء اول میں ہے کہ ۵۵۷ھ کا مشہور واقعہ ہے کہ سلطان نور الدین عادلؒ ایک شب تہجد کے بعد سوئے تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کیری آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔ سلطان گھبرا کر اٹھا پھر تہجد پڑھی پھر سویا تو یہی خواب دیکھا پھر اٹھا۔ تہجد پڑھی اور سو یا جب تیسری مرتبہ پھر یہی خواب نظر آیا تو کہنے لگا۔ اب نیند کی گنجائش نہیں۔ جمال الدینؒ نام وزیر کو بلوا کر ذکر کیا اور بیس مخصوص خدام کو لے کر کافی مال و متاع سمیت تیز رو اونٹوں پر رات ہی کو مدینہ منورہ چلدیا۔ سولہویں دن مصر سے مدینہ منورہ پہنچا۔ قبر اطہر پر حاضری دی (باب عمرؓ پر ڈیرہ ڈالا) متفکر تھا۔ بمشورہ وزیر، دعوت عام کا اعلان کیا اور بخشش کے لئے تمام اہل مدینہ کو مدعو کیا۔ لوگ آئے مگر خواب میں دکھائے گئے وہ دو آدمی نظر نہ آئے۔ پھر اعلان ہوا کہ کوئی باقی نہ رہے پھر لوگ عطائیں لیکر چلے گئے مگر وہ آدمی نظر نہ آئے البتہ بار بار کے اصرار پر لوگوں نے بتایا کہ دو نیک متقی مغربی صوفی رہ گئے ہیں جو اکثر گوشہ نشین رہتے ہیں اور خیرات کرتے رہتے ہیں۔ سلطان نے انھیں بلوایا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی دونوں خواب میں دکھلائے گئے تھے۔ دریافت پر انہوں نے بتایا کہ ہم اہل مغرب ہیں۔ حج کیلئے آئے تو زیارت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے کی تمنا ہوئی اور رہ پڑے۔ اصرار کے باوجود انہوں نے مزید کچھ نہ بتایا۔ سلطان نے انکی قیام گاہ پوچھی تو بتایا گیا کہ حجرہ شریف کے قریب (باب جبریلؑ کے سامنے رباط عثمانؓ میں) تھا یہ سلطان قیام گاہ پر گیا۔ وہاں مال، متاع اور، کتابوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ ادھر کئی اہل مدینہ نے ان کی سفارشیں شروع کردیں کہ یہ دونوں بہت پرہیزگار ہیں، روزہ سے رہتے ہیں۔ زیارات کرتے اور خیرات کرتے ہیں۔ انہوں نے قحط میں بھی اہل مدینہ کی ہمدردی کی ہے۔ سلطان پریشان تھا۔ اسنے انکا مصلیٰ اٹھایا تو نیچے بوریا تھا وہ اٹھایا تو نیچے ایک پتھر تھا۔ اسے اٹھوایا تو نیچے ایک سرنگ کا منہ تھا جو بہت گہری تھی اور دور تک چلی گئی تھی۔ حتیٰ کہ قبر اطہر تک پہنچ گئی تھی۔ سبھی دنگ رہ گئے۔ سلطان نے غصہ میں انہیں پیٹنا شروع کردیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم عیسائی ہیں۔ عیسائی بادشاہوں نے ہمیں بہت سا مال دیا ہے اور مزید دینے کا وعدہ کیا ہے کہ وہ حاجیوں کی صورت میں جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو نکال لائیں۔ ہم رات کو سرنگ کھودتے اور مٹی مشکیزوں میں بھر کر رات ہی کو بقیع میں ڈالدیتے ہیں سلطان رو پڑا۔ ان دونوں کو قتل کیا اور اس خدمت کے لئے منتخب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور پھر حجرہ شریف کے گرد اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی کی تہ تک بنیاد پہنچ گئی جس میں رانگ یا سیسہ پگھلا کر بھروا دیا تا کہ جسد اطہر تک کسی بدخواہ کی رسائی نہ ہو۔ (وفاء) اور رہنمائے حجاج صفحہ ۲۶۳ میں ہے کہ روضہ مبارک (یعنی حجرہ شریف) کے گرد جو پیتل کی جالی ہے سیسہ کی دیوار وہاں تک ہے نیز لکھا ہے کہ وہ سرنگ قدمین شریفین تک پہنچ گئی تھی اور سلطان نے قدمین شریفین کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کی تھی۔

(۱۱) شیخ شمس الدین صوابؒ جو کہ رئیس خدام حرم نبویؐ تھے کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست امیر مدینہ کے خواص سے تھا۔ میں اکثر درپیش کام اس کی معرفت کراتا۔ ایک دن اس دوست نے بتایا ایک سخت حادثہ ہو گیا ہے۔ اہل حلب کی ایک جماعت نے بہت سا مال بطور رشوت امیر کو دیا ہے کہ وہ حضرات شیخین کے اجسام کو یہاں سے لے جانے میں مدد دے۔ اور امیر نے لالچ میں آکر مال قبول کرلیا ہے۔ شیخ صوابؒ فرماتے ہیں، کہ مجھے سخت فکر ہوئی کہ اتنے میں امیر کا قاصد بلانے آگیا۔ وہاں گیا تو امیر نے کہا آج رات

کچھ لوگ مسجد میں آئینگے۔ انہیں کچھ نہ کہنا۔ جو کریں کرنے دینا۔ دخل نہ دینا۔ میں اچھا کہہ کر چلا آیا مگر حجرہ شریف کے پیچھے روتے روتے دن کاٹا۔ عشار کی نماز کے بعد جب سب لوگ چلے گئے اور دروازے بند کردیئے گئے تو باب السلام سے جو امیر کے گھر کے قریب تھا۔ ان لوگوں نے دروازہ کھلوا کر اندر آنا شروع کیا۔ میری گنتی میں وہ چالیس تھے۔ پھاوڑے۔ ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے آلات ان کے پاس تھے۔ وہ مسجد میں داخل ہو کر حجرہ شریف کی طرف چلے" فَوَاللّٰهِ مَا وَصَلُوْا الْمِنْبَرَ حَتّٰى ابْتَلَعَهُمُ الْاَرْضُ جَمِيْعَهُمْ بِجَمِيْعِ مَا كَانَ مَعَهُمْ مِنَ الْاٰلَاتِ وَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ اَثَرٌ" یعنی بخدا منبر تک بھی نہ پہنچے تھے کہ زمین انہیں مع انکے سازوسامان کے نگل گئی۔ اور نشان بھی پیدا نہ ہوا۔ امیر نے کافی انتظار کے بعد مجھے بلا کر پوچھا کہ وہ لوگ ابھی تک تمہارے پاس نہیں پہنچے۔ میں نے کہا آئے تھے اور واقعہ سنایا۔ امیر نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا آپ ساتھ چلیں آپکو وہ جگہ بتاؤں۔ تو امیر کہنے لگا بس بات یہیں تک رہے۔ اگر ظاہر کی گئی تو سر اڑا دیا جائے گا۔ ماخوذ از جذب القلوب ص۱۲۶۔ و ماخوذ از وفار الوفار مولفہ نور الدین علی بن احمد المصری السمہودی نزیل دار الہجرۃ م ۹۱۱ھ ص۴۷ ملخصًا۔ (بعد میں اس جگہ مربع شکل میں سیاہ نشان بنا دیا گیا)

(۱۲) تاریخ الحرمین عربی طبع ۴ کے ص۱۴۲، ص۱۴۳ میں ہے کہ خلیفہ مستضئ بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ کے عہد میں ملک مصر کے وزیر کے عزیز حسین بن ابی الہیجاءؒ نے حجرہ شریف کیلئے سفید دبیقی کا پردہ بنوایا تھا۔ وہ سرخ اور زرد ریشم سے منقش تھا اور اس پر سورۂ یٰسین لکھی ہوئی تھی۔ مگر قاسمؒ بن مہنی امیر مدینہ نے اسے منع کردیا۔ پھر جب خلیفہ کی اجازت آئی تو وہ پردہ حجرہ شریف پر لٹکایا گیا جو دو سال تک رہا۔ پھر خود خلیفہ نے بنفشی رنگ کا ریشمی پردہ بھیجا جو منقش تھا اور اس پر خلفاء راشدین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ پہلا پردہ کوفہ میں حضرت علی رضؓ کے مشہد پر بھیجدیا گیا اور اس کی جگہ نیا پردہ ڈالا گیا۔ پھر الملک الناصر لدین اللّٰہ نے کالے ریشم کا پردہ بنوایا جس پر سفید ریشم کے نقش تھے اور اسے پہلے پردے کے اوپر ڈال دیا۔ پھر جب اس خلیفہ کی ماں نے حج کیا تو سیاہ ریشم کا ایک اور پردہ اوپر ڈالدیا۔ نیز لکھا ہے کہ رزینؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ حسینؒ بن ابی الہیجار سے بھی پہلے) جب خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اس کے ساتھ خیزران بھی آئی تو اس نے مسجد نبوی اور قبر اطہر کو خوشبو لگوائی اور ریشمی جالی کا پردہ ڈالا۔ نیز لکھا ہے کہ آجکل حجرہ شریف پر تین پردے ایک دوسرے پر ہیں اور لکھا ہے کہ بادثوق خبر یہ بھی ہے کہ قبر اطہر پر مسجد کی چھت کے نیچے چھت نہیں ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین الشریفین عربی لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصًا۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

(۱۳) تاریخ الحرمین عرب طبع ۵ کے ص۱۴۴ میں ہے کہ ۶۵۴ھ کو یکم رمضان المبارک شب جمعہ کو چراغ جلانے والے کے متروک شعلہ سے مسجد نبویؐ میں آگ لگ گئی اور صحن کے اس قبہ کے سوا کچھ نہ بچا جو ۵۷۶ھ میں الملک الناصر لدین اللّٰہ نے مسجد نبویؐ کے صحن میں آثار قدیمہ اور مسجد نبوی کے ذخائر کے لئے بنوایا تھا۔ اسی میں مصحف عثمانی بھی تھا۔ (اس قبہ اور اسکی محفوظات کے متعلق حکم ۳۲۰/۱۶ کے حاشیہ کا ص۶ ملاحظہ ہو)۔

ص۱۸۱ میں ہے کہ ۶۵۵ھ میں خلیفہ معتصم باللّٰہ نے الملک المظفر یوسف ابو عمر والیٔ یمن اور نور الدین علی بن معزؒ والی مصر کے اشتراک سے مسجد نبویؐ کی تجدید کی اور حجرہ شریف اور اسکے اردگرد کی دوبارہ تعمیر کی۔ ص۲۱۲ میں ہے کہ ۶۶۸ھ میں الملک الظاہر رکن الدین۔ بیبرس نے حجرہ شریف کی ظاہری دیوار کے چاروں طرف اور بیت فاطمہؓ کے اردگرد ستونوں کے درمیان دو قامتوں کے برابر لکڑی کا کٹہرا بنوادیا۔ جسے مقصورہ شریف کہتے ہیں۔ اس میں مشرق و مغرب اور قبلہ کی طرف دروازے رکھے اور شام کی طرف حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تہجد گاہ تک بڑھا دیا۔ ص۲۲۴ میں ہے کہ ۶۵۴ھ میں آگ لگنے اور اسکے بعد تک حجرہ شریف پر قبہ نہ تھا بلکہ سطح مسجد سے حجرہ شریف کے امتیاز کے لئے مسجد کی سطح میں حجرہ شریف کے موازی نصف قد

کی معدار کا حظیرہ تھا جو اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ۶۷۸ھ میں الملک المنصور قلاوون صالحی کے عہد میں حجرہ شریف پر قبہ بنایا گیا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن تھا۔ دیواروں کے سروں پر لکڑی کے تختے قائم کر کے اوپر لکڑی کی تختیاں اور ان پر سیسہ کی پلیٹیں لگائی گئیں۔ یہ قبہ شریف ارادہ خیر سے بنوایا گیا تھا مگر بعض نے معماروں کے چڑھنے اور لکڑیوں کو ٹھونکنے سے بے ادبی کی وجہ سے اعتراض بھی کیا تھا۔ اور ابو داؤد میں انس بن مالک رضی سے روایت ہے جس میں قبہ بنانے والے انصاری رضی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض اور پھر اس انصاری کے قبہ گرانے کا ذکر ہے۔ اس روایت سے بھی مذکورہ اعتراض کو تقویت ملتی ہے۔ پھر ۶۹۶ھ میں الملک العادل زین الدین کتبغا رح نے مقصورہ شریف میں جالی دار کھڑکیاں بنوا کر مسجد کی چھت تک پہنچا دیا۔ ص۲۱۳ میں ہے کہ ۷۲۸ھ میں مقصورہ شریف کے شمال کی طرف مسجد نبوی کے صحن میں مقصورہ شریف کا چوتھا دروازہ بھی بنایا گیا۔ ص۲۱۵ میں بحوالہ المجد شیرازی رح لکھا ہے کہ ابتدا میں زیارت کرنے والوں اور روضۃ الجنۃ کی پہلی صف میں شامل ہونے والوں کے لئے مقصورہ شریف کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ ص۲۰۰ میں ہے کہ ۷۳۲ھ میں الملک الناصر نے حج کیا تو اسے حج کے موسم میں مقصورہ شریف بند کرنے کے لئے کہا گیا۔ کیونکہ عورتیں اور بچے تقدس قائم نہیں رکھتے تھے۔ مگر وہ خاموش رہا۔ ص۲۴۱ میں ہے کہ الملک الناصر محمد بن قلاوون کے عہد میں قبہ شریف کی تجدید ہوئی۔ پھر بارش کے اثر سے قبہ شریف میں خلل آگیا تو ۷۶۵ھ میں الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد کے عہد میں تجدید کی گئی۔ ص۲۱۶ میں ہے کہ قاضی النجم بن حجی رحمہ قاضی شام نے اس جگہ لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو دروازہ بند کرنے کا فتوی دیا۔ پھر اس کے برعکس بھی فتوی دیا گیا۔ مگر بعد میں دروازے بند رہنے لگے اور صرف قندیل جلانے والوں اور خدام یا رئیس الخدام کے خواص کے لئے رات کے وقت زیارت کیلئے دروازہ کھولا جاتا تھا۔ ص۲۱۷ میں ہے کہ ۸۳۰ھ میں الملک الاشرف برسبائی نے مقصورہ شریف کے دروازوں کو میخیں لگوا دیں تو لوگ حجرہ شریف کی طرف داخل ہوئے بغیر مقصورہ شریف کی جالیوں سے ہی زیارت کرنے لگے اور یہ ازراہِ ادب تھا۔ کیونکہ جاہل لوگ تبرک کیلئے قبر شریف کے صندوق سے پیٹھ بھی چپکانے لگے تھے۔ ص۲۱۳ میں ہے کہ ۸۵۳ھ میں الظاہر جقمق کے عہد میں مقصورہ شریف کے اندر حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے حائز کے اردگرد رنگین رخام لگوایا گیا۔ ص۲۴۱ میں ہے کہ ۸۸۱ھ میں جب پانی کے اثر اور پرانا ہونے کی وجہ سے لکڑی کے تختوں سے بارش کا پانی رسنے کی بنا پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے حائز کے اوپر کا حصہ اور حجرہ شریف کی چھت کا بیشتر حصہ متاثر ہو گیا تو متولی عمارت شمس بن الزمن رح نے قبہ شریف کی مرمت کرائی۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع دوم مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ عکس ص۳۰ ملاحظہ ہو۔

(۴۱) تاریخ الحرمین اردو کے ص۱۲۱ تا ص۱۲۴ میں ہے کہ ۸۸۱ھ میں شیخ شمس بن الزمن رح نے مسجد کی چھت اور دیگر جگہوں کی مرمت کے بعد مدینہ منورہ کے اکابر سے حجرہ شریفہ کے احاطہ کے ستون اور دیوار میں پڑے ہوئے شگاف کی درستی کے متعلق مشورہ کیا تاکہ کوئی ایسی صورت اختیار کی جائے کہ تعمیری کام میں توڑ پھوڑ کی آوازوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ رض تو قریب میں کیل وغیرہ ٹھونکنے سے بھی منع فرما دیتی تھیں۔ اور حضرت ابن عباس رض نے حضرت ابن زبیر رض سے کہا تھا کہ بیت اللہ کو از سر نو تعمیر کرنے کی بجائے انہیں پتھروں پر برقرار رکھو جن پر خدا نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور جن پر صحابہ رض ایمان لائے۔ تاہم مشورہ کے بعد ۱۵ شعبان ۸۸۱ھ مشرقی جانب کی شکستہ دیوار کے منہدم حصہ کو صاف کرنے کے لئے اکابر مدینہ جمع ہوئے۔ متولی عمارت نے شیخ سید شہاب الدین الابشیطی رح کو بھی دعوت دی آپ آئے۔ اندر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ احاطہ کے باہر سورہ فاتحہ پڑھتے رہے اور پھر یہ فرما کر چلے گئے۔ نَظِّفُوا عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی اے لوگو! اس جگہ کو صاف کرو اللہ تعالیٰ کی برکت کیساتھ، چنانچہ صفائی کا کام شروع کیا گیا۔ اندازہ

ہوا کہ پچھلے زمانہ میں جب حجرہ مبارک پر قبہ کی بجائے ایک احاطہ بنا ہوا تھا جس کا کچھ شکستہ حصہ حجرہ مبارک پر گرنے سے واقع ہو چکا الانکشاف وقتی طور پر پھاوڑے وغیرہ کے استعمال کے بغیر پر کر دیا گیا تھا مگر اس عرصہ میں وہ بھراؤ کمزور پڑ گیا اور اندر والی دیوار باہر کی دیوار پر مشرقی سمت کے ایک گوشہ سے گر پڑی چنانچہ ضروری دکھائی دیا کہ اندر والے حجرہ مبارک کی شامی دیوار ہٹا کر از سر نو تعمیر کی جائے اور اسی طرح باہر والے احاطہ کی دیوار بھی از سر نو بنائی جائے۔ چنانچہ باہر کی دیوار صاف کرنے کے بعد حجرہ شریف کے شامی جانب سے ٹوٹے ہوئے حصہ کو ... ۲۷ شعبان ۸۸۱ھ کو نوبت اس مرحلہ پر پہنچی کہ مشتاق آنکھیں حجرہ مبارک کے اندرونی حصہ کی زیارت کی سعادت حاصل کر سکیں۔ ۲۰ شعبان ۸۸۱ھ کو اس دیوار کی تعمیر شروع کی گئی جو زاویہ کی شکل میں دونوں طرف سے ملتی ہے۔ اور اسے اس طرح بنایا گیا کہ اصل حجرہ مبارک اور احاطہ والی دیوار کا درمیانی فصل جو دو ذراع کے قریب تھا بھر دیا گیا اور دونوں کو ملا کر ایک دیوار بنا دی گئی۔ اسی طرح مشرقی جانب کی دیوار کی تعمیر کی گئی آخر میں قبلہ کی سمت والی دیوار بنائی گئی اور احاطہ مبارکہ کا باہر والا حصہ بھی بڑے مضبوط پتھروں سے تعمیر کیا گیا۔ حجرہ شریف کی تعمیر کا یہ کام بروز جمعرات ۷ شوال ۸۸۱ھ کو مکمل ہوا۔ اور اسی عمارت پر حجرہ شریف کی عمارت قائم و برقرار ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین از مولانا محمد یوسف ... ملخصاً۔

(۹) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے صفحہ ۱۶۵ میں ہے کہ ۸۸۶ھ میں ۱۳ رمضان المبارک کی ایک اندھیری اور باد و باراں والی رات میں المدینۃ الرضیہ پر بجلی گری جس سے مسجد نبوی کی چھت میں آگ لگ گئی۔ اور وہ آگ ساری مسجد میں پھیل گئی۔ مسجد کی بیشتر دیواریں اور کچھ ستون گر گئے۔ مقصورہ شریف اور منبر جل گئے اور صحن مسجد والے قبہ (جس کا ذکر صفحہ ۳۳۰ کے حاشیہ کے نمبر ۶ میں ہے) اور حجرہ شریف کے سوا کچھ نہ بچا۔ چنانچہ الملک الاشرف قایت بائی نے سنقر جمالی کو ۱۰۰ انجنیروں اور ساز و سامان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا۔ مسجد کی تجدید کی۔ حجرہ نبوی کی دیواروں پر چھت کے اوپر قبہ بنایا اور اس کے اوپر ایک اور قبہ بنا دیا۔ جو ان ستونوں پر قائم کیا جو نئے بنائے گئے تھے۔ (رہنمائے حجاج مولفہ خلیل الرحمن نعمانی کے صفحہ ۲۱۲ میں ہے کہ سلطان قایتبائی نے ہشت گوشہ دیوار پر قبہ شریف ۸۹۲ھ میں بنایا واللہ اعلم) صفحہ ۲۳۲ میں ہے کہ جب دوسری بار مسجد نبوی جلی تو قبہ البیضاء یعنی سفید قبہ بنایا گیا تھا۔ جو ان ستونوں پر قائم ہوا جو مسجد کی زمین میں تھے۔ اور اسے پختہ اینٹوں سے بنایا گیا۔ شام کی طرف کچھ ستونوں کا اضافہ ہوا۔ جن میں سے بعض حجرہ شریف کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مثلث کے ساتھ تھے۔ وہاں ایک ستون کی بنیاد کھودتے وقت ایک قبر کی لحد اور کچھ انسانی ہڈیاں پائی گئیں۔ مسجد کی شرقی دیوار تقریباً ڈیڑھ شرعی گز باہر نکالی گئی مگر باب جبریل اپنی جگہ رہا۔ صفحہ ۲۱۳ میں ہے کہ جب دوسری بار مسجد جلی تو مقصورہ شریف میں قبلہ کی طرف لکڑی کی جگہ تانبے کی جالی دار کھڑکیاں بنوا دی گئیں۔ اور مثلث مذکور کے دائیں بائیں دروازے بنا دیئے گئے۔ پھر اس مقصورہ کو حجرہ شریف اس کی دیواروں کو حجرہ شریف کی دیواریں اور اس کی قندیلوں کو حجرہ شریف کی قندیلیں کہا جانے لگا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۶۲ء ملخصاً۔

(۱۰) تاریخ الحرمین طبع ۴ کے صفحہ ۱۴۰ میں ہے کہ سلطان قایت بائی نے ۸۸۸ھ نحاس اصفر (پیتل) کا خوبصورت مقصورہ شریف بنوایا۔ اس میں روضۃ الجنۃ کی طرف (مغربی) دروازہ کو باب الرحمت یا باب الوفود کہا جاتا ہے۔ جنوب کی طرف کھڑکی اور اس میں قبلہ کی طرف مواجہہ شریف میں جھروکہ بنوایا گیا۔ (مشرقی دروازہ کو باب فاطمہ رضؓ شمالی دروازہ کو باب تہجد اور جنوبی دروازہ کو باب توبہ کہا جاتا ہے) صفحہ ۱۴۱ میں ہے کہ یہ مقصورہ شریف شمالی اور جنوبی طرف سے ۱۶، ۱۶ میٹر ہے۔ اور مشرق اور مغرب کی جانب سے ۱۵، ۱۵ میٹر ہے۔ چاروں کونوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں۔ جن کی تعمیر الحجر الصلد (ایک قسم کا سخت پتھر) سے کی گئی ہے۔ یہ ستون چھت تک اونچے ہیں۔ اور ان پر قبہ شریف کی کرسی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقصورہ جنوب کی طرف سے ½۱۴ میٹر۔ شمال کی طرف سے ۱۲ میٹر اور مشرق و مغرب کی طرف سے ½۷، ½۷ میٹر ہے۔ یہ اندر سے دو دروازوں کے ذریعہ بڑے مقصورہ شریف سے ملا ہوا ہے۔ جو کہ ایک دروازہ مشرق طرف اور دوسرا مغربی طرف ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک قبر بتائی جاتی ہے جو بقول کثیر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہے۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین لعباس کرارہ طبع ۴ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ملخصاً۔ حضرت

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے محل وقوع میں اختلاف کے متعلق حکم ۳۰/۳۳۰ کے تیسرے حاشیہ کا ابتدائی حصہ اور حکم ۳۱/۳۳۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۱۷) تاریخ الحرمین طبع ۵ کے ص ۲۱۴ میں بحوالہ المطری لکھا ہے کہ اگرچہ الملک الظاھر نے مقصورہ شریف، حجرہ شریف کی تعظیم کے لئے بنوایا تھا مگر اسکی وجہ سے لوگ روضۃ الجنۃ کے اس حصہ میں نماز پڑھنے سے محروم ہوگئے جو حصہ حجرہ شریف سے متصل تھا۔ حالانکہ اس میں نماز کی فضیلت ہے کیا اچھا ہو تاکہ یہ مقصورہ شریف مشرقی طرف ہوتا اور روضۃ الجنۃ کی طرف سے کھُلا حجرہ شریف کے ساتھ ہوتا۔ اور ص ۲۱۶ میں ہے کہ اس مقصورہ شریف کی وجہ سے لوگ مربع قبر۔ مقام جبریلؑ۔ اسطوانہ سریر اور بیتِ فاطمہؓ کے تبرک سے بھی محروم ہوگئے۔ نیز زیارت کے وقت حجرہ شریف سے باندازہ چار شرعی گز ہٹ کر کھڑا ہونے کا جو معمول اسلاف سے منقول تھا وہ بھی چھوٹ گیا۔ نیز قبہ شریف کے ستونوں سے یہ تاثر ہونے لگا کہ یہ جگہ حجرہ شریف کا حصہ ہے مسجد نبوی ؐ کا حصہ نہیں ہے۔ ص ۱۸۶ میں ہے کہ ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود عثمانی نے قبہ شریف کی تجدید کی اور ۱۲۵۵ھ میں اسے سبز رنگ سے مطلا کیا اور اس وقت سے اس کا نام القبۃ الخضراء رکھا گیا۔ ص ۱۷۵ میں ہے کہ سلطان عبدالمجید عثمانیؒ نے ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ھ تک مسجد نبویؐ اور اسکی عمارات کی تجدید کا اہم کام کرایا۔ ماخوذ از تاریخ الحرمین عربی لعباس کرارہ طبع ۵ مطبوعہ ۱۹۷۲ء ملخصاً۔ اور رہنمائے حجاج کے ص ۲۶۳ میں ہے کہ ۱۳۹۰ھ میں سعودی حکومت نے گنبد شریف پر روغن کرایا۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج مولفہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی طبع ۳ ملخصاً۔ عکس ص ۲۰ ملاحظہ ہو۔

(۱۸) بعض زائرین کا کہنا ہے کہ مقصورہ شریف میں آثار قدیمہ میں سے کچھ چیزیں رکھی ہیں۔ مثلاً چکی کے پاٹ۔ چرخہ اور برتن وغیرہ۔ نیز بعض نے مقصورہ شریف میں پردے نظر آنا بھی ذکر کیا ہے۔ (مترجم)

؁۵ چنانچہ درمختار ردالمحتار میں ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کا وہ حصہ جس سے آپکا جسدِ مبارک ملا ہوا ہے۔ وہ کعبہ شریف سمیت ساری دنیا کی جگہوں بلکہ عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص۳۵۲، ص۳۵۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۲۱-۳۳۰	ویقف کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۲	ثم یقول السلام علیک یانبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشھد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاھدت فی امر اللہ حتی قبض روحک حمید المحمود فجزاک اللہ عن صغیرنا وکبیرنا خیر الجزاء وصل علیک افضل الصلوۃ وازکاھا واتم التحیۃ وانماھا اللھم اجعل نبینا یوم القیمۃ اقرب النبیین واسقنا من کأسہ وارزقنا من شفاعتہ واجعلنا من رفقائہ یوم القیمۃ اللھم لا تجعل ھذا آخر العھد بقبر نبینا علیہ السلام وارزقنا العود الیہ یا ذا الجلال والاکرام	کذا فی المحیط فی آخر فصل تعلیم اعمال الحج

۱؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت بموجب حکم ہذا نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کا جواز ہے البتہ علامہ ابن حجر مکی رح کے ہاں زیارت کے وقت نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کا جواز نہیں ہے۔ نیز اس میں عوام کے عقیدہ کے فساد کا اندیشہ ہے مولانا عبدالحی رح لکھنوی نے سعایہ میں مفصل بحث کے بعد جواز کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ والحق الحقیق بان یقول ھو انہ لا بأس بھذہ الھیئۃ عند زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ھو الاولی للمتأدب وما عند زیارۃ قبر غیرہ فھو خلاف الاولی خصوصا عند زیارۃ قبر العوام یعنی حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں بلکہ از راہ تأدب یہی اولیٰ ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے علاوہ خصوصاً عوام کی قبر کی زیارت کے وقت نماز کی طرح ہاتھ باندھنا خلاف اولیٰ ہے۔ سعایہ ج ۲ ص۱۶۰ (مترجم)

۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُلیہ شریف کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حلیہ شریف مندرجہ تاریخ ابن ہشام اور حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے منقول حلیہ شریف مندرجہ رحمۃ للعالمین اور دیگر روایات میں مروی حلیہ شریف سے ماخوذ کوائف کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہ بہت دراز تھا اور نہ بہت کوتاہ بلکہ آپ میانہ قد تھے۔ (البتہ مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی نسبت قد میں بھی ممتاز دکھائی دیتے تھے) آپ کا چہرہ مبارک گندمی سرخ وسفید اور تابان۔ رخسار مبارک پُر گوشت اور ملاحت سے بھرپور۔ آنکھیں فراخ وسرمگیں۔ پُتلیاں سیاہ اور پلکوں کے بال کثرت سے۔ ابرو باریک۔ دراز سیاہ اور گھنگریلے۔ سر مبارک بڑا اور بیچ میں مانگ نکلی ہوئی۔ کان نہ بہت بڑے نہ بہت چھوٹے اور دیکھنے میں بہت خوشنما۔ دانت مبارک سفید اور چمکدار جن کی چمک گفتگو میں بجلی کی چمک کی طرح۔ سینہ مبارک پر بال ہلکے اور مہین۔ آواز میں بھاری پن مگر شیریں کلام اور الفاظ واضح۔ گفتگو کمی بیشی سے معرّا اور موتیوں کی لڑی میں پروئی ہوئی۔ جسم مبارک نہ بہت دبلا نہ بہت موٹا۔ پاؤں مبارک مضبوط اور رفتار میں تیز گویا کہ چلنے میں اترائی اتر رہے ہیں۔ آپ جب مڑتے تو یکبارگی مڑتے۔ دونوں شانوں کے درمیان پشت پر مہر نبوت۔ آپ خاتم النبیین سخی اور سچے۔ باوفا اور شجاع نرم مزاج اور ایسے بزرگ کہ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا اس پر آپ کا رعب چھا جاتا اور جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا وہ آپ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا۔ آپ خاموش ہوتے تو وقار چھا جاتا۔ آپ کلام فرماتے تو گرد و پیش والے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چپ چاپ سنتے اور آپ جو حکم دیتے تعمیل کے لئے جھپٹ پڑتے۔ کسی نے آپ جیسا نہ آپ کے پہلے دیکھا اور نہ آپکے بعد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ ماخوذ از تاریخ ابن ہشام مترجم ص۱۹۷ و رحمت للعالمین ج ۱ ص۱۰۱، ص۱۰۲ از قاضی محمد سلمان منصور پوری وشمائل ترمذی مطبوعہ نولکشور ص۲۹۳ تا ص۲۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترھواں باب ۔ حج کی منت ماننے کے احکام ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۲۱	اور وہ (زائر وہاں) اس طرح کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے [۱]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین حُلیہ شریف [۲] کا یوں تصور کرے کہ گویا آپ لحد شریف میں سو رہے ہیں۔ اس کے حال سے مطلع اور اسکا کلام سن رہے ہیں۔	اختیار شرح مختار
۲۲	پھر زائر (آنحضرت کے خدمت میں) یوں سلام عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى قُبِضَ رُوْحُكَ حَمِيْدًا مَّحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰى عَلَيْكَ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَزْكَاهَا وَاَتَمَّ التَّحِيَّةِ وَاَنْمَاهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ وَاسْقِنَا مِنْ كَاْسِهٖ وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ [۳]	محیط

[۳] ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے رسالت کے احکام کو پہنچایا۔ امانت ادا کی امت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کے کام میں پوری پوری محنت فرمائی۔ حتی کہ آپ کی روح قبض کی گئی جو کہ حمید و محمود ہے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے اچھی جزا دے اور آپ پر ایسا درود بھیجے جو سب سے افضل اور سب سے بڑھکر پاکیزہ ہو۔ اور ایسا سلام بھیجے جو سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ بڑھنے والا ہو۔ اے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ قرب والا بنا اور ان کے جام (کوثر) سے ہم سب کو سیراب کر۔ ان کی شفاعت ہمارا نصیب بنا اور قیامت کے دن ہمیں ان کے ساتھیوں سے کردے۔ اے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر میرا یہ آنا آخری نہ ہو۔ ہمیں یہاں کی حاضری پھر نصیب فرما اے بزرگی اور عزت والے۔ نیز حکم نمبر ۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر في النذر بالحج — زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم	حوالہ
۲۳۰-۲۳	ولا يرفع صوته ولا يقتصد	كذا في غاية السروجي شرح القدوري
۲۴	ويبلغه سلام من اوصاه فيقول السلام عليك يارسول الله من فلان بن فلان يستشفع بك الى ربك فاشفع له و لجميع المسلمين ۔	كذا في الاختيار شرح المختار
۲۵	ثم يقف عند وجهه مستدبر القبلة ويصلى عليه ماشاء	كذا في الاختيار شرح المختار

ف ۱ ۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے نہ جہر کرے نہ بالکل اخفاء بلکہ متوسط اور معتدل آواز سے حضور قلب کے ساتھ اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے شرم وحیا لئے ہوئے ہو۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سائبؓ مسجد نبوی میں کھڑے تھے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں کنکری مار کر متوجہ کیا۔ اور اشارے سے فرمایا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں انہیں بلا لاؤ۔ آپ انہیں حضرت عمرؓ کی خدمت میں لے گئے۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھا دیتا۔ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا کر بول رہے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کوڑے مارتا کہ بدن درد کرنے لگتا۔ گویا آپ نے اجنبی کو مسئلہ سے ناواقف ہونے کے عذر سے رعایت کی۔ حضرت عائشہؓ جب کہیں قریب کیل یعنی میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیجکر روک دیتیں۔ کہ زور سے نہ ٹھونکیں اور حضورؐ کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علیؓ کو اپنے مکان کے کواڑ بنانے کی ضرورت پیش آئی تو شہر سے باہر بنوا کر لائے۔ علامہ قسطلانیؒ نے مواہب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہیئے جو (متعارف) زندگی میں تھا اس لئے کہ حضورؐ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں یہ شرح مواہب میں ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کی سورہ حجرات میں حکم ہے کہ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الآية ۔ یعنی اے ایمان والو تم اپنی آوازیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور آپ سے ایسے زور سے گفتگو نہ کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہیئے کہ وہ مسجد میں زور سے بولے۔ (مترجم)

ف ۲ ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلاں ولد فلاں (لفظ فلاں ولد فلاں کی جگہ سلام بھیجنے والے کا نام مع ولدیت لے) کی طرف سے آپ پر سلام ہو۔ وہ اپنے رب کی طرف آپ کی شفاعت کی درخواست کرتا ہے۔ پس آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کی درخواست قبول فرمائیں۔ (مترجم) ف ۳ حکم نمبر ۱۹/۲۳۰ کا دوسرا اور تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ف ۴ حکم نمبر [illegible]/۲۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۲۳	اور وہ (زائر سلام عرض کرتے وقت) اپنی آواز بلند نہ کرے [1] اور نہ پست کرے۔	غایہ سروجی
۲۴	اور وہ (زائر کے وہاں) اس شخص کا سلام بھی پہنچائے جس نے اسے سلام پہنچانے کی وصیت کی ہو۔ اور یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ [2]	اختیار شرح المختار
۲۵	پھر (زائر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے پاس قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو [3] اور آپ پر درود شریف پڑھے جو چاہے [4]	اختیار شرح المختار

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج　　　　زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۳۰-۲۶	ویتحول قدر ذراع حتی یحاذی رأس الصدیق رضی اللہ عنہ ویقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار السلام علیک یا رفیقہ فی الاسفار السلام علیک یا امینہ علی الاسرار جزاک اللہ تعالیٰ عنا افضل ماجزی اماما عن امۃ نبیہ ولقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقتہ ومنہاجہ خیر مسلک وقاتلت اہل الردۃ والبدع ومہدت الاسلام ووصلت الارحام ولم تزل قائلا للحق ناصرا لاہلہ حتی اتاک الیقین والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہم امتنا علی حبہ ولا تخیب سعینا فی زیارتہ برحمتک یا کریم۔[1]	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۷	ثم یتحول حتی یحاذی قبر عمر رضی اللہ عنہ فیقول السلام علیک یا امیر المؤمنین السلام علیک یا مظہر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام جزاک اللہ عنا افضل الجزاء ورضی اللہ عمن استخلفک فقد نصرت الاسلام والمسلمین حیا ومیتا فکفلت الایتام ووصلت الارحام وقوی بک الاسلام وکنت للمسلمین اماما مرضیا وھادیا مہدیا وجمعت شملہم واغنیت فقیرہم وجبرت کسیرہم فالسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[2]	کذا فی الاختیار شرح المختار

[1] ترجمہ: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ سفر آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کے امین آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے وہ افضل جزا دے جو کسی نبی کی امت کی وجہ سے ان کے امام کو دی گئی ہو۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی عمدہ طریقہ سے کی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر اور ان کی واضح راہ پر اچھے طریقہ سے چلے۔ آپ نے مرتدوں اور بدعتیوں سے جنگ کی۔ اسلام کو پھیلایا صلہ رحمی کی۔ وفات تک کلمہ حق کہا اور اہل حق کی مدد کی۔ آپ پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت پر وفات دے۔ اور ان کی زیارت میں ہماری محنت کو ناکام نہ فرما۔ اے کریم! اپنی رحمت کے طفیل ہماری یہ دعا قبول فرما۔ (مترجم)

[2] اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام ہو۔ اے اسلام کو غالب کرنے والے! آپ پر سلام ہو۔ اے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہتر جزاء دے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنایا۔ یقیناً آپ نے (اپنے کارناموں سے) اسلام کی اور زندہ اور وفات یافتہ مسلمانوں کی نصرت فرمائی۔ پس آپ نے یتیموں کی کفالت فرمائی۔ صلہ رحمی کی۔ آپ کے ذریعہ اسلام طاقتور ہوا آپ مسلمانوں کے پسندیدہ قائد تھے۔ اور راہ دکھانے والے اور ہدایت یافتہ تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی طاقت کو متحد کیا۔ ان کے ناداروں کو غنی کیا ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا۔ پس آپ پر سلامتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۰-۳-۳۶	پھر ایک (شرعی) گز کے بقدر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے آئے اور یوں کہے - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَ سَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَ مِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَ قَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَ مَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَ وَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَ لَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهٖ وَلَا تُخَيِّبْ سَعْيَنَا فِي زِيَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ [1]	بدایہ شرح مختار
۳۷	پھر وہاں سے ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے آئے[2] اور یوں کہے - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَمَّنِ اسْتَخْلَفَكَ فَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ حَيًّا وَ مَيِّتًا فَكَفَلْتَ الْاَيْتَامَ وَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا وَمَهْدِيًّا وَجَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ فَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ [3]	اختیار شرح مختار

[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبور شریف کی ہیئت کے متعلق حکم نمبر ۲۰-۳ کے پہلے حاشیہ کا [۳، ۴] اور نقشہ [۱۸] ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر في النذر بالحج — زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم	حوالہ
۲۸-۳-۳۰	ثم يرجع قدر نصف ذراع فيقول السلام عليكما يا ضجيعي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفيقيه ووزيريه ومشيريه والمعاونين له على القيام في الدين والقائمين بعده بمصالح المسلمين جزاكما الله تعالى احسن الجزاء جئنا كما نتوسل بكما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليشفع لنا ويسأل ربنا ان يتقبل سعينا ويحيينا على ملته ويميتنا عليها ويحشرنا في زمرته	كذا في الاختيار شرح المختار
۲۹	ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمن اوصاه بالدعاء ولجميع المسلمين	كذا في الاختيار شرح المختار
۳۰	ثم يقف عند رأسه صلى الله عليه وسلم كالاول ويقول اللهم انك قلت وقولك الحق وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ الاية وقد جئناك سامعين قولك طائعين امرك مستشفعين بنبيك رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ الاية رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً الاية سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ الى آخر السورة ويزيد في ذلك ما شاء وينقص ان شاء ويدعو بما يحضره من الدعا ويوفق له ان شاء الله تعالى	كذا في الاختيار شرح المختار

[1] اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام کرنے والو، اے حضورؐ کے ساتھیو، وزیرو، مشیرو، اور قیام دین میں آپ کے مددگارو، اور حضورؐ کے بعد مسلمانوں کی بہتری قائم رکھنے والو۔ تم دونوں پر سلام ہو۔ اللہ تعالی آپ دونوں کو سب سے اچھی جزا دے۔ ہم آپ دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ دونوں کا وسیلہ پکڑتے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔ اور ہمارے رب کی بارگاہ میں ہمارے لئے سوال کریں کہ اللہ جل شانہٗ ہماری (یہ) محنت قبول فرمائے۔ ہمیں حضورؐ کی ملت پر زندہ رکھے۔ اسی پر موت دے اور ہمیں قیامت کے دن آپ ہی کے زمرہ میں اٹھائے۔ (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۵ب/۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [3] ترجمہ اے اللہ تعالیٰ تونے خود فرمایا ہے اور تیرا فرمان حق ہے۔ کہ اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے تھے۔ اے پیغمبرؐ آپ کے پاس آجاتے اور اللہ تعالی سے مغفرت چاہتے۔ اور اللہ کا رسولؐ بھی ان کے حق میں مغفرت چاہتے تو وہ ضرور اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔ اے اللہ ہم تیرا فرمان سنتے ہوئے، تیرے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے تیری طرف تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ اے پروردگار تو ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں بخشدے۔ ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں دنیا میں بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری دے۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پاک ہے تیرا رب جو بڑی عزت والا رب ہے، وہ ان (نازیبا) باتوں سے پاک ہے جو (کافر) لوگ بیان کرتے ہیں۔ سلام ہو سب پیغمبروں پر اور ساری خوبیاں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (مترجم) [4] حکم نمبر ۴۵ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات ذیلی نمبر	سترہواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۲۸	پھر وہاں سے بقدر نصف (شرعی) گز کے واپس لوٹے اور یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ وَمُشِیْرَیْہِ وَالْمُعَاوِنِیْنَ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ فِی الدِّیْنِ وَالْقَائِمِیْنَ بَعْدَہٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا کُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَسْأَلَ رَبَّنَا اَنْ یَتَقَبَّلَ سَعْیَنَا وَیُحْیِیَنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْھَا وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ ؎۱	اختیار شرح مختار
۲۹	پھر وہ (زائر) اپنے لئے۔ اپنے والدین کے لئے اور اس شخص کے لئے جس نے اسے دعا کی وصیت کی ہو اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے ؎۲	اختیار شرح مختار
۳۰	پھر وہ (زائر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب پہلے کی طرح کھڑا ہو اور یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ - وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (النساء ۶۴) وَقَدْ جِئْنَاکَ سَامِعِیْنَ قَوْلَکَ طَائِعِیْنَ اَمْرَکَ مُسْتَشْفِعِیْنَ بِنَبِیِّکَ اِلَیْکَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (الحشر آیت ۱۰) سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الصّٰفّٰت آیت ۱۸۲) ؎۳ اور اگر چاہے تو ان دعاؤں میں اضافہ کرلے یا چاہے تو ان میں کمی کرلے اور جو دعا اسے دل میں آئے کرے ؎۴ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسے اسکی توفیق ملے گی ؎۵	اختیار شرح مختار

؎۵ اور رہنمائے حجاج ص۲۷۸، ص۲۷۹ میں ہے کہ (روضہ اقدس پر حاضری دے چکے تو) اسکے بعد مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونہ پر اس جگہ آئے جہاں وہ کمرہ بنا ہوا ہے جس میں موذن اذان دیتے ہیں۔ اس کی دیوار کے سامنے ملائکہ مقربین پر سلام پڑھا کرتے ہیں یہاں وہ بالاخانہ تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے شکر رنجی کے دوران قیام فرمایا تھا۔ وہاں یوں سلام پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا جِبْرَائِیْلَ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مِیْکَائِیْلَ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِسْرَافِیْلَ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عِزْرَائِیْلَ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَلَائِکَۃَ اللّٰہِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ کَافَّۃً عَامَّۃً اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ - ترجمہ:- آپ پر سلام ہو اے ہمارے سردار جبرائیل۔ آپ پر سلام ہو اے ہمارے سردار میکائیل ؑ۔ آپ پر سلام ہو اے ہمارے سردار اسرافیل ؑ۔ آپ پر سلام ہو اے ہمارے سردار عزرائیل ؑ۔ تم سب پر اور ہر ایک پر سلام ہو اے آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والو اللہ تعالیٰ کے فرشتو۔ ا۔ تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج مولفہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی وھکذا فی کتاب الحج ص۱۷۲۔ نیز حکم نمبر ۲۵/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۳۰-۳۱	ثم یأتی اسطوانة ابی لبابة رضؓ التی ربط نفسہ فیہا حتی تاب اللہ تعالی علیہ وھی بین القبر والمنبر فیصلی رکعتین ویتوب الی اللہ تعالی ویدعو بما شاء	کذا فی الاختیار شرح المختار

سلہ قدیم مسجد نبوی میں آٹھ ستون ہیں۔ انہیں استوانہ رحمت کہا جاتا ہے اب ان پر سنگ مرمر چڑھا ہوا ہے اور طلائی کام کیا ہوا ہے۔ امتیاز کے لئے نام کندہ ہے۔ نقشہ ۱۸ اور عکس ۱۹ ملاحظہ ہو۔ ان اسطوانوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اسطوانہ حنانہ۔ اسے اسطوانہ مخلقہ بھی کہتے ہیں۔ مخلقہ اس لئے کہ ان پر خصوصیت سے خلوق خوشبو ملی جاتی تھی۔ گو دوسرے اسطوانوں پر بھی ملی جاتی تھی۔ سب ستونوں میں یہ ستون زیادہ متبرک سمجھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۳۳۰ کے پہلے حاشیہ کا "۱" اور حکم ۳۴/۳۳۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۲) اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ یہ جگہ اسطوانہ حنانہ اور اسطوانہ ابولبابہؓ کے درمیان اسطوانہ ابولبابہؓ سے مغربی جانب ہے۔ اسے اسطوانہ مہاجرین بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ مہاجرین کی زیادہ نشست اس جگہ رہتی تھی۔ ایک قول کے مطابق حضور صلعم تحویل قبلہ کے بعد پندرہ روز تک اس اسطوانہ کے پیچھے نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ حضورؐ کا مصلی پہلے یہیں تھا پھر اسطوانہ حنانہ کی طرف تجویز ہوا۔ اسے اسطوانۃ القرعہ بھی کہتے ہیں۔ یہ نام اس لئے ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے حضورؐ کا ایک ارشاد روایت کیا کہ اس مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو جائے تو اس جگہ نماز پڑھنے والوں کا ہجوم ہو جائے اور قرعہ اندازی کی نوبت آئے۔ صحابہؓ کو اس جگہ کے معلوم کرنے کی جستجو رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے اصرار پر یہ جگہ بتائی۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اس اسطوانہ کے قریب اکثر نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۳) اسطوانہ ابولبابہ رضؓ یا اسطوانۃ التوبہ۔ اسطوانہ عائشہ رضؓ سے مشرقی جانب ہے۔ حضرت ابولبابہ بن منذر رضؓ صحابی تھے۔ ان سے بتقاضائے بشریت بعض کے ہاں غزوہ بنو قریظہ میں (اور بعض کے ہاں غزوہ تبوک کے وقت) ایک خطا سرزد ہو گئی تو آپ نے اپنے آپ کو اس جگہ ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جبتک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا۔ کئی دن گذر گئے۔ ان کے عزیز صرف انسانی ضرورت کے لئے کھولتے اور پھر باندھ دیتے کئی بار شدت تکلیف سے بیہوش بھی ہوئے۔ آخر رات کے وقت اللہ تعالی نے آپکی توبہ قبول فرمائی یہ بھی منقول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی اور کھولنا چاہا تھا تو حضرت ابولبابہ رضؓ نے قسم کھا کر کہا کہ جبتک حضورؐ خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ مجھے کھلنا منظور نہیں۔ چنانچہ صبح حضورؐ نے انہیں اپنے دست مبارک سے کھولا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضور یہاں نوافل ادا فرماتے۔ نماز صبح کے بعد یہاں جلوہ افروز ہوتے اور رات کے نازل شدہ قرآن مجید لوگوں کو سناتے۔ اس ستون کے پاس حضور کا اعتکاف بیٹھنا بھی منقول ہے۔ صحابہ میں سے ضعفاء اور مساکین کا اس ستون کے قریب بیٹھنا بھی منقول ہے۔

(۴) اسطوانہ سریر۔ یہ اسطوانہ ابولبابہ سے قدرے جنوبی طرف حجرہ شریف کی جالیوں سے ملا ہوا ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے۔ اور رات کو آرام کے لئے آپ کا بستر یہاں بچھایا جاتا تھا۔ غالباً کوئی تختہ نما چیز بچھائی جاتی ہوگی اس لئے یہ نام ہو گیا ہوگا

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب ۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰ - ۳۱	پھر وہ (زائر) اسطوانہ ابی لبابہؓ کو آئے جہاں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو (ستون سے) باندھا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور وہ جگہ قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان ہے۔ پس وہاں دو رکعتیں پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرے۔ اور جو چاہے دعا مانگے۔	اختیار شرح مختار

کیونکہ السریر تخت کو کہتے ہیں۔

(۵) اسطوانہ المحرس۔ یا حرس یا اسطوانہ علیؓ یہ جگہ اسطوانہ السریر سے شمالی جانب حجرہ شریف کی جالیوں کے ساتھ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ تشریف لے جاتے تو یہاں کوئی صحابی پہرہ کی غرض سے آ بیٹھتے۔ چونکہ اکثر حضرت علیؓ تشریف رکھتے اور نماز پڑھتے۔ اس لئے اسے اسطوانہ علیؓ بھی کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عائشہؓ کے ہاں سے تشریف لاتے تو اس جگہ سے گذرتے۔

(۶) اسطوانۃ الوفود۔ یہ جگہ اسطوانۃ المحرس سے شمالی جانب حجرہ شریف کی جالیوں کے ساتھ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جو وفود اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوتے تو حضور یہاں جلوہ افروز ہوکر انہیں مشرف باسلام فرماتے اور اسلام کے احکام کی تلقین فرماتے۔

(۷) اسطوانہ تہجد مسجد نبوی کے باب جبریلؑ سے داخل ہوں تو یہ جگہ عین سامنے پڑتی ہے اس کے دائیں جانب اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے اور بائیں جانب بستان فاطمہؓ اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے لئے ایک بوریا کا مصلیٰ بچھا دیا جاتا تھا۔ جب سب لوگ چلے جاتے تو رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تہجد ادا فرماتے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تین شب جو نماز تراویح ادا فرمائی اور پھر فرض ہونے کے خوف سے چھوڑ دی تھی وہ اس جگہ ادا فرمائی تھی۔ مگر بعض کے ہاں نماز تراویح مسجد میں پڑھی گئی تھی اور یہ جگہ اس وقت مسجد نبوی میں شامل نہ تھی۔ بعض کے ہاں یہاں سے آپ نے نماز تہجد کا مصلیٰ اٹھوا دیا تھا۔ کہ کہیں فرض نہ ہو جائے۔ اب اس جگہ محراب تہجد بنا دیا گیا ہے۔

(۸) اسطوانہ جبریل علیہ السلام یہ مقام حضرت جبریلؑ امین کے آنے کی خاص جگہ تھی حضرت جبریل وحیہ کلبیؓ کی شکل میں یہاں تشریف لاتے تھے۔ اسے ستون مربعۃ البصیر بھی کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم	حوالہ
۳۳۰-۳۲	ثم یأتی الروضة وهی كحوض المربع وفيها يصلی امام الموضع اليوم فيصلی فيها ما تيسر له ويدعو ويكثر من التسبيح والثناء علی الله تعالی والاستغفار	كذا فی الاختيار شرح المختار
۳۳	ثم یأتی المنبر فيضع يده علی الرمانة التی كان صلی الله علیه وسلم يضع يده عليها اذا خطب ليتناول بركة الرسول صلی الله علیه وسلم ويصلی عليه ويسأل الله ماشاء ويتعوذ برحمته من سخطه وغضبه	كذا فی الاختيار شرح المختار
۳۴	ثم یأتی الاسطوانة الحنانة وهی التی فيها بقية الجذع الذی حنّ الی النبی صلی الله علیه وسلم حين تركه وخطب علی المنبر فنزل صلی الله علیه وسلم واحتضنه فسكن	كذا فی الاختيار شرح المختار
۳۵	ويجتهد ان يحيی ليله مدة مقامه بقراءة القرآن وذكر الله تعالی والدعاء عند المنبر والقبر وبينهما سراً وجهراً	كذا فی الاختيار شرح المختار
۳۶	ويكثر الصلوة بالمدينة مادام فيها	كذا فی المحيط فی آخر فصل تعليم اعمال الحج

سلہ روضۃ الجنہ کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۲۳۰ کا چوتھا حاشیہ ۔ نقشہ ۱۸ ۔ اور عکس ۱۹ ملاحظہ ہو ۔ اور تاریخ الحرمین طبع سہ کے صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ مدینہ منورہ میں روضہ شریف سے مراد مسجد نبوی کا وہ حصہ ہے جسکے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ بخاری ومسلم یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر آپکے گھر یعنی حجرہ شریف میں ہی بنی ہے ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کیلئے روضہ شریف کی بجائے حجرہ شریف کے الفاظ آتے ہیں ۔ اور حجرہ شریف ۔ مقصورہ شریف اور مواجہہ شریف کے الفاظ کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۳۳ کے پہلے حاشیہ کے سلہ کا آخری حصہ ملاحظہ ہو) روضۃ الجنہ کی لمبائی تقریباً ۲۲ میٹر اور چوڑائی تقریباً ۱۵ میٹر ہے ۔ جس میں جنوبی طرف حضرت عمرؓ وعثمانؓ کے اضافہ کا امتیاز تقریباً ایک میٹر اونچے نحاس اصفر (یعنی پیتل) کے کٹہرے سے ہوتا ہے ۔ روضۃ الجنہ میں نمازیوں کی بھیڑ رہتی ہے ۔ وہاں زائرین اور قارئین کے لئے خوبصورت خط سے لکھے ہوئے قلمی اور طبع شدہ وقف قرآن مجید رکھے رہتے ہیں ۔ اور صفحہ ۱۴۴ میں ہے کہ یوں تو ساری مسجد نبویؐ حسین تر ہے نمازیوں کے لئے نفیس ترین اور قیمتی قالین بچھے رہتے ہیں ۔ مگر روضۃ الجنہ تو نظافت لطافت اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے (مترجم) سلہ آجکل سے مراد حکم ہذا کے ماخذ اختیار شرح مختار کے مؤلف کا زمانہ مراد ہے ۔ ورنہ آجکل چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں امام صاحب محراب عثمانی میں نماز پڑھاتے ہیں (مترجم) سلہ دعا کے متعلق حکم ۴۵ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ اس منبر شریف کے متعلق حکم ۱۲/۲۳۰ کا پہلا حاشیہ اور عکس سلہ ۱۹ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم) سلہ رمانہ سے مراد منبر شریف کی وہ مونٹھ ہے جو انار کی شکل میں کناروں پر بنی ہوتی ہے شفا قاضی عیاض میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ آپ نے منبر شریف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ پھیرا اور وہ ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیرا ۔ اور ابن قسیطؒ اور عتبیؒ کہتے ہیں کہ منبر شریف کا وہ رمانہ جو قبر اطہر کے نزدیک ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے صحابہ کرام تبرک کے لئے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا کرتے تھے ۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ نیچے والے رمانہ پر ہاتھ رکھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہاتھ رکھا کرتے تھے ۔ اور ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اب وہ رمانہ باقی نہیں رہا ۔ جب مسجد نبویؐ میں آگ لگی تو وہ جل گیا حکم نمبر ۱۲/۲۳۰ کے پہلے حاشیہ کا ج ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ دعا کے متعلق حکم نمبر ۴۵ب/۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۳۲	پھر وہ (زائر) روضۃ الجنہ[1] میں آئے۔ اور یہ جگہ مربع حوض کی مانند ہے۔ آجکل امام[2] وہیں نماز پڑھتا ہے۔ پس وہاں جسقدر ہوسکے نماز پڑھے۔ دعا مانگے[3] اور سبحان اللہ اللہ کی ثناء کا ذکر اور استغفار کثرت سے کرے۔	اختیار شرح مختار
۳۳	پھر وہ (زائر) منبر شریف[4] کے پاس آئے۔ اور اپنا ہاتھ اس رمانہ[5] پر رکھے جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک خطبہ کے وقت رکھا کرتے تھے۔ تاکہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک حاصل ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سے جو چاہے مانگے[6] اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طفیل اس کے غضب اور غصہ سے پناہ مانگے	اختیار شرح مختار
۳۴	پھر وہ (زائر) اسطوانہ حنانہ[7] کے پاس آئے یہ جگہ وہ ہے جس میں لکڑی کے اس تنہ کا بقیہ (دفن) ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ کر منبر شریف پر خطبہ پڑھا تو تنہ میں سے رونے کی آواز آئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اترے اسے اپنے ساتھ لگایا جس طرح ماں اپنے بچہ کو ساتھ لگاتی ہے۔ تو وہ چپ ہوگیا۔	اختیار شرح مختار
۳۵	اور وہ (زائر) پوری کوشش کرے کہ جبتک مدینہ منورہ میں رہے۔ شب بیداری - قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور منبر شریف اور قبر اطہر کے پاس اور دونوں کے درمیان خفیہ اور جہرا دعا مانگے[8]	اختیار شرح مختار
۳۶	اور وہ (زائر) جبتک مدینہ منورہ میں رہے درود شریف کثرت سے پڑھے[9]	محیط

[7] اسطوانہ حنانہ یا مخلقہ - اس جگہ وہ تنہ تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تھے اس کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۳۳۰ کے حاشیہ کا[1]، ۱۶/۳۳۰ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو — جب منبر شریف بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے اسپر تشریف فرما ہوئے۔ تو اس تنہ سے زور زور سے رونے کی آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اس پر دست مبارک رکھا۔ اپنے ساتھ لگایا تو وہ سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا تھا۔ اب منبر بن جانے پر اس سے محروم ہوگیا۔ تو یہ رو پڑا۔ اگر میں اسپر ہاتھ نہ رکھتا تو قیامت تک اسیطرح روتا رہتا۔ اس کے بعد اس کو دفن کر دیا گیا۔ اس ستون کے واقعہ کا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے۔ اور یہ واقعہ دس صحابہ سے مروی ہے۔ امام مالک کا ارشاد ہے کہ مسجد نبویؐ میں نماز کے لئے سب سے افضل جگہ یہی ہے۔ بعد میں اس جگہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا دی گئی جو کہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے بنوائی تھی یہ نزہۃ الناظرین میں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۳۳۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو اور باقی اسطوانوں کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۳۳۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] دعا کے متعلق حکم نمبر ۴۵/۳۰۳ کا حاشیہ و ۹۹/۳۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور شرح لباب میں ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام میں امام اعظمؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں قبر اطہر پر کثرت سے حاضری پسندیدہ ہے۔ اور امام مالکؒ کے ہاں کثرت سے حاضری پسندیدہ نہیں ہے (کا ہے گا ہے زیادہ پسندیدہ ہے) کہ مبادا بار بار کی حاضری سے طبیعت میں شوق و رغبت کی کمی آجائے۔ نیز لکھا ہے کہ قبر اطہر کے مقابل سے گذرنا ہو تو کھڑے ہو کر سلام کرکے آگے بڑھے۔ حضرت ابو حازم صحابی رضؓ کو ایک شخص نے کہا کہ میں خواب میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو حازمؓ سے کہدینا کہ تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہو کھڑا ہو کر سلام بھی نہیں کرتے۔ اس کے بعد حضرت ابو حازمؓ کا معمول ہوگیا تھا کہ جب ادھر گذرتے کھڑے ہو کر سلام کرکے آگے بڑھتے۔ نیز لکھا ہے مسجد نبوی میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارے۔ جو اعتکاف میسر ہو کرلے۔ کم از کم ایک ختم قرآن کرے۔ مسجد نبوی میں حجرہ شریف کیطرف اور باہر ہو تو قبہ شریف کی طرف ذوق و شوق سے دیکھنے کی بھی فضیلت ہے یہ شرح لباب و شرح مناسک نووی (مترجم)

[9] درود شریف کے متعلق حکم نمبر ۶/۳۳۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
٣٣٠-٣٧	ویستحب ان یخرج بعد زیارتہ علیہ السلام الی البقیع[١] فیأتی المشاهد والمزارات خصوصاً قبر سید الشهداء حمزۃ[٢] رضی اللہ عنہ ویزور فی البقیع قبۃ العباس[٣] وفیها معہ الحسن بن علی رض وزین العابدین وابنہ محمد الباقر وابنہ جعفر الصادق و قبۃ امیر المومنین عثمان وقبہ ابراهیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجماعۃ من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمتہ صفیۃ وکثیرا من الصحابۃ والتابعین رضی اللہ عنهم اجمعین کذا فی الاختیار شرح المختار	

ـه ١ جنت البقیع مدینہ منورہ کا مشہور تاریخی قبرستان ہے۔ اسکے متعلق عکس ٢١ ، نقشہ ٢٥ ملاحظہ ہو۔ پہلے یہاں غرقد کے درخت ہوتے تھے اسلئے اسے بقیع غرقد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قبرستان شہر سے متصل مشرقی جانب ہے۔ باب عبد العزیز سے ایک فراخ سڑک آتی ہے اور فاصلہ مسجد نبوی سے دو تین فرلانگ کا ہے اب جنت البقیع کے چاروں طرف تقریباً ٨ فٹ اونچی دیوار ہے شمالی جانب دو دروازے ہیں جو سر شام بند کر دئے جاتے ہیں اور صبح نماز کے بعد کھول دئے جاتے ہیں۔ پولیس کا پہرہ رہتا ہے تاکہ جہلا غلط رسمیں نہ کریں۔ اس قبرستان میں بہت سے صحابہ کرام رض اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ امام مالک رح فرماتے ہیں کہ یہاں دس ہزار سے زائد صحابہ کرام رض مدفون ہیں۔ منقول ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار ایسے افراد اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہونگے وہ جنت البقیع سے اٹھکر بلا حساب وکتاب جنت میں چلے جائینگے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ پھر ابوبکر رض وعمر رضی اللہ عنهما پھر اہل بقیع اور اہل مکہ اٹھیں گے۔ جنت البقیع میں زیارت شروع کرنے کی جگہ کے متعلق اہل علم کے کئی قول ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت پہلے کرے۔ کیونکہ وہاں وہ سب سے افضل ہیں بعض کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم رض بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے زیارت شروع کرے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر سے زیارت شروع کرے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنها کی قبر کی زیارت پر ختم کرے۔ اسلئے کہ حضرت عباس رض کی قبر پہلے آتی ہے۔ نیز آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ اور ان کی قبر کے ساتھ حضرت حسن رض اور دیگر اہل بیت اطہار کی قبریں ہیں۔ اور ان سب کا مجموعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے بڑھ جائے گا۔ ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ یہی مناسب ہے اور اسی میں زائرین کو سہولت ہے۔ نیز زیارت قبور کے مزید آداب کے متعلق حکم ٣٨/٢٢٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـه ٢ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے متعلق حکم نمبر ٣٩/٣٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـه ٣ جنت البقیع کے شمالی دروازہ سے داخل ہوتے ہی ایک سیدھی روش کے اختتام پر ایک احاطہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی پائنتی کی طرف حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ حضرت زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ۔ حضرت امام باقر بن زین العابدین رح اور حضرت امام جعفر صادق بن امام باقر رح کی قبریں ہیں۔ اور بعض کے قول کے بموجب حضرت فاطمۃ الزهراء رضی اللہ عنها کی قبر یہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ٣٠/٣٣٠ کے حاشیہ کا ١١ ، ٣٨/٣٣٠ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اس قطعہ کے ساتھ ہی روش کے گوشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت زینب رض حضرت رقیہ رض اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنهن آرام فرما ہیں۔ یہ تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہی وفات پا گئی تھیں اس قطعہ سے آگے ازواج مطہرات کی قبریں ہیں۔ البتہ حضرت خدیجۃ الکبری رض کی قبر کے متعلق حکم نمبر ١٥٧/٣٠٣ کے حاشیہ کا ٢٢ اور حضرت میمونہ رض کی قبر کے متعلق حکم نمبر ٦/٣٣ کے دوسرے حاشیہ کا نمبر ١١ ملاحظہ ہو۔ باقی ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت خزیمہ رض حضور کے عہد میں ہی وفات پا گئی تھیں اور حضور نے ان کا جنازہ پڑھایا اور اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا۔ بقیہ ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وفات پائی۔ حضرت زینب بنت جحش رض ٢٠ ھ میں پچاسی سال کی عمر میں فوت ہوئیں حضرت عمر رض نے جنازہ پڑھایا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنها ٢٢ ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت ام حبیبہ رض ٤٢ ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنها ٤٥ ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنها ٥٠ ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت جویریہ رض

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب ۔ حج کی منت ماننے کے احکام ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۰-۳۳-۳۷	اور زائر کیلئے مستحب ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد جنت البقیع کو جائے[۱] اور مشاہد و مزارات کی زیارت کرے ۔ خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ[۲] رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرے ۔ اور جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ کی زیارت کرے ۔ اس میں ان کے ساتھ حضرت حسن رضی بن علی رضی حضرت (علی بن الحسین رضی المعروف) زین العابدین رح اور ان کے صاحبزادے حضرت محمد باقر رح اور ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رح بھی مدفون ہیں ۔ اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے قبہ کی زیارت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ۔ اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبور کی زیارت کرے[۳] ۔	اختیار شرح مختار

کے درمیان حضرت علی رض کے بھائی حضرت عقیل رض اور انکے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رض کی قبریں ہیں۔ ان سے آگے حضرت امام مالک رح اور انکے استاد قاری مدینہ حضرت نافع رح کی قبروں کے نشان ہیں ذرا آگے حضرت ابراہیم رض بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت عثمان بن مظعون رض کی قبر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں اور حضور نے انکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اور بقیع میں مہاجرین میں سب سے پہلے دفن ہوئے۔ ان کے قریب حضرت عبدالرحمن بن عوف رض فاتح اعظم حضرت سعد بن ابی وقاص رض فقیہ اعظم حضرت عبداللہ بن مسعود رض۔ حضرت ابن حذافہ اسہمی رض حضرت اسعد بن زرارہ رض اور ایک قول کے بموجب حضرت علی رض کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبریں یہاں ہیں۔ بقیع کے مشرقی حدود کے پاس امام مظلوم شہید الدار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ یہ جگہ بعد میں بقیع میں شامل ہوئی تھی۔ یہاں سے شمال کیطرف احاطہ کی دیوار کے نیچے حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رض کی قبر اور بقیع میں داخلہ کے دروازہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کی قبریں بتائی جاتی ہیں۔ نیز جنت البقیع کی دیوار کے باہر مشرقی جانب تقریباً ۵ فٹ ہٹ کر حضرت ابو سعید خدری رض کی قبر اور ساتھ ہی انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رض کی قبر ہے۔ جنکی وفات پر عرش معلی کانپ اٹھا تھا۔ اور ایک قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رض کی قبر بھی یہیں ہے شمال مغربی دیوار سے متصل صحابہ رض اور اہل مدینہ کے وہ سو شہداء مدفون ہیں جنہیں ۶۳ھ کے واقعہ حرہ میں شہید کیا گیا تھا۔ مشہور ہے کہ اس واقعہ میں ۷۰۰ شہید ہوئے تھے۔ جنت البقیع سے واپس آتے ہوئے مدینہ منورہ کے اندر حضرت ابو سعید خدری رض کے والد حضرت مالک بن سنان رض کی قبر اور شہر کے قریب شامی دروازہ کیطرف حضرت نفس ذکیہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی رض کی قبر ہے۔ جنت البقیع کے دروازہ سے نکل کر سڑک کے پار حضرت عباس رض کی قبر کے مقابل دو سڑکوں کے درمیان حضرت اسمٰعیل بن جعفر رح کی قبر ہے۔ نیز مسجد نبوی کے مغربی جانب قالیسوں والے چوک کے شمال مغربی طرف ایک کوچہ مدینہ منورہ کی قدیم آبادی کیطرف جاتا ہے اس پر شارع عینیہ کے متصل گنجان محلہ کے تنگ کوچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رض کی قبر ہے جنکا انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے سفر شام سے واپسی پر مدینہ منورہ میں اپنے ددھیال کے ہاں قیام کے دوران ہو گیا تھا۔ اور اس شخص نے اپنے مکان کے بالمقابل قطعہ زمین میں دفن کیا تھا بعد میں ترکوں نے پختہ قبر بنوا دی تاریخ تعمیر یہ کندہ ہے۔ قبر پاکیزہ والد پیغمبر است ۱۲۴۵ھ (اندر نہیں جا سکتے کیونکہ عمارت سنگ بستہ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر ایک قول کے بموجب ابواء میں ہے۔ ابواء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مستورہ نامی جگہ سے ہٹ کر چھوٹا سا گاؤں ہے۔ حضور ۶ھ میں والدہ محترمہ کی قبر پر تشریف لے گئے تھے اور ان کی یاد میں گریہ فرمایا تھا۔ تاریخ الحرمین عربی طبع ہم کے ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سیدہ آمنہ رض آپکو ساتھ لیکر آپ کے دادا عبدالمطلب رض کے ننھیال بنی عدی بن النجار کے ہاں مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تو وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر مکہ مکرمہ واپس آتے ہوئے راستہ میں بیمار پڑ کر وفات پا گئیں اور ابواء کے مقام پر دفن کی گئیں۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ بعد میں انہیں المعلی (یعنی مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان) میں منتقل کیا گیا۔ (واللہ اعلم) اسماء بنت رہم رض فرماتی ہیں کہ میں، والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کی بیماری میں آخری وقت حاضر تھیں۔ حضور صلعم کی عمر تقریباً پانچسال تھی۔ اسوقت آپ اپنی والدہ محترمہ کے سرہانے کیطرف تھے کہ سیدہ آمنہ رض نے آپکے چہرہ انور پر نظر ڈالی تو فرمانے لگیں بارک فیک اللہ یا غلام۔ یا ابن الذی نجا من الحمام۔ بمائۃ من ابل سوام۔ ان صح ما ابصرت فی المنام۔ فانت مبعوث الی الانام۔ تبعث فی الحل وفی الحرام تبعث فی التحقیق والاعلام۔ دین ابیک البر ابرھام (ملخصاً) ترجمہ:۔ "میرے لخت جگر، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ اے ایسے باپ کے بیٹے جو اپنے باپ کی منت کے بموجب ذبح کیا جانے لگا تھا۔ اور پھر سو اونٹوں کے فدیہ میں موت سے بچے تھے۔ اے میرے نور نظر، اگر وہ بشارتیں ٹھیک ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا ہے تو ایک وقت آئیگا کہ تو سب کیلئے اللہ کا رسول مبعوث ہوگا۔ بتوں کو بیزار ہوگا۔ اور اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی ملت پر توحید پھیلائیگا۔ اسماء بنت رہم رض روایت کرتی ہیں کہ اسکے بعد سیدہ آمنہ رض کے ہونٹوں پر یہ الفاظ تھے کل حی میت وکل جدید بال۔ وکل کثیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق۔ وقد ترکت خیرا وولدت طھرا۔ ثم ماتت رضی اللہ عنھا ترجمہ:۔ ہر زندگی پانیوالا آخر کار مرتا ہے۔ ہر نیا بالآخر پرانا قرار پاتا ہے۔ اور ہر شی خواہ کثیر ہی کیوں نہ ہو فنا ہو کر رہتی ہے۔ میں بھی اس دنیا سے جا رہی ہوں مگر میری یاد باقی رہے گی اسلئے کہ میں خیر سے بھرپور پاکیزہ

حوالہ	الباب السابع عشر فی النذر بالحج — زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم	دفعات وشق نمبر
کذا فی الاختیار	ویصلی فی مسجد فاطمة[1] رضی الله عنها بالبقیع	۲۳-۲۸
کذا فی الاختیار شرح المختار	ویستحب ان یزور شهداء احد[2] یوم الخمیس ویقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار سلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء الله بکم لاحقون ویقرأ آیة الکرسی وسورة الاخلاص	۲۹

۱ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف بعض کے ہاں ان کے اپنے گھر میں ہے چنانچہ ایک قول کے بموجب مسجد نبوی میں حجرہ شریف کے اس طرف جس طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ مبارک ہے آپ کو دفن کیا گیا۔ (حکم نمبر ۲۳/۲۴ کے حاشیہ کا ۱۱ ملاحظہ ہو)

اور بعض کے ہاں آپ کی قبر شریف جنت البقیع کے دروازہ کے پاس بیت الحزن میں اپنی مسجد میں ہے۔ اور بعض کے ہاں آپ حضرت عباس رضؓ (اور حضرت حسن رضؓ) کی قبر کے قریب مدفون ہیں۔ (حکم نمبر ۲۷/۲۳ کا تیسرے حاشیہ کا شروع حصہ ملاحظہ ہو) اور اس قول کو حضرت حسن رضؓ کی اس وصیت سے تقویت ملتی ہے کہ "اگر مروان وغیرہ مجھے میرے جد امجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہونے کی اجازت نہ دیں۔ تو مجھے بقیع میں میری والدہ کی قبر کے پاس دفن کر دینا۔" ویسے زائر کو چاہیئے کہ تینوں جگہ حاضری دیدے۔ نیز عکس نمبر ۲۴ و نقشہ نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ اُحد کا پہاڑ مدینہ منورہ سے شمال مشرق کی طرف تقریباً اڑھائی میل پر ہے۔ عکس ۲۳ اور نقشہ ۲۴ ملاحظہ ہو۔ یہ پہاڑ شرقاً غرباً تقریباً دس ہزار گز لمبا ہے۔ اس کی کئی چوٹیاں ہیں۔ اسکے پتھر مختلف رنگ کے ہیں۔ اور اس میں سرمہ بھی عمدہ قسم کا ملتا ہے۔ ۳ھ میں مشہور غزوہ احد یہاں ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر تم احد پر جاؤ تو اس کے درخت سے کچھ ضرور کھاؤ۔ خواہ کانٹا ہی ہو۔ نیز کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام جب حج سے فارغ ہوئے تو واپسی پر حضرت ہارون علیہ السلام احد پر وفات پا گئے۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار احد پہاڑ کے دامن میں ہے۔ زائر کو چاہیئے کہ اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے پھر سکون و وقار کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرے۔ اس کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ اور حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کی قبریں ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں ستر شہداء کی قبریں ہیں۔ غزوہ احد کے شہداء کی قبریں الگ الگ نہ تھیں۔ بلکہ دو دو تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں رکھا گیا تھا۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدموں کے پاس والی قبر اور وہ قبر جو مسجد حمزہ کے صحن میں ہے۔ یہ شہدائے احد میں سے نہیں ہیں۔ منقول ہے کہ سنہ ۴۹ھ میں ایک نہر کھودنے کے دوران شہداء احد کی چند قبریں کھل گئیں تو ان کے اجسام غنچوں کی طرح تر و تازہ پائے گئے۔ ان میں سے بعض نے اپنے ہاتھ اپنے زخموں پر رکھے ہوئے تھے۔ ہاتھ اٹھانے سے تازہ خون جاری ہو جاتا۔ اور چھوڑ دینے سے ہاتھ پھر زخم پر جا ٹھہرتا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک کی طرف تقریباً دو فرلانگ پر وہ مقام ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ اس مقام پر چھوٹی سی مسجد کے آثار باقی ہیں۔ اس سے آگے اسی جانب احد پہاڑ میں وہ مقام بتایا جاتا ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد میں زخمی حالت میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ جہاں ابو سفیان رضؓ نے جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پھر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے متعلق، اور حضرت عمر رضؓ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ کیا وہ تم میں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جواب نہ دیں۔ تو ابو سفیان جواب نہ پا کر کہنے لگے سب مارے گئے۔ اور نعرہ لگایا "اُعْلُ ھُبَلُ" یعنی ہبل کی جے" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مسلمانوں نے جوابی نعرہ لگایا "اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ" یعنی اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ بلند شان

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ملنے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳-۲۸	اور (زائر) جنت البقیع میں مسجد فاطمہ [۱] رضی اللہ عنہا میں نماز پڑھے۔	اختیار
۲۹	اور (زائر کیلئے) مستحب ہے کہ جمعرات کے دن شہدائے [۲] احد کی زیارت کرے اور یہ دعا پڑھے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اور آیۃ الکرسی اور سورۃ فاتحہ پڑھے [۳]۔	اختیار شرح مختار

اور جلال والا ہے۔ پھر ابوسفیان نے جواباً کہا "لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ" یعنی ہمارے لئے عزیٰ (مشرکین نے جس کا بت بنا رکھا تھا) حاجت روا ہے اور تمہارے لئے عزیٰ نہیں ہے۔ اس پر مسلمانوں نے جواب الجواب میں نعرہ لگایا۔ "اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ" یعنی ہمارا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارا حاجت روا کوئی نہیں ہے۔ رہنمائے حجاج میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ کا مزار احاطہ کے بیچ میں ہے اگر اس احاطہ کے دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوں تو سامنے ہی وہ پہاڑی ہے جسے جبل رماۃ کہتے ہیں۔ جہاں تیر انداز صحابہ متعین کئے گئے تھے۔ اسی کے قریب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اصل شہادت گاہ کی عمارت کے کھنڈر ہیں۔ بعد میں آپ کی قبر شریف سیلاب میں آجانے کے سبب آپ کو موجودہ جگہ منتقل کیا گیا۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج ص ۳۰۵ مؤلفہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی مدظلہ (مترجم)

[۳] ترجمہ:- اے شہداء تم پر سلام ہو۔ اسلئے کہ تم نے صبر کیا۔ پس عاقبت کا گھر بہت ہی اچھا ہے۔ تم پر سلام ہو اے قوم مومنین کے گھر والو۔ اور ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ نیز زیارت قبور کے مزید آداب کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۲۲۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج	زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۲۳۰-۴۰	ویستحب ان یأتی مسجد قبا یوم السبت کذا ورد عنه علیه السلام		کذا فی الاختیار شرح المختار

[1] مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کئی ایسی مساجد ہیں جو تاریخی ہیں اور جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھنا منقول ہے۔ گو اس زمانہ کی تعمیر موجود نہیں رہی مگر جگہیں وہی ہیں اور یہ جگہیں آثار رحمت اور تبرک سے خالی نہیں۔ ان مساجد کے متعلق نقشہ نمبر ۲۷ ، عکس ۲۶ ، ۲۲ ملاحظہ ہوں نیز ایسی تقریباً ۳۱ مساجد کے متعلق درج ذیل فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) مسجد قبا۔ یہ مسجد مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ عکس ۲۲ ملاحظہ ہو۔ یہ مسجد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ (اس شہر کا پہلا نام یثرب تھا اس کے متعلق حکم ۳۳۰/ش کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) تشریف لائے تو قبا میں کلثوم بن ہدم رض کے مکان پر ٹھہرے۔ جو قبیلہ بنو عمرو بن عوف کی شاخ بنو عبید سے تھے حضور کے ملاقاتیوں کے لئے سعد بن خثیمہ رض کے ہاں تشریف رکھتے کیونکہ وہ مجرد تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں خبیب بن اساف رض کے ہاں ٹھہرے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کی جگہ کلثوم بن ہدم رض کی افتادہ زمین تھی۔ جہاں کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ مسجد قبا کا پہلا بنیادی پتھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ دوسرا پتھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور تیسرا پتھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ گاڑ کر قبلہ کی سمت متعین فرمائی تھی۔ ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ المسجد الحرام مسجد نبوی اور المسجد الاقصی کے بعد دنیا کی سب مسجدوں میں سے مسجد قبا افضل ہے۔ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ مسجد قبا میں دو رکعت نماز کا ثواب عمرہ کرنے کے برابر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۰ رمضان المبارک کی صبح کو مسجد قبا میں تشریف لے جانا مروی ہے۔ مسجد قبا تک سڑک موجود ہے۔ مسجد کی عمارت ترکی عہد کی تھی ۱۳۸۹ھ میں شاہ فیصل مرحوم نے تجدید و توسیع کرائی اور صدر دروازہ اور محراب پر یہ آیت لکھوائی۔ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ آیت ۱۰۸ سورہ توبہ۔ یعنی وہ مسجد جو پہلے دن سے ہی پرہیزگاری اور تقوی پر بنائی گئی ہے۔ وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز کیلئے کھڑے ہوں،، اس آیت اترنے کی جگہ پر مسجد کے صحن میں محراب بنا دی گئی تھی اس محراب کے سامنے ذرا بائیں ہاتھ حضور کی

(۲) مسجد جمعہ۔ یہ مسجد مسجد قبا سے تقریباً آدھ میل مدینہ منورہ کے شہر کی طرف سڑک سے مشرقی سمت تقریباً ۲۰۰ فٹ کے فاصلہ پر نشیبی جگہ میں ہے۔ اور اب یہ ایک عمارت کے صحن میں گھر گئی ہے۔ یہ مسجد مسجد نبوی سے مشرق کی جانب قبا کے نئے راستہ میں وادی رانونا میں بستان الجزع کے پاس ہے۔ اس جگہ بنو سالم آباد تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ یہیں پڑھایا تھا۔ یہ مسجد تقریباً ۲۲ × ۱۶ فٹ ہے۔

(۳) مسجد قبلتین۔ یہ چھوٹی سی مسجد احد پہاڑ سے بسمت مغرب مدینہ منورہ سے شمال مغربی طرف وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔ سنہ ۲ھ ۱۵ شعبان بروز شنبہ کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی سلمہ میں ام مبشر رض کے ہاں کھانا تناول فرمایا۔ وہیں ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ وہاں کی مسجد میں ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ رخ بیت المقدس کی طرف تھا کہ جبرئیل امین نے رُخ بیت اللہ شریف کی طرف کرنے کا حکم پہنچایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہی خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا اور بقیہ دو رکعتیں بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے پڑھیں۔ پرانے قبلہ کا نشان شمالی دیوار پر ہے۔ اور نئے قبلہ کا محراب جنوبی دیوار میں ہے۔ بعض کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حضرت بشر بن براء بن معرور رض کے ہاں تھی۔

(۴) مسجد فتح یا احزاب۔ یہ مسجد قبلتین سے واپسی پر جبل سلع کے دامن میں مغربی کنارے پر ہے۔ سنہ ۵ھ میں جب تمام کفار جمع ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے چڑھ آئے اور مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن یعنی سوموار۔ منگل اور بدھ وار کو یہاں

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب - حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰ - ۴۰	اور (زائر کے لئے) مستحب یہ ہے کہ وہ ہفتہ (یعنی سنیچر) کے دن مسجد قبا جائے ^۱^۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی وارد ہے ^۲^	اختیار شرح مختار

نمازیں ادا فرمائیں اور دعا کی۔ چنانچہ تیسرے دن آپ کو اجابت کی بشارت ملی اور ایسی آندھی آئی کہ کفار کو واپس ہوتے بغیر بن نہ پڑی۔ اور پھر کبھی مدینہ منورہ پر چڑھائی کی ہمت نہ کی۔ حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ جب انہیں کوئی مشکل پیش آتی تو مسجدِ فتح میں جاکر دعا کرتے اور اجابت کی بشارت ملتی۔

(۵) مسجد بنی حرام - مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے کہتے ہیں کہ اسکے قریب ایک غار ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ غزوہ خندق کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوقتادہ رضؓ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ سجدہ میں طویل سجدہ فرمایا کیونکہ جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچاکر یہ پیغام دیا تھا کہ آپؐ امت کے معاملہ میں غمگین نہ ہوں ہم آپ کو راضی کریں گے۔

(۶ تا ۱۰) مساجد خمسہ - یعنی مسجد سلمان فارسی رضؓ۔ مسجد سیدنا علی رضؓ۔ مسجد سیدنا عمر رضؓ۔ مسجد سعد بن معاذ رضؓ اور مسجد سیدنا ابوبکر رضؓ یہ مسجدیں مسجد فتح کے قریب ہی پہاڑ کے دامن میں چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ غزوہ خندق ۵ھ کے دوران جہاں ان حضرات کے خیمے تھے وہاں یادگار مصلیٰ بنا دیئے گئے۔ غالباً تعمیر ترکی عہد کی ہے۔ عکس ۲۲ ملاحظہ ہو۔

(۱۱) مسجد شمس یا مسجد فضیخ - یہ مسجد مدینہ منورہ سے تقریباً ۱/۲ میل بسمت جنوب مشرق اور عوالی سے مشرقی جانب ہے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نضیر کی سرکوبی کے لئے چھ دن قیام فرمایا اور نمازیں ادا فرمائیں۔ راستہ کچا ہے۔ اور پیادہ ہی جانا پڑتا ہے۔ راستہ میں خاکِ شفا کا مبینہ میدان آتا ہے۔ (حکم نمبر ۴۲/۴۴ کے پہلے حاشیہ کا ۱۳ ملاحظہ ہو) چونکہ اس موقع پر حضرت ابوایوب انصاری نے شراب حرام ہونے کی اطلاع پاکر فضیخ یعنی کھجور کی شراب کے مٹکے گرادئے تھے۔ اس لئے اسے مسجد فضیخ بھی کہتے ہیں۔ اور بلندی پر ہونے کی وجہ سے یہاں سورج پہلے دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے اسے مسجدِ شمس بھی کہتے ہیں۔ یہ چار دیواری کی شکل میں ہے۔

(۱۲) مسجد بنی قریظہ - یہ مسجدِ فضیخ سے تھوڑے فاصلہ پر مشرق کی طرف ہے۔ بنو قریظہ کے محاصرہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا تھا۔ اور جب یہودیوں نے حضرت سعد بن معاذ رضؓ کو اپنا حَکَم تسلیم کیا تو انہوں نے اس جگہ فیصلہ سنایا تھا۔

(۱۳) مسجد اجابہ یا بنی معاویہ۔ جنۃ البقیع سے نصف میل شمال مشرق کی طرف "بستان سماں" کے پاس ہے اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے۔ حضور یہاں تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعا میں مشغول رہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں ایک یہ کہ اے اللہ تعالیٰ میری امت قحط سالی کے عذاب سے تباہ نہ فرمائیے۔ دوسرے یہ کہ میری امت غرق عام سے ہلاک نہ فرمائیے۔ تیسرے یہ کہ میری امت کو باہمی اختلاف وخانہ جنگی سے محفوظ فرمائیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو دعائیں منظور فرمالیں۔

(۱۴) مسجد بنی ظفر یا مسجد البغلۃ - یہ مسجد جنۃ البقیع سے مشرق کی طرف "حرہ واقم" کے کنارہ پر واقع ہے۔ قبیلہ بنی ظفر اس جگہ رہتا تھا ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے اور ایک صحابیؓ کو قرآن مجید پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جب قاری اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (سورہ نساء ایت ۴۱) تو آپ پر گریہ طاری ہوگیا۔ نیز اس مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سم کا نشان ہے۔ اس لئے اسے مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

۴۰/۳۳۰	الباب السابع عشر فی النذر بالحج	زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ

(۱۵) مسجد ابی رضؓ یہ مسجد جنۃ البقیع سے متصل ہے۔ اس جگہ حضرت ابی بن کعب رضؓ کا مکان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے۔

(۱۶) مسجد سجدہ یا مسجد البحیر۔ یہ مسجد بستان بحیری اور بساتین صدقہ کے درمیان ہے۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور بہت طویل سجدہ کیا تھا۔ یہ مسجد حضرت حمزہؓ کے مقام شہادت کی طرف جانے والے راستہ پر مشرقی جانب واقع ہے اسے مسجد طریق السافلہ اور مسجد ابوذر غفاریؓ بھی کہتے ہیں۔

(۱۷) مسجد مشربہ ام ابراہیم رضؓ۔ یہ عوالی میں مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ مشربہ باغ کو کہتے ہیں۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہؓ والدہ حضرت ابراہیم رضؓ بن محمد رسول اللہ کا باغ تھا آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضؓ کی جائے پیدائش یہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی جگہ نماز پڑھی ہے۔

(۱۸) مسجد الذباب۔ اسے مسجد الرّایہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جبل ذباب پر واقع ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اور غزوہ تبوک سے واپسی پر یہاں خیمہ بھی نصب فرمایا تھا۔

(۱۹) مسجد السقیا۔ باب عنبریہ ،، کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے۔ جسے قبۃ الرؤس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے۔ جسے بیر السقیا کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس مسجد کی جگہ نماز ادا فرمائی تھی اور اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ (حکم نمبر ۴۲/۳۳۰ کے حاشیہ کا ۲۲ تا ۳۳ ملاحظہ ہو)

(۲۰) مسجد مصلیٰ یا غمامہ۔ یہ مناخہ کے جنوب مغرب میں ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

(۲۱ تا ۲۴) مسجد علی رضؓ مسجد ابو بکر رضؓ۔ مسجد بلال رضؓ اور مسجد عمر رضؓ یہ مساجد شہر بھی کہلاتی ہیں۔ مسجد نبویؐ سے تقریباً نصف میل مغرب کی طرف قبا کو جاتے ہوئے یہ مسجدیں قریب قریب ہیں۔ مسجد ابو بکر رضؓ مسجد مصلیٰ کے قریب شمال کی طرف ہے اور مسجد بلال بھی مسجد مصلیٰ (یعنی غمامہ) کے قریب ہے۔ غالباً جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو مختلف صحابہ رضؓ کے اسمائے گرامی پر مساجد بنا دی گئیں۔

نیز مندرجہ ذیل مساجد کے نام بھی مذکور ہیں۔

مسجد[۲۵] سبق - مسجد[۲۶] البقیع - مسجد[۲۷] علینین - مسجد[۲۸] الوادی - مسجد[۲۹] بنی النجار - مسجد[۳۰] مائدہ اور مسجد[۳۱] اجابت ثانی وغیرہ - (مترجم)

۴۰ / ۳۳۰	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ

ے۲ فضائل حج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ تر معمول شنبہ کو (یعنی ہفتہ کے دن) مسجد قبا تشریف لے جانے کا تھا۔ دوشنبہ یعنی سوموار کو تشریف لے جانا اور ۲۰ رمضان المبارک کی صبح کو تشریف لے جانا بھی وارد ہے۔ اور امام نووی رح نے لکھا ہے کہ مسجد قبا کی حاضری کا استحباب مؤکد ہے۔ ماخوذ از فضائل حج صـ۱۲۲ مؤلفہ شیخ الحدیث مولنا محمد ذکریا مدظلہ اور رہنمائے حجاج میں ہے کہ جب بھی موقع ملے سواری سے یا پیدل مسجد قبا کی زیارت کرے۔ ہفتہ کے دن افضل ہے۔ پیر کے دن کی بھی روایت ملتی ہے اور ۱۷ رمضان المبارک کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبا تشریف لے جانا مروی ہے۔ ماخوذ از رہنمائے حجاج صـ۳۰۹ مؤلفہ مولنا خلیل الرحمٰن نعمانی مدظلہٗ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فى النذر بالحج — زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم	حوالہ
۳۳۰-۴۱	ويدعو يا صريخ المستصرخين يا غياث المستغيثين يا مفرج كرب المكروبين يا مجيب دعوة المضطرين صل على محمد وآله واكشف كربى وحزنى كما كشفت عن رسول الله كربه وحزنه فى هذا المقام يا حنان يا منان يا كثير المعروف يا دائم الاحسان يا ارحم الراحمين	كذا فى الاختيار شرح المختار
	قالوا ليس فى هذه المواقف دعاء موقت فباى دعاء دعا جاز	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۲	ويستحب له مدة مقامه بالمدينة ان يصلى الصلوة كلها بمسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم	كذا فى السراج الوهاج

له اے فریادیوں کی فریاد سننے والے۔ اے دردخواہوں کے دادرس۔ اے غمزدوں کے غم کو دور کرنے والے۔ اے بے بسوں کی دعا قبول کرنے والے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت بھیج۔ میرا غم اور ملال زائل کر۔ جیسا کہ تو نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقام پر ان کا غم اور ملال زائل کیا۔ اے شفقت والے، اے بہت زیادہ بھلائی والے، اے ہمیشہ کے احسان والے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ (مترجم)

۲ه حکم نمبر $\frac{۴۵ب}{۳۰۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ه مسجد نبوی میں نماز کے ثواب کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴}{۳۳۰}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس کوشش کرے کہ مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھے۔ بلکہ صفِ اول میں جگہ پائے نیز روضۃ الجنۃ اور دوسرے خصوصی متبرک مقاموں میں نماز پڑھے۔ بآسانی ایسا نہ کر سکے تو جہاں جگہ پائے خصوصی ثواب سے خالی نہیں ہے۔ نیز مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں کئی خاص مشاہد و مقابر، تاریخی کنوئیں اور دیگر مقامات ہیں۔ موقع ملے تو زیارت کرے۔ ٹیکسی والے کچھ کرایہ لیکر اکثر مقامات کی زیارت کرا دیتے ہیں۔ بعض خاص جگہوں میں سے ۳۶ جگہوں کی فہرست درج ذیل میں ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر۔ مسجد نبوی کے جنوب مغربی گوشہ کے بالمقابل سڑک کے پار حضرت ابوایوب انصاری رض کے مکان کی جگہ ہے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد تقریباً سات ماہ قیام فرمایا تھا۔ اور پھر اپنے حجروں میں منتقل ہو گئے تھے۔ کمرہ کے اندر وہ کنواں موجود ہے جس سے پانی نکال کر حضور استعمال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اب بند ہے۔

(۲) امام حسین رضی اللہ عنہ کا گھر۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے بالمقابل امام حسینؓ کے مکان کی جگہ ہے۔ جہاں اب ایک لائبریری ہے۔ جس میں ۷۰۰۰ نایاب نسخے ہیں۔ جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا چرمی قرآن شریف بھی ہے۔

(۳ تا ۱۱) مزید درج ذیل گھروں کا ذکر بھی آتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھر اور حضرت عثمان غنیؓ کا گھر۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت گاہ۔ سقیفہ بنی ساعدہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا گھر۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کا گھر۔ مکانات عشرہ مبشرہ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کا گھر۔

(۱۲) علمی ذوق والوں کے لئے کتب خانہ شیخ الاسلام محمد عارف بھی قابل دید ہے۔

(۱۳) صعیب مٹی۔ علامہ زرقانی رح نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبیلہ بنو الحارث کے پاس تشریف لے گئے وہ لوگ بخار میں مبتلا تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب ہے (جو وادی بطحان کی خاص جگہ کا نام ہے) ان لوگوں نے عرض کی صعیب کو کیا کریں۔ تو حضورؐ نے فرمایا اس مٹی کو لیکر پانی میں ڈالکر اس پر یہ پڑھ کر لعاب ڈالو۔ بِسْمِ اللّٰهِ تُرَابُ اَرْضِنَا بِرِيْقِ بَعْضِنَا شِفَاءٌ لِّمَرِيْضِنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا (یعنی شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے اور ہمارے بعض کا لعاب یہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیماروں کے لئے شفا ہے) چنانچہ ان حضرات نے استعمال کیا تو بخار جاتا رہا۔ کہتے ہیں کہ وہاں سے خاکِ شفا اٹھانے کی وجہ سے گڑھا پڑ گیا تھا۔ علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک موجود ہے۔

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب ۔ حج کی منت ماننے کے احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۰ ۴۱-۳	(و) اور وہ (یعنی مسجد قبا کا زائر) یہ دعا پڑھے ۔ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَا مُفَرِّجَ كَرْبِ الْمَكْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاكْشِفْ كَرْبِیْ وَحُزْنِیْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ كَرْبَهٗ وَحُزْنَهٗ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا كَثِیْرَ الْمَعْرُوْفِ یَا دَائِمَ الْاِحْسَانِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ [1]	اختیار شرح المختار
	(ب) فقہاء نے کہا ہے کہ ان (مذکورہ) مقامات میں کوئی مقرر دعا نہیں ہے ۔ جو دعا مانگے جائز ہے ۔ [2]	قاضیخان
۴۲	زائر کیلئے مستحب ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران سب نمازیں مسجد نبوی میں پڑھے ۔ [3]	سراج وہاج

اور لوگ بیماروں کے لئے لاتے ہیں ۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کے لئے شفا ہے ۔ اور وفاالوفا میں حضور ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اسکی مٹی میں ہر بیماری کا علاج ہے ۔

(۱۴) مدینہ منورہ کی خاص اشیاء ۔ کھجوروں میں سے صفا ۔ برنی ۔ عجوہ اور صفاری پسندیدہ ہیں ۔ عنبر کھجور سب سے ممتاز اور گراں ہے ۔ یہاں کی مہندی رنگ و خوشبو میں خاص ۔ براد یہ یعنی چھوٹی صراحی ٹھنڈے پانی کے لئے ملتی ہے ۔ روغن بلسان ۔ ایک بوٹی کا دودھ ہے ۔ مکہ مکرمہ میں بھی ملتا ہے ۔ اصلی ملے تو مفید شئی ہے ۔ سبز پودینہ مدینہ منورہ کا سبز حلولی پودینہ دوران قیام کھانے کے لئے اور سایہ میں خشک کرکے ساتھ لے جانے کے لئے خوشبودار اور مفید ہے ۔ مدنی پودینہ کا نام اَلنِّعْنَاعُ الْمَدَنِیُّ ہے ۔ دوش بوٹی اس کے چند پتے ہلکی سادی چائے میں ڈالے جاتے ہیں ۔ خوش ذائقہ ۔ مفرح کاسر ریاح اور مصلح معدہ ہے ۔ زعتر ۔ زرد رنگ اور خوشبودار ہوائی امراض اور معدہ کی شکایات کے لئے بیحد مفید ہے ۔ تازہ زعتر کو کشید کرکے تقطیر الزعتر بھی ملتا ہے ۔ پیٹ کی امراض کے لئے پانی میں دو چار قطرے استعمال کرنے سے فوری اثر ہوتا ہے ۔ اشنان ۔ ایک درخت کا خوشبودار برادہ ہے ۔ ٹھنڈے پانی میں بھگو کر لگایا جائے اور خشک ہونے پر نہالیں ۔ پہلے صابن کی جگہ استعمال ہوتا تھا ۔ سکرانہ ایک بوٹی کے پتے ہیں ۔ دمہ کے بیمار اس کا دھواں پیتے ہیں ۔ وقتی فائدہ کے لئے استعمال کی جاتی ہے ۔ نیز مدینہ منورہ کا گلاب بھی اپنی لطافت اور خوشبو میں مشہور ہے ۔ کھجور کے دانوں کی تسبیح بھی مدینہ منورہ کی دستی صنعت ہے ۔

(۱۵) مدینہ منورہ کے جو کنوئیں تاریخی ہیں جن سے حضور ﷺ نے پانی پیا یا وضو فرمایا یا اس میں لعاب مبارک ڈالا ان میں بعض درج ذیل ہیں بیر اریس یا بیر خاتم ۔ یہ کنواں مسجد قبا کے قریب مغربی جانب ہے ۔ اس کے نیچے دو دہانوں میں سے پہاڑی چشموں کا پانی آتا ہے اور ایک نہر زرقا کا ہے وہ کنوئیں میں شامل ہو کر آگے چلی جاتی ہے ۔ اس کنوئیں کا پانی صاف اور شیریں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اس کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر تشریف فرما ہوئے تھے ۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضا اور حضرت عثمان رضا بھی تشریف لائے وہ بھی اسی طرح بیٹھ گئے ۔ حضور نے اس کنوئیں سے پانی پیا ۔ وضو کیا اور اس کنوئیں میں لعاب مبارک بھی ڈالا ۔ اس کنوئیں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی جو خلیفہ سوم حضرت عثمان رضا کے پاس تھی اس کنوئیں میں گر گئی تھی اور تلاش بسیار کے باوجود نہ ملی ۔ مگر اب کنواں خشک اور ویران ہے ۔

(۱۶) بیر غرس ۔ مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ شمال مشرق کی طرف موضع قربان میں ہے ۔ اس کنوئیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا ۔ پانی پیا اور اس میں لعاب مبارک اور شہد بھی ڈالا ۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وصیت کے بموجب بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا تھا ۔

(۱۷) بیر بضاعہ ۔ یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر متصل باغ جمل اللیل میں ہے ۔ بضاعہ اس کنوئیں کے مالک کا نام تھا ۔ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی تھی ۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو لوگ اسے اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے اور شفا پاتے تھے ۔

۳۲/۳۳۰	الباب السابع عشر فی النذر بالحج	زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ

(۱۸) بیر بصّہ - قبا کے راستہ میں بقیع کے قریب ہے - ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رضؓ کے ہاں تشریف لائے تو اس کنوئیں پر آپؐ نے سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا تھا - اس جگہ دو کنوئیں ہیں - ایک بڑا اور ایک چھوٹا - ان میں بیرِ بصّہ کے متعلق اختلاف ہے کہ بڑا ہے یا چھوٹا صحیح یہ ہے کہ بڑا ہے - نیز کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مستعمل پانی بیر بصّہ میں ڈالا تھا -

(۱۹) بیر حاء - یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر المصطفی منزل کے برابر والی گلی میں ہے - یہ کنواں حضرت ابو طلحہ رضؓ کا تھا - یہاں انکا باغ تھا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں جلوہ افروز ہوتے اور اس کا پانی پیتے - جب یہ آیت شریفہ اتری لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ الآیۃ سورہ آل عمران آیت ۹۲ - (یعنی تم ہرگز نیکی کے درجات حاصل نہیں کر سکتے - جبتک کہ اپنی محبوب چیزوں سے خرچ نہ کرو) تو حضرت ابو طلحہ رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے سب سے محبوب مال بیر حاء ہے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے جہاں چاہیں صرف فرمائیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو مشورہ دیا کہ اپنے اقارب پر وقف کرو - یہ کنواں مربع ہے - اب باغ نہیں ہے - صرف دو کھجوریں ہیں - نیز یہ کنواں اب ایک مکان کے گوشہ میں آگیا ہے -

(۲۰) بیر عہن - یہ کنواں عوالی میں مسجد قبا سے مشرق کی طرف مسجد شمس کے قریب ہے اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اسکا پانی کھارا ہے - اسے بیر الیسرہ بھی کہتے ہیں -

(۲۱) بیر رومہ - یا بیر عثمان رضی اللہ عنہ - یہ کنواں مدینہ منورہ کے شمال مغرب کی طرف مسجد قبلتین کے قریب وادی عقیق کے کنارے پر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل پر ہے - یہ ایک یہودی کا تھا - اسکا پانی شیریں تھا - یہودی فروخت کرنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اسے خریدنے کی ترغیب دلائی - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں اپنے مال سے بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا - اور بعد میں اس یہودی کی درخواست پر باقی نصف بھی آٹھ ہزار درہم میں خرید کر سارا کنواں وقف کر دیا - مذکورہ یہ سات کنوئیں ابیار سبعہ مشہور و ماثور ہیں - بعض کے ہاں سات معروف کنوؤں میں بیر عہن کی جگہ بیر سقیا یا بیر جمل ہے - آجکل بیر رومہ پر پانی کھینچنے کی مشین اور اردگرد باغ لگا ہے -

(۲۲ تا ۳۳) علاوہ ازیں مزید کنوؤں کا پانی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا - مثلاً بیر اناؔ[۱] - اب یہ موجود نہیں ہے - بیر اعواف[۲] - بیر انس رضؓ[۳] بیر الخنارم[۴] - بیر السقیا[۵] - بیر ابی ایوب رضؓ[۶] - بیر عروہ رضؓ[۷] - بیر ذروان[۸] جسمیں لبید یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کر کے بال کنگھے میں باندھکر دفن کئے تھے - بیر القویم[۹] - بیر العصفیہ[۱۰] - بیر بویطہ[۱۱] - بیر فاطمہ رضؓ[۱۲] -

(۳۴) میدان حرف - یہ میدان مدینہ منورہ سے تقریباً ساڑھے تین میل ہے - یہ وہ تاریخی میدان ہے جہاں اس لشکر نے ڈیرہ ڈالا تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا تھا - اور امیر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا - یہ لشکر اس میدان میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تیار کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا - اس وقت ایک طرف مسلمان غم سے نڈھال تھے اور دوسری طرف فتنہ و فساد کا سیلاب امڈ آیا - منافقین - مرتدین - مدعیان نبوت - منکرین زکوٰۃ اور کئی قبائل کی بغاوت کی وجہ سے کئی صحابہ رضؓ نے خلیفہ اول صدیق اکبر رضؓ کو مشورہ دیا تھا کہ ان حالات میں یہ لشکر باہر نہ بھیجا جائے - مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سختی سے فرمایا - کہ جس لشکر کی روانگی کا فیصلہ حضور نے فرمایا ہے میں اسے کسی صورت میں نہیں روکوں گا - اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی نہ رہے - کتے اور بھیڑیے مجھے اچک لے جائیں - تب بھی میں اس لشکر کو روانہ کروں گا - چنانچہ حضرت اسامہ رضؓ لشکر کو لیکر روانہ ہوئے - گو اس وقت بموجب ابن الاثیر ج ۱ ص ۱۳۹ مسلمان اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات - اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کی وجہ ایسے بے یار و مددگار تھے - جیسے بکریوں کا ریوڑ اندھیری اور بارش والی رات میں چرواہے کے بغیر رہ جائے - مگر خلیفہ اول کی قوت ایمانی - ہمت و استقلال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی سے تمام فتنوں کو کچل کر رکھ دیا گیا اور آئندہ نسلوں کے لئے یہ سبق دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی پیروی ہر حال میں قابل عمل اور مقدم اور بلحاظ

نتائج کامیاب تر ہے۔

(۳۵) کھجوروں کا تاریخی باغ (باغ سلمان فارسی) مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل دور مشرقی طرف کھجوروں کا ایک باغ ہے جس میں ان کھجوروں کے درختوں نسل کے (دو) درخت موجود بتائے جاتے ہیں جو کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے سلمان فارسی رضی اللہ کے فدیہ آزادی کے لئے تین سو کھجوروں کے درخت لگائے تھے اور وہ درخت اسی سال پھل لائے تھے۔ یہ کھجوریں مہنگی ہیں مگر زائرین تبرکاً کچھ نہ کچھ خرید لیتے ہیں۔ اس نسل کی کھجوروں کے درخت نسبتاً لمبے اور پھل بھی نمایاں ہیں۔

(۳۶) ثنیات الوداع پہاڑیاں۔ مدینہ منورہ کے شہر سے نکلتے ہی ترکی عہد کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر وہ پہاڑیاں ہیں۔ جہاں اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنکر انتظار واستقبال کے لئے آتے۔ چنانچہ جس دن حضور تشریف لائے تو بچیوں نے یہ اشعار پڑھے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ — وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِيْ

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

(یعنی چودہویں رات کے چاند نے ثنیات الوداع پہاڑیوں سے کی طرف سے طلوع کیا۔ ہم پر اسکا شکر واجب ہے۔ جبتک اللہ تعالی کو پکارنے والا پکارے یعنی قیامت تک۔ اے وہ ذات گرامی جو ہماری طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپؐ وہ بات لیکر آئے ہیں جسکی اطاعت لازم ہے) (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی النذر بالحج زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حوالہ
۳۰-۳۲-۴۳	واذا اراد الرجوع الی بلدہ استحب لہ ان یودع المسجد برکعتین ویدعو بما احب ویأتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعید السلام علیہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم	کذا فی السراج الوہاج

[1] (ا) دعا کے متعلق حکم نمبر ۴۵ ب / ۳۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (ب) نیز مدینہ منورہ سے وداع ہونے پر بعض اہل علم کے ہاں درج ذیل دعا منقول ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا آخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ اے میرے اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسجد نبوی اور حرم نبوی کی اس زیارت کو آخری نہ بنا۔ بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور آپ کی حاضری میں ٹھہرنا آسان فرما۔ اے اللہ تعالیٰ میرے لئے بخشش اور دین و دنیا کی عافیت نصیب فرما۔ اے اللہ تعالیٰ ہم اپنے گھر سلامتی کے ساتھ اور اجر و ثواب لیکر واپس ہوں۔ اے الرحم الراحمین اپنی رحمت کے طفیل میری یہ دعا قبول فرما۔

(ج) وطن واپس ہو تو سفر کو جاتے وقت کی دعائیں مندرجہ حکم نمبر ۱۸، ۱۹ / ۲۹۶ پڑھ لے یا مندرجہ ذیل دعا بھی منقول ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَمِنْ دَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ دراصل تو ہی ہمارا رفیق سفر ہے۔ تو ہی ہمارے گھر والوں کی خبر گیری کرنیوالا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں سفر کی تکلیفوں۔ بری طرح لوٹنے۔ نفع کے بعد نقصان۔ مظلوم کی بددعا اور اہل وعیال اور مال کی بری حالت دیکھنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(د) واپسی میں اپنے شہر پر نظر پڑے تو یہ دعا مروی ہے۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ ترجمہ:۔ ہم لوٹ کر آئے ہیں توبہ کرنے والے۔ عبادت کرنے والے اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

(ر) واپسی کی اطلاع گھر میں کر دینی چاہیئے اور اپنے شہر اور بستی میں پہنچکر موقع ہو تو مسجد میں دوگانہ پڑھ لے (حکم نمبر ۳۲ / ۱۸۳ کے حاشیہ کا ۲ ملاحظہ

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب۔ حج کی منت ماننے کے احکام — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا بیان	حوالہ
۳۳۰-۴۲	(ا) جب (زائر) مدینہ منورہ سے اپنے شہر واپس ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر مسجد نبوی سے رخصت ہو۔ اور اپنی پسند کی دعا کرے ۱ہ (ب) نیز وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کو آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کا اعادہ کرے۔	سراج وہاج

اور پھر جب گھر داخل ہو جائے تو یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے۔ اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا۔ ترجمہ:۔ ہم لوٹ آتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب توبہ کرتے ہیں۔ وہ ہمارے سب گناہ مٹا دے گا۔

سفر سے واپسی پر گھر میں بھی دو رکعت پڑھ لے اس کے متعلق حکم $\frac{۲۶}{۱۸۴}$ کے حاشیہ د میں ۳۲ ملاحظہ ہو

(ص) خاتمہ سفر کی یہ دعا بھی منقول ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ترجمہ:۔ سب تعریف اس اللہ ہی کے لئے ہے۔ جسکی عزت اور بزرگی کے سہارے نیک کام سرانجام پاتے ہیں۔

(ط) حاجی کا استقبال۔ ملاقات اور مصافحہ کرنا مروی ہے۔ حاجی کی ملاقات کے وقت یوں کہے۔ قَبِلَ اللّٰہُ حَجَّکَ وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَکَ۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تیرا حج قبول کرے۔ تیرا گناہ معاف فرمائے اور تیرے خرچ کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ نیز حاجی سے دعا کرانا بھی ثابت ہے۔ اور اسکا بہتر وقت تب ہے کہ حاجی ابھی اپنے گھر داخل نہ ہو کہ اس سے دعا کرائے۔ مگر بعد میں دعا کرانے میں بھی حرج نہیں کیونکہ دس ربیع الاول تک حاجی سے دعا کرانا منقول ہے۔ مگر حجاج کا اپنے لئے استقبال کرانے کے اہتمام اور اس میں غلط رسموں کے ارتکاب سے بچنا چاہیئے۔ نیز حجاج کرام کو حج کے بعد اعمال صالحہ کا مزید اہتمام کرنا چاہیئے۔ دنیا سے بے رغبتی معصیت اور اخلاق رذیلہ سے نفرت اور طاعت وعبادت میں خوب کوشش کرنی چاہیئے۔ (مترجم)

اللھم انا نسئالک الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتھاء الاجل والعون علی الاتمام یا ذا الجلال والاکرام والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وصلے اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔

حرفِ آخر

جلد ۵ کتاب المناسک، حج اور زیارت کی بحث بفضلہ تعالیٰ اشاعت پذیر ہوئی و للہ الحمد

حج کی بحث میں کچھ حواشی ایسے بھی ہیں جنمیں فقہی احکام نہیں بلکہ انکا تعلق تاریخی معلومات، فضیلت اور جغرافیائی محل وقوع سے ہے ایسے حواشی عربی اردو کی مندرجہ ذیل ۲۶ کتب سے فی الجملہ ماخوذ ہیں (۱) زیادۃ تاریخ الحرمین الشریفین عربی مولفہ الملک عباس کرارہ مطبوعہ قاہرہ ایڈیشن نمبر ۲ ۱۹۴۸ سے ماخوذ ہیں اسکے متعلقہ صفحات بھی درج ہیں اور اس کتاب پر شیخ الجامع الازہر، استاد مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ نائب رئیس مجلس شوریٰ مکہ مکرمہ اور موتمر عالم اسلامی و تنظیم رابطہ عالم اسلام کے بعض اراکین کی تقریظات بھی ہیں (۲) ادعیۃ الطواف و منا (۳) الحج والعمرۃ وآداب زیارۃ عربی مولفہ محمود عبد المحسن مکتبہ باب الرحمت مدینہ منورہ (۳) معلم الحجاج (۴) رفیق الحج (۵) آپ حج کیسے کریں (۶) فضائل حج (۷) طریقہ حج (۸) حج مسنون (۹) سفر حج (۱۰) مکہ معظمہ کے جگر (۱۱) الطواف (۱۲) مناجات عرفات (۱۳) معروض ادب (۱۴) نا کا الحج (۱۵) کتاب الحج (۱۶) آئینہ حج (۱۷) آئینہ حجاز (۱۸) شاہراہ حج (۱۹) راہ عقیدت (۲۰) سفرنامہ دیار حبیب (۲۱) تاریخ الحرمین اردو (۲۲) سیرت ابن ہشام (۲۳) رحمۃ للعالمین (۲۴) سیرت النبیؐ (۲۵) شرح الصحیح لمسلم للنووی رح (۲۶) اور رہنمائے حجاج۔

قارئین کرام

فتاوی ھذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسبِ سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیش نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی سرخیوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو۔ کتابت کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی، تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت و حیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس مختصر فتاویٰ ھذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاویٰ کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے

سیعرف قدر الترجمان وجھدہ   ومحنتہ من یبتلی ببلا ئھا

اعتذار و استدعا

تاہم مجلس سہو و خطا سے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی، تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے۔ اہل علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا وکف عنہ لسان الجادلین اللھم ھذ امنک ولک فتقبلہ واجعلہ ذخیرۃ لنجاتی وثقلا فی میزانی واغفر لی ولوالدی ولجمیع أساتذتی ومشائخی ولمن سعی فیہ۔ بدعوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔ آمین۔

بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقاء کار کیلئے والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ع   لکل بنی الدنیا مراد ومقصد   وان مرادی صحۃ وفراغ
لابلغ فی علم الشریعۃ مبلغا   یکون بہ لی فی الجنان بلاغ

ع   غرض نقشے است کز ما یاد ماند   کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت   کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعاجو:۔ خویدم اہل السنت والجماعت:۔ محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری

(المتوطن) بہانہ موہڑہ، ڈاکخانہ فریال براستہ دوناللہ ضلع راولپنڈی

(خط و کتابت کا پتہ) قاضی محمد صادق منزل (ناظم) الوان ٹاؤن گرجا روڈ۔ ڈاکخانہ جی پی او، صدر راولپنڈی (پاکستان)

عربی کی بعض ضروری لغات

نمبر شمار	اردو	عربی
	گنتی	
۱	ایک	وَاحِدٌ
۲	دو	اِثْنَیْنِ
۳	تین	ثَلٰثَۃٌ
۴	چار	اَرْبَعَۃٌ
۵	پانچ	خَمْسَۃٌ
۶	چھ	سِتَّۃٌ
۷	سات	سَبْعَۃٌ
۸	آٹھ	ثَمَانِیَۃٌ
۹	نو	تِسْعَۃٌ
۱۰	دس	عَشَرَۃٌ
۱۱	بیس	عِشْرُوْنَ
۱۲	تیس	ثَلٰثُوْنَ
۱۳	چالیس	اَرْبَعُوْنَ
۱۴	پچاس	خَمْسُوْنَ
۱۵	ساٹھ	سِتُّوْنَ
۱۶	ستر	سَبْعُوْنَ
۱۷	اسّی	ثَمَانُوْنَ
۱۸	نوّے	تِسْعُوْنَ
۱۹	سو	مِائَۃٌ
۲۰	ایکسو انتیس	تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَمِائَۃٌ
۲۱	ہزار	اَلْفٌ
۲۲	دس لاکھ	اَلْفُ اَلْفٍ
	جانوروں کے نام	
۲۳	مرغ	دِیْکٌ
۲۴	مرغی	دَجَاجَۃٌ
۲۵	دنبہ	خَرُوْفٌ
۲۶	بکری	شَاۃٌ۔ عَنْزَۃٌ
۲۷	گائے	بَقَرَۃٌ
۲۸	بیل	ثَوْرٌ
۲۹	اونٹ	جَمَلٌ
۳۰	اونٹنی	نَاقَۃٌ
۳۱	کھٹمل	بَقٌّ
	اشیاءِ خورونوش کے نام	
۳۲	پانی	مَاءٌ۔ مُوَیْہٌ
۳۳	برف	ثَلْجٌ۔ ثَلْجٌ
۳۴	چائے	شَایٌ
۳۵	گندم	قَمْحٌ
۳۶	آٹا	دَقِیْقٌ
۳۷	چپاتی	رَغِیْفٌ
۳۸	خمیری روٹی	خُبْزٌ
۳۹	ڈبل روٹی	عَیْشٌ اِفْرَنْجِیٌّ
۴۰	انڈا	بَیْضٌ
۴۱	چاول	اَرُزٌّ
۴۲	سالن	اِدَامٌ
۴۳	گوشت	لَحْمٌ
۴۴	مچھلی	سَمَکٌ
۴۵	ٹماٹر	طَمَاطِمٌ
۴۶	پیاز	بَصَلٌ
۴۷	ترکاری	خُضَارَۃٌ
۴۸	مولی	فُجْلٌ
۴۹	پودینہ	نِعْنَاعٌ
۵۰	چٹنی	رَنُطَۃٌ
۵۱	الائچی	ہِیْلٌ
۵۲	کھانا	اُکُلٌ۔ طَعَامٌ
۵۳	ناشتہ	فُطُوْرٌ
۵۴	کالی مرچ	فِلْفِلٌ اَسْوَدُ
۵۵	سُرخ مرچ	فِلْفِلٌ اَحْمَرُ
۵۶	دھنیا	کُزْبَرَۃٌ
۵۷	کھانڈ	اَلسُّکَّرُ
۵۸	دودھ	لَبَنٌ
۵۹	دہی	رَائِبٌ
۶۰	مکھن	زُبْدَۃٌ
	پھلوں کے نام	
۶۱	سیب	تُفَّاحٌ
۶۲	کیلا	مَوْزٌ
۶۳	مالٹا	بُرْتُقَالٌ
۶۴	انار	رُمَّانٌ
۶۵	انگور	عِنَبٌ
۶۶	آم	اَنْبَجٌ
	دیگر چیزوں کے نام	
۶۷	ماچس	کِبْرِیْتٌ
۶۸	آگ	نَارٌ
۶۹	چولہا	کَانُوْنٌ۔ رَاقُوْدٌ
۷۰	مٹی کا تیل	غَازٌ
۷۱	کنستر	تَنَکَۃٌ
۷۲	لکڑی	حَطَبٌ
۷۳	کوئلہ	فَحْمٌ
۷۴	پیالی	فِنْجَانٌ
۷۵	پلیٹ	صَحْنٌ، طَبَقٌ
۷۶	توا	طَاجِنٌ
۷۷	لالٹین	فَانُوْسٌ
۷۸	بوتل	زُجَاجَۃٌ
۷۹	بکس	سَنْطَۃٌ
۸۰	چابی	مِفْتَاحٌ
۸۱	بستر	فِرَاشٌ
۸۲	سوئی	اِبْرَۃٌ
۸۳	دھاگہ	خَیْطٌ
۸۴	گز	ذِرَاعٌ
۸۵	کپڑا	ثَوْبٌ۔ قُمَاشٌ
۸۶	رومال	مِنْدِیْلٌ
۸۷	چھتری	مِظَلَّۃٌ
۸۸	استری	مِکْوَاۃٌ
۸۹	پنکھا	مِرْوَحَۃٌ
۹۰	تولیہ	مِنْشَفَۃٌ
۹۱	جوتا	نَعْلٌ
۹۲	سلیپر	مَدَاسٌ
۹۳	نب	رِیْشَۃٌ
۹۴	پنسل	قَلَمُ الرَّصَاصِ
۹۵	روشنائی	حِبْرٌ
۹۶	کاغذ	وَرَقٌ
۹۷	لفافہ	ظَرْفٌ
۹۸	رسّی	حَبْلٌ
۹۹	گھڑی	سَاعَۃٌ

نمبر شمار	اردو	عربی
۱۰۰	پیسے	فُلُوْسٌ
۱۰۱	جھاڑو	مِكْنَسَةٌ
۱۰۲	عینک	نَظَّارَةٌ
۱۰۳	موم بتی	شَمَعٌ
۱۰۴	سونا	ذَهَبٌ
۱۰۵	چاندی	فِضَّةٌ
۱۰۶	سگریٹ	سِيْگَارَةٌ
۱۰۷	قطب نما	بُوْصِلَةٌ
۱۰۸	کسٹم	جُمْرُوْكٌ
۱۰۹	ٹیکس	مِكْسٌ۔ رُسُوْمٌ
۱۱۰	ویزا	تَاْشِيْرَةٌ
۱۱۱	پاسپورٹ	جَوَازٌ
۱۱۲	ڈاک	بَرِيْدٌ
۱۱۳	ہوائی ڈاک	بَرِيْدُ الْجَوِّيْ
۱۱۴	تار بھیجنا	بَرْقِيَّةٌ
۱۱۵	ٹیلی گرام	تِيْلِيْغْرَافٌ
۱۱۶	اخبار	جَرِيْدَةٌ
۱۱۷	بجلی	كَهْرَبَاءٌ
۱۱۸	پاس کرنا	اِمْضَاءٌ
۱۱۹	ٹکٹ (سفر)	تَذْكِرَةٌ
۱۲۰	ٹکٹ (ڈاک)	طَابِعٌ
	چیزوں کے نام	
۱۲۱	موٹر	سَيَّارَةٌ

نمبر شمار	اردو	عربی
۱۲۲	ہوائی جہاز	طَيَّارَةٌ
۱۲۳	بحری جہاز (اسٹیمر)	اَلْبَاخِرَةُ
۱۲۴	خیمہ	فُسْطَاطٌ
	دیگر لغات	
۱۲۵	تنخواہ	رَاتِبٌ
۱۲۶	نوکری	مَامُوْرِيَةٌ
۱۲۷	رخصت	اِجَازَةٌ
۱۲۸	دُور ونزدیک	بَعِيْدٌ وَقَرِيْبٌ
۱۲۹	نیچے واوپر	تَحْتٌ وَفَوْقٌ
۱۳۰	چھوٹا وبڑا	صَغِيْرٌ وَكَبِيْرٌ
۱۳۱	بند	مُغْلَقٌ
۱۳۲	کھلا ہوا	مَفْتُوْحٌ
۱۳۳	گھنٹہ	سَاعَةٌ
۱۳۴	منٹ	دَقِيْقَةٌ
۱۳۵	سفر خرچ	بَدَلْ سَفَرِيَّةٌ
	جگہوں کے نام	
۱۳۶	بندرگاہ	بَنْدَرٌ
۱۳۷	ہوائی اڈہ	مَطَارٌ
۱۳۸	ریلوے اسٹیشن	مَحَطَّةٌ
۱۳۹	راستہ	طَرِيْقٌ
۱۴۰	روڈ	شَارِعٌ
۱۴۱	ڈسپنسری	صَيْدَلِيَّةٌ

نمبر شمار	اردو	عربی
۱۴۲	ہسپتال	مُسْتَشْفٰی
۱۴۳	عجائب گھر	دَارُ الْآثَارِ / مُتْحَفٌ
۱۴۴	بیت الخلاء	مُسْتَرَاحٌ
۱۴۵	گھر	بَيْتٌ
۱۴۶	بازار	سُوْقٌ
۱۴۷	سونے کا کمرہ	اَوْضَةُ النَّوْمِ
۱۴۸	ڈاکخانہ	بُوْسْتَةٌ
۱۴۹	مسافرخانہ	رِبَاطٌ
۱۵۰	دفتر	مَكْتَبٌ
۱۵۱	بنک	مَصْرَفٌ
۱۵۲	کتبخانہ	دَارُ الْكُتُبِ
۱۵۳	کسٹم ہاؤس	دَارُ الرُّسُوْمِ
۱۵۴	قبرستان	جَبَّانَةٌ۔ مَقْبَرَةٌ
	عہدہ وپیشہ	
۱۵۵	پولیس افسر	رَئِيْسُ الضَّابِطَةِ
۱۵۶	سپاہی	شُرْطِيٌّ
۱۵۷	پولیس	ضَبْطِيَّةٌ
۱۵۸	چیکر	مُفَتِّشٌ
۱۵۹	انجنیئر	مُهَنْدِسٌ
۱۶۰	ڈاکٹر	دُكْتُوْرٌ
۱۶۱	ڈرائیور	سَوَّاقٌ
۱۶۲	دھوبی	غَسَّالٌ۔ قَصَّارٌ

نمبر شمار	اردو	عربی
۱۶۳	سنار	صَائِغٌ
۱۶۴	ماشکی	سَقَّاءٌ
۱۶۵	موچی	اِسْكَافٌ
۱۶۶	میوہ فروش	فَاكِهَانِيٌّ
۱۶۷	قلی	حَمَّالٌ
۱۶۸	افسر محکمہ	رَئِيْسُ الْقَلَمِ
۱۶۹	نائی	حَجَّامٌ
۱۷۰	قصائی	قَصَّابٌ
	بیماریاں وغیرہ	
۱۷۱	بخار	حُمّٰی یا سُخُوْنَةٌ
۱۷۲	بدہضمی	تُخْمَةٌ
۱۷۳	سر چکرانا	دَوْخَةٌ
۱۷۴	کھانسی	سُعَالٌ
۱۷۵	پھوڑا	دُمَّلٌ
۱۷۶	درد و متلی	اَلَمٌ وَغِثْيَانٌ
۱۷۷	قبض	اِمْسَاكٌ
۱۷۸	پٹھوں کی کھچاوٹ	تَشَنُّجٌ
۱۷۹	کمزوری	ضُعْفٌ
۱۸۰	زخم	جَرْحٌ
		قَرْحٌ
۱۸۱	نمونیہ	ذَاتُ الْجَنْبِ

عربی کے بعض ضروری فقرے (ملاقات)

نمبر شمار	اردو	عربی	نمبر شمار	اردو	عربی
۱۸۲	السلام علیکم	وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	۱۸۳	خوش آمدید	اَهْلًا وَّسَهْلًا وَّمَرْحَبًا

نمبر شمار	اردو	عربی
۱۸۴	جناب عالی۔ آپ کا کیا حال ہے	كَيْفَ حَالُكُمْ يَا سَيِّدِي
۱۸۵	مزاج شریف کیسا ہے	كَيْفَ صِحَّتُكُمْ
۱۸۶	بہت اچھا ہے	طَيِّبٌ
۱۸۷	آپ کا اسم گرامی؟	مَا اسْمُكَ
۱۸۸	میرا نام محمد صادق ہے	اِسْمِي مُحَمَّدٌ صَادِقٌ
۱۸۹	آپ کہاں سے تشریف لائے	مِنْ اَيْنَ جِئْتَ
۱۹۰	میں پاکستان سے آیا ہوں	جِئْتُ مِنْ بَاكِسْتَانَ
۱۹۱	آپ کب آئے	مَتٰى جِئْتَ
۱۹۲	گذشتہ ہفتہ	فِي الْاُسْبُوْعِ السَّالِفِ
۱۹۳	آپ کس شہر سے آئے	مِنْ اَيِّ بَلْدَةٍ جِئْتَ
۱۹۴	میں راولپنڈی سے آیا	جِئْتُ مِنْ رَاوَلْفِنْدِي
۱۹۵	آپ کس لئے آئے	لِمَ جِئْتَ
۱۹۶	میں فریضہ حج ادا کرنے آیا	جِئْتُ لِاَدَاءِ فَرِيْضَةِ الْحَجِّ
۱۹۷	آپ اس شہر میں کہاں رہتے ہیں	اَيْنَ تَسْكُنُ فِي هٰذَا الْبَلَدِ
۱۹۸	جناب آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں	يَا سَيِّدِي لِمَنْ تُرِيْدُ اللِّقَاءَ
۱۹۹	میں مولانا مفتی محمد سعید سے ملنا چاہتا ہوں	اُرِيْدُ مُلَاقَاتَ سَيِّدِي مُفْتِي مُحَمَّدٍ سَعِيْدٍ
۲۰۰	کیا میں اندر آسکتا ہوں	أَ اَدْخُلُ
۲۰۱	انہیں کہدو اندر آجائیں	قُلْ لَهُ - يَدْخُلُ
۲۰۲	میں آپ کی زیارت سے بہت خوش ہوا۔	لَقَدْ سُرِرْتُ فِي رُؤْيَتِكُمْ
۲۰۳	آپ کا تحفہ بہت عمدہ ہے	هَدِيَّتُكُمْ فَاخِرَةٌ
۲۰۴	میں آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔	اَشْكُرُ جَنَابَكُمْ عَلٰى عَظِيْمِ مَعْرُوْفِكُمْ
۲۰۵	میں آپ کا بہت ممنون ہوں	اَنَا فِي غَايَةِ الْاِمْتِنَانِ لِجَنَابِكُمْ
۲۰۶	میں معذرت پیش کرتا ہوں	اَعْتَذِرُ اِلَيْكُمْ
۲۰۷	مجھے آج ضروری کام ہے	اَلْيَوْمَ عِنْدِي شُغْلٌ مُهِمٌّ وَاَهَمُّ
۲۰۸	آپ جیسے مناسب سمجھیں	كَمَا تَرٰى
۲۰۹	آپ نے ٹھیک فرمایا	جِئْتَ بِالْحَقِّ

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۱۰	مجھے امید ہے کہ آپ مجھے معاف کردیجئے۔	اَرْجُوْا اَنْ تَعْفُوَ عَنِّي
۲۱۱	معلم کا گھر کہاں ہے	اَيْنَ بَيْتُ الْمُعَلِّمِ
۲۱۲	نماز کا وقت کیا ہے۔	مَا وَقْتُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ

خورونوش

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۱۳	جناب عالی۔ آپکے ہاں پانی ہے	يَا سَيِّدِي - هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ
۲۱۴	جی ہاں پانی ہے۔ کھانا بھی ہے۔	نَعَمْ - عِنْدَنَا مَاءٌ وَطَعَامٌ اَيْضًا
۲۱۵	میں پیاسا ہوں پانی کہاں ہے	اَنَا عَطْشَانٌ - مَوْيَةٌ اَيْنَ
۲۱۶	مجھے ٹھنڈا پانی پلاؤ	اَسْقِنِي مَاءً بَارِدًا
۲۱۷	کیا آپ کے ہاں گرم پانی ہے	هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ حَارٌّ
۲۱۸	میں ہاتھ دھونا چاہتا ہوں	اُرِيْدُ غَسْلَ الْاَيْدِي
۲۱۹	میں غسل کرنا چاہتا ہوں	اُرِيْدُ الْغُسْلَ
۲۲۰	ایک پیالی چائے لاؤ	اِيْتِ بِفِنْجَانِ الشَّاءِ
۲۲۱	جناب۔ آپکے ہاں روٹی ہے	يَا سَيِّدِي هَلْ عِنْدَكُمْ خُبْزٌ
۲۲۲	تین روٹیاں دیدو	اِيْتِ ثَلٰثَ اَرْغِفَةٍ
۲۲۳	جناب کیا پکا ہے؟	يَا سَيِّدِي مَاذَا طُبِخَ
۲۲۴	کیا ناشتہ تیار ہے	هَلِ الْفَطُوْرُ حَاضِرٌ
۲۲۵	کیا دوپہر کا کھانا تیار ہے	هَلِ الْغَدَاءُ حَاضِرٌ
۲۲۶	کیا رات کا کھانا تیار ہے	هَلِ الْعَشَاءُ حَاضِرٌ
۲۲۷	آپ کہاں جارہے ہیں	اَيْنَ تَذْهَبُ
۲۲۸	میں کسی دوسرے ہوٹل میں جا رہا ہوں۔	اَذْهَبُ اِلٰى مَطْعَمٍ آخَرَ
۲۲۹	میں بھوکا ہوں اور آپ سیر ہیں۔	اَنَا جَائِعٌ وَاَنْتَ شَبْعَانٌ
۲۳۰	خرچ زیادہ ہے۔	كَثُرَ الْمَصْرُوْفُ
۲۳۱	کھانا عمدہ ہے۔	اَلطَّعَامُ فَاخِرَةٌ

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۳۲	ٹماٹر اور چٹنی لاؤ	اِیْتِ طَمَاطِمَ وَ بِرِنُطِة
۲۳۳	کھائیے اور پیجئے	کُلْ وَ اِشْرَبْ
۲۳۴	تولیہ کہاں ہے ؟	اَیْنَ الْمِنْشَفُ
۲۳۵	بل کیا ہے	اَلثَّمَنُ مَاذَا

دوکاندار

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۳۶	جناب عالی! یہ کیا ہے	یَا سَیِّدِیْ۔ مَا هٰذَا
۲۳۷	وہ کیا ہے	مَا ذٰلِكَ
۲۳۸	مہربانی فرما کر چھتری دکھائیے	مِنْ فَضْلِكَ اَرِنِیْ شَمْسِیَّةً
۲۳۹	یہ کہاں کی بنی ہوئی ہے	مِنْ اَیْنَ مَصْنُوْعَةٌ هٰذِهٖ
۲۴۰	اس کی قیمت کیا ہے	مَاذَا ثَمَنَةُ هٰذِهٖ
۲۴۱	آپ اسکی قیمت کیا لیجئے	کَمْ تَاخُذُ
۲۴۲	یہ بہت مہنگی ہے	غَالِیَةٌ جِدًّا
۲۴۳	تمہارے ہاں اسکی کیا قیمت ہے	بِکَمْ یُسَاوِیْ عِنْدَکُمْ
۲۴۴	بہت سستی ہے	رَخِیْصَةٌ جِدًّا
۲۴۵	سلیپر دکھائیے	اَرِنِیْ مَدَاسًا
۲۴۶	بیس گز یہ سفید کپڑا دیجئے	اِیْتِ عِشْرُوْنَ یَرْدًا مِنْ هٰذَا الْقِمَاشِ
۲۴۷	یہ ریشمی ہے یا سوتی	هٰذَا مِنَ الْخَزِّ اَوْ مِنَ الْقُطْنِ
۲۴۸	نرمی سے معاملہ کیجئے	عَامِلْ بِالرِّفْقَةِ
۲۴۹	اسے واپس کیجئے	رُدَّهَا
۲۵۰	تمہیں اختیار ہے	وَالْخِیَارُ اِلَیْكَ
۲۵۱	مٹی کا تیل دے دو۔	اِیْتِ زَیْتَ الْغَازْ
۲۵۲	میرے پاس پیسے نہیں ہیں	لَسْتُ حَامِلًا مَعِیَ فُلُوْسًا
۲۵۳	کیا سائیکل کرایہ پر ملتی ہے	أَتُکْرَیٰ الدَّرَّاجَةُ
۲۵۴	فی گھنٹہ کرایہ کیا ہے۔	کَمْ اُجْرَةٌ لِکُلِّ سَاعَةٍ
۲۵۵	لیجئے اور چلئے	خُذْ وَ امْشِ
۲۵۶	دیجئے	اَعْطِ
۲۵۷	آئیے	تَعَالِ

نمبر شمار	اُردو	عربی
۲۵۸	کیا	اَلْیشْ۔ اَیُّ شَیْءٍ
۲۵۹	کہاں	اَیْنَ۔ فَیْنَ
۲۶۰	اے دھوبی	یَا قَصَّارُ
۲۶۱	سنئے !	اِسْمَعْ
۲۶۲	پسینہ کیوجہ سے میرے کپڑے میلے ہوگئے ہیں	تَوَسَّخَتْ ثِیَابِیْ بِالْعَرَقِ
۲۶۳	میرے پاس کچھ میلے کپڑے ہیں	عِنْدِیْ حَوَائِجُ
۲۶۴	انھیں دھو دو	اِغْسِلْهَا
۲۶۵	دھلے ہوئے کپڑے کب واپس دو گے	مَتٰی تُحْضِرُ الْغَسِیْلَ
۲۶۶	اتوار کو	یَوْمُ الْاَحَدِ
۲۶۷	لو یہ پانچ ہیں	خُذْهَا هِیَ خَمْسَةٌ

حجام

نمبر شمار	اُردو	عربی
۲۶۸	اے حجام	یَا حَلَّاقُ
۲۶۹	میرے بال کاٹ دو	قُصَّ شَعْرِیْ
۲۷۰	میرا سر مونڈ دو	اِحْلِقْ رَأْسِیْ
۲۷۱	میں بالوں میں تیل ڈالنا چاہتا ہوں	اُرِیْدُ اَنْ اُدَهِّنَ شَعْرِیْ
۲۷۲	قینچی کہاں ہے۔	اَلْمِقْرَاضُ فَیْنْ

ڈاکخانہ

نمبر شمار	اُردو	عربی
۲۷۳	بڑا ڈاکخانہ کہاں ہے	اَیْنَ الْبُوْسَطَةُ الْعُمُوْمِیَّةُ
۲۷۴	ڈاکخانہ کب کھلتا ہے	مَتٰی تُفْتَحُ الْبُوْسَطَةُ
۲۷۵	ٹکٹ کہاں ملتے ہیں	مِنْ اَیْنَ تُوْجَدُ الطَّوَابِعُ
۲۷۶	اسے لیٹر بکس میں ڈال دو	اِرْمِهَا فِیْ صُنْدُوْقِ الْبُوْسَطَةِ
۲۷۷	یہ خط رجسٹری کرا کر رسید لاؤ	سَجِّرْ هٰذَا الْمَکْتُوْبَ وَهَاتِ الْوُصُوْلَ
۲۷۸	یہاں ڈاک کتنی مرتبہ تقسیم ہوتی ہے۔	کَمْ مَرَّةً تُوَزَّعُ الْمَکَاتِیْبُ هٰهُنَا

نمبر شمار	اردو	عربی

ہسپتال

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۷۹	ہسپتال کہاں ہے	أَيْنَ الْمُسْتَشْفَى
۲۸۰	کیا ہسپتال کھلا ہے	هَلِ الْمُسْتَشْفَى مُفَتَّحٌ
۲۸۱	ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں	أَيْنَ الدُّكْتُورُ
۲۸۲	جناب عالی - مجھے چوٹ لگی ہے	يَا سَيِّدِي أَصَابَتْنِي ضَرْبَةٌ
۲۸۳	میری طبیعت صبح سے خراب ہے	طَبْعِي مُنْحَرِفٌ مِنَ الصُّبْحِ
۲۸۴	مجھے بخار ہے	أَصَابَتْنِي الْحُمّٰى
۲۸۵	مجھے پیٹ درد ہے	أَصَابَتْنِي وَجَعٌ فِي الْمَعِدَةِ
۲۸۶	مجھے سینہ میں درد ہے	أَصَابَتْنِي وَجَعٌ فِي الصَّدْرِ
۲۸۷	میں تین دن سے مریض ہوں	أَنَا مَرِيضٌ مُنْذُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ
۲۸۸	میں رات بھر جاگتا رہا	سَهِرْتُ اللَّيْلَ كُلَّهُ
۲۸۹	تمہیں کیا تکلیف ہے	مَاذَا أَصَابَكَ
۲۹۰	مجھے سر درد ہے	أَصَابَتْنِي دَوْخَةٌ
۲۹۱	شور نہ کرو	لَا تَجْهَرُوا بِالصَّوْتِ
۲۹۲	اللہ تعالیٰ آپ کو جلد شفا دے	يَشْفِيكَ اللّٰهُ عَاجِلاً

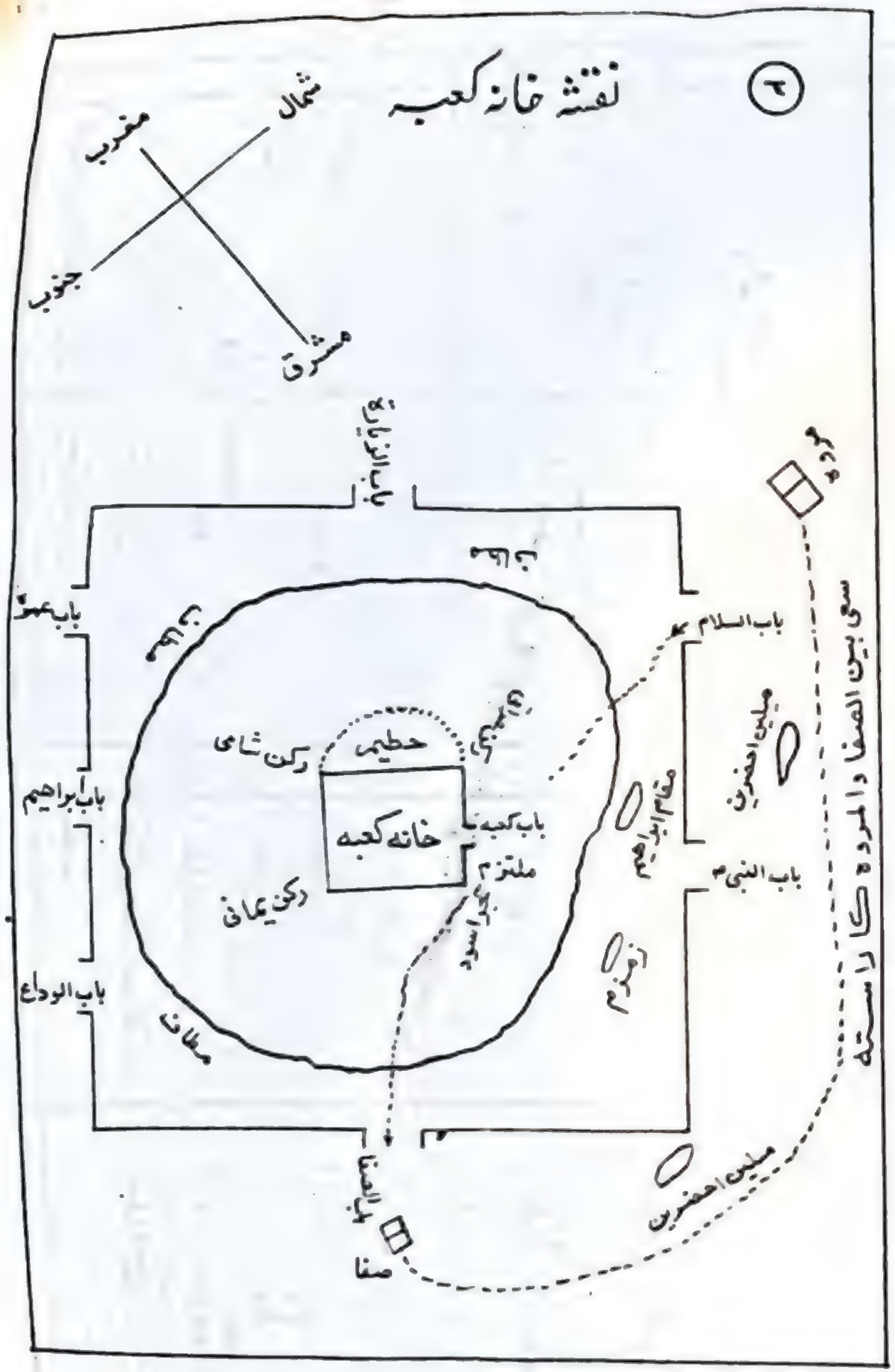
پولیس اسٹیشن

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۹۳	پولیس اسٹیشن کہاں ہے	أَيْنَ الْقَرَاقُولُ
۲۹۴	پولیس افسر کہاں ہے	أَيْنَ رَئِيسُ الضَّابِطَةِ
۲۹۵	اے سپاہی	يَا شُرْطِيُّ
۲۹۶	میرا سامان چوری ہو گیا ہے	سُرِقَ عَفْشِي
۲۹۷	میرا سامان نقصان ہو گیا ہے	ضَاعَ عَفْشِي

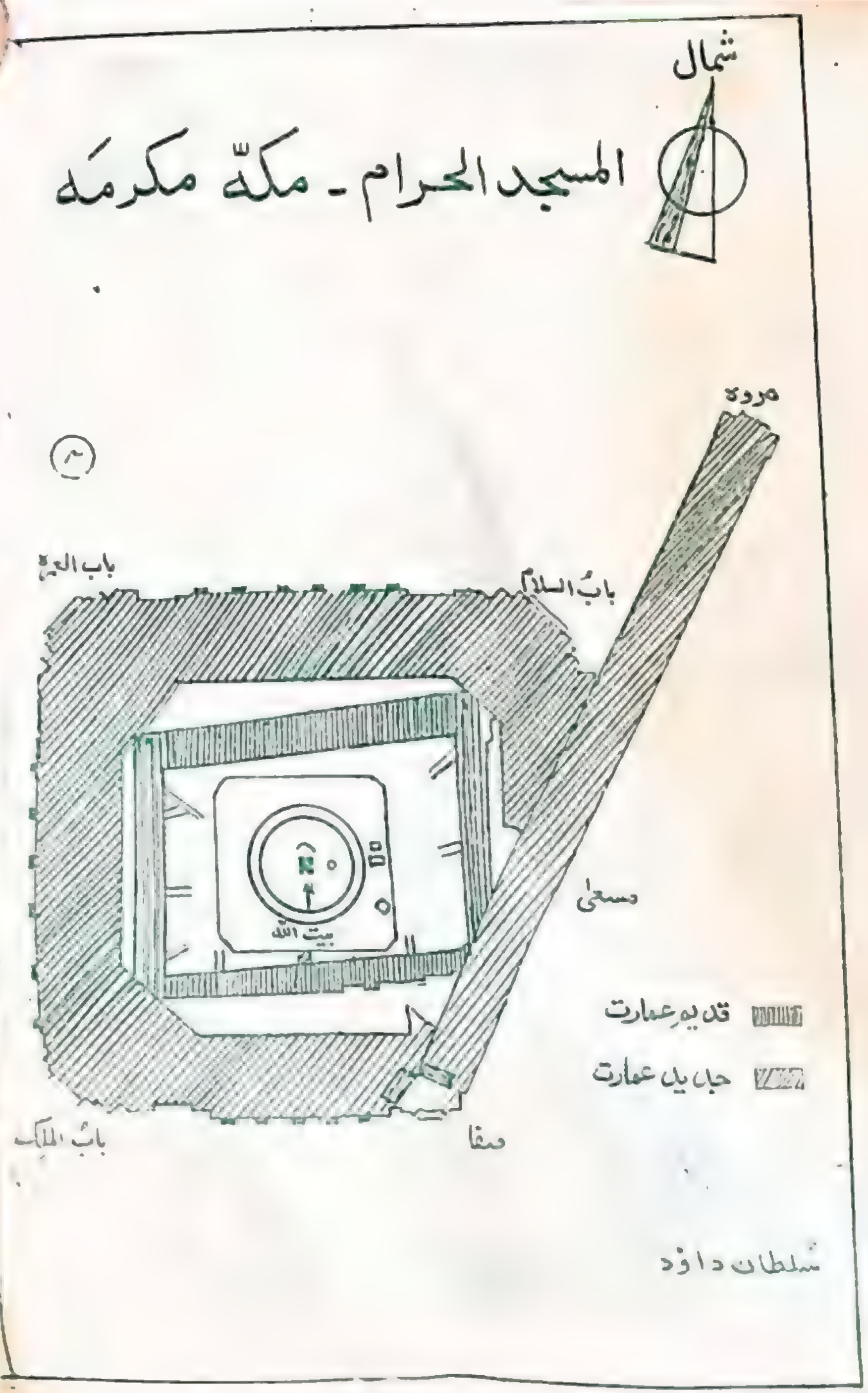
اڈہ بس

نمبر شمار	اردو	عربی
۲۹۸	اے میرے دوست	يَا صَدِيقِي
۲۹۹	آپ کہاں جانا چاہتے ہیں	أَيْنَ تُرِيدُ
۳۰۰	میں مدینہ منورہ جانا چاہتا ہوں	أُرِيدُ السَّفَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ
۳۰۱	بسوں کا اڈہ کہاں ہے ؟	أَيْنَ مَوْقِفُ السَّيَّارَةِ
۳۰۲	ٹیکسیوں کا اڈہ کہاں ہے	أَيْنَ مَوْقِفُ الْأُجْرَةِ
۳۰۳	بس کب جائیگی	مَتٰى تَسِيرُ السَّيَّارَةُ
۳۰۴	ٹکٹ کہاں ملتے ہیں	أَيْنَ تُوجَدُ التَّذَاكِرُ
۳۰۵	اسباب کہاں تلتا ہے	أَيْنَ يُوزَنُ الْعَفْشُ
۳۰۶	قلی کہاں ہے	أَيْنَ الْحَمَّالُ
۳۰۷	مزدوری کیا لو گے	كَمْ تَأْخُذُ الْأُجْرَةَ
۳۰۸	اب کیا ٹائم ہے	كَمِ السَّاعَةُ الْآنَ
۳۰۹	بس چھ بجے جائے گی	تَسِيرُ السَّيَّارَةُ فِي السَّاعَةِ السَّادِسَةِ
۳۱۰	آپ کی گھڑی پیچھے ہے	سَاعَتُكَ مُتَأَخِّرَةٌ
۳۱۱	میری گھڑی آگے ہے	سَاعَتِي مُتَقَدِّمَةٌ
۳۱۲	میں اپنی طرف سے دیر نہیں کرونگا	لَا أَتَأَخَّرُ مِنْ جِهَتِي
۳۱۳	میں جاتا ہوں۔	أَرُوحُ
۳۱۴	ڈرائیور کہاں ہے	أَيْنَ السَّوَّاقُ
۳۱۵	آہستہ چلو	اِمْشِ عَلٰى هَوْنٍ
۳۱۶	راستہ سے ایک طرف ہو جاؤ	تَنَحَّ عَنِ الطَّرِيقِ
۳۱۷	بھائی جان۔ اٹھو چلیں	يَا أَخِي - قُمْ نَذْهَبْ
۳۱۸	ٹھیک بیٹھو	اِجْلِسْ سَوِيًّا
۳۱۹	سوار ہو جائیے	اِرْكَبْ
۳۲۰	اتریئے	اِنْزِلْ
۳۲۱	گاڑی ٹھہرائیے	قِفْ
۳۲۲	خدا حافظ	فِي أَمَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى
۳۲۳	تواضع شرافت کا تاج ہے۔	اَلتَّوَاضُعُ تَاجُ الْمُرُوءَةِ


①
شمال
نقشہ حدودِ میقات
مکہ معظمہ کے چاروں طرف میقات کی
حدیں دکھائی گئی ہیں۔ ان میقات سے
احرام کے بغیر آگے بڑھنا منع ہے۔
مدینہ منورہ
ذوالحلیفہ
ذات عرق
مشرق
قرن منازل
یلملم
جنوب
مکہ مکرمہ
حدیبیہ
رابغ (جحفہ)
مغرب
قلزم
جدہ


②
نقشہ خانہ کعبہ
شمال
مغرب
جنوب
مشرق
باب السلام
باب النبی
باب الوداع
باب ابراہیم
خانہ کعبہ
حطیم
رکن شامی
رکن یمانی
ملتزم
حجر اسود
باب کعبہ
مقام ابراہیم
زمزم
مطاف
میلین اخضرین
سعی بین الصفا والمروۃ کا راستہ
صفا
باب الصفا
مروہ

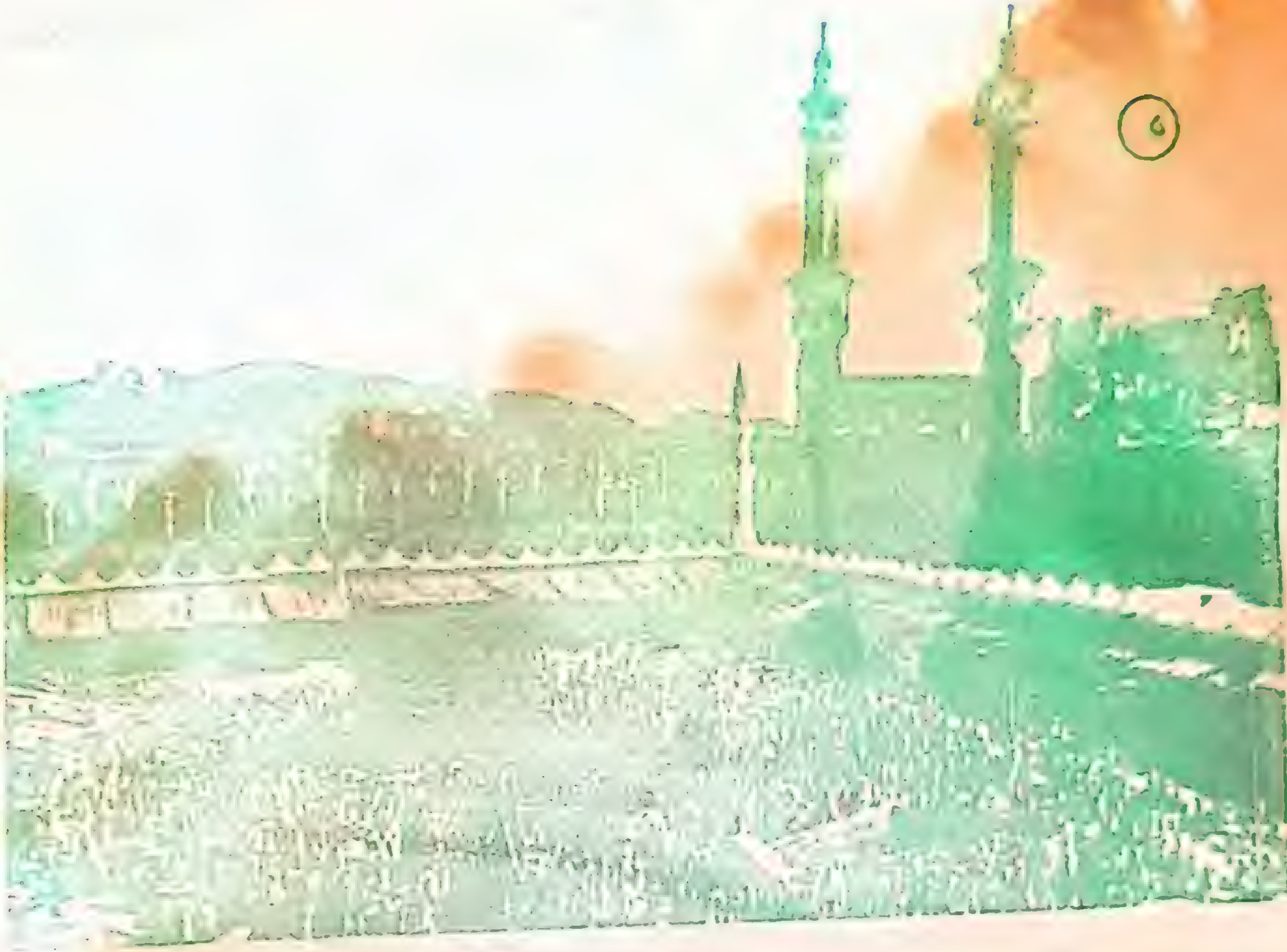
المسجد الحرام - مکہ مکرمہ



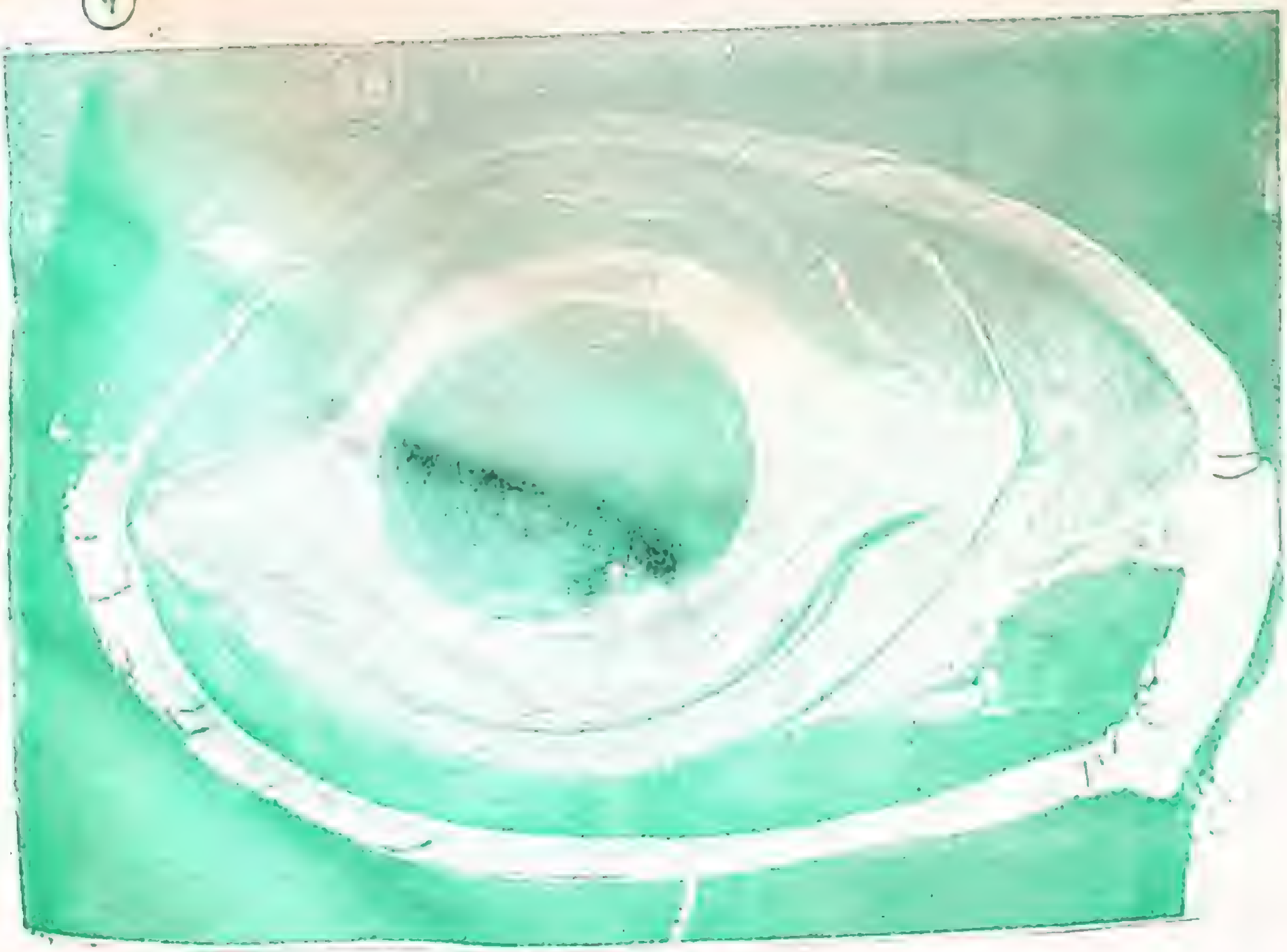


⑥

٥



٦





٨




٩
وادي عرنة

(١٠)



مسجد نمرة

(١١)



(١٢)



قرن [illegible]

(١٣)

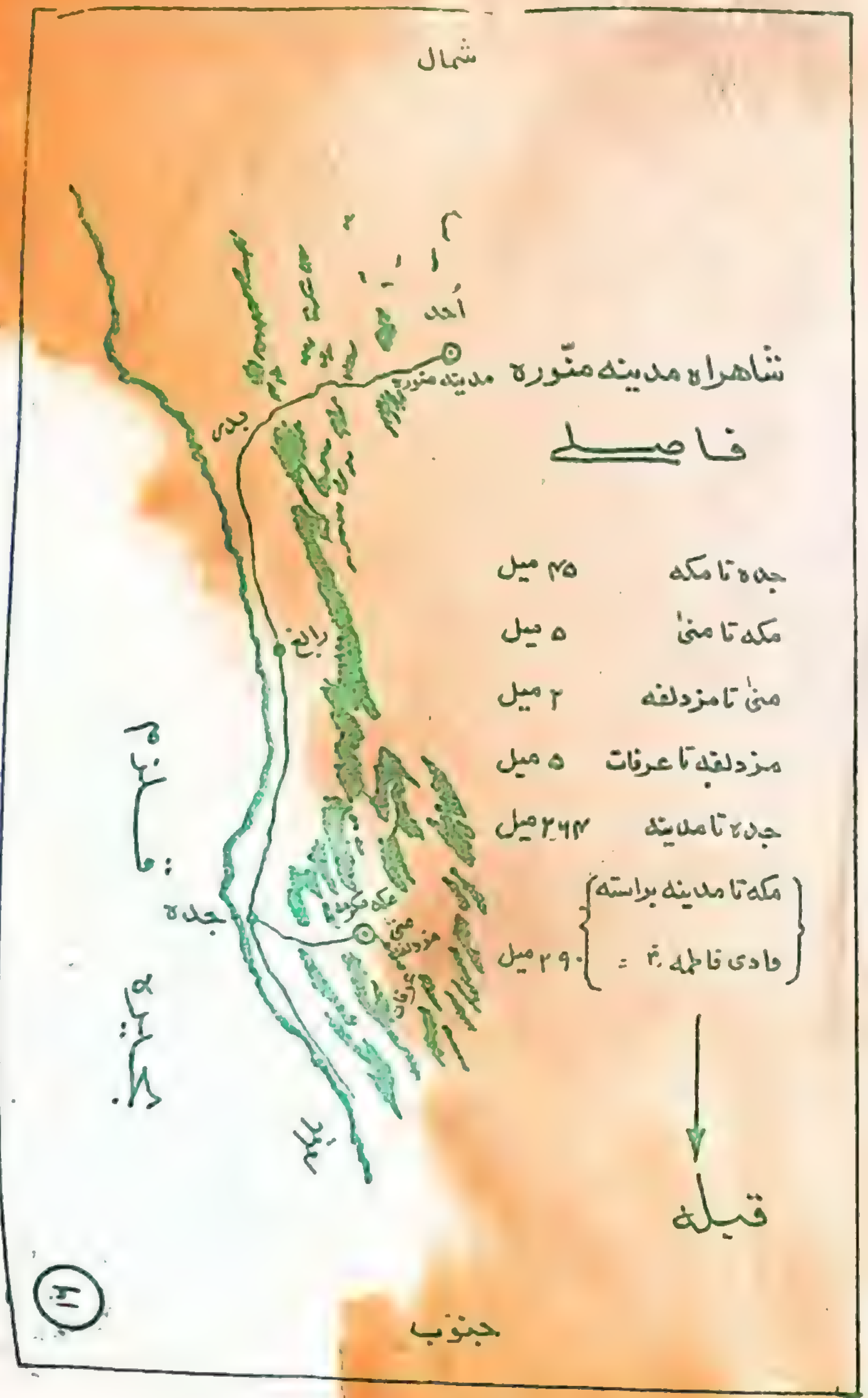


[illegible] مكة المكرمة



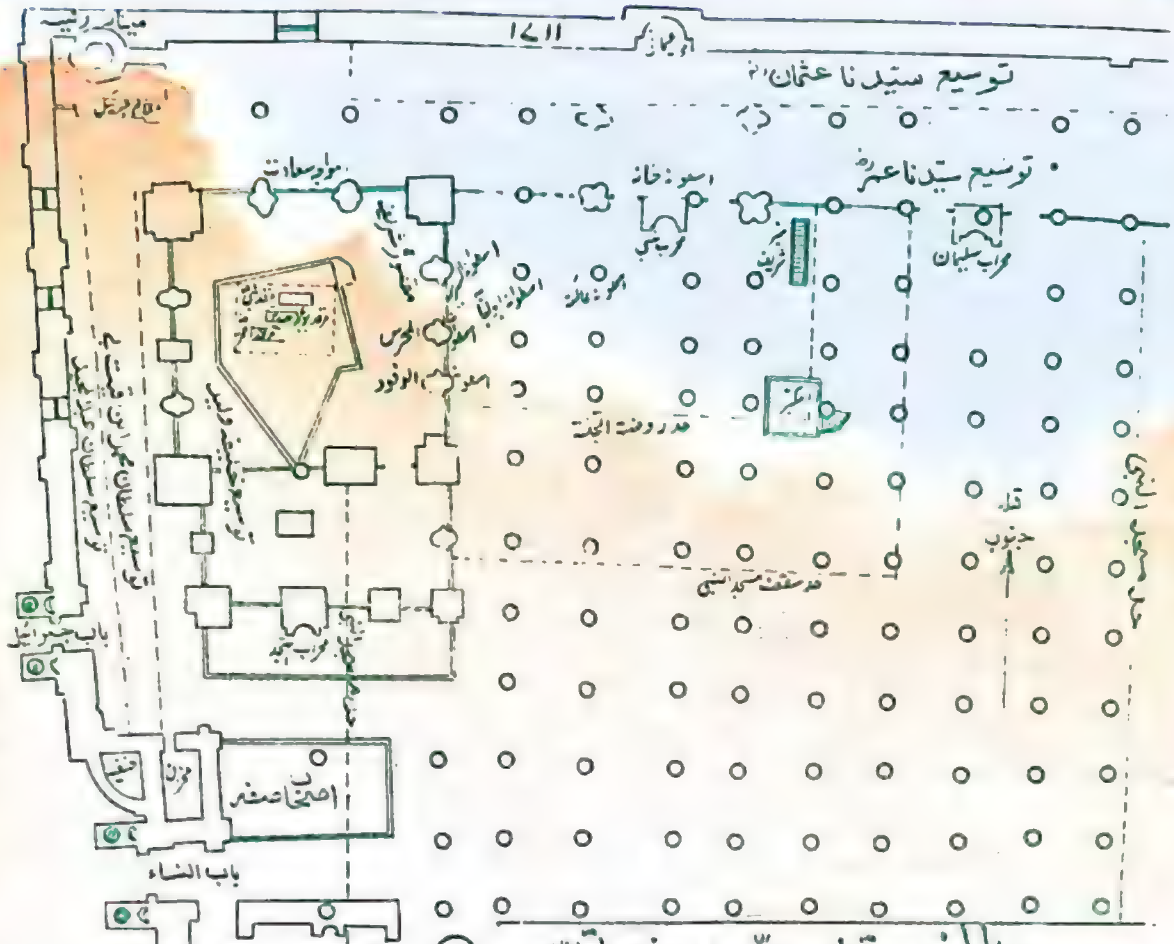
١٥



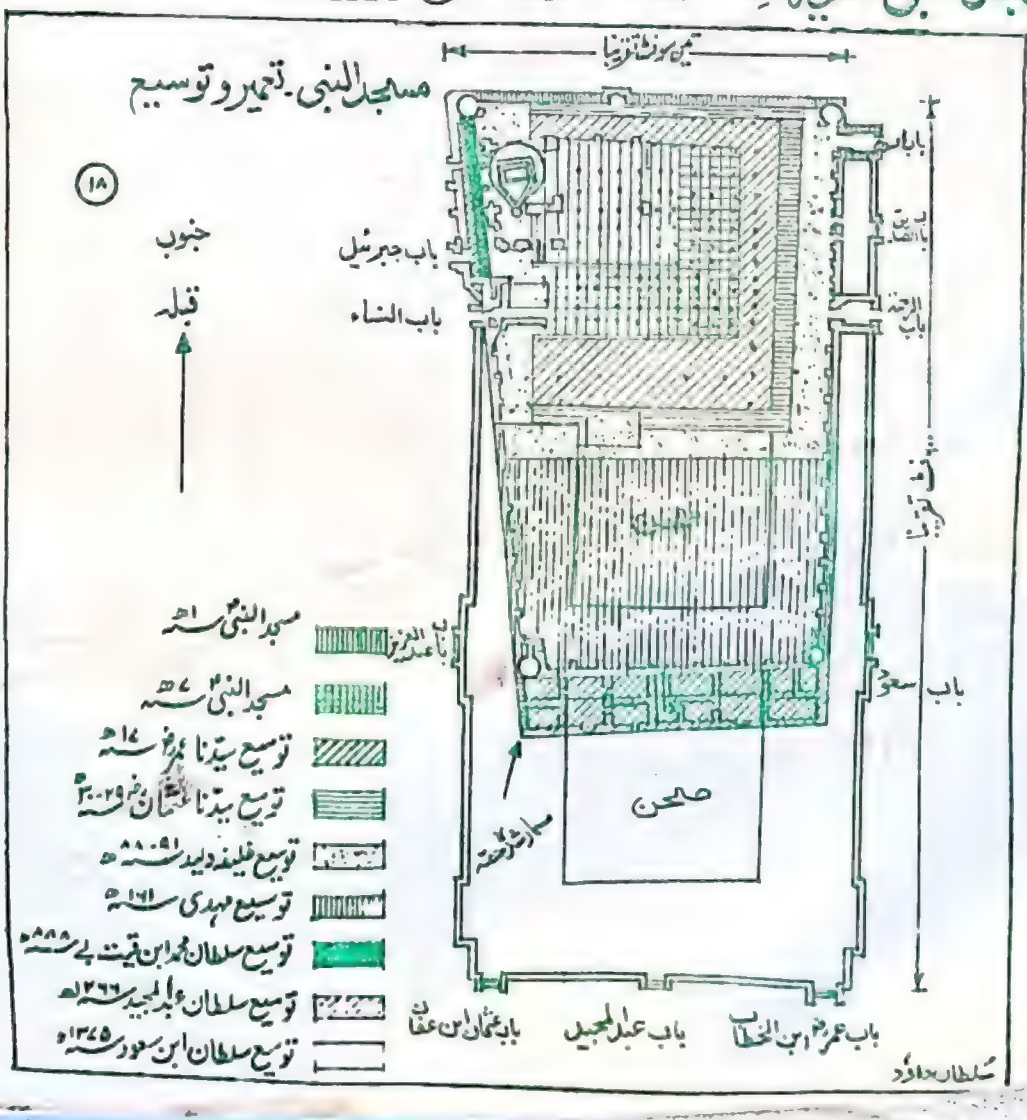

۱۶
شمال
جنوب
شاہراہ مدینہ منورہ
فاصلے
جدہ تا مکہ ۴۵ میل
مکہ تا منیٰ ۵ میل
منیٰ تا مزدلفہ ۲ میل
مزدلفہ تا عرفات ۵ میل
جدہ تا مدینہ ۲۶۴ میل
مکہ تا مدینہ براستہ وادی فاطمہ = ۲۹۰ میل
قبلہ
اُحد
مدینہ منورہ
بدر
رابغ
جدہ
مکہ مکرمہ
منیٰ
مزدلفہ
عرفات
یلملم

۱۷





(١٨) مسجد النبی ۔ قدیم حجرہ و روضہ اقدس



(١٨) مسجد النبی ۔ تعمیر و توسیع

(١٩)



(٢٠)



٢١

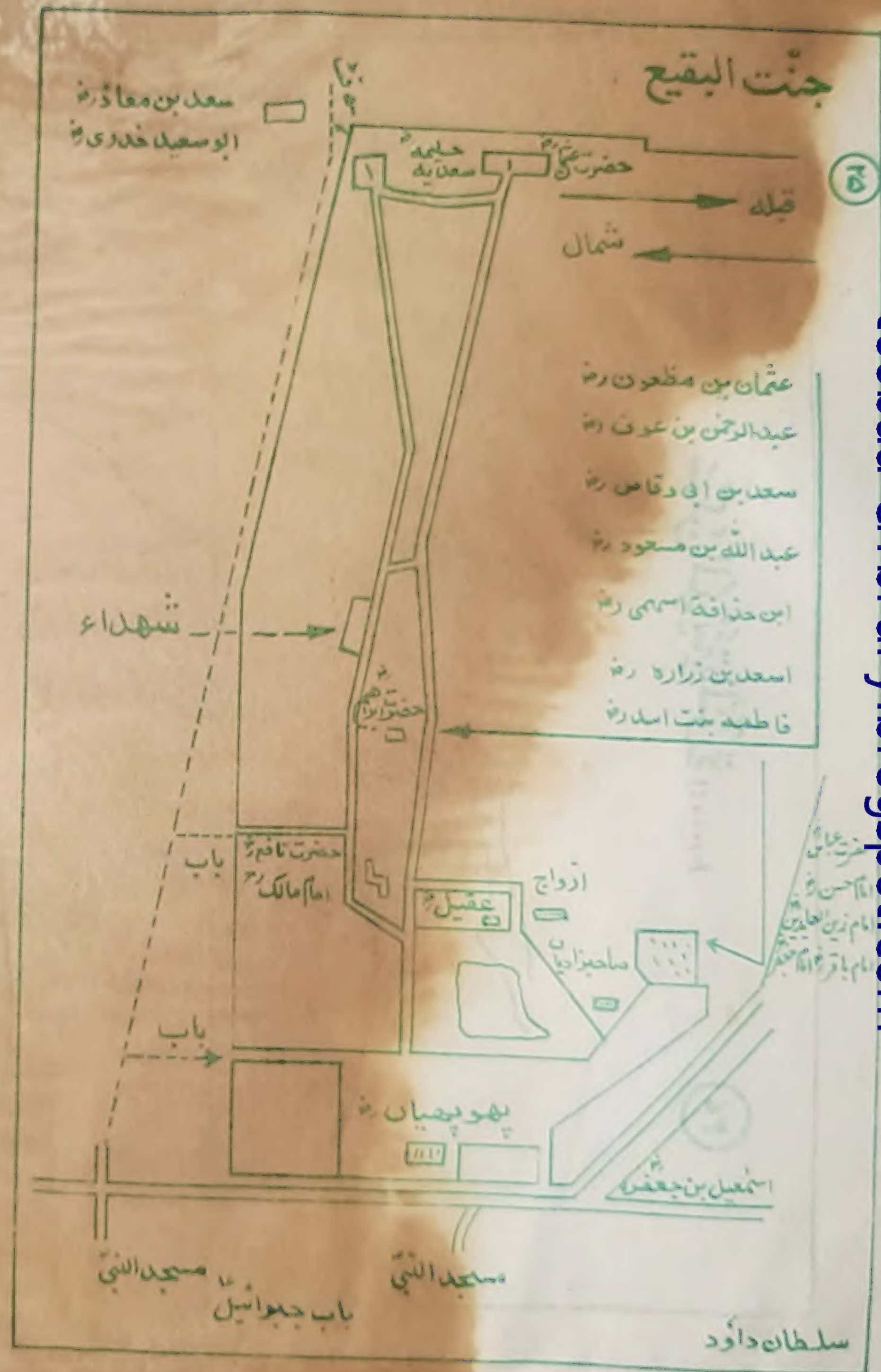


٢٢




٢٣




جنّت البقیع
۲۵
قبلہ
شمال
حضرت عثمان رض
حلیمہ سعدیہ
سعد بن معاذ رض
ابو سعید خدری رض
عثمان بن مظعون رض
عبدالرحمن بن عوف رض
سعد بن ابی وقاص رض
عبداللہ بن مسعود رض
ابن حذافۃ اسہمی رض
اسعد بن زرارہ رض
فاطمہ بنت اسد رض
شہداء
حضرت ابراہیم
حضرت نافع
امام مالک
باب
ازواج
عقیل
صاحبزادیاں
پھوپھیاں
اسمٰعیل بن جعفر
مسجد النبی
باب جبرائیل
سلطان داؤد


۲٦

سکنُ المدینۃِ المنوّرۃ ۱:۱۰،۰۰۰

